من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم اصلاً

علم منطق کی مشکل ترین اور لاجواب کتاب کی پہلی جامع اور آسان ترین شرح

سراج التہذیب

فی حل

شرح التہذیب

افادات

جامع المعقول والمنقول مجتہد فی التدریس ولی کامل

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد منظور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق مہتمم و استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

ضبط و ترتیب

ابوالاحتشام مولانا سراج الحق صاحب

خصوصیات | ترجمہ تشریح | اغراض شارح | فوائد نکات لطیفہ

ادارہ اشاعت الخیر

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

061-4514929,0322-6748121

اضافہ شدہ ایڈیشن

معرَّب

من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم اصلاً

علم منطق کی مشکل ترین اور لاجواب کتاب کی پہلی جامع اور آسان ترین شرح

سراج التہذیب

فی حل

شرح التہذیب

افادات

جامع المعقول والمنقول مجتہد فی التدریس ولی کامل

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد منظور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق مہتمم و استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

ضبط و ترتیب

ابو الاحتشام مولانا سراج الحق صاحب

خصوصیات | ترجمہ تشریح | اغراض شارح | فوائد نکات لطیفہ

ناشر ادارہ اشاعت الخیر

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

061 4514929 0322 6748121

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــــــ سراج التہذیب فی شرح التہذیب

افادات: ـــــــــــ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد منظور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

ضبط و ترتیب: ـــــــــــ ابو الاحتشام مولانا سراج الحق صاحب

ناشر: ـــــــــــ ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

ملنے کے پتے

☆ ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0300-7301239 , 061-4514929

مکتبہ حقانیہ۔ملتان 061-4541093 · مکتبہ رحمانیہ۔لاہور 042-37355743 · ادارہ تحقیقات۔لاہور 0333-4380927
مکتبہ امدادیہ۔ملتان 061-4544965 · مصباح العلم۔لاہور۔ 0301-4416280 · مکتبہ قاسمیہ لاہور 0321-4220554
کتب خانہ مجیدیہ۔ملتان 061-4543841 · دار الکتاب لاہور۔ 0321-4245355 · مکتبہ عائشہ لاہور 0300-9233714
شمع بک ایجنسی لاہور 0323-4413707 · مکتبہ سید احمد شہید لاہور ☆ مکتبہ الحرمین لاہور · مکتبہ عشرہ مبشرہ، لاہور 0300-6175026
مکتبہ عمر فاروق کراچی ☆ قدیمی کتب خانہ کراچی · مکتبہ المقیت۔کراچی 0307-8956022 · مکتبہ الندوہ کراچی 0321-8936511
مکتبہ دار البشار کراچی 0334-2659744 · مکتبہ اصلاح تبلیغ حیدر آباد · مکتبہ عثمانیہ پنڈی 0333-5141413
مکتبہ انعامیہ کراچی 0343-2288277 · مکتبہ لدھیانوی کراچی ☆ کتب خانہ اشرفیہ کراچی · ادارۃ الرشید کراچی ☆ ادارہ الانور کراچی
زمزم پبلشر کراچی 0300-2082059 · مکتبہ منظور الاسلامیہ علی پور 0303-6585871 · مکتبہ محمودیہ کبیر والا 0308-7888981
مکتبہ صفدریہ گوجرانوالا 0300-7463292 · مکتبہ الامہ رحیم یار خان · رعائتی کتب خانہ خانپور کٹورہ
مکتبہ الحرمین بکھر ☆ مکتبہ عمر فاروق پشاور · اسلام پبلشر کراچی 0321-3909513 · مکتبہ العارفی فیصل آباد 0300-6621421
مکتبہ العریش لیہ 0304-1212084 · دار الاخلاص پشاور 0300-5831992 · ادارہ اشاعت الخیر علی پور 0333-7674684
مکتبہ زکریا ڈیرہ غازیخان ☆ مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد · مکتبہ عثمانیہ جتوئی 0301-2024778 · مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ☆ مکتبہ فریدیہ پنڈی
مکتبہ صفدریہ بہاولپور 0301-7790908 · ادارہ الخیر، احمد پور شرقیہ 0304-6313253 · اسلامی کتب خانہ کوٹ ادو
مکتبہ النور، رائے ونڈ ☆ مکتبہ الاحمد، ڈیرہ اسمٰعیل خان · الحذیفہ کتب خانہ لدھانہ ☆ مکتبہ فاروق اعظم داجل · مکتبہ المظاہر کوٹ ادو 0333-6003070
اسلامی کتب خانہ تونسہ 0331-6464456 · مکتبہ حقانیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان 0346-5435446

آئینہ مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	انتساب	8
2	سراج التہذیب اہل علم کی نظر میں	9
3	مختصر تذکرہ حضرت مولانا محمد منظور الحق نور اللہ مرقدہ	15
4	حضرت والا کی وفات پر ایک شاگرد میاں غلام رسول عباسی صاحب کے تأثرات	17
5	پیش لفظ	19
6	ابتدائی مقدمہ	21
7	تسمیہ وتحمید سے ابتدا کرنے کی وجہ	27
8	حدیث تسمیہ وتحمید میں تعارض اور اس کے جوابات	30
9	حمد کی تعریف، فوائد قیود اور اعتراض وجوابات	32
10	مدح اور شکر کی تعریف اور ان کے درمیان تعلق	33
11	لفظ اللہ کی تحقیقات	35
12	ہدایت کی تعریف اور اس کے معنی میں اختلاف	38
13	سواء الطریق کا معنی اور مصداق	41
14	لنا ظرف کے متعلقات اور ماھو الراجح	43
15	توفیق کا لغوی اور اصطلاحی معنی	46
16	لفظ صلوۃ کی بحث	46
17	لفظ هدی کی تراکیب اور ان پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات	50
18	لفظ آل کی تحقیق	55
19	لفظ اصحاب کی تحقیق	56

Marfat.com

20	لفظ بعد کی اعرابی حالتوں کا بیان	61
21	فھذا میں حرف فاء کی تحقیق	63
22	ھذا کے مشار الیہ کی تحقیق	64
23	لفظ سیما کی تحقیق	73
24	القسم الاول فی المنطق	75
25	القسم الاول پر ایک اعتراض اور اس کے پینتیس ۳۵ جوابات	80
26	لفظ مقدمہ کی تحقیق	84
27	علم کی تعریف	87
28	تصدیق میں مناطقہ کا اختلاف	92
29	تصور اور تصدیق کی اقسام	97
30	نظر وفکر کی تعریف	98
31	احتیاج الی المنطق	101
32	لفظ قانون کی تحقیق	102
33	مطلق موضوع کی تعریف	104
34	دلالت کی بحث	110
35	دلالت کی لغوی واصلاحی تعریف	110
36	دلالت کی اقسام	111
37	لزوم کی اقسام	113
38	دلالت مطابقی وتضمنی اور التزامی کے درمیان نسبت	115
39	مفرد ومرکب کی تعریف	118
40	استفادہ کی تعریف اور اسکی اقسام	127

Marfat.com

41	مشترک کی تعریف اور فوائد وقیود	135
42	کلی وجزی کی تعریف	137
43	افراد کے اعتبار سے کلی کی اقسام	137
44	دوکلیوں اوران کی نقیضوں کے درمیان نسبت	142
45	جزئی اضافی کی تعریف	154
46	کلیات خمس	197
47	جنس کی تعریف اوراس کی اقسام	160
48	نوع کی تعریف اوراس کی اقسام	165
49	نوع حقیقی اوراضافی میں نسبت	166
50	اجناس اورانواع کی ترتیب	171
51	فصل کی تعریف اوراس کی اقسام	175
52	خاصہ اورعرض عام کی تعریف	185
53	لازم کی باعتبار تصور ملزوم کے اقسام	190
54	مفہوم کلی کا بیان	193
55	تعریف کی تعریف اوراس کی شرائط	202
56	تعریف لفظی	209
57	فصل فی التصدیقات	210
58	قضیہ کی تعریف اوراس کے اجزاء	211
59	قضیہ شرطیہ کی تعریف	216
60	قضیہ حملیہ کی باعتبار موضوع کے اقسام	219
61	محصورات اربعہ	221
62	بحث قضیہ معدولہ اور محصلہ	226

Marfat.com

63	قضایا موجہات	228
64	نقشہ قضایا موجہ بسائط بمعہ امثلہ	237
65	قضایا مرکبات کے متعلق چھ فوائد	240
66	نقشہ تقییدات موجہات مرکبات	248
67	نقشہ قضایا موجہ مرکبہ بمعہ امثلہ	253
68	شرطیہ متصلہ کی تعریف اور اقسام	258
69	قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تعریف اور اسکی اقسام	260
70	نقشہ امثلہ احتمالات قضیہ شرطیہ متصلہ ومنفصلہ	272
71	بحث التناقض	275
72	قضایا بسائط کی نقیض	283
73	نقشہ نقائض قضایا موجہ بسائط بمعہ امثلہ	286
74	مرکبات کلیات کی نقائض	289
75	نقشہ نقائض مرکبات کلیات بمع امثلہ	291
76	مرکبات جزئیات کی نقائض	295
77	نقشہ نقائض مرکبات جزئیات بمعہ امثلہ	297
78	عکس مستوی	300
79	دلیل خلفی کی تعریف	305
80	موجہات موجبات کا عکس	307
81	ممکنتین کے عدم انعکاس کی تفصیل	314
82	نقشہ عکس مستوی قضایا موجہہ مرکبات موجبات	317
83	موجہات سوالب کا عکس مستوی	319
84	نقشہ عکس مستوی قضایا موجہہ بسائط سوالب	323

Marfat.com

85	نقشہ خلاصہ عکوس موجبات وسوالب	325
86	عکس نقیض	328
87	نقشہ خلاصہ عکس نقیض موجبات وسوالب	334
88	تفصیل دلیل افتراضی	338
89	قیاس کی تعریف اور فوائد قیود	342
90	شکل اول کے نتیجہ دینے کی شرائط	352
91	شکل اول کی ضروب منتجہ	354
92	نقشہ شکل اول	356
93	شکل ثانی کی شرائط	358
94	شکل ثانی کی ضروب منتجہ	362
95	نقشہ شکل ثانی	363
96	شکل ثانی کی ضروب منتجہ کے دلائل	365
97	شکل ثالث کی شرائط	367
98	شکل ثالث کی ضروب منتجہ	369
99	نقشہ شکل ثالث	371
100	شکل ثالث کی ضروب منتجہ کے دلائل	372
101	شکل رابع کی شرائط	374
102	شکل رابع کی ضروب منتجہ	378
103	نقشہ شکل رابع	379
104	نقشہ اشکال اربعہ صور صحیحہ وغیر صحیحہ	380
105	شکل رابع کی ضروب منتجہ کے دلائل	381

Marfat.com

انتساب

میں اس کتاب کو اپنے

محسن ومربی حضرت والد ماجد، مجتہد فی التدریس، جامع المعقول والمنقول، رأس الاتقیاء، ولی کامل

حضرت مولانا محمد منظور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق مہتمم واستاذ الحدیث دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال

اور

اپنے عظیم چچا مربی استاذ العلماء ولی کامل الشیخ

حضرت مولانا ظہور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

استاذ الحدیث دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال

کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی محبت وشفقت ومقبول دعاؤں کی برکت سے احقر کو تعلیم وتدریس وتالیف کی سعادت نصیب ہوئی اور صراطِ مستقیم کی راہنمائی حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ اس استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

Marfat.com

سراج التہذیب اہل علم کی نظر میں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆رائے گرامی☆

رئیس الاتقیاء استاذ العلماء حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ
مہتمم جامعہ عربیہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی

شرح تہذیب کی اردو شرح سراج التہذیب مرتبہ مولانا سراج الحق ابن مولانا محمد منظور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس دار العلوم عید گاہ کبیر والا کے چند مقامات دیکھے ہیں، جو نہایت شگفتہ الفاظ رواں عبارت سہل الفہم ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے حضرت مولانا منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ مسائل کی پوری تشریح توضیح فرمایا کرتے تھے ان کے ابن کا بھی وہی طریقہ ہے ''الولد سر لابیہ'' کا پورا مظاہرہ ہے۔ مدرسین اور طلباء کیلئے نہایت مفید ہے اللہ تعالیٰ مرتب کی سعی کو قبول فرمائے اور علماء وطلباء میں کتاب مذکورہ کو قبولیت وافادیت عطاء فرمائے۔ آمین

منظور احمد نعمانی عفی عنہ
مدرس مدرسہ حبیب آباد طاہر والی
ضلع بہاولپور

Marfat.com

☆رائے گرامی☆

استاذ العلماء وکیل احناف حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ العالی

استاذ الحدیث ورئیس شعبہ الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

باسمہ تعالی

امابعد! حضرت مولانا سراج الحق صاجب مدظلہ العالی نے اپنے والد مکرم ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ استاذی المکرّم حضرت مولانا منظور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی علمی میراث کی حفاظت کا ارادہ آپ کی درسی تقاریر کی اشاعت کی صورت میں فرمایا ہے۔جسکی کی پہلی کڑی شرح تہذیب کی درسی تقریر کی اشاعت ہے مولانا کا حضرت نور اللہ مرقدہ کی روحانی اولاد پر بہت بڑا احسان ہے کہ ان کا طرز تعلیم جس کی وجہ سے پہاڑ جیسے ثقیل مضامین بھی موم کی طرح نرم ہوکر مخاطب کے ذہن میں خوبصورت پیرایہ میں منقش ہو جائیں ایک دفعہ پھر زندہ ہوکر طلبہ بلکہ اساتذہ فن کی کشتی کو بھی بھنور کو نکال دے۔

بندہ نے تقریر کی کمپوزنگ کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا ترتیب وتصحیح میں اچھی محنت کی ہے اگر چہ شرح تہذیب وفاقی امتحانی نصاب میں داخل نہیں ہے مگر اس تقریر کے مطالعہ سے فن پر عبور حاصل کرنے میں کافی معاونت ہوگی اہل فن سے بالخصوص حضرت کے تلامذہ سے امید قوی ہے کہ اس کی قدر دانی کریں گے اللہ تعالی حضرت مولانا سراج الحق صاحب مدظلہ کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشیں اور ان کیلئے اور حضرت استاذ جی المکرّم کیلئے اس کو صدقہ جاریہ بنائیں اسی طرح حضرت نور اللہ مرقدہ کے بقیہ علمی جواہر پاروں کو بھی منظر عام پر لانے کی مولانا سراج الحق صاحب کو توفیق ارزانی عطا فرمائیں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

کتبہ

محمد انور اوکاڑوی عفا اللہ عنہ

Marfat.com

☆رائے گرامی☆

استاذ العلماء امام الصرف والنحو حضرت مولانا محمد اشرف شاد صاحب نور اللہ مرقدہ

مہتمم جامعہ اشرفیہ مانکوٹ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! بندہ نے چند مقامات سے تقریر دلپذیر استاذ جی المکرّم جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد منظور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی شرح التہذیب پڑھی دل خوش ہوا۔ عام طور پر اغراض شرح تہذیب کو سمجھنا دشوار ہوتا ہے اس تقریر میں ماشاء اللہ اغراض کو خوب وضاحت سے بیان کیا ہے امید قوی ہے کہ یہ تقریر معلمین و متعلمین کیلئے مفید ثابت ہوگی۔

عزیز برادر حضرت مولانا محمد سراج الحق صاحب ابن حضرت علامہ مولانا محمد منظور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم حضرات پر احسان کیا ہے۔ اہل علم اس سے خوب فائدہ اٹھائیں۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت صاحبزادہ مولانا محمد سراج الحق صاحب مدرس دارالعلوم کی اس کاوش کو قبول فرما کر مزید ہمت وخلوص نصیب کرے آمین

فقط

محمد اشرف شاد

کبیروالا

Marfat.com

☆رائے گرامی☆

راس الاتقیاء استاذ العلماء حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مدظلہ العالی

مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدارس عربیہ میں پڑھائی جانے والی درس نظامی کی مشہور کتاب شرح تہذیب کی اردو شرح ''سراج التھذیب فی حل شرح التھذیب'' مرتبہ صاحبزادہ حضرت مولانا سراج الحق صاحب سلمہ اللہ ابن شہنشاہ تدریس شیخ المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد منظور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند صفحات دیکھے۔

حضرت الاستاذ کا جو خصوصی انداز تدریس تھا تقطیع عبارت اور مشکل مسائل کو سمجھانے کے لئے تمہیدی مقدمات وغیرہ، شرح مذکور اس سے مرصع ومزین ہے۔ یہ شرح منطق کی ادق کتاب شرح تہذیب کے حل کے لئے واقعۃً سراج منیر اور معلمین حضرات وطلبہ کرام کے لئے عظیم علمی تحفہ ہے۔

حق تعالیٰ شانہ عزیزم صاحبزادہ کی اس محنت کو قبول فرمائے اور حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مغفرت کاملہ کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

ارشاد احمد عفی عنہ

دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال

Marfat.com

☆رائے گرامی☆

استاذ العلماء امام الصرف والنحو حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی صاحب زید مجدہم
شیخ الحدیث جامعہ رحیمیہ ملتان ومہتمم جامعہ حفصہ للبنات جھنگ موڑ مظفر گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

اما بعد! استاذ نا المعظم جامع الکمالات شہنشاہ تدریس حضرت علامہ مولانا محمد منظور الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کا نام سنتے ہی آنکھیں عقیدت ومحبت سے جھک جاتی ہیں حق تعالیٰ شانہ نے حضرت اقدس کو تدریس میں اجتہادی شان عطا فرمائی تھی مشکل سے مشکل ترین مقام ایک چٹکی میں ہی سمجھا دیتے تھے بلا شک وشبہ تدریس وتفہیم آپ کے گھر کی لونڈی تھی طلبہ آپ کی تقریر کو ضبط کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ آپ کے الفاظ من وعن نقل کر لئے جائیں آپ کے ہر سبق کی کاپی تیار ہو جاتی اور پھر طلبہ اور اساتذہ اس سے استفادہ کرتے میرے پاس بھی حضرت کی بیضاوی شریف کی تقریر اور شرح عبد الغفور کی تقریر محفوظ ہے جو بندہ نے درسگاہ میں بیٹھ کر ضبط کی تھی جس سے بہت سے احباب استفادہ کر چکے ہیں فللّٰہ الحمد

شدید ضرورت تھی کہ حضرت اقدس کے ان جواہر پاروں کو کتابی شکل دیکر علماء وطلبا کے استفادے کیلئے شائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت کے علمی جانشین عزیز القدر صاحبزادہ مکرم حضرت مولانا سراج الحق زید مجدہ استاذ الحدیث دار العلوم عیدگاہ کبیر والا کو کہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے حضرت اقدس قدس سرہ کے ان شہ پاروں کو شائع کر کے علماء، مدرسین وطلباء پر احسان عظیم فرمایا ہے اور ان شاء اللہ العزیز اب یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

دعا ہے حق تعالیٰ شانہ صاحبزادہ مکرم کی محنت کو قبول فرما کر حضرت اقدس کیلئے صدقہ جاریہ بنائے آمین

عبد الرحمٰن جامی

دار العلوم رحیمیہ

Marfat.com

☆رائے گرامی☆

فخر الاماثل حضرت مولانا ابوالطاہر شمس الحق قمر صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق مہتمم جامعہ شمسیہ گگڑ ہٹہ روڈ طاہر آباد کبیروالا ضلع خانیوال

وفخر الاماثل حضرت مولانا قاری افتخار الحق شاہد صاحب مدظلہ العالی

نائب مہتمم جامعہ شمسیہ گگڑ ہٹہ طاہر آباد کبیروالا ضلع خانیوال

امابعد! قبلہ والد محترم نور اللہ مرقدہ کو خداوند عالم نے تدریس کا بادشاہ بنایا تھا جن کا فیض الحمدللہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں بلواسطہ یا بلاواسطہ پھیلایا ہوا ہے ان کے علمی جواہر پارے آج تک شاگردوں کے پاس قلمی نسخوں کی شکل میں موجود رہے ہیں جن سے کسب فیض مخصوص طبقہ ہی میں بند ہو کر رہ گیا تھا۔

مدت سے یہ دلی خواہش تھی کہ حضرت والد صاحب کی شروحات اور علمی مواد کو افادہ عام کیلئے طبع کروایا جائے مگر مجبوریاں آڑے آتی رہیں اب برادر مکرم مولانا سراج الحق صاحب طول عمرہ وعلمہ نے اس جمود کو توڑ کر نہایت ہی خوشی کا سامان پیدا کیا ہے اور منطق کی شہرہ آفاق کتاب شرح تہذیب شامل درس نظامی پر حضرت والد صاحب کی تقریر کو مرتب کیا ہے۔ چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا نہایت خوشی ہوئی اور برادر مکرم "الولد سر لابیہ" کے صحیح مصداق نظر آئے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمام مدرسین اور طلباء کیلئے نافع بنائے اور بھائی صاحب کو علمی اور عملی میدان میں خوب ترقیات عطا فرمائے اور قبلہ والد صاحب کی بلندی درجات اور مغفرت کاملہ کا ذریعہ بنائے۔

خلاق عالم ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ابوطاہر شمس الحق قمر

افتخار الحق شاہد

Marfat.com

مختصر تذکرہ

رئس الاتقیاء ولی کامل جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد منظور الحق نور اللہ مرقدہ

استاذ الحدیث وسابق مہتمم دار العلوم کبیر والا

نام ونسب:۔ آپ کا نام اور نسب نامہ یوں ہے۔ محمد منظور الحق ؒ بن نور الحق ؒ بن احمد دین ؒ بن محمد امین ؒ بن محمد اسلام ؒ بن ممدوح ؒ بن اللہ وسایا ؒ بن درگاہی ؒ۔ درگاہی کے نیچے تمام اجداد اپنے اپنے وقت کے بڑے علماء میں سے تھے۔

آپکی قوم ''دانگھی'' ہے اسکا مطلب ہے انوکھے بزرگ۔ کیونکہ آپکے خاندان کے اکثر افراد اولیاء اللہ اور بزرگ ترین ہستیاں تھیں۔

آپ کے والد مولانا نور الحق ؒ نے اپنے پیرومرشد حضرت مولانا عبد اللہ ؒ صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں سے آپ کی پیدائش سے قبل بیٹے کیلئے دعا کروائی انہوں نے دعاء کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائیں گے جو ایک جید عالم ہوگا اور اس کی پنڈلی پر کالا نشان ہوگا۔ بعد ازاں حضرت والا مولانا محمد منظور الحق پیدا ہوئے اور آپ کی پنڈلی پر کالا نشان بھی موجود تھا۔

تعلیم:۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت مولانا نور الحق نور اللہ مرقدہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے چچا حضرت مولانا عبد الخالق نور اللہ مرقدہ سے کئی کتب پڑھیں۔ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند سے کیا۔

اساتذہ کرام:۔ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ صاحب، حضرت مولانا اعزاز علی ؒ صاحب، حضرت مولانا قاری محمد طیب ؒ صاحب، حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری ؒ صاحب، حضرت مولانا سید اصغر حسین ؒ صاحب، حضرت مولانا رسول خان ؒ صاحب، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی ؒ صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے علم کے کوہ گراں شامل ہیں۔

تدریس:۔ دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ ریاض الاسلام مگھیانہ شہر جھنگ اور مدرسہ عربیہ محمدیہ نڑھال میں تدریس کی۔ اس کے بعد اپنے چچا مولانا عبد الخالق نور اللہ مرقدہ کے دار العلوم کبیر والا کی بنیاد رکھنے کے بعد یہاں مدرس ہوئے اور تا زندگی دار العلوم سے وابستہ رہے۔

****

Marfat.com

آپ تدریس کے بادشاہ تھے، چٹکیوں میں بات سمجھاتے، باحوالہ بات کرنے کی عادت تھے، طالب علموں کے سوالات پر انتہائی خوش ہوتے اور باحوالہ مکمل تشفی فرماتے، مشکل سے مشکل بات کو تمہیدی مقدمات کے ذریعے بالکل آسان بنادیتے، تقطیع عبارت اور اغراضِ مصنف کو بیان کرنا آپکا خصوصی شعار تھا۔ ادب وسلیقہ ان گھٹی میں پڑا ہوا تھا صرف ونحو ان کی لونڈیاں اور منطق ان کی کنیز تھی حدیث کا درس دیتے تو علم کا ایک بحر بے کراں موجیں مارتا۔ ہر بات دل سے نکلتی اور دل پر اثر کرتی تھی۔

بحیثیت مہتمم دارالعلوم کبیر والا:۔ دارالعلوم کبیر والا کی بنیاد حضرت مولانا عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ مدرس دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۵۲ء میں رکھی۔ اپنی علمی وانتظامی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ادارہ کو ایک مقام عطا کیا حضرت مرحوم کی شادی نہ تھی انہوں نے اپنے دونوں بھتیجوں حضرت مولانا محمد منظور الحق" اور حضرت مولانا ظہور الحق" کو اپنا بیٹا بنایا اور ادارہ کے نشو ونما میں اپنے ساتھ رکھا۔ حضرت مولانا عبد الخالقؒ صاحب نے اپنی زندگی ہی میں مولانا منظور الحقؒ کو اپنا جانشین بنادیا اور وہ نائب مہتمم اور ناظم کے طور پر ان کی زندگی میں کام کرتے رہے۔ اور تادم وفات نائب رہے پھر ان کی وفات کے بعد اہتمام ان کے سپرد ہوا۔ اپنے آٹھ سالہ دورِ اہتمام میں ادارہ کی وہ خدمات سرانجام دیں اور تعلیمی میدان میں وہ ترقی دی کہ اس کے اثرات آج تک بحمد اللہ موجود ہیں ادارہ کو بام عروج تک پہنچایا۔ اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کی بناپر دارالعلوم میں وہ تدریسی نظام جاری فرمایا جس سے بڑے بڑے مدرس و محدث پیدا ہوئے۔ دارالعلوم کا یہی وہ اساسی دور تھا جس کی وجہ سے آج تک دنیا میں دارالعلوم کا نام روشن ہے۔

حضرت کے اخلاص اور للہیت کی عظیم نظیر اور دارالعلوم کیلئے سب کچھ قربان کرنے کے جذبے کی مثال یہ ہے کہ جب دارالعلوم کبیر والا میں قائم سکول گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لئے جس سے دارالعلوم کا ایک وسیع رقبہ حکومت کی تحویل میں چلا گیا تو حضرت والا جن کو دارالعلوم کے مفاد کا جنون تھا انہوں نے راتوں رات مسجد کے ہال والی جگہ اور مدرسۃ البنات کی دو کنال جگہ پر قبضہ کیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ دونوں چیزیں دارالعلوم کی شدید ضرورت ہیں۔ بعد میں جب چند شرپسند عناصر نے اس قبضہ کو ختم کرانا چاہا تو حضرت والا نے ایثار کی عظیم مثال پیش کی دارالعلوم کی خاطر اس قبضہ کو پکا کرنے کیلئے اہتمام حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس وقت مدرس تھے ان کے سپرد کردیا تاکہ شرپسند عناصر کی توجہ ہٹائی جاسکے اور دارالعلوم کی جائیداد پر آنچ نہ آنے پائے۔

Marfat.com

مشہور تلامذہ:۔ حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب نوراللہ مرقدہ شیخ الحدیث ومفتی دارالعلوم کبیر والا، حضرت مولانا ارشاد احمد زید مجدہ شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم کبیر والا، حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی صاحب زید مجدہ رئیس شعبۃ الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان، حضرت مولانا ظفر احمد قاسم زید مجدہ مہتمم جامعہ خالد بن ولید وہاڑی، حضرت مولانا محمد اشرف شاد زید مجدہ مہتمم جامعہ اشرفیہ مان کوٹ، حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم زید مجدہ، حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید نوراللہ مرقدہ، حضرت مولانا جاوید شاہ زید مجدہ وغیرہ نیز ان کے علاوہ اندرون ملک اور بیرون ملک تمام بڑے اور چھوٹے مدارس میں حضرت والا کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

وفات:۔ ۱۱ رمضان المبارک بعد از نماز عصر بیماری کا شدید حملہ ہوا مغرب کی نماز باقاعدہ ادا کی۔ نماز کے بعد انگلیوں پر تسبیحات پڑھ رہے تھے انہیں تسبیحات کے دوران غشی کا حملہ ہوا اور وہی جان لیوا ثابت ہوا۔ بروز منگل ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۲ جون ۱۹۸۴ء سہ پہر اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ احاطۂ دارالعلوم میں اپنے چچا کے پہلو میں دفن ہوئے۔ خداوند عالم دونوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں برسائے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

حضرت والا کی وفات پر آپ کے ایک شاگرد جناب غلام رسول عباسی صاحب کے تأثرات

گورا رنگ، کتابی چہرہ، ستواں ناک، کشادہ جبین، موٹی آنکھیں، وجیہ چہرہ، دراز قد، سیاہ سفید گھنی داڑھی، خندہ رو، گفتگو میں رس اور ٹھہراؤ، خوش پوش اور خوش ذوق، دل نشین اور من موہنی شخصیت، علم وادب کا نیر تاباں، دارالعلوم کبیر والا کی زوجیت مولانا محمد منظور الحق ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ وہ جادو بھری آواز خاموش ہو گئی جو قال اللہ اور قال رسول اللہ کا درس دیتی تھی آج درسگاہ اداس ہے، وہ درودیوار پکارتے ہیں، نشست خالی ہے۔ مولانا وہاں جا چکے ہیں جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔

مولانا مرحوم نے طویل عرصہ تک دارالعلوم کی خدمت کی۔ بحیثیت مدرس، مہتمم، منتظم اور محدث آپ کا نام ہمیشہ جلی حروف میں لکھا جائے گا۔ آپ کا شمار دارالعلوم کے بانیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے ذہن ودماغ کے رس سے دارالعلوم کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ اسے استحکام عطا کیا۔ اس کی ترقی وکامرانی کے لئے اپنا آرام وسکون قربان کر دیا

Marfat.com

تاکہ یہ عظیم درسگاہ تعلیمی، تدریسی اور انتظامی امور میں نمایاں کردار ادا کر سکے، اشاعت اسلام ہو، قران وحدیث کے اجالے سے جہالت کی تاریکی ختم ہو۔ انسانی قوالب واذہان ہمیشہ یہاں سے منور ہوتے رہے۔ اگرچہ بہت سی بیماریوں نے انہیں جسمانی طور پر کمزور کر دیا تھا مگر ان کی رگوں میں جوان خون رقص کرتا تھا چہرے پر تازگی اور آنکھوں میں چمک آخر تک موجود تھی۔

مولانا مرحوم پر لکھنا آسان نہیں، وہ کئی حیثیات میں جامع تھے۔ خوب صورت انسان، متدین ومتشرع شخصیت، نامور عالم دین، پاک سیرت، باہمت، دردمند، وسیع النظر، حلیم الطبع، کریم النفس، قناعت پسند، منکسر المزاج، بردبار، ملنسار، عالی ظرف، استاد کامل، مہمان نواز، انتظامی صلاحیتوں سے آگاہ غرض آپ کی ہر ادا موضوع بن سکتی ہے۔ وہ کامیاب زندگی کے اصول وآداب سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان اصول وآداب سے اپنی زندگی کو آراستہ اور شائستہ بنانے کی کوشش میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ ادب وسلیقہ ان کی گھٹی میں پڑا تھا صرف ونحو ان کی لونڈیاں اور منطق ان کی کنیز تھی حدیث کا درس دیتے تو علم کا بحر بے کراں موجیں مارتا تھا، ہر بات دل سے نکلتی اور دل پر اثر کرتی تھی بولتے نہیں بلکہ موتی رولتے تھے۔

مولانا مرحوم جامعہ عربیہ تعلیم الابرار ملتان قاسم العلوم ملتان وجامعہ محمدیہ نرھالہ میں بھی مدرس رہے لیکن جب اپنے چچا بانی دار العلوم کبیر والا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الخالق نور اللہ مرقدہ کی دعوت پر یہاں تعینات ہوئے تو آخری لمحات تک اسی سے وابستہ رہے۔ حضرت کی زندگی میں ان کے دست راست رہے ان کے سانحہ ارتحال کے بعد آپ درسگاہ کے مہتمم مقرر ہوئے، ہمیشہ نہایت شوق اور لگن سے کام کیا، پوری زندگی علم کا نور بکھیرتے گزر گئی، ذہانت وفراست، مردم شناسی اور بے پناہ خوبیوں کی بناء پر آپ اساتذہ اور طلباء میں یکساں مقبول تھے۔ اپنے طلباء کے ساتھ آپ کا رویہ نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ ہوتا تھا

اک روشن دماغ تھا نہ رہا ملک میں اک چراغ تھا نہ رہا

اس میں شک نہیں کہ مولانا مرحوم کے خاندان میں کئی اساتذہ ہوں گے مگر ان جگہ ہمیشہ خالی اور سونی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ عالم بالا میں ان کے درجات کو بلند فرمائی آمین!

(ملخص از روزنامہ اخبار ملت ۱۳ ستمبر ۱۹۸۴ء تحریر میاں غلام رسول عباسی صاحب)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ العلی القدیر الذی جعل المنطق مظہر المافی الضمیر والصلوۃ علی النبی البشیر الذی اعلی کلمۃ الخبیر البصیر وعلی آلہ الذین فازوا منہ بالفوز الکبیر

امابعد! بندہ کو اپنے مادر علمی دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں کئی سال شرح تہذیب پڑھانے کا اتفاق ہوا اس دوران دیگر عربی شروحات کیساتھ ساتھ حضرت والد محترم جامع المعقول والمنقول شہنشاہ تدریس حضرت مولانا محمد منظور الحق نوراللہ مرقدہ کی شرح تہذیب بھی زیر مطالعہ رہی آپ کی تدریسی اور علمی شہرت ایسی ہمہ گیر ہے کہ آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بندہ نے جس قدر حضرت والا کی تقریر کو حل کتاب اور مضامین کو سمجھانے کے انداز کے اعتبار سے مفید پایا اس سے تمام شروحات خالی تھیں انہی خصوصیات کی وجہ سے ہر سال متعدد ابتدائی مدرسین وطلباء کاپی کو فوٹوسٹیٹ کروانے کیلئے رابطہ کیا کرتے تھے اس کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر بہت سے احباب نے اصرار کیا کہ اس کو افادہ عام کیلئے کتابی شکل میں شائع کیا جائے لیکن آج کل جب کہ مدارس بھی اہل ذوق اور ارباب فن سے خالی ہوتے جارہے ہیں اور ہر چیز تجارتی سودزیاں میں تولی جارہی ہے ابتدا میں بندہ نے اس کام سے معذوری ظاہر کی لیکن اپنے بعض مہربان اور مشفق اساتذہ کی جانب سے ترغیب اور بصورت مشورہ اصرار کے بعد اس شرح کو لکھنے کی تیاری شروع کی۔

شرح کو کامل مفید مند بنانے کیلئے اس میں بندہ نے پوری کتاب کا متن اور شرح کی عبارت اور ترجمہ کا بھی اضافہ کیا ہے تاکہ اس شرح کا مطالعہ کرنے والا کتاب کا محتاج نہ ہو۔

اظہار تشکر! بندہ ان تمام حضرات کا انتہائی ممنون ہے جنہوں نے اس شرح کی تیاری میں کسی بھی درجہ میں بندہ کیساتھ تعاون کیا خاص طور پر مولوی محسن کبیر والوی مولوی حفیظ اللہ مظفر گڑھی، مولوی افتخار احمد کبیر والوی، اور مولوی خلیل الرحمن جھنگوی اور اس نئے ایڈیشن میں مولوی محمد طاہر معاویہ کبیر والوی اور مولوی محمد وقاص گوجرانوالوی اور دیگر معاونین کا جنہوں نے شرح کی تیاری میں تعاون کیا۔

اس کتاب سے استفادہ حاصل کرنے والوں سے درخواست ہے کہ اگر وہ اس میں کوئی خوبی دیکھیں تو نہ صرف اس سرگشتہ وادی جہالت، تہی مایہ و بے بضاعت کو اپنی دعوات صالحہ میں یاد رکھیں بلکہ خاص طور پر والد ماجد حضرت اقدس مولانا محمد منظور الحق نوراللہ مرقدہ کی بلندی درجات کیلئے دعا بھی کریں کہ یہ انہی کی زندگی کا پرتو ہے کہ بندہ نے یہ شرح مرتب کرنے میں ہمت کی۔

آخر میں اس شرح کا مطالعہ کرنے والے معلمین وطلباء سے درخواست ہے اس شرح میں بندہ سے یقیناً کمی

Marfat.com

کوتاہیاں رہ گئی ہونگی دوران مطالعہ ان پر مطلع ہونے کے بعد بندہ کو آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی تصحیح ہو سکے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور حضرت والد ماجد، بندہ اور دیگر معاونین کیلئے ذخیرہ آخرت اور نجات کا ذریعہ بنائے۔

ابوالاحتشام سراج الحق عفی عنہ

استاذ دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال

ooooooooooooooooooooooooo

پیش لفظ طبع ثانی

بندہ ان تمام کرم فرماؤں کا شکر گزار ہے جنہوں نے سراج التہذیب کو پذیرائی بخشی اور اپنے اپنے انداز سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ خاص طور پر بندہ حافظ محمد بلال صاحب مرحوم کتب خانہ مجیدیہ ملتان کا شکر گزار ہے جو اب تک اس کتاب کو اپنے مکتبہ سے چھاپتے رہے اور اب انہی کی مشاورت سے آئندہ بندہ نے خود چھاپنے کا فیصلہ کیا۔ ان حضرات کی حوصلہ افزائی کا ہی نتیجہ ہے کہ بندہ نے اس کے بعد تحفۃ المنظور (شرح اردو مرقات)، سراج المنطق (شرح اردو ایسا غوجی) اور سراج المتوسط (شرح انگلش متوسطہ) تصنیف کی اور اب النظر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی پر تیزی سے کام جاری ہے قارئین سے اسکی جلد از جلد تکمیل کی دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ابوالاحتشام سراج الحق عفی عنہ ۱۴/ جمادی الاولی ۱۴۲۷ھ

ooooooooooooooooooooooooo

پیش لفظ طبع سیزدھم (تیرھواں ایڈیشن)

الحمد للہ! والد مکرم کا یہ فیض سراج التہذیب کی پذیرائی جاری وساری ہے، تاہم اب جبکہ علمی انحطاط بہت زیادہ ہے بہت سارے حضرات نے توجہ دلائی کہ سراج التہذیب کی عبارت پر اعراب نہیں ہے، اسلئے اس نئے ایڈیشن میں مکمل عبارت پر اعراب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ نیز اس میں بعض جگہ، خاص طور پر موجہات کی بحث میں چند مضامین اور فوائد کا اضافہ بھی کیا گیا ہے امید ہے اس سے علماء اور طلباء کی سہولت میں اضافہ ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ابوالاحتشام سراج الحق عفی عنہ ۲۳/ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

****

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح تہذیب درس نظامی میں پڑھائے جانے والی علم منطق کی مشہور ترین کتاب ہے اس کتاب کو اگر محنت اور توجہ سے پڑھا جائے اور منطق کے قواعد وضوابط یاد کر لیے جائیں تو فن منطق میں کمال حاصل کرنا بالکل آسان ہو جائے گا اور قرآن وحدیث، فقہ، اصول فقہ اور تمام علوم میں معین ثابت ہوگی۔ جو کہ منطق پڑھنے سے ہمارا اصل مقصود ہے۔

ہر علم کو شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کو جاننا ضروری ہے۔

(۱) تعریف علم: اگر تعریف علم معلوم نہ ہو تو طلب مجہول مطلق لازم آتی ہے۔

(۲) موضوع علم: اگر موضوع معلوم نہ ہو تو ایک علم دوسرے علم سے ممتاز نہیں ہو سکتا۔

(۳) غرض وغایت ومقصد: اگر علم کی غرض معلوم نہ ہو تو عبث چیز کو طلب کرنا لازم آئے گا۔

(۴) واضع علم: تاکہ اس علم کی عظمت وشان وشوکت دل میں اتر جائے۔

(۵) تاریخ علم: تاکہ اس علم کے بارے میں عظیم الشان علماء کی محنت وعرق ریزی کے معلوم ہونے سے دل میں اس علم کی مزید عظمت بڑھ جائے۔

(۶) مقام ومرتبہ علم: تاکہ اس علم کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے۔

(۷) مصنف کتاب کا تعارف: تاکہ کتاب کی عظمت دل میں پیدا ہو جائے کیونکہ مصنف کی عظمت سے کتاب کی عظمت ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ بازار میں مصنِف (لکھنے والا) بکتا ہے مصنَّف (کتاب) نہیں بکتی۔

علم منطق بھی ایک عظیم علم ہے اس کے شروع کرنے سے پہلے بھی مذکورہ بالا چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے ان میں سے اول تین چیزیں تعریف، موضوع غرض وغایت ومقصد کتاب میں مذکور ہیں اس لئے یہاں ان کو بالکل مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ تشریح شرح میں ملاحظہ ہو۔

(۱) تعریف علم منطق:۔ منطق نطق مادے سے مصدر میمی یا اسم ظرف کا صیغہ ہے۔ نطق ینطق نطقا ومنطقا (باب ضرب) بولنا منطق اگر اسم ظرف ہو تو معنی ہوگا جائے نطق (بولنے کی جگہ یعنی زبان) اگر مصدر میمی ہو تو اس کا معنی ہے گویائی لہجہ خوش کلامی گفتگو یہ علم منطق بھی انسان کے ظاہری نطق (گفتگو قیل قال) اور باطنی نطق (یعنی اشیاء کے حقائق کا ادراک کرنے) کا قوی سبب ہے اس لئے اسکو منطق کہتے ہیں۔

****

Marfat.com

اس علم کا ایک نام علم میزان بھی ہے میزان کا معنی ہے ترازو کیونکہ اس علم منطق کے ذریعے بھی صحیح اور غلط فکروں کو تولا اور پرکھا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔ ''هو آلة قانونية تعصم مراعتها الذهن عن الخطا في الفكر'' (منطق ایسا قانونی آلہ ہے جس کی رعایت رکھنا ذہن کو خطائی الفکر سے بچاتا ہے)

(۲) موضوع:۔ متقدمین کے نزدیک علم منطق کا موضوع المعقولات ثانیہ ہیں یعنی وہ چیزیں جو دوسری مرتبہ ذہن میں آتی ہیں جب الفاظ بولے جاتے ہیں تو جو چیز سب سے پہلے ذہن میں آتی ہے وہ ان الفاظ کے معانی ہوتے ہیں ان سے اہل لغت بحث کرتے ہیں ان معانی کے بعد دوبارہ دو چیز ذہن میں آتی ہے وہ ان معانی کا کلی جزئی ذاتی عرضی جنس نوع وغیرہ ہونا ہے تو منطقی دوسرے نمبر پر ذہن میں آنے والی چیز سے بحث کرتے ہیں۔

متاخرین کے ہاں علم منطق کا موضوع ہے ''المعلوم التصوری والتصدیقی من حیث انه یوصل الی المجهول التصوری والتصدیقی'' (یعنی منطق کا موضوع وہ معلوم تصورات یا معلوم تصدیقات ہیں جن سے نہ جانے ہوئے تصورات یا نہ جانی ہوئی تصدیقات تک پہنچا جائے

(۳) غرض وغایت ومقصد:۔ علم منطق کی غرض وغایت ہے ''صیانة الذهن عن الخطأ في الفكر'' (ذہن کو خطائی الفکر سے بچانا)

(۴) واضع علم:۔ منطق ایک فطری علم ہے کسی مقصد پر دلیل پیش کرنا اور قیاس کر کے نتیجہ نکالنا فکری ذہنی کو غلطی سے بچانا یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اور ہر آدمی اس کی کوشش کرتا ہے لیکن اس علم کا باضابطہ اظہار سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوا۔ مخالفین کو عاجز وساکت کرنے کیلئے بطور معجزہ اللہ تعالی نے اس علم کو ظاہر فرمایا۔ پھر اس کو یونانیوں نے اپنایا یونان کے ایک حکیم ارسطاطالیس نے مدون کیا جس کو ارسطو بھی کہتے ہیں۔ یہ مقدونیہ کے قریب ایک بستی میں پیدا ہوا اٹھارہ سال کی عمر میں اس وقت کے مروجہ تمام علوم پڑھ لیے۔ مشہور حکیم افلاطون کا شاگرد تھا اور افلاطون حکیم سقراط کا اور سقراط حکیم فیثاغورث کا اور فیثاغورث حضرت سلیمان علیہ السلام کا شاگرد تھا اگرچہ سقراط موحد اور نیک انسان تھا لیکن ارسطو کفریہ عقائد رکھتا تھا حشر اجساد عذاب قبر وغیرہ کا منکر تھا اس کی علمیت وقابلیت سے متاثر ہو کر یونان کے بادشاہ فلیب نے اس کو اپنے بیٹے اسکندر اعظم کا استاذ مقرر کیا بعد میں یہ اسکندر اعظم کا وزیر بنا اس کی وفات ۳۲۲ قبل مسیح ہوئی۔ علم منطق کی باضابطہ بنیاد سب سے پہلے ارسطو نے رکھی اس لئے اسکو علم منطق کا معلم اول کہا جاتا ہے۔ ارسطو سے لیکر عباسی دور خلافت تک

Marfat.com

منطق کا سلسلہ یونانی زبان میں رہا۔

(۵) تاریخ علم:۔ عباسی خلفاء میں سے مامون الرشید نے سب سے پہلے یونان سے علم منطق کی کتب کا ذخیرہ منگوایا اور اس کو عربی میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا چناچہ ابونصر محمد بن طرخان فارابی نے وسیع پیمانے پر اس علم کو عربی میں منتقل کیا نیز انہوں نے اس علم میں مزید کئی قوانین وضوابط کا اضافہ کیا اس لئے اس کو معلم ثانی کہا جاتا ہے۔ فارابی کے بعد شیخ بوعلی سینا نے اس فن کو نہایت ہی منظم شکل میں ترتیب دیا اور مجتہدانہ طور پر اس کے مسائل کی خوب تشریح وضاحت کی۔ یہ شیخ الرئیس کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں ان کی ولادت ۳۴۷ھ میں اور وفات ۴۲۷ھ میں ہوئی ان کو معلم ثالث کہا جاتا ہے۔

(۶) مقام ومرتبہ علم:۔ علم منطق اگر چہ علوم ومقصودہ میں سے نہیں لیکن مفید اور علوم آلیہ میں سے ہے۔

تعقل ذہنی ورزش، تشحیذ اذہان مبتدیوں کیلئے تربیت کاملین کیلئے تکمیل فکر عقلیت پسند ملحدین اور فلاسفہ کا ردطرز استدلال میں پختگی حاصل کرنے ذہنی نظر فکری کاوش اور سلف کے علمی ذخیرہ سے مستفید ہونے کی استعداد فراہم کرنے کیلئے تحصیل منطق ضروری ہے، علم منطق کے بغیر قرآن کریم، سنت نبوی اور اسلام کی حکیمانہ تشریح سمجھنے سے ہم قاصر رہیں گے اگر ہم امام غزالیؒ اور ان کی کتب امام رازیؒ کی تفسیر اور دیگر کتب سلف کی حکمت، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی حجۃ اللہ البالغہ، حضرت امام مجدد الف ثانی، مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتب اور دیگر تحریرات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں تو یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے اس لئے منطق کی تحصیل بقدر ضرورت ضروری ہے۔

علم منطق کی تحصیل کے بارے میں سلف کے چند اقوال

امام غزالی کا فرمان ہے

"من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم اصلا"

(جس کے پاس منطق کا علم نہیں اس کا کسی بھی علم میں اعتبار نہیں)

شیخ بوعلی سینا فرماتے ہیں

المنطق نعم العون علی ادراك العلوم كلها (منطق تمام علوم کو حاصل کرنے کیلئے بہترین مددگار ہے)

علامہ جلال الدین رومیؒ نے منطق کے بارے میں ایک شعر کہا ہے

منطق وحکمت زبہر اصلاح ۔۔۔ گر بخوانی اند کے باشد مباح

(علم منطق اور حکمت عمل کی اصلاح کیلئے کافی ہے اگر تو اس کو پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو پڑھ جائز ہے اس کو پڑھنا)

Marfat.com

عندالبعض علم منطق کے بارے میں ان کا یہ شعر بھی ہے۔

ان رمت ادراك العلوم بسرعة فعليك بالنحو القويم ومنطق

اگر تو علوم کو جلدی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے اوپر علم نحو اور منطق کو لازم کر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا یہ قول رسالہ النور ماہ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ میں موجود ہے
''ہم تو صحیح بخاری کے مطالعہ میں جیسے اجر سمجھتے ہیں میرزاہداور امور عامہ (کتب علم منطق) کے مطالعہ میں بھی ویسا ہی اجروثواب سمجھتے ہیں''

فائدہ:۔ آپ ﷺ کے دور میں اگرچہ علم منطق باقاعدہ علم کے طور پر موجود نہ تھا لیکن قرآن پاک اور احادیث پاک میں بکثرت منطقی انداز سے مدعیٰ کو ثابت کیا گیا ہے اور منطقی انداز سے دلائل دیئے گئے ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے حضور ﷺ کے زمانہ میں علم نحو باقاعدہ وضع نہیں ہوا تھا بلکہ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضع فرمایا لیکن آپ ﷺ یقیناً نحوی قاعدے کے مطابق فاعل کو رفع مفعول کو نصب اور مضاف الیہ کو جر دیا کرتے تھے۔قرآن وحدیث سے منطقی اصطلاحات کے مطابق دلائل دینے کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)ما انزل الله علي بشر من شئى قل من انزل الكتب الذى جاء به موسىٰ
اس میں سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ استعمال ہوئی ہے

(۲)لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا

(۳)لو كان فى الارض ملئكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا

(۴)لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله

ان تینوں مثالوں میں قیاس استثنائی کا ضابطہ استعمال ہوا ہے یعنی استثناء نقیض تالیہ ہو تو نتیجہ نقیض مقدم ہوتا ہے۔

(۵) كل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار (اس میں صغریٰ کبریٰ قائم کر کے نتیجہ ثابت کیا گیا ہے)

نیز منطق کے بہت سارے ایسے قواعد ہیں ان میں امت کا اجماع ہے مثلاً اجماع امت ہے کہ اجتماع النقيض محال وارتفاع النقيض محال

﴿۷﴾ مصنف کتاب کا تعارف: شرح تہذیب دو کتابوں کا مجموعہ ہے ایک متن یعنی تہذیب ہے جس کے مصنف علامہ تفتازانیؒ ہیں دوسری کتاب اس کی شرح یعنی شرح تہذیب ہے جس کے مصنف علامہ عبداللہ یزدیؒ ہیں دونوں کا الگ الگ مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ماتن علامہ تفتازانیؒ

نام ونسب:۔ نام مسعود، سعد الدین لقب، والد کا نام عمر اور لقب قاضی فخر الدین ہے، دادا کا نام عبداللہ اور لقب برہان الدین ہے۔

ابتدائی حالات:۔ بعض حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ موصوف ابتدا میں بہت کند ذہن تھے بلکہ عضد الدین کے حلقہ درس میں ان سے زیادہ غبی کوئی نہ تھا مگر جدو جہد، سعی کوشش اور مطالعہ کتب میں سب سے آگے تھے ایک مرتبہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک غیر متعارف شخص مجھ سے کہہ رہا ہے سعد الدین چلو تفریح کر آئیں میں نے کہا کہ میں تفریح کیلئے پیدا نہیں کیا گیا میں انتہائی مطالعہ کے باوجود کتاب سمجھ نہیں پاتا تفریح کروں گا تو کیا حشر ہوگا وہ یہ سن کر چلا گیا اور کچھ دیر کے بعد پھر آیا اور اسطرح تین مرتبہ آمدورفت کے بعد اس نے کہا کہ حضور ﷺ یاد فرمارہے ہیں میں گھبرا کر اٹھا اور ننگے پاؤں ہی چل پڑا شہر سے باہر ایک جگہ کچھ درخت تھے وہاں پہنچا تو آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں مجھے دیکھ کر آپ نے تبسم آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا ہم نے تم کو بار بار بلایا تم نہیں آئے میں نے عرض کیا حضور مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یاد فرمارہے ہیں اس کے بعد میں نے اپنی غباوت کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا افتح فمك میں نے منہ کھولا تو آپ نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور دعا کے بعد فرمایا جاؤ، بیداری کے بعد جب یہ عضد الدین کی مجلس میں حاضر ہوئے اور درس شروع ہوا تو اثناء درس میں آپ نے کئی اشکالات پیش کیے جن کے متعلق ساتھیوں نے خیال کیا کہ یہ سب بے معنی ہیں مگر استاذ تاڑ گیا کہ اور کہا یا سعد انك اليوم غيرك في ماضي (آج تم وہ نہیں جو اس سے پہلے تھے)

تحصیل علوم:۔ آپ نے مختلف اصحاب فضل وکمال اساتذہ وشیوخ سے علوم وفنون کا استفادہ کیا اور تحصیل علم کے بعد عنفوان شباب ہی میں آپ کا شمار علماء کبار میں ہونے لگا۔

درس تدریس:۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد فوراً ہی آپ مسند درس پر رونق افروز ہوئے اور سینکڑوں تشنگان علم نے آپ کے چشمہ فیض سے سیرابی حاصل کی۔

تصنیف وتالیف:۔ تصنیف وتالیف کا شوق ابتدا ہی سے پیدا ہو چکا تھا اس لئے تحصیل علم سے فراغت کے بعد درس تدریس کے ساتھ ساتھ علم صرف، علم نحو، علم منطق، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم تفسیر، علم حدیث، علم عقائد، علم معانی، غرض ہر علم کے اندر آپ نے کتابیں تصنیف کیں۔ چنانچہ شرح تصنیف زنجانی آپ کی اس وقت کی تصنیف ہے جب آپ کی عمر سولہ سال تھی۔

قبولیت عامہ:۔ شقائق نعمانیہ میں لکھا ہے کہ جب علامہ تفتازانیؒ کی تصانیف روم میں پہنچی اور درس میں مقبول ہوئیں تو ان

Marfat.com

کے نسخے دام خرچ کر کے بھی نہیں ملتے تھے مجبوراعلامہ شمس الدین کو جمعہ سہ شنبہ کی معموی تعطیلوں کے علاوہ دوشنبہ کی تعطیل بھی مدارس میں مقرر کرنا پڑی طلباء ہفتہ میں تین دن کتابیں لکھتے تھے اور چار دن پڑھتے تھے۔

تفتازانی بارگاہ تیموریہ میں شاہ شجاع میں مظفر کے دربار میں آپ کا بہت رسوخ تھا اس کے بادشاہ تیمور لنگ کے یہاں صدر الصدور مقرر ہو گئے تھے۔شاہ تیمور آپ کا بہت معتقد تھا اور بہت احترام کرتا تھا جب آپ نے مطول شرح تلخیص تصنیف کی اور شاہ کی خدمت میں پیش کی تو شاہ نے بہت پسند کیا اور عرصہ تک قلعہ ہراۃ کے دروازہ کو اس سے زینت بخشی میر سید جرجانیؒ بھی شاہ تیمور کے دربار میں آتے جاتے تھے اور آپس میں نوک جھونک، بحث ومباحثہ مکالمہ ومناظرہ رہتا تھا میر سید شریف جرجانیؒ اور سعد الدین تفتازانیؒ ہر دوا کابرا کابر علماء ومشاہیر فضلاء میں سے تھے اور اپنے زمانے کے آفتاب ومہتاب تھے ان کے بعد علوم ادبیہ وعقلیہ بلکہ سوائے حدیث کے دیگر تمام علوم کا ماہر اور جامع ان دونوں جیسا نہیں گزرا ان میں سے ہر ایک خاتم العلماء المحققین تھا مگر منطق وکلام اور علوم ادبیہ وعلوم فقہ میں علامہ تفتازانیؒ میر سید شریفؒ سے کہیں زائد تھے۔

وفات:۔ ۲۲ محرم الحرام ۷۹۲ھ پیر کے روز سمرقند میں انتقال ہوا وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔اس کے بعد ۹ جمادی الاول بدھ کے روز مقام سرخس کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔

تصانیف:۔ آپ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کی تصانیف میں سے پانچ کتابیں تہذیب المنطق، مختصر المعانی، مطول، شرح عقائد اور تلویح آج تک داخل درس ہیں۔

آپ کی تصانیف کی تعداد بے شمار ہے جن میں سے چند مشہور یہ ہیں۔(۱) شرح تصریف زنجانی (۲) تہذیب المنطق (۳) مختصر المعانی (۴) مطول شرح تلخیص (۵) شرح عقائد نسفی (۶) تلویح (۷) سعدیہ شرح شمسیہ (۸) حاشیہ شرح مختصر الاصول (۹) مقاصد (۱۰) شرح مقاصد (۱۱) شرح مفتاح العلوم وغیرہ۔

شارح عبداللہ یزدی

نام عبداللہ والد کا نام حسین ہے اور یزدی کہلاتے ہیں۔

اپنے وقت کے زبردست محقق اور نہایت خوبصورت تھے علوم عقلیہ ونقلیہ وفلکیات میں مہارت تامہ رکھتے تھے ۱۰۱۵ھ میں اصفہان میں وفات پائی۔

تصانیف:۔ (۱) شرح العقائد (۲) شرح العجالہ (۳) حاشیہ شرح مختصر (شرح تلخیص) (۴) حاشیہ برحاشیہ خطائی شرح تہذیب وغیرہ۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا سَوَاءَ الطَّرِیۡقِ

ترجمہ متن: ۔تمام تعریفیں اس اللہ تعالی کیلئے ثابت ہیں جس نے ہمیں سیدھے راستے کی طرف ھدایت دی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَوۡلُہٗ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ: اِفۡتَتَحَ کِتَابَہٗ بِحَمۡدِ اللّٰہِ بَعۡدَ التَّسۡمِیَۃِ اِتِّبَاعًا بِخَیۡرِ الۡکَلَامِ وَاقۡتِدَاءً بِحَدِیۡثِ خَیۡرِ الۡاَنَامِ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

ترجمہ: ۔اس مصنف کا قول :اس مصنف نے اپنی کتاب کا افتتاح الحمدللہ سے کیا تسمیہ کو ذکر کرنے کے بعد اتباع کرتے ہوے بہترین کلام کی اور اقتداء کرتے ہوے مخلوق میں سے بہترین ذات کی اس پر اور اسکی آل پر صلوۃ و سلام ہو۔

تمہید: ۔اس کتاب کا نام شرح تہذیب ہے اس میں دو کتابیں ہیں ایک تہذیب، جو کہ متن ہے جس کے مصنف علامہ تفتازانی ہیں دوسری اس کی شرح، جو کہ علامہ عبداللہ یزدی کی تصنیف ہے جن کے حالات ماقبل میں گزر چکے ہیں۔

فائدہ: ۔عام طور پر جب بھی کوئی شارح شرح لکھتا ہے تو اس شرح کی اہم ترین اغراض چار ہوتی ہیں۔

(۱) توضیح متن: ماتن کے متن کی عبارت مجمل اور مختصر ہوتی ہے شارح اسکے اجمال کی وضاحت کرتا ہے۔

(۲) دفع دخل مقدر: متن پر کوئی اعتراض ہو رہا ہوتا ہے جو کہ پوشیدہ ہوتا ہے شارح اس اعتراض مقدر کا اپنی شرح میں جواب دیتا ہے۔اس کو اصطلاح میں دفع دخلِ مقدر کہتے ہیں۔

(۳) ماتن نے متن میں کوئی قاعدہ کلیہ بیان کیا ہوتا ہے جس کے کچھ شرائط اور قیودات اس نے ذکر نہیں کیے ہوتے۔ شارح ان قیودات کو اپنی شرح میں ذکر کرتا ہے۔

(۴) شارح کبھی خود ماتن کے متن پر اعتراض کرتا ہے۔

اسکے علاوہ اور اغراض بھی ہوتی ہیں لیکن اکثر اوقات یہی چار اغراض ہوتی ہیں۔

Marfat.com

قولہ سے شارح کی اغراض یا تقطیع عبارت:۔ ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ شارح جب متن کی شرح کریگا تو اس کی اغراض مختلف ہونگی اب شارح کی ہر عبارت کی سب سے پہلے غرض سمجھنا ہوگی جس سے شارح کی عبارت کا مفہوم سمجھنے میں آسانی رہے گی اس کو اصطلاح میں تقطیع عبارت یا اغراضِ شارح کہتے ہیں چنانچہ یہاں افتتح سے شارح کی غرض ماتن کی عبارت کی وضاحت کرنا ہے یعنی توضیح متن۔ فان قلت سے ماتن پر ہونے والے ایک اعتراض کو ذکر کرکے اس کا جواب دینا ہے۔ اور واللہ علم للذات سے اگلے قولہ تک متن کی وضاحت ہے۔

قولہ:۔ اس میں ہ ضمیر غائب کی ہے ضمیر غائب کیلئے ماقبل میں مرجع کا مذکور ہونا ضروری ہوتا ہے۔

اعتراض:۔ ہوتا ہے کہ اس ہ ضمیر کا مرجع کیا ہے بعض حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ اس کا مرجع مصنف ہے وہ ٹھیک نہیں کیونکہ مصنف کا ذکر ماقبل میں کہیں نہیں ہے؟

جواب:۔ مرجع تین قسم کا ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ مرجع لفظی:۔ جو لفظوں میں مذکور ہوتا ہے جیسے ضرب زید غلامہ

﴿۲﴾ مرجع معنوی:۔ جو لفظوں میں تو نہیں ہوتا لیکن معناً مذکور ہوتا ہے جیسے اعدلوا ھو اقرب للتقوی یہاں ھو کا مرجع عدل ہے جو اعدلوا میں معناً موجود ہے۔

﴿۳﴾ مرجع حکمی:۔ جیسے ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا مرجع حکماً ہوا کرتا ہے

تو اب **جواب ﴿۱﴾** یہ ہے کہ قولہ میں ہ ضمیر کا مرجع حکماً مذکور ہے جو ضمیر شان کے قبیلے سے ہے وہ اس طرح کہ یہ کتاب شرح ہے جب شارح نے قولہ کا لفظ استعمال فرمایا تو یہ ضمیر اسی مصنف کی طرف راجع ہوگی۔

جواب ﴿۲﴾:۔ یہاں مرجع معنوی ہے اس کا مرجع قائل ہے جو کہ معنیً مذکور ہے معنی یہ ہوگا کہ قول اس قائل کا کیونکہ اس میں لفظ قول مصدر مشتق اسم فاعل پر دلالت کریگا۔

الحمد للہ:۔ یہ اصل میں جملہ فعلیہ تھا اس سے جملہ اسمیہ کی طرف منتقل کیا گیا ہے۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اس کو جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف کیوں نقل کیا گیا؟

جواب:۔ یہ مقام مدح ہے اس مقام میں تمام محامد (تعریفات) کو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرنا مقصود ہے جملہ اسمیہ میں دوام اور استمرار ہوتا ہے بنسبت جملہ فعلیہ کے جملہ فعلیہ میں تجدد اور حدوث ہوتا ہے تجدد کا مطلب یہ ہے کہ فعل پیدا ہوا اور ختم ہو جائے

Marfat.com

جیسے ضرب زید میں ضرب پیدا ہوا اور ختم ہو گیا چونکہ جملہ اسمیہ میں دوام اور استمرار ہوتا ہے اس لئے یہاں جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف نقل کیا گیا۔

اعتراض:۔ جب دوام اور استمرار مقصود تھا تو ابتداء ہی جملہ اسمیہ ذکر کرتے پہلے جملہ فعلیہ کو ذکر کر کے پھر اس سے جملہ اسمیہ کی طرف نقل کیا اس تکلف کی کیا ضرورت تھی؟

جواب:۔ جملہ اسمیہ ابتداء دوام اور استمرار پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جب اس کو جملہ فعلیہ سے منتقل کر کے جملہ اسمیہ بنایا جائے اس وقت دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے یہ قول علامہ عبدالقاہر جرجانیؒ کا ہے۔

اعتراض:۔ قرآن مجید کے شروع میں اللہ تعالی نے الحمد للہ کا ذکر کیا اس میں حمد مقدم اور لفظ اللہ مؤخر ہے باقی قرآن مجید کی اکثر آیات میں اللہ کا ذکر پہلے اور حمد کا ذکر بعد میں ہے جیسے فلہ الحمد' ولہ الحمد فی السمٰوات' ولہ الحمد فی الاولی تو یہاں الحمد للہ میں حمد کو پہلے لانے کی وجہ کیا ہے؟

جواب:۔ حمد کے دو مستقل مقصد ہیں ایک مقصد حمد کا اثبات حمد ہے اللہ تعالی کیلئے اور دوسرا مقصد اختصاص حمد ہے اللہ تعالی کیلئے اور قاعدہ ہے کہ اثبات پہلے ہوتا ہے اور اختصاص بعد میں سورۃ فاتحہ چونکہ ابتداء قرآن میں تھی اس میں اثبات حمد کرنا تھا تاکہ بعد میں اختصاص ہو سکے اس لئے اثبات حمد میں حمد کو مقدم کیا اس کے اہتمام شان کیلئے اور باقی قرآن مجید کی آیتوں میں اختصاص حمد مقصود تھا اس لئے وہاں اللہ کا لفظ پہلے اور حمد کا لفظ بعد میں ہے چونکہ اللہ کا لفظ مقدم ہوا جس کا ذکر بعد میں کرنا تھا اور قاعدہ ہے کہ التقدیم ماحقہ التأخیر یفید الحصر و التخصیص تو تخصیص حمد کا فائدہ ہوا۔

اعتراض:۔ مصنف اختصار کے درپے ہیں تو چاہیے تھا کہ بسم اللہ کو ذکر کرنے کے بعد اصل مقصد میں شروع ہو جاتے جیسا کہ ابن حاجبؒ نے اپنی کتاب کافیہ میں کیا ہے کہ تسمیہ کے فوراً بعد کہا الکلمۃ لفظ الخ یہاں مصنف نے لمبا چوڑا خطبہ کیوں ذکر کیا؟

جواب:۔ مصنف نے بسم اللہ کے بعد حمد کو ذکر کر کے خیر الکلام (قرآن مجید) اور خیر الانام (حضور ﷺ) کی اتباع اور اقتداء کی ہے کیونکہ قرآن مجید کی ابتداء بھی بسم اللہ کے بعد الحمد للہ سے ہوتی ہے نیز حضور ﷺ کی حدیث پاک بھی ہے کل امر ذی بال لم یبدء بحمد اللہ فھو اقطع و اجزم۔

افتتح کتابہ الخ:۔ یہ شارح نے افتتح کا لفظ استعمال فرمایا افتتاح کے معنی کھولنے کے ہیں۔ ابتداء کا لفظ بھی یہاں لاسکتے تھے لیکن افتتح کا لفظ لا کر نیک فال پکڑی کہ اللہ تعالی آئندہ آنیوالے کتاب کے مضامین کو میرے اوپر کھول دے۔

Marfat.com

نحوی فائدہ: اتباعا اقتداءً یہ دونوں مفعول لہ حصولی ہیں ترکیب میں مفعول لہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حصولی (۲) وجودی۔

﴿۱﴾ حصولی:۔ فعل پہلے ہو اور مفعول لہ بعد میں حاصل ہو جیسے ضربته تادیبا میں ضرب پہلے ادب بعد میں حاصل ہوگا۔

﴿۲﴾ وجودی:۔ جس میں مفعول لہ پہلے موجود ہو اور فعل بعد میں ہو جیسے قعدت عن الحرب جبنا میں جبن (بزدلی) پہلے سے موجود ہے بیٹھنا بعد میں ہے یہاں دونوں مفعول لہ حصولی ہیں فعل پہلے ہوا ہے یعنی پہلے ماتن نے کتاب کو شروع کیا بعد میں مفعول لہ حاصل ہوا ہے۔

فَإِنْ قُلْتَ حَدِيْثُ الْإِبْتِدَاءِ مَرْوِيٌّ فِيْ كُلٍّ مِنَ التَّسْمِيَةِ وَالتَّحْمِيْدِ فَكَيْفَ التَّوْفِيْقُ قُلْتُ الْإِبْتِدَاءُ فِيْ حَدِيْثِ التَّسْمِيَةِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْحَقِيْقِيِّ وَفِيْ حَدِيْثِ التَّحْمِيْدِ عَلَى الْإِضَافِيِّ أَوْ عَلَى الْعُرْفِيِّ أَوْ فِيْ كِلَيْهِمَا عَلَى الْعُرْفِيِّ

ترجمہ:۔ پس اگر تو کہے کہ ابتداء کی حدیث مروی ہے تسمیہ اور تحمید میں سے ہر ایک کیلئے پس ان میں کیسے تطبیق ہوگی میں کہتا ہوں کہ تسمیہ کی حدیث میں ابتداء محمول ہے حقیقی پر اور تحمید کی حدیث میں اضافی پر یا عرفی پر یا ان دونوں میں عرفی پر۔

تشریح:۔ اس عبارت میں ایک سوال جواب ہے۔ اس سے پہلے اس سوال (کہ مصنف نے اپنی کتاب کو حمد باری تعالی سے کیوں شروع کیا؟) کا جواب دیا تھا کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے شروع میں حمد کو ذکر کیا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے

اعتراض:۔ کہ حدیث تو تسمیہ اور تحمید دونوں کے بارے میں ہے تسمیہ کی حدیث یہ ہے کل امر ذی بال لم یبدء بسم اللہ فھو اقطع و اجزم اور تحمید کی حدیث لم یبدء بحمد اللہ ہے۔ تو ابتداء کی حدیث تو دونوں کے بارے میں ہے اور ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے کیونکہ دونوں کے ساتھ تو ابتداء نہیں ہو سکتی لھذا یا تو دونوں میں تطبیق کی کوئی صورت بتلاؤ ورنہ اذا تعارضا تساقطا کے تحت دونوں ساقط ہو جائیں گی اور کسی پر بھی عمل نہیں ہوگا۔

جواب ﴿۱﴾:۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک منطقیوں کا ہے دوسرا محدثین کا ہے مصنف نے منطقیوں کا جواب ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے ابتداء کی اقسام سمجھنا ضروری ہیں۔ ابتداء کی تین قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) اضافی (۳) عرفی۔

(۱) ابتداء حقیقی:۔ وہ ہے جو تمام سے مقدم ہو اس سے کوئی چیز مقدم نہ ہو یہی نقطہ اول ہو

(۲) ابتداء اضافی:۔ وہ ہے جو کسی نہ کسی سے مقدم ہو چاہے بعض سے مؤخر ہی کیوں نہ ہو جیسے اس طرح اس کتاب کے

Marfat.com

آخری ورق سے پہلے ورق کوابتداء میں کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک ورق سے تو پہلے ہے اگر چہ تمام کتاب کے بعد ہے۔

(۳) ابتداء عرفی:۔ وہ ہے جو اصل مقصود سے مقدم ہو۔

تو اب جواب یہ ہے کہ حدیثیں دو ہیں اور ابتداء کی تین قسمیں ہیں تو عقلی احتمال یہاں نو بنتے ہیں (۱) تسمیہ اور تحمید دونوں میں ابتداء حقیقی مراد ہو (۲) دونوں میں ابتداء اضافی مراد ہو (۳) دونوں میں عرفی مراد ہو (۴) تسمیہ والی حدیث میں ابتداء حقیقی مراد ہو تحمید والی حدیث میں اضافی مراد ہو (۵) تسمیہ میں حقیقی اور تحمید میں عرفی مراد ہو (۶) تسمیہ میں اضافی اور تحمید میں حقیقی مراد ہو (۷) تسمیہ میں اضافی اور تحمید میں ابتداء عرفی مراد ہو (۸) تسمیہ والی حدیث میں عرفی اور تحمید والی میں حقیقی مراد ہو (۹) تسمیہ میں ابتداء عرفی اور تحمید والی حدیث میں اضافی مراد ہو۔

ان میں سے تین احتمال یعنی نمبر ۳'۴'۵ صحیح بھی اور معتبر بھی ہیں اور تین یعنی احتمال نمبر ۲'۷'۹ صحیح تو ہیں معتبر نہیں اور تین احتمال یعنی نمبر ۱'۶'۸ بالکل صحیح ہی نہیں ہیں۔ جو تین احتمال صحیح معتبر ہیں ان کو کتاب میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں (۱) تسمیہ والی حدیث میں ابتداء حقیقی مراد ہو اور تحمید والی حدیث میں ابتداء اضافی مراد ہو (۲) تسمیہ میں ابتداء حقیقی اور تحمید میں عرفی مراد ہو (۳) دونوں حدیثوں میں عرفی مراد ہو یہ تین احتمال صحیح ہیں اور معتبر ہیں اور یہاں یہی مراد ہیں کیونکہ (۱) احتمال کی صورت میں مصنف نے بسم اللہ کو تمام چیزوں سے مقدم کیا وہ نقطہ اول کے درجہ میں ہے لہٰذا ابتداء حقیقی ہے اور الحمد للہ چونکہ بعض مضامین سے مقدم ہے اس لئے ابتداء اضافی بھی ہے (۲) اس احتمال کی صورت میں بسم اللہ تو سب سے مقدم ہے اس لئے حقیقی ابتداء ہے اور الحمد للہ مقصودی مضامین سے مقدم ہے اس لئے عرفی ہے کیونکہ مقصود تو القسم الاول سے شروع ہو رہا ہے (۳) یہ بھی صحیح ہے کیونکہ دونوں تسمیہ اور تحمید مقصود سے مقدم ہیں۔

لیکن اس تیسرے احتمال پر **اعتراض** ہوتا ہے کہ ابتداء عرفی مراد تھی مقصود سے پہلے ذکر کرنا تھا تو بسم اللہ کو بعد میں اور الحمد للہ کو پہلے ذکر کر دیتے اس کا عکس کیوں کیا؟

جواب: بسم اللہ کو پہلے ذکر کر کے مصنف نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ برکت حاصل کی ہے اور الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت حمد کے ساتھ برکت حاصل کی ہے اور بسم اللہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ذکر ہے جو کہ موصوف ہے اور الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت کا ذکر ہے اور ضابطہ ہے کہ موصوف مقدم ہوتا ہے صفت سے اس لئے بسم اللہ کو الحمد للہ سے پہلے ذکر کیا۔

جواب من المحدثین ﴿۲﴾: حضرات محدثین کہتے ہیں احادیث کے الفاظ مختلف ہیں اصل میں دونوں حدیثوں کا

Marfat.com

مطلب ایک ہے وہ یہ ہے کہ ہر ذی شان کام جو اللہ تعالی کے ذکر سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ذکر سے ابتداء کی جائے چاہے بسم اللہ کے ساتھ ہو یا الحمد للہ کے ساتھ لیکن عام طور پر مصنفین حضرات بسم اللہ و الحمد للہ سے کتاب کی ابتداء کرتے ہیں۔

وَالْحَمْدُ هُوَ الثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيلِ الْاِخْتِيَارِيِّ نِعْمَةً كَانَ اَوْ غَيْرَهَا

ترجمہ:۔اور حمد وہ تعریف کرنا زبان کے ساتھ کسی اچھی اختیاری خوبی پر نعمت کے مقابلے میں ہو یا نہ ہو۔

تشریح:۔اس عبارت سے شارح کی غرض متن کی وضاحت کرنا ہے۔یہاں شارح حمد کی تعریف کررہے ہیں اس تعریف سے پہلے یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر تعریف میں تین چیزیں بیان کرنا ضروری ہوتی ہیں۔

(۱) تعریف کا مختصر مفہوم (۲) فوائد وقیود (۳) تعریف پر ہونے والے اعتراضات وجوابات۔

یہاں اسی ترتیب کے ساتھ یہ تینوں چیزیں ذکر کی جائیں گی۔

فائدہ:۔حمد میں چار چیزیں ہوتی ہیں (۱) حامد تعریف کرنے والا (۲) محمود جس کی تعریف کی جائے (۳) محمود علیہ جس بات پر تعریف کی جارہی ہے (۴) محمود بہ جس کے ساتھ تعریف کی جائے۔

حمد کی تعریف:۔محمود کے کسی عمدہ فعل اختیاری پر اس کی زبان سے تعریف کرنا جیسے کہا جائے زید عالم یہاں زید کے ایک عمدہ فعل (صفت) علم کی تعریف کی گئی ہے زبان سے جو کہ زید کے اختیار میں ہے۔

فوائد قیود:۔حمد کی تعریف میں الثناء بمنزل جنس کے ہے ہر تعریف کو شامل ہے باللسان کی قید سے شکر نکل گیا کیونکہ وہ بھی ایک تعریف ہوتی ہے لیکن وہ اعضاء وجوارح کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے علی الجمیل کی قید سے افعال قبیح یعنی مذمت نکل گئی جیسے کہا جائے زید فاسق۔اختیاری کی قید سے مدح نکل گئی کیونکہ وہ صفت غیر اختیاری پر بھی ہوتی ہے جیسے کہا جائے کہ زید حسین یا کہا جائے کہ موتی بڑے صاف ہیں تو یہاں موتیوں کا صاف ہونا اور زید کا حسن ان کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کا عطا کردہ ہے نعمۃ کان او غیرھا یہ قید اتفاقی ہے۔

حمد کی تعریف پر اعتراض:۔یہ تعریف جامع نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے جو اپنی ذات کی تعریف کی ہے وہ زبان سے تو نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی زبان سے تو پاک ہیں حالانکہ اس کو بھی حمد کہا جاتا ہے؟

جواب نمبر (۱):۔یہاں جو حمد کی تعریف کی ہے وہ مطلق حمد کی تعریف نہیں بلکہ حمد مخلوق کی تعریف ہے حمد خالق کی نہیں ہے

Marfat.com

اللہ تعالی نے جو اپنی ذات کی تعریف کی ہے وہ خالق نے کی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ماقبل میں الحمد کا لفظ معرف ہے اس پر الف لام عہد خارجی کا ہے اس سے مراد حمد مخلوق ہے۔

جواب ﴿۲﴾:۔ حمد کی تعریف میں جو لسان کا لفظ مذکور ہے اس سے مراد یہ گوشت کا ٹکڑا نہیں بلکہ لسان سے مراد قوت تکلم ہے یعنی ذکر کرنا انسان اس کو زبان سے ذکر کرتا ہے اللہ تعالی اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔

فائدہ:۔ یہاں حمد کے ساتھ مدح اور شکر کی تعریف بھی ذکر کی جاتی ہے تا کہ حمد کی اچھی طرح وضاحت ہو جائے۔

مدح کی تعریف:۔ هو الثناء باللسان علی الجمیل نعمة کان او غیرها (وہ تعریف کرنا ہے زبان کے ساتھ کسی اچھی خوبی پر نعمت کے مقابلے میں ہو یا نہ ہو) یعنی ممدوح کے کسی فعل پر اس کی زبان سے تعریف کی جائے جیسے کہا جائے کہ موتی بڑے حسین ہیں یہاں موتیوں کی صفائی موتیوں کے اختیار میں نہیں ہے۔

شکر کی تعریف:۔ هو فعل ینبئ عن تعظیم المنعم سواء کان باللسان او بالارکان او بالجنان (شکر ایک ایسا فعل ہے جو منعم کی تعظیم کی خبر دیتا ہے برابر ہے کہ زبان کے ساتھ ہو یا اعضاء و جوارح کے ساتھ ہو یا دل کے ساتھ) جیسے زید نے مثلاً عمرو پر احسان کیا اب عمرو اس کی تعریف کرے کہ زید بڑا سخی ہے۔

حمد، مدح اور شکر کی آپس میں نسبت

(۱) **حمد اور مدح میں نسبت** عموم خصوص مطلق کی ہے جیسے انسان اور حیوان کے درمیان نسبت ہوتی ہے حمد خص مطلق ہے مدح اعم مطلق ہے جہاں حمد ہو گی وہاں مدح بھی ہو گی جیسے جہاں انسان ہوتا ہے وہاں حیوان بھی ہوتا ہے جہاں مدح ہو وہاں حمد کا ہونا ضروری نہیں جیسے جہاں حیوان ہوتا ہے وہاں انسان کا ہونا ضروری نہیں مثلاً زید کی تعریف کریں کہ زید عالم یہاں حمد بھی ہے اور مدح بھی مدحت اللؤلؤ علی صفائها اس میں مدح ہے حمد نہیں کیونکہ موتیوں کی صفائی ان کے اختیار میں نہیں۔

(۲) **حمد اور شکر میں نسبت:**۔ حمد کا مورد خاص ہے زبان کے ساتھ ہوتی ہے متعلق عام ہے چاہے انعام کے مقابلے میں ہو یا نہ ہو شکر کا مورد عام ہے چاہے زبان سے ہو یا دل سے یا اعضاء سے متعلق خاص ہے کہ انعام کے مقابلے میں ہی ہو سکتا ہے تو ان کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے اس میں تین مادے نکلیں گے ایک مادہ اجتماعی جس میں دونوں پائے جائیں جیسے زید نے عمرو پر کوئی انعام کیا تو عمرو نے زید کی زبان کے ساتھ تعریف کی کہ زید جواد (زید سخی ہے) یہاں شکر بھی

Marfat.com

ہے کہ انعام کے مقابلے میں ہے اور حمد بھی کہ زبان کے ساتھ ہے اختیاری خوبی پر۔ دوسرا مادہ۔ زید نے عمرو پر کوئی احسان نہیں کیا لیکن عمرو زید کی تعریف کرتا ہے زبان کے ساتھ یہاں حمد ہے شکر نہیں کیونکہ انعام کے مقابلے میں نہیں ہے تیسرا مادہ۔ زید نے عمرو پر کوئی احسان کیا اور عمرو نے زید کی خدمت کی اعضاء کے ساتھ اس کی تعریف کی یہاں شکر ہوگا کیونکہ انعام کے مقابلے میں ہے لیکن حمد نہیں کیونکہ زبان کے ساتھ نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ عَلَمٌ عَلَى الْاَصَحِّ لِلذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ وَلِدَلَالَتِهٖ عَلٰى هٰذَا الْاِسْتِجْمَاعِ صَارَ الْكَلَامُ فِيْ قُوَّةِ اَنْ يُّقَالَ الْحَمْدُ مُطْلَقًا مُنْحَصِرٌ فِيْ حَقِّ مَنْ هُوَ مُسْتَجْمِعٌ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مِنْ حَيْثُ هُوَ كَذٰلِكَ فَكَانَ كَدَعْوَى الشَّيْءِ بِبَيِّنَةٍ وَبُرْهَانٍ وَلَا يَخْفٰى لُطْفُهٗ

ترجمہ: اور اللہ اصح قول کے مطابق علم ہے ذات واجب الوجود کا جو مستجمع ہو تمام صفات کمالیہ کو۔ اور اسکے اس استجماع پر دلالت کرنے کیوجہ سے کلام اس قوت میں ہو جائیگی کہ کہا جائے گا حمد مطلقا منحصر ہے اس ذات کے حق میں جو تمام صفات کمالیہ کو متجمع ہے اس حیثیت سے کہ وہ اس طرح ہے۔ پس ہو جائیگا مثل دعوی کرنے کسی شئ کا اس کی دلیل اور برھان کے ساتھ اور اس کی لطافت مخفی نہیں ہے۔

تشریح:۔ اس عبارت سے شارح کی غرض توضیح متن ہے یعنی لفظ اللہ جو متن میں آیا ہے اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں لفظ اللہ میں مفسرین کے درمیان کئی اختلافات ہیں کہ یہ لفظ عربی ہے یا کسی اور زبان کا لفظ ہے عربی ہے تو جامد ہے یا مشتق جامد ہے تو اسم علم ہے یا صرف اسم ہے مشتق ہے تو پھر اختلاف ہے کہ یہ کس سے مشتق ہے مہموز الفاء ہے یا اجوف واوی شارح نے اس عبارت میں تمام کارد کرتے ہوے واللہ علم علی الاصح الخ والی عبارت سے یہ بتایا کہ یہ عربی لفظ ہو کر علم ہے اور جامد ہے۔

نکتہ:۔ چونکہ اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں عقول حیران و پریشان تھے اسی طرح اس ذات کے نام میں بھی عقول انسانی میں اختلاف ہو گیا کیونکہ اسم کا اثر مسمی پر اور مسمی کا اثر اسم پر ہوا کرتا ہے اس کی مثال مشکوۃ شریف کی عبداللہ بن المسیبؒ والی حدیث ہے کہ عبداللہ کے والد کا نام مسیب تھا ان کا لقب مشہور تھا حزن (غم) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ کوئی سال بھی ایسا نہ گزرا تھا کہ ہم نے کسی غم اور پریشانی کا سامنا نہ کیا ہو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اس لقب کو بدل دو۔

Marfat.com

الحاصل لفظ اللہ ایسی ذات کا علم ہے جو کہ واجب الوجود (جس کا عدم محال ہو) ہے اور تمام صفات کمال کو جمع کرنے والی ہے۔

لفظ اللہ کے ہمزہ کی تحقیق:۔اعتراض ہوتا ہے لفظ اللہ کے شروع میں ہمزہ کونسا ہے قطعی ہے یا وصلی اگر قطعی ہے تو صحیح نہیں کیونکہ فاللہ خیر حافظا میں گر جاتا ہے اگر وصلی ہے تو صحیح نہیں ورنہ تو یا اللہ میں کا ہمزہ وسط کلام میں ہونے کی بنا پر گر جانا چاہیے حالانکہ باقی ہے؟

جواب:۔ یہ ہے کہ لفظ اللہ اصل میں الٰہ تھا ہمزہ کو گرا دیا تو لٰہ ہوا پھر اس ہمزہ کے عوض میں الف لام تعریف کا داخل کیا تو ال لٰہ ہوا پھر لام کا لام میں ادغام کیا تو اللہ بن گیا اب لفظ اللہ پر جو ہمزہ ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں ایک تعریف والی اور عوض میں ہونے والی ان دونوں حیثیتوں کا اعتبار کرنا ہے جب یہ لفظ اللہ منادی نہ ہو تو اس وقت تعریف والی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اسکو ہمزہ وصلی بناتے ہیں اور درمیان کلام میں گرا دیتے ہیں جیسے فاللہ میں گر گیا اور جب لفظ اللہ منادی واقع ہو تو اس وقت تعریف والی حیثیت کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ یا اور الف لام تعریف کا اجتماع ایک اسم میں صحیح نہیں اس وقت اس کی عوض والی حیثیت کا اعتبار کرتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ جو حرف کسی حرف کے عوض میں آئے وہ جزو کلمہ ہوتا ہے اس کو گرانا صحیح نہیں لھذا یا اللہ میں بھی ہمزہ عوض میں ہونے کی وجہ سے جزو کلمہ ہوگا اور اس کو گرانا صحیح نہیں ہے۔

ولدلالته علی هذا الاستجماع الخ:۔اس عبارت سے شارح ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جو متن کی عبارت میں مضمر ہے۔اس سے قبل تین مسئلوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

مسئلہ (۱):۔ الحمد میں الف لام کونسا ہے؟ یہ الف لام جنس کا بھی ہو سکتا ہے اور استغراق کا بھی جنس کا ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جنس حمد اللہ کیلئے مختص ہے اور استغراق کا ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام افراد حمد اللہ تعالی کیلئے مختص ہیں۔

اعتراض:۔ آپ نے الف لام جنسی یا استغراقی کا مان کر یہ مطلب نکالا کہ جنسِ حمد یا تمام افرادِ حمد اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ دنیا میں حمد تو مخلوق کی بھی ہوتی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید عالم کبیر وغیرہ؟

جواب:۔ جہاں مخلوق کی تعریف ہوتی ہے وہاں حقیقت میں خالق کی تعریف ہوتی ہے کیونکہ مخلوق میں اچھی صفات پیدا کرنے والے اللہ تعالی ہی ہوتے ہیں مثلاً زید کی تعریف کی کہ وہ بڑا عالم ہے تو گویا اس آدمی نے حقیقت میں اللہ کی تعریف کی ہے کیونکہ زید کو علم عطا کرنے والے اللہ تعالی ہیں۔

مسئلہ (۲):۔ جب کسی اسمِ صفت پر حکم لگایا جاتا ہے تو اس کا مصدر ہی اس حکم کی علت ہوا کرتا ہے جیسے اہل عرب کہتے ہیں

Marfat.com

کہ اکرم العالم (عالم کا اکرام کرو) یہاں العالم صیغہ صفت کا ہے اس پر حکم لگایا گیا ہے کہ اس کا اکرام کرو اس حکم کی علت العالم کا مصدر علم ہے کہ علم کی وجہ سے عالم کا اکرام کرو۔

مسئلہ (۳):۔ ایک ضابطہ ہے کہ الکنایۃ ابلغ من الصریح (کنایہ صریح سے ابلغ ہوتا ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ صریح میں صرف دعویٰ ہوتا ہے دلیل مذکور نہیں ہوتی جیسے کہا جائے کہ زید بڑا سخی ہے یہ جملہ زید کی سخاوت پر صراحۃ دلالت کرتا ہے لیکن اس میں دلیل مذکور نہیں بخلاف کنایہ کے کہ اس میں صراحۃً دعوی ہوتا ہے اور ضمناً دلیل بھی مذکور ہوتی ہے جیسے کہا جائے زید کثیر الرماد (زید کثیر خاکستر والا ہے) یعنی زید کے چولھے میں خاکستر بہت زیادہ ہے اس جملہ سے بھی زید کی سخاوت معلوم ہو رہی ہے کہ چولھے میں خاکستر اس لئے زیادہ ہے آگ زیادہ جلتی ہے آگ زیادہ اس لئے جلتی ہے کہ ہانڈی روٹی زیادہ پکتی ہے روٹی اس لئے زیادہ پکتی ہے کہ مہمان زیادہ آتے ہیں اور مہمان زیادہ اس لئے آتے ہیں کہ زید سخی ہے اس کنایہ سے جیسے زید کی سخاوت کا دعوی سمجھا گیا اسی طرح ساتھ دلیل بھی مذکور ہے کہ زید سخی اس لئے زیادہ ہے کہ اس کے چولھے میں آگ زیادہ جلتی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ الکنایۃ ابلغ من الصریح۔

اب شارح کا بیان کردہ نکتہ یہ ہے کہ ماتن نے متن کی عبارت الحمد للہ میں دعوی مع دلیل کے بیان کیا ہے دعوی یہ ہے کہ تمام محامد کا ثبوت اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہے اور ساتھ اس کی دلیل بھی موجود ہے مسئلہ (۲) کے تحت لفظ اللہ کو حکما صیغہ صفت کا بنائیں گے اللہ کا معنی واجب الوجود المستجمع لجمیع صفات الکمال یہ معنی صفتی ہے اس اعتبار سے لفظ اللہ حکما صیغہ صفت کا ہے اس پر حکم لگایا گیا ہے کہ تمام محامد کا ثبوت اس کے ساتھ مختص ہے چونکہ اللہ ہے ہی وہی ذات جو تمام صفات کمالیہ کو جمع کرنیوالی ہو محامد کا ثابت ہونا یہ بھی ایک صفت کمال کی ہے لھذا یہ صفت کمال بھی اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہوگی اگر یہ صفت کمال اللہ کے ساتھ مختص نہ ہو تو اللہ کی ذات مستجمع لجمیع صفات الکمال نہ رہی لھذا حمد کا ثبوت بھی جو کہ صفت کمال ہے وہ اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہے تو یہاں الحمد للہ میں دعوی مع الدلیل سمجھا گیا اور یہ بطور کنایہ کے ذکر کیا گیا اور کنایہ صریح سے ابلغ ہوتا ہے گویا بڑے بلیغ انداز سے اللہ تعالی کی تعریف مع دلیل کے اس عبارت میں ذکر کی گئی ہے۔ اسی نکتہ کی طرف شارح یزدی نے اشارہ کیا

قَوْلُہُ الَّذِیْ ھَدَانَا: اَلْھِدَایَۃُ قِیْلَ ھِیَ الدَّلَالَۃُ الْمُوْصِلَۃُ اَیِ الْاِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْبِ وَقِیْلَ ھِیَ اِرَاءَۃُ الطَّرِیْقِ الْمُوْصِلِ اِلَی الْمَطْلُوْبِ۔ وَالْفَرْقُ بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْمَعْنَیَیْنِ اَنَّ الْاَوَّلَ یَسْتَلْزِمُ الْوُصُوْلَ اِلَی الْمَطْلُوْبِ بِخِلَافِ الثَّانِیْ فَاِنَّ الدَّلَالَۃَ عَلٰی مَا

Marfat.com

يُوْصِلُ اِلَى الْمَطْلُوْبِ لَاتَلْزَمُ اَنْ تَكُوْنَ مُوْصِلَةً اِلٰى مَا يُوْصِلُ فَكَيْفَ تُوْصِلُ اِلَى الْمَطْلُوْبِ وَالْاَوَّلُ مَنْقُوْضٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى اِذْ لَا يُتَصَوَّرُ الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْوُصُوْلِ اِلَى الْحَقِّ وَالثَّانِيْ مَنْقُوْضٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَانُهٗ اِرَاءَةَ الطَّرِيْقِ وَالَّذِيْ يُفْهَمُ مِنْ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ فِيْ حَاشِيَةِ الْكَشَّافِ هُوَ اَنَّ الْهِدَايَةَ لَفْظٌ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْمَعْنَيَيْنِ وَحِ يَظْهَرُ اِنْدِفَاعُ كِلَا النَّقِيْضَيْنِ وَيَرْتَفِعُ الْخِلَافُ مِنَ الْبَيْنِ وَمَحْصُوْلُ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ فِيْ تِلْكَ الْحَاشِيَةِ اَنَّ الْهِدَايَةَ تَتَعَدّٰى اِلَى الْمَفْعُوْلِ الثَّانِيْ تَارَةً بِنَفْسِهٖ نَحْوُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَتَارَةً بِاِلٰى نَحْوُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ وَتَارَةً بِاللَّامِ نَحْوُ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ فَمَعْنَاهَا عَلَى الْاِسْتِعْمَالِ الْاَوَّلِ هُوَ الْاِيْصَالُ وَعَلَى الثَّانِيَيْنِ اِرَاءَةُ الطَّرِيْقِ

ترجمہ:۔اس مصنف کا قول ھدانا :ھدایۃ کہا گیا ہے وہ دلالت ہے پہنچانے والی یعنی مطلوب تک پہنچادینا اور کہا گیا ہے کہ وہ راستہ دکھانا ہے جو منزل مقصود تک پہنچانے والا ہوان دونوں معنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اول معنی منزل مقصود تک پہنچنے کو ستلزم ہے نہ کہ دوسرا معنی پس بلاشبہ منزل مقصود تک پہنچانے والے راستے کو دکھانے کیلئے لازم نہیں کہ وہ دکھانا پہنچانے والا ہواس راستے تک جو منزل مقصود تک پہنچانے والا ہے تو کس طرح وہ راہ دکھانا منزل مقصود تک پہنچانے والا ہوگا۔اور اول معنی منقوض ہے اللہ تعالی کے اس قول کے ساتھ واما ثمود فھدینا الخ کیونکہ منزل مقصود تک پہنچ جانے کے بعد بے راہ ہونا متصور نہیں اور دوسرا معنی منقوض ہے اس اللہ تعالے کے قول انك لاتھدی الخ کے ساتھ کیونکہ نبی ﷺ کی شان راہ دکھانا تھی۔اور کشاف کے حاشیہ میں مصنف کے کلام سے جو بات سمجھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ھدایۃ کا لفظ ان دونوں معنوں کے درمیان مشترک ہے اور اس وقت ظاہر ہوجاتا ہے ان دونوں اعتراضوں کا دفع ہوجانا اور اختلاف کرنے والوں کے بیچ سے اختلاف اٹھ جاتا ہے۔اور اس حاشیہ میں مصنف کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ لفظ ھدایۃ اپنے مفعول ثانی کی طرف کبھی بلاواسطہ متعدی ہوتا ہے جیسے اھدنا الصراط المستقیم اور کبھی بواسطہ الی متعدی ہوتا ہے جیسے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم اور کبھی لام کے واسطے سے جیسے ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔پس پہلے استعمال پر ھدایۃ کا

Marfat.com

معنی ایصال الی المطلوب اور باقی دونوں استعمال پر اراء ۃ الطریق ہے۔

اغراض شارح:۔ اس سے شارح کی غرض توضیح متن ہے متن میں ھدانا کالفظ آیا ہے اس کا مصدر ھدی اور ھدایۃ دونوں آتے ہیں اس کی شارح تشریح کرنا چاہتے ہیں الذی ھدانا سے لیکر والاول منقوض تک کی عبارت میں لفظ ھدایۃ کی شارح نے تعریف بیان کی ہے والاول منقوض سے والذی یفھم تک شارح کی غرض اصل تعریف پر اعتراض کرنا ہے والذی یفھم سے لیکر ومحصول کلام المصنف تک شارح کی غرض دونوں اعتراضوں کا جواب دینا ہے ومحصول سے آخر قول تک غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

ھدایۃ کی تعریف:۔ ھدایۃ کے لغوی معنی ہیں راہ نمودن راستہ دکھانا۔ اس کے اصطلاحی معنی میں اختلاف ہے معتزلہ اور اشاعرہ کا (اشاعرہ یہ ابوالحسن اشعری کے مقلدین کو کہا جاتا ہے اشعر ایک قبیلہ کا نام ہے امام شافعی عقائد کے باب میں ابوالحسن اشعری کے مقلد ہیں اور احناف عقائد کے باب میں ابومنصور ماتریدی کے مقلد ہیں ان کے مقلدین کو ماتریدیہ کہا جاتا ہے) اشاعرہ کے ہاں ھدایۃ وہ راستہ دکھانا ہے جو مطلوب تک پہنچادے جیسے کسی نے زید سے پوچھا کہ ملتان کس طرف ہے اس نے راہنمائی کردی اس راستے کی طرف جو مطلوب تک پہنچانے والا ہے اس کو اراءۃ الطریق کہتے ہیں۔ معتزلہ کے ہاں ھدایۃ ایسی راہنمائی ہے جو مطلوب تک پہنچادے مثلا زید سے کسی نے پوچھا کہ ملتان کس طرف ہے تو زید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ملتان تک پہنچادیا اس کو ایصال الی المطلوب کہتے ہیں۔

دونوں معنوں میں فرق یہ ہے کہ اول معنی اراءۃ الطریق میں مطلوب تک پہنچنا تو درکنار طالب کا اس راستے پر چلنا بھی ضروری نہیں جس کی اس نے راہنمائی کی ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ بھول کر کسی اور راستے پر چل پڑے جب اس راستے پر چلنا ضروری نہیں تو مطلوب تک پہنچنا بدرجۂ اولی ضروری نہیں ہوسکتا البتہ دوسرے معنی میں مطلوب تک پہنچنا لازم ہے جب زید نے ہاتھ پکڑ کر ملتان تک پہنچادیا تو مطلوب تک پہنچنے میں کوئی شک نہیں رہا۔

فائدہ:۔ ان دونوں معنوں میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے اراءۃ الطریق یہ اعم مطلق ہے اور ایصال الی المطلوب یہ اخص مطلق ہے جہاں ایصال الی المطلوب ہوگی وہاں اراءۃ الطریق بھی ہوگا اور جہاں اراءۃ الطریق ہو وہاں ایصال الی المطلوب کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

والاول منقوض بقولہ الخ:۔ اس عبارت میں شارح کی غرض ھدایۃ کی اس مختلف فیہ تعریف پر اعتراض کرنا ہے اشاعرہ نے جو تعریف کی ہے وہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت سے منقوض ہے وہ آیت انک لا تھدی من احببت ولکن

اللہ یھدی من یشاء ہے یہاں اشاعرہ کے ہاں معنی ہوگا کہ بے شک اے پیغمبر آپ راستہ نہیں دکھا سکتے جس کو آپ چاہیں۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جس وقت حضور ﷺ نے اپنے چچا کے ایمان نہ لانے پر دکھ محسوس کیا کہ اگر یہ ایمان لے آتے تو میں قیامت کے دن اس کی سفارش کرتا۔ اشاعرہ والا یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا تو کام ہی یہی تھا کہ وہ راستہ دکھاتے۔ ہاں معتزلہ والا معنی صحیح بنتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں مطلوب تک نہیں پہنچا سکتے اور واما ثمود فھدیناھم فاستحبوا الخ والی آیت میں معتزلہ والا معنی صحیح نہیں بنتا کیونکہ معتزلہ کے ہاں اس کا یہ معنی ہوگا کہ قوم ثمود کو ہم نے مطلوب تک پہنچا دیا (یعنی ان کا ایمان پر خاتمہ ہوا) پھر انہوں نے ھدایۃ کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا یہ معنی بھی درست نہیں کیونکہ حق تک پہنچنے کے بعد گمراہی ممکن نہیں جیسے زید جب اپنے مطلوب ملتان تک پہنچ جائے تو ملتان کا زید سے گم ہونا ممکن نہیں دوسرا یہ بھی ہے کہ قوم ثمود کے بارہ میں یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ ایمان نہیں لائی یہاں اشاعرہ والا معنی صحیح بنتا ہے کہ قوم ثمود کو ہم نے راستہ دکھلا دیا لیکن انہوں نے اس راستے کی بجائے گمراہی کو پسند کیا۔

والذی یفھم من کلام المصنف الخ:۔ اس عبارت سے شارح اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جواب کا حاصل یہ ہے کہ ماتن علامہ تفتازانی نے اپنی کتاب کشاف کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ لفظ ھدایۃ ان دونوں معنوں (اراءۃ الطریق وایصال الی المطلوب) میں مشترک ہے یہ دونوں معنی اس کے حقیقی معنی ہیں جب یہ دونوں معنوں میں مشترک ہے تو جہاں جو معنی چاہو مراد لے لو لھذا انك لا تھدی الخ میں ایصال الی المطلوب والا معنی مراد لو اور واما ثمود الخ میں اراءۃ الطریق والا معنی مراد لو یہ دونوں ھدایۃ کے حقیقی معنے ہیں اب کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

ومحصول کلام المصنف الخ:۔ اس عبارت سے شارح کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض: ھدایۃ جب دو معانی میں مشترک ہے تو مشترک کے بارے میں تو ضابطہ ہے کہ لفظ مشترک کے معانی میں سے ایک معنی پر جب تک کوئی قرینہ نہ ہو کسی ایک معنی کو متعین نہیں کیا جا سکتا اب یہاں دو معانی میں سے کسی ایک معنی مراد لینے میں قرینہ کونسا ہوگا؟

جواب:۔ یہ ہے کہ ھدیٰ یھدی کا باب ہمیشہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور اس کا پہلا مفعول ہمیشہ بغیر واسطے کے ہوتا ہے اب دو معانی میں سے کسی ایک معنی کو متعین کرنے کا قرینہ یہاں پر یہ ہے کہ دیکھیں گے کہ ھدایۃ کا لفظ مفعول ثانی کی طرف متعدی بغیر کسی واسطے کے ہے یا کسی حرف جر کے واسطے کے ساتھ ہے اگر یہ کسی حرف جر کے واسطے کے ساتھ متعدی ہوگا مفعول ثانی کی طرف تو معنی اول یعنی اراءۃ الطریق مراد ہوگا جیسے ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم میں یھدی

Marfat.com

کا پہلا مفعول محذوف ہے وہ الناس کا لفظ ہے اور دوسرا مفعول للتی ہے جو کہ حرف جر لام کے ساتھ متعدی ہے دوسری مثال واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یہاں یھدی کے لفظ کا پہلا مفعول من یشاء اور دوسرا مفعول الی حرف جر کے واسطے کے ساتھ صراط مستقیم ہے لھذا ان دونوں جگہوں میں ھدایۃ کا اراء ۃ الطریق والا معنی مراد ہوگا پہلی آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ قرآن مجید لوگوں کو راستہ دکھلاتا ہے جو کہ بہت سیدھا ہے دوسری آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالی جس کو چاہتے ہیں اس کو سیدھا راستہ دکھلاتے ہیں۔ اور اگر ھــدایۃ کا لفظ مفعول ثانی کی طرف بغیر حرف جر کے متعدی ہو تو اس وقت معنی الدلالۃ الموصلۃ والا مراد ہوگا جیسے اھدنـا الـصـراط المستقیم میں نا ضمیر اس کا مفعول اول اور الـصـراط الـمسـتـقـیـم اس کا مفعول ثانی بغیر کسی حرف جر کے واسطے کے ساتھ ہے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ تو ہمیں سیدھے راستے تک پہنچادے۔ چنانچہ واما ثـمـود فـھـدیناھم الخ میں دوسرا مفعول محذوف ہے جو کہ الـی الـصـراط الـمستقیم ہے اور حرف جر کے واسطے کے ساتھ ھدایۃ کا لفظ متعدی ہے لھذا اراء ۃ الـطـریق والا معنی مراد ہوگا اور آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے قوم ثمود کو سیدھا راستہ دکھلا دیا پھر انہوں نے اس کے مقابلے میں گمراہی کو اختیار کیا اور دوسری آیت انك لا تھدی من احببت الخ میں پہلا مفعول الطریق محذوف ہے اور دوسرا مفعول من احببت ہے یہ بغیر کسی حرف جر کے متعدی ہے یہاں معنی الدلالۃ الموصلۃ والا ہوگا معنی آیت کا یہ ہوگا کہ اے پیغمبر ﷺ آپ مطلوب تک نہیں پہنچا سکتے جس کو لوگوں میں سے آپ چاہیں یہ معنی بالکل درست ہے کیونکہ مطلوب تک پہنچانا اللہ تعالی کا کام ہے پیغمبر کا کام صرف راستہ دکھلانا ہے۔

اب اسی ضابطہ کو متن کی عبارت پر منطبق کریں الـذی ھـدانا سواء الطریق میں نا ضمیر پہلا مفعول ہے اور دوسرا مفعول سواء الطریق ہے مطلب یہ ہوگا کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالی کیلئے ہیں جس نے ہمیں سیدھے راستے تک پہنچایا۔

قَوْلُهٗ سَوَاءُ الطَّرِيْقِ: اَیْ وَسْطَهُ الَّذِیْ يُفْضِیْ سَالِكَهٗ اِلَى الْمَطْلُوْبِ الْبَتَّةَ وَهٰذَا كِنَايَةٌ عَنِ الطَّرِيْقِ الْمُسْتَوِیْ اِذْ هُمَا مُتَلَازِمَانِ وَهٰذَا مُرَادُ مَنْ فَسَّرَهٗ بِالطَّرِيْقِ الْمُسْتَوِیْ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ ثُمَّ الْمُرَادُ بِهٖ اِمَّا نَفْسُ الْاَمْرِ عُمُوْمًا اَوْ خُصُوْصُ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ وَالْاَوَّلُ اَوْلٰى لِحُصُوْلِ الْبَرَاعَةِ الظَّاهِرَةِ بِالْقِيَاسِ اِلٰى قِسْمَیِ الْكِتَابِ

ترجمہ:۔ یعنی اسکا درمیانہ وہ جو چلنے والے کو مطلوب تک پہنچادے یقینا اور یہ کنایہ ہے الـطـریق الـمستوی سے اسلئے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور یہ مراد ہے اس شخص کی جس نے اس کی الـطـریق الـمستوی اور صراط مستقیم کے ساتھ

Marfat.com

تشریح کی ہے پھر مراد اس کے ساتھ یا تو نفس الامر عموماً ہے یا خاص ملۃ اسلامیہ ہے اور اوّل اولی ہے براعۃ استھلال حاصل ہونے کی وجہ سے کتاب کی دو قسموں کی طرف قیاس کرتے ہوئے۔

اغراضِ شارح: ای وسطہ سے وھذا کنایۃ تک توضیح متن ہے وھذا کنایۃ سے ھذا مراد من فسرہ تک شارح کی غرض کنایہ کا معنی بیان کرنا ہے۔ ھذا مراد سے ثم المراد تک ملا جلال الدین پر اس مقام میں ہونے والے تین اعتراضات کا جواب دینا ہے۔ ثم المراد سے والاول تک سواء کا مصداق بتلانا ہے والاول اولی سے آخر قول تک وجہ ترجیح بتلانی ہے۔

ای وسطہ الخ:۔ اس عبارت میں شارح سواء کا معنی بیان کرتے ہیں کہ سواء کا معنی وسط اور درمیان کے ہیں یعنی درمیانی راستہ۔ درمیانہ راستہ وہ ہوتا ہے جو اپنے اوپر چلنے والے کو یقینی طور پر مطلوب تک پہنچا دے۔

وھذا کنایۃ الخ:۔ اس عبارت میں کنایہ کا معنی بیان کرتے ہیں۔ کنایہ کہتے ہیں لفظ بول کر اس کا معنی موضوع لہ مراد لیتے ہوئے ذہن کو اس کے لازم یا ملزوم کی طرف منتقل کرنا۔ جیسے کہا جاتا ہے زید کثیر الرماد اس کا معنی موضوع لہ تو یہی ہے کہ زید کثیر خاکستر والا ہے لیکن اس لفظ سے اس کے لازم سخاوت کا ارادہ کرنا یہ کنایہ ہے۔ اسی طرح شرح میں جو لفظ سواء کا معنی وسط طریق بیان کیا ہے تو وسط طریق کو دو چیزیں لازم ہیں ایک راستہ کا سیدھا ہونا جس کو طریق مستوی کہا جاتا ہے اور دوسرا راستے کا مظبوط ہونا جس کو الصراط المستقیم کہا جاتا ہے یہاں بھی کنایۃً وسط طریق سے الطریق المستوی مراد لیا گیا ہے اور اس کا عکس بھی کر سکتے ہیں یعنی الطریق المستوی بول کر وسط طریق مراد لیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں۔

وھذا مراد من فسرہ الخ:۔ علامہ جلال الدین نے اپنی کتاب ملا جلال میں سواء الطریق کا معنی کیا ہے الطریق المستوی جس پر تین اعتراضات کئے گئے ہیں شارح اس عبارت میں ان کا جواب دے رہے ہیں۔ ملا جلال الدین نے سواء الطریق کا معنی الطریق المستوی کیا یعنی پہلے سواء کو معنی استواء کے کیا پھر استواء مصدر کو اسم فاعل مستوی کے معنی میں کیا اور سواء الطریق میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے تو انہوں نے موصوف کو مقدم اور صفت کو موخر کر کے کہا الطریق المستوی۔ اس پر تین اعتراض کئے گئے ہیں۔

(۱) سواء کو استواء کے معنی میں کرنا لغت کے خلاف ہے لغت میں سواء کا معنی وسط ہے۔

(۲) استواء مصدر کو مستوی اسم فاعل کے معنی میں کرنا مجاز ہے اور بلا ضرورت مجاز مراد لینا صحیح نہیں۔

***

Marfat.com

(۳) صفت کی اضافت موصوف کی طرف کی ہے حالانکہ بصریوں کے ہاں صفت کی اضافت موصوف کی طرف کرنا درست نہیں۔

تو شارح اس عبارت میں اس کا جواب دیتے ہیں کہ ملا جلال کی وہ غرض نہیں جو تم نے سمجھی ہے بلکہ غرض اس کی بھی کنایہ ہے جو کہ میری مراد بھی ہے۔ یعنی انہوں نے تو سواء الطریق کی تشریح کی ہے معنی بیان نہیں کیا۔ اور معترض نے یہ سمجھا ہے کہ انہوں نے مذکورہ توجیہات کر کے اس کو الطریق المستوی کے معنی میں کیا ہے اس لئے یہ اعتراضات صحیح نہیں۔

ثم المراد الخ:۔ یہاں سے سواء الطریق کا مصداق بتلا رہے ہیں اس کا مصداق دو چیزیں ہو سکتی ہیں (۱) نفس الامر عموما (۲) خصوصا ملت اسلامیہ ۔

نفس الامر کا مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں جو بھی حق بات ہے وہ سواء الطریق کا مصداق ہے چاہے وہ شریعت اسلامیہ کے عقائد ہوں یا قواعد منطقیہ (مثلا اجتماع نقیضین محال ہے ارتفاع نقیضین محال ہے وغیرہ) کیونکہ وہ بھی حق ہیں۔ اور خصوصا ملت اسلامیہ سے مراد یہ ہے کہ صرف اسلامی عقائد مراد لئے جائیں اس صورت میں قواعد منطقیہ خارج ہو جائیں گے کیونکہ وہ عقائد اسلامیہ میں داخل نہیں۔

والاول اولی الخ:۔ یہاں سے سواء الطریق کے دونوں مصداقوں میں سے ایک کو ترجیح دیکر اس کی وجہ ترجیح بیان کر رہے ہیں لیکن اس سے قبل ایک لفظ کا معنی سمجھنا ضروری ہے وہ ہے صنعۃ براعۃ استھلال اس کو عام طور پر مصنفین اپنی کتابوں کے خطبوں میں ذکر کرتے ہیں براعۃ کا معنی بلندی صنعۃ کا معنی کاریگری استھلال کا معنی بچے کی پیدائش کے وقت اس کی ابتدائی آواز۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جس سے آئندہ آنے والے مقصودی مضامین کی طرف اشارہ ہو جائے جیسے بچہ کا رونا اس کے اس کی دنیا میں آمد کی خبر دیتا ہے اس میں خطبہ کی بڑائی اور برتری ظاہر ہوتی ہے۔

یہ بات ماقبل میں گزر چکی ہے کہ علامہ تفتازانی نے تھذیب کے دو حصے لکھے تھے ایک حصہ علم کلام مین اور ایک منطق میں تو اگر سواء الطریق کا مصداق کائنات کی ہر حق بات (نفس الامر) کو بنائیں تو یہ زیادہ اولی اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں علم کلام اور منطق (شریعت و منطق) دونوں داخل ہو جائیں گے اس طرح اس میں صنعۃ براعۃ استھلال بھی ہوگی کیونکہ آگے بھی منطق اور شریعت کے مسائل بیان ہونا ہیں بخلاف اس کے کہ اگر اس کا مصداق خاص ملت اسلامیہ کو بنایا جائے تو مقصد کی طرف اشارہ نہیں ہوگا اور صنعۃ براعۃ استھلال حاصل نہ ہوگی۔

Marfat.com

متن: وَجَعَلَ لَنَا التَّوْفِيْقَ خَيْرَ رَفِيْقٍ

ترجمہ:۔ اور بنایا ہمارے لئے توفیق کو بہتر ساتھی۔

قَوْلُهُ وَجَعَلَ لَنَا: اَلظَّرْفُ اِمَّا مُتَعَلِّقٌ بِجَعَلَ وَاللَّامُ لِلْاِنْتِفَاعِ كَمَا قِيْلَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَاِمَّا بِرَفِيْقٍ وَيَكُوْنُ تَقْدِيْمُ مَعْمُوْلِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ عَلَى الْمُضَافِ لِكَوْنِهٖ ظَرْفًا اَلظَّرْفُ مِمَّا يُتَوَسَّعُ فِيْهِ مَالَا يُتَوَسَّعُ فِيْ غَيْرِهٖ وَالْاَوَّلُ اَقْرَبُ لَفْظًا وَالثَّانِيْ مَعْنًى

ترجمہ:۔ظرف یا جعل کے متعلق ہے اور لام انتفاع کیلئے ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اس اللہ تعالی کے قول جعل لکم الارض فراشا (بنایا تمہارے نفع کیلئے زمین کو بچھونا) میں اور یا رفیق کے متعلق ہے مضاف الیہ کے معمول کا مضاف پر مقدم ہونا ظرف ہونے کی وجہ سے ہوگا اور ظرف اس چیز میں سے ہے کہ اس میں وہ وسعت ہے جو اس کے غیر میں نہیں ہے اور اول احتمال لفظا اور ثانی احتمال معنا اقرب ہے۔

اغراضِ شارح:۔الظرف الخ سے لیکر والاول تک شارح کی غرض متن پر ہونے والے ایک اعتراض مقدر کا جواب دینا ہے۔والاول اقرب الخ سے لنا کے متعلقات میں سے ہر ایک کی وجہ ترجیح بیان کرنی ہے۔

اعتراض:۔ لنا ظرف ہے۔متن میں یہ کسی کے متعلق بھی نہیں بن سکتا۔متن میں چار لفظ (۱) جعل (۲) التوفیق (۳) خیر (۴) رفیق۔ایسے ہیں جو متعلق بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن یہ کسی کے متعلق بھی نہیں ہوسکتا (۱) توفیق کے متعلق اس لئے نہیں ہوسکتا کہ توفیق مصدر ہے اور مصدر کمزور عامل ہے لنا عبارت میں مقدم ہے اور مصدر یہ مؤخر ہے عامل ضعیف یہ اپنے معمول مقدم میں عمل نہیں کرسکتا (۲) یہی خرابی خیر کے متعلق کرنے سے آتی ہے کیونکہ یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور یہ بھی کمزور عامل ہے یہ بھی اپنے معمول مقدم میں عمل نہیں کرسکتا (۳) لنا ظرف کو جعل کے متعلق بھی نہیں بنا سکتے کیونکہ لنا میں لام تعلیلیہ ہے اور لام تعلیلیہ یہ غرض کیلئے ہوتا ہے اگر اس کو جعل کے ساتھ متعلق کریں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالی نے ہماری غرض کیلئے توفیق کو بہتر ساتھی بنایا اس صورت میں اللہ تعالی کے فعل کا معلل بالغرض ہونا لازم آئیگا حالانکہ اللہ تعالی کے افعال معلل بالغرض نہیں ہوتے کیونکہ غرض کی طرف انسان محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالی کسی کا محتاج نہیں ہاں یہ بات ضرور ہے

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم نازل کیا ہے اس میں کوئی حکمت ضرور ہے حکمت اور غرض میں فرق یہ ہے کہ غرض وہ ہوتی ہے جس کی طرف احتیاج ہو اور حکمت اس کو کہتے ہیں جو فعل کے کرنے پر ثمرہ اور نفع مرتب ہوتا ہے۔(۴) لنا کو رفیق کے متعلق بھی نہیں کر سکتے کیونکہ رفیق یہ مضاف الیہ ہے خیر کا اور ضابطہ یہ ہے کہ مضاف الیہ کے ضمن میں جو ہو (یعنی مضاف الیہ کا معمول ہو) اس کا مضاف الیہ سے مقدم کرنا درست نہیں چہ جائیکہ وہ مضاف سے بھی مقدم ہو جس طرح یہاں لنا مضاف (خیر) سے بھی مقدم ہے۔

جواب صحیح:۔شارح نے لنا کو جعل اور رفیق کے متعلق بنایا ہے باقی دو (توفیق اور خیر) کو چھوڑ دیا ہے جعل کے متعلق بنانے میں خرابی لازم آتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فعل کا معلل بالغرض ہونا لازم آیگا اس کا جواب یہ دیا کہ یہ لام غرض کیلئے نہیں بلکہ انتفاع کیلئے ہے مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفع کیلئے توفیق کو بہترین ساتھی بنایا۔لام انتفاع کی مثال جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے جعل لکم الارض فراشا (اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کیلئے زمین کو فرش بنایا)۔یا لنا یہ رفیق کے متعلق ہوگا اس وقت یہ خرابی تھی کہ مضاف الیہ کا معمول مضاف الیہ سے مقدم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لنا چونکہ ظرف ہے اور ظرف میں وہ وسعت اور گنجائش ہوتی ہے جو بقیہ معمولات میں نہیں اس لئے ظرف کا عامل چاہے مقدم ہو یا مؤخر وہ ظرف میں عمل کر سکتا ہے۔

سوال:۔ظرف میں یہ توسع اور گنجائش کیوں ہے؟

جواب:۔ظروف مثل محارم کے ہیں جس طرح محرم کا تعلق اپنے محرم کے ساتھ ہمیشہ ہوتا ہے اسی طرح ظرف کا تعلق بھی ہر فعل یا شبہ فعل کے ساتھ ہر وقت ہوتا ہے کیونکہ کوئی فعل یا شبہ فعل دنیا میں ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی زمانے میں یا کسی نہ کسی مکان میں واقع نہ ہو اس لئے ظروف میں وسعت اور گنجائش ہے۔

والاول اقرب الخ:۔یہاں سے دونوں متعلقوں (جعل و رفیق) میں سے ایک کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں کہ لنا ظرف کو جعل کے متعلق کرنا یہ لفظا اقرب ہے کیونکہ لفظوں میں جعل قریب ہے اور پہلے بھی ہے البتہ اس میں معنوی طور پر سقم (خرابی) ہے اور دوسرے (رفیق) کے متعلق کرنے میں معنوی طور پر تو کوئی خرابی نہیں لیکن لفظی طور پر خرابی موجود ہے کہ وہ بہت پیچھے کھڑا ہے پہلے متعلق کی معنوی خرابی کو سمجھنے سے پہلے تین مسئلوں کو سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ(۱):۔انسان یہ ذات ہے حیوان ناطق اس کی ذاتیات ہیں۔

مسئلہ(۲):۔منطقیوں کے ہاں ذات اور ذاتیات کے درمیان جعل کا آنا باطل ہے جیسے یوں کہا جائے جعل اللہ الانسان

Marfat.com

حیوانا ناطقا (اللہ تعالی نے انسان کو حیوان ناطق بنایا) اس کو منطقی مجعولیت ذاتی کہتے ہیں آسان لفظوں میں اس کو تخلخل جعل بین الذات و الذاتیات کہتے ہیں۔

مسئلہ(۳):۔ متن کی عبارت میں جو توفیق کا لفظ ہے یہ ایک ذات ہے جس طرح انسان ایک ذات ہے خیر رفیق یہ اس کیلئے ذاتیات ہیں جیسے انسان کیلئے حیوان ناطق ذاتیات ہیں۔

ان تین مسئلوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب ظرف لنا کو جعل کے متعلق کریں تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالی نے ہمارے لئے توفیق کو بہترین ساتھی بنایا توفیق ذات اور خیر رفیق ذاتیات کے درمیان جعل آ گیا جو کہ باطل ہے یہ معنوی خرابی ہے۔ جعل کے ساتھ ظرف کو متعلق بنانے میں مجعولیت ذاتی کی خرابی لازم آتی ہے اس لئے جعل کے ساتھ متعلق کرنے میں معنوی خرابی اور سقم ہے اور اگر لنا کو رفیق کے متعلق کریں تو یہ خرابی لازم نہیں آئیگی کیونکہ پھر یہ عبارت ہوگی جعل التوفیق خیر رفیق لنا ۔اس وقت مطلب عبارت کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالی نے توفیق کو بہتر ساتھی ہمارے لئے بنایا اس صورت میں تخلخل جعل بین الذات و الذاتیات لازم نہیں آتا کیونکہ خیر رفیق تو توفیق کی ذاتی تھی۔

فائدہ:۔ لنا کو رفیق کے متعلق کرنے کی ایک اور وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ ضابطہ ہے جب حمد کسی انعام واحسان کے مقابلے میں ہو تو وہ حمد اکمل طریقے سے ہوتی ہے اور بغیر کسی نعمت کے ہو تو وہ اکمل طریقے سے نہیں ہوتی اگر ہم لنا کو جعل کے متعلق کریں گے تو مطلب یہ ہوگا اس اللہ تعالی نے ہمارے لئے توفیق کو بہتر ساتھی بنایا اس پر تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے توفیق کو مخلوق کا بہتر ساتھی بنایا ہے لیکن اس سے حامد کا اختصاص سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ تعالی نے صرف حامد کیلئے توفیق کو بہتر ساتھی بنایا ہو بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ کسی اور کیلئے علاوہ حامد کے توفیق کو ساتھی بنایا ہو اس لئے اس کے مقابلے میں جو حمد ہوگی وہ اکمل نہیں ہوگی بخلاف اس صورت کہ کہ جب ہم لنا کو توفیق کے ساتھ متعلق کریں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام محامد کا ثبوت اس اللہ تعالی کیلئے ہے جس نے توفیق کو بہتر ساتھی ہمارے لئے (یعنی حامد یا مسلمان) کیلئے بنایا ہے اس میں اللہ تعالی کا انعام مسلمان بندے پر سمجھا جاتا ہے اب اس کے مقابلے میں جو حمد اس مسلمان حامد کی زبان سے نکلے گی وہ اکمل حمد ہوگی اس لئے رفیق کے ساتھ لنا کا تعلق زیادہ اولی اور برتر ہے۔

قَوْلُهُ التَّوْفِيْقُ: هُوَ تَوْجِيْهُ الْأَسْبَابِ نَحْوَ الْمَطْلُوْبِ الْخَيْرِ

ترجمہ:۔ وہ اسباب کا مطلوب خیر کی جانب متوجہ ہونا ہے

Marfat.com

غرضِ شارح: ۔اس قولہ کی غرض توضیح متن ہے۔

توفیق کی لغوی تعریف: ۔توفیق لغت میں مطلقا اسباب کو مطلوب کی طرف اکٹھا کرنے کو کہتے ہیں برابر ہے کہ وہ مطلوب خیر ہو یا شر البتہ شرعی طور پر توفیق کی تعریف یہ ہے کہ مطلوب خیر کی طرف تمام اسباب (ذرائع) کو جمع کرنا جیسے نماز ایک مطلوب خیر ہے اس کیلئے تمام اسباب مہیا ہو جاتے ہیں مثلاً پانی موجود ہو پانی کے استعمال پر قدرت رکھتا ہو پھر وضو کیا جائے اور نماز پڑھی جائے۔توفیق کی اس شرعی تعریف میں مطلوبِ خیر کی قید لگائی ہے اگر مطلوبِ شر کی طرف تمام اسباب مہیا ہو جائیں جیسے ایک آدمی چوری کا ارادہ کرتا ہو اس کیلئے تمام چوری کے اسباب مہیا ہو جائیں تو اس کو توفیق نہیں بلکہ خذلان کہیں گے۔نیز الاسباب میں الف لام استغراق کا ہے تمام اسباب کا مہیا ہونا اگر بعض اسباب مطلوب خیر کے مہیا ہو جائیں تو اس کو بھی توفیق نہیں کہیں گے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

المتن: وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اَرْسَلَهٗ هُدًى هُوَ بِالْاِهْتِدَاءِ حَقِيْقٌ وَنُوْرًا بِهِ الْاِقْتِدَاءُ يَلِيْقُ

ترجمہ:۔اور صلوۃ اور سلام ہو اس ذات پر جس نے اس کو ھدایۃ بنا کر بھیجا اس حال میں کہ وہ ھدایت حاصل کئے جانے کے لائق ہیں اور نور بنا کر بھیجا اس حال میں کہ ان کی اقتداء کئے جانے کے لائق ہیں

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

قَوْلُهٗ وَالصَّلٰوةُ:وَهِيَ بِمَعْنَى الدُّعَاءِ اَيْ طَلَبِ الرَّحْمَةِوَاِذَا اُسْنِدَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يُجَرَّدُ عَنْ مَعْنَى الطَّلَبِ وَ يُرَادُ بِهِ الرَّحْمَةُ مَجَازًا

ترجمہ:۔اور صلوۃ دعاء کے معنی میں ہے یعنی رحمت کو طلب کرنا اور جب اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جائے تو خالی کر لیا جاتا ہے معنی طلب سے اور مجازا اس سے رحمت کا ارادہ کیا جاتا ہے۔

اغراضِ شارح: ۔وھی بمعنی الدعاء سے واذا اسند الخ تک غرض توضیح متن ہے واذا اسند الخ سے شارح کی غرض ایک اعتراض مقدر کا جواب اور اس جواب پر ہونے والے ایک اور اعتراض کا جواب دینا ہے۔

وھی بمعنی الدعاء الخ: ۔اس عبارت میں شارح صلوۃ کا معنی ذکر کرتے ہیں صلوۃ کا معنی ہے دعاء اور دعاء کا

Marfat.com

معنی بتایا طلب رحمۃ۔ صلوۃ کا دعاء والا معنی یہ حقیقی ہے جیسے قرآن مجید میں ہے ان صلوتک سکن لھم (آپ ﷺ کے دعاء یعنی طلبِ رحمت کرنے میں ان کیلئے تسکین کا سامان ہے) اور اس کے بقیہ معانی مجازی ہیں مثلاً جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی مطلق رحمت ہے جیسے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی' فرشتوں کی طرف اس کی نسبت ہو تو معنی استغفار ہے' وحوش وطیور کی طرف ہو تو معنی ہے تسبیح وتہلیل لیکن یہ تمام اس کے مجازی معانی ہیں۔

واذا اسند الی اللہ الخ: یہاں سے شارح ایک اعتراض مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض:۔ ابھی آپ نے صلوۃ کا معنی دعاء یعنی طلب رحمت کا کیا ہے حالانکہ آپ کا یہ معنی متن کی عبارت والصلوۃ والسلام پر سچا نہیں آ سکتا کیونکہ الصلوۃ میں الف لام یہ مضاف الیہ کے عوض میں ہے اور وہ اللہ ہے یعنی صلوۃ اللہ تو آپ کے معنی کے مطابق ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ طلب رحمت کرتے ہیں اس شخص سے جس کو اس نے بھیجا حالانکہ یہ معنی باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ طلب سے پاک ہیں وہ تو مطلوب ہیں؟

جواب:۔ جب صلوۃ کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے تو اس وقت اس سے طلب والا معنی ختم ہو جاتا ہے مطلق رحمت والا معنی مراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں یعنی صلوۃ کا معنی موضوع لہ تو طلبِ رحمت والا تھا معنی موضوع لہ سے ایک جزو حذف ہو کر رحمت کا معنی بن گیا اس قسم کے حذف کو حقیقت قاصرہ اور مجاز کہتے ہیں۔

اعتراض:۔ آپ نے جو طلب کا لفظ حذف کر کے صرف رحمت والا معنی کیا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ تمام محدثین اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ رحمت کہتے ہیں رقۃ القلب بحیث یقتضی التفضل والاحسان (دل کی رقت فضل اور احسان کی حیثیت سے)؟ اور اللہ تعالیٰ تو رقت اور طلب دونوں سے پاک ہیں تو یہ معنی تو صحیح نہ ہوا؟

جواب:۔ یہاں بھی معنی موضوع لہ کے ایک جزو رقۃ القلب کو حذف کر دیں گے اور صرف تفضل اور احسان والا معنی مراد لیں گے کہ اللہ تعالیٰ فضل فرماتے ہیں اوپر اس شخص کے جس کو انہوں نے بھیجا۔

قَوْلُهُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهُ: لَمْ یُصَرِّحْ بِاسْمِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ تَعْظِیْمًا وَاِجْلَالًا وَتَنْبِیْهًا عَلٰی اَنَّهٗ فِیْمَا ذُكِرَ مِنَ الْوَصْفِ بِمَرْتَبَةٍ لَا یَتَبَادَرُ الذِّهْنُ مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ وَاخْتَارَ مِنْ بَیْنِ الصِّفَاتِ هٰذِهٖ لِكَوْنِهَا مُسْتَلْزِمَةً لِسَائِرِ الصِّفَاتِ الْكَمَالِیَّةِ مَعَ مَا فِیْهِ مِنَ التَّصْرِیْحِ بِكَوْنِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُرْسَلًا فَاِنَّ الرِّسَالَةَ فَوْقَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ الْمُرْسَلَ هُوَ النَّبِیُّ الَّذِیْ اُرْسِلَ

Marfat.com

اِلَيْهِ وَحْيٌ وَكِتَابٌ

ترجمہ:۔نہیں تصریح کی حضور ﷺ کے نام کی تعظیم اور اظہارِ بزرگی کی وجہ سے اور اس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے کہ حضور ﷺ اس وصف رسالت میں جس کو مصنف نے ذکر فرمایا ہے اس مرتبہ پر ہیں کہ ذہن نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کی طرف سبقت نہیں کرتا اور ماتن نے اس وصف رسالت کو اختیار فرمایا بوجہ مستلزم ہونے اس وصف رسالت کے تمام صفات کمالیہ کو ساتھ یہ کہ اس وصف میں نبی ﷺ کے رسول ہونے کی تصریح ہے پس بلاشبہ وصف رسالت وصف نبوت کے اوپر ہے کیونکہ رسول وہ نبی ہے جس پر مستقل شریعت اور مستقل کتاب بھیجی گئی ہو۔

اغراضِ شارح:۔لم یصرح اسمہ لخ سے واختار تک ایک اعتراض کا جواب ہے واختار من بین الصفات سے فان الرسالة فوق الخ تک غرض ایک اور اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔مصنف نے اللہ تعالیٰ کی حمد کو ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا الحمدللہ کہا اور جب حضور ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجا تو حضور ﷺ کا نام نہیں لیا صرف صفت کو کیوں ذکر کیا؟

جواب:۔حضور ﷺ کا نام نہ ذکر کرنے میں دو نکتے ہیں (۱) نام کی بجائے صفت ذکر کرنے میں زیادہ تعظیم اور ادب ہوتا ہے جیسے کسی کو نام کی بجائے مولانا اور قاری صاحب کہا جائے تو یہ زیادہ ادب کی بات ہے تو حضور ﷺ کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے نام کی بجائے صفت کو ذکر کیا

(۲) عرف میں یہ مشہور ومعروف بات ہے کہ جب کسی ذات کی کوئی ایسی صفت ذکر کر دی جائے جس سے صرف وہی ذاتِ معین ہی مراد ہو سکتی ہو اور کوئی ذات مراد نہ ہو سکتی ہو (یعنی وہ صفت اس ذات کے ساتھ خاص ہو) تو اس میں بھی اس صفت کو ذکر کرنے میں زیادہ تعظیم اور ادب ہوا کرتا ہے اس لئے ماتن نے حضور ﷺ کے نام کو ذکر کرنے کی بجائے ان کی صفت رسالۃ کو ذکر فرمایا جو کہ صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے کسی اور میں نہیں پائی جاتی ہے۔

اعتراض:۔یہ وجہ تو اللہ تعالیٰ کے نام ذکر کرنے میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو حضور ﷺ سے بھی زیادہ عظیم ہے ان کا نام لینا بھی تو ادب کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کی بھی کئی صفات ہیں کہ ان کے ذکر کرنے سے ذہن انہیں کی طرف جاتا ہے کسی اور میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں تو مصنف کو چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی نہ لیتا؟

جواب:۔اس اعتراض کے تین جواب ہیں (۱) نکات بعد الوقوع ہوتے ہیں علت تامہ نہیں یعنی ایک واقعہ سامنے آیا تو اس

Marfat.com

کی کوئی علت نکال لی گئی مثلا یہاں حضور ﷺ کا نام نہیں لیا تو اس کی علت نکال لی گئی کہ ادب کیلئے ذکر نہیں کیا اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام لینے میں کوئی اور نکتہ ہو مثلا مصنف نے اللہ تعالیٰ نام ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تبرک حاصل کیا ہو۔

جواب ﴿۲﴾:۔ مصنف نے قرآن مجید کی اتباع کی ہے قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے محامد کا ثبوت اپنی ذات کیلئے کیا ہے وہاں اپنا نام ذکر کیا فرمایا الحمد للہ اور جہاں حضور ﷺ پر صلوۃ کا ذکر فرمایا وہاں حضور کا وصف نبوت ذکر فرمایا' نام نہیں جیسا کہ فرمایا ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ۔تو مصنف نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کو اور حضور ﷺ کی صفت رسالت کو ذکر فرمایا نام نہیں ذکر کیا۔

جواب ﴿۳﴾:۔ اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ محامد کا ثبوت اللہ تعالیٰ کیلئے ذاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر فرمایا اور بقیہ مخلوقات کیلئے محامد کا ثبوت حتی کہ انبیا کیلئے بھی محامد کا ثبوت ذاتی نہیں بلکہ وہ وصف کی وجہ سے ہے اور وہ وصف یہاں نبوت اور رسالت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام اور حضور ﷺ کی صفت رسالت کو ذکر فرمایا

واختارمن بین الصفات الخ:۔ یہاں سے شارح ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض:۔ یہ بات ہم مان لیتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نام بوجہ عظمت وادب کے ذکر نہیں کیا لیکن حضور ﷺ کی اور بھی اوصاف ہیں اس وصف رسالت کے علاوہ۔ ان میں سے وصف رسالت کو کیوں اختیار کیا؟

جواب:۔ وصف رسالت کو اس لئے اختیار کیا چونکہ یہ ایک ایسی وصف کمال تھی جس میں تمام اوصاف آجاتے ہیں اس لئے ماتن نے ایسی جامع صفت ذکر کر دی جو تمام صفات کو محیط اور شامل ہے اور ساتھ اس بات کی بھی تصریح ہوگئی کہ آپ ﷺ رسول ہیں وصف رسالت یہ خاص ہے اور نبوت یہ عام ہے محدثین اور مفسرین کے ہاں رسالت نبوت کے اوپر ہے اس معنی میں کہ رسول اس کو کہتے ہیں جو نئی کتاب اور نئی شریعت لیکر آئے اور نبی عام ہے چاہے نئی کتاب اور شریعت ہو یا نہ ہو

قَوْلُهُ هُدًى: اِمَّا مَفْعُوْلٌ لَهُ لِقَوْلِهِ اَرْسَلَهُ وَحِ يُرَادُ بِالْهُدٰى هِدَايَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يَكُوْنَ فِعْلًا لِفَاعِلِ الْفِعْلِ الْمُعَلَّلِ بِهٖ اَوْ حَالٌ عَنِ الْفَاعِلِ اَوْ عَنِ الْمَفْعُوْلِ وَحِ فَالْمَصْدَرُ بِمَعْنَى اِسْمِ الْفَاعِلِ اَوْ يُقَالُ اُطْلِقَ عَلٰى ذِي الْحَالِ مُبَالِغَةً نَحْوُ زَيْدٌ عَدْلٌ

ترجمہ:۔ یا تو یہ مفعول لہ ہے ارسل فعل کا اور اس وقت ھدی سے ھدایت اللہ مراد ہوگی تا کہ یہ ھدایت فعل معلل بہ یعنی ارسل کے فاعل کا فعل ہوجائے یا یہ حال بنے ارسل کے فاعل یا مفعول سے اس وقت مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے یا

Marfat.com

کہا جائے گا کہ یہ مصدر ذوالحال پر مبالغۃً محمول ہوا ہے جیسے زید عدل ۔

غرضِ شارح:۔ اس قولہ میں شارح کی غرض متن پر ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اس اعتراض کے سمجھنے سے پہلے دونحوی **ضابطے** سمجھنا ضروری ہیں۔

ضابطہ(۱):۔ مفعول لہ میں لام ہوتا ہے جو مفعول لہ ہونے کی ایک علامت ہوتا ہے اور اگر مفعول لہ اور فعل معلل بہ (جس کی مفعول لہ علت بیان کر رہا ہو) دونوں کا فاعل بھی ایک ہو اور دونوں کے ثابت ہونے کا زمانہ بھی ایک ہو تو اس وقت لام کا حذف کرنا بھی صحیح ہوتا ہے جیسے ضربته تادیبا میں تادیبا یہ مفعول لہ ہے اور ضربته یہ فعل معلل بہ ہے دونوں کا فاعل ایک ہے ضرب کا فاعل بھی متکلم ہے اور تادیبا کا فاعل بھی متکلم ہے نیز دونوں کے تحقق کا زمانہ بھی ایک ہے جس زمانہ میں ضرب متکلم واقع ہو رہی ہے اسی زمانے میں ادب بھی سکھایا جا رہا ہے یہ نہیں کہ ضرب پہلے ہو اور ادب بعد میں۔ لھذا یہاں لام کو حذف کرنا صحیح ہے اصل میں ضربته للتادیب تھا لام کو حذف کر دیا گیا اور جہاں دونوں کا فاعل ایک نہ ہو وہاں لام کو حذف کرنا صحیح نہیں ہے جیسے جئتك لاكرامك ایای یہاں اكرامك یہ مفعول لہ ہے جئت کا فاعل متکلم ہے اكرامك کا فاعل مخاطب ہے دونوں کا فاعل مختلف ہے لھذا یہاں لام حذف نہیں کیا گیا۔

ضابطہ(۲): جہاں کوئی اسم نکرہ منصوب ہو تو وہ اکثر اوقات یا تو مفعول لہ ہوتا ہے یا حال جیسے ضربته تادیبا میں تادیبا نکرہ منصوب مفعول لہ ہے جاءنی زید راكبا میں راكبا نکرہ منصوب حال ہے۔

ان دو ضابطوں کے بعد اب اعتراض سمجھیں۔

اعتراض:۔ هدی نکرہ منصوبہ ہے یا تو یہ ترکیب میں ارسلہ کیلئے مفعول لہ ہے یا حال ہے ارسلہ کی ضمیر فاعل سے یا ضمیر مفعول سے لیکن ان میں سے کوئی احتمال بھی صحیح نہیں مفعول لہ تو اس لئے بنانا صحیح نہیں کیونکہ ارسل کا فاعل اللہ ہے اور هدی کے فاعل حضور ﷺ ہیں مفعول لہ اور فعل معلل بہ کا فاعل جب مختلف ہو تو لام کو ذکر کرنا ضروری ہوا کرتا ہے حالانکہ لام حذف ہے اس لئے مفعول لہ بنانا تو صحیح نہیں اور حال بنانا اس لئے صحیح نہیں کیونکہ حال کا ذوالحال پر حمل ہوتا ہے (یعنی اگر حال کو مبتداء اور ذوالحال کو خبر بنائیں تو بنا سکیں) هدی یہ مصدر ہے اس کا حمل ذات ذوالحال پر صحیح نہیں مصدر کا حمل ذات پر نہیں ہوا کرتا لھذا آپ بتائیں کہ یہ ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے۔

جواب(۱):۔ شارح علامہ یزدی فرماتے ہیں کہ دونوں ترکیبیں یہاں صحیح ہو سکتی ہیں هدی کو مفعول لہ بنانا بھی صحیح ہے

Marfat.com

اس صورت میں یہ اعتراض کہ لام کیسے حذف ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ھدی اور ارسل دونوں کا فاعل ایک ہے ھدی کا فاعل بھی اللہ تعالیٰ ہیں اس وقت ھدایۃ سے ھدایۃ اللہ مراد ہوگی اس لئے لام کو حذف کرنا صحیح ہے۔

ھدی کو حال بنانا بھی صحیح ہے حمل ذات کا مصدر پر صحیح نہیں تو اس کا **پہلا جواب** یہ ہے کہ اس وقت ھدی مصدر کو اسم فاعل ھاد کے معنی میں کریں گے اب ھاد مشتق ہے اس پر ذوالحال کا حمل صحیح ہے۔

جواب ﴿۲﴾:۔ یہ ہے کہ اگر چہ نحویوں کا ضابطہ ہے کہ مصدر کا حمل ذات پر صحیح نہیں لیکن کبھی کبھی مبالغہ کرنے کیلئے مصدر کا حمل ذات پر بھی کیا جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے زید عدل (زید انصاف ہے) یعنی زید اتنا منصف ہے کہ مجسمہ انصاف بن گیا تو اسی طرح یہاں بھی ھدی مصدر کا حمل ذات پر مبالغہ کرنے کیلئے ہے اس وقت معنی یہ ہوگا کہ بھیجا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اس حال میں کہ وہ حضور ﷺ ھدایت ہیں یعنی مجسمہ ھدایت ہیں۔

قَوْلُهُ بِالْاِهْتِدَاءِ: مَصْدَرٌ مَبْنِيٌّ لِلْمَفْعُوْلِ اَیْ بِاَنْ يُّهْتَدٰى بِهٖ وَالْجُمْلَةُ صِفَةٌ لِقَوْلِهٖ هُدًى اَوْ يَكُوْنَانِ حَالَيْنِ مُتَرَادِفَيْنِ اَوْ مُتَدَاخِلَيْنِ وَيَحْتَمِلُ الْاِسْتِيْنَافَ اَيْضًا

ترجمہ:۔ یہ مصدر مبنی للمفعول ہے یعنی نبی ﷺ حق دار ہیں کہ ان کے ذریعے سے ھدایت حاصل کی جائے اور یہ جملہ صفت ہے اس کے قول ھدی کی یا دونوں حال مترادفہ ہیں یا حال متداخلہ ہیں اور یہ جملہ مستانفہ ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے۔

اغراضِ شارح:۔ یہاں سے شارح اس جملہ ھو بالاھتداء حقیق کی اپنی ترکیب اس پر اعتراض و جواب اور اس جملے کا ماقبل کے ساتھ ربط و تعلق بتلا رہے ہیں۔

ترکیب متن:۔ (ھو) مبتداء (بالاھتداء) یہ جار مجرور مل کر حقیق کے متعلق ہے اور (حقیق) یہ خبر ہے ھو مبتداء کی مبتداء خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہے اس میں (ھو) کا مرجع یا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یا حضور ﷺ اس جملہ کا معنی یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ ھدایت حاصل کئے جانے کے لائق ہیں یا وہ حضور ﷺ ھدایت حاصل کئے جانے کے لائق ہیں اس ترکیب کے لحاظ سے یہ دونوں معنے غلط ہیں اللہ تعالے ھدایت حاصل کرنے کے لائق نہیں بلکہ تمام مخلوق کے ھادی ہیں اسی طرح حضور ﷺ بھی ھدایت حاصل کرنے کے لائق نہیں بلکہ وہ بھی دنیا میں ھدایت دینے کیلئے آئے ہیں؟

جواب:۔ اس ترکیب کے وقت اھتداء کو مصدر مبنی للمفعول پڑھیں گے یعنی مضارع مجہول کے صیغے پر پڑھیں گے اس وقت حاصل معنی یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ یا حضور ﷺ مقتدی بننے کے لائق ہیں۔

****

Marfat.com

اعتراض:۔ اھتداء یہ لازمی باب کا مصدر ہے لازمی کا مفعول ومجہول تو نہیں ہوتا یہاں آپ نے اھتداء کو مھتدی کے معنی میں کیسے کرلیا؟

جواب:۔ لازمی کو باکے ذریعے سے متعدی کرلیا جاتا ہے اور باکے ذریعے سے فعل لازمی کا مجہول آجایا کرتا ہے یہاں بھی مھتدیٰ کو باکے ذریعے سے متعدی کریں گے کہ وہ مھتدیٰ بہ بننے کے لائق ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ یا حضور ﷺ اس لائق ہیں کہ ھدایت حاصل کی جائے ان کے ساتھ اب معنی بالکل ٹھیک ہوجائے گا۔

یہ ترکیب تو اس عبارت کی اپنی تھی باقی یہ ماقبل میں کیا واقع ہورہا ہے۔اس میں چار احتمال ہیں۔

﴿۱﴾: یہ جملہ ھدی کی صفت ہو اس صورت میں معنی یہ ہوگا وہ حضور ﷺ یا اللہ تعالیٰ ھدایت دینے والے ہیں وہ مھتدیٰ بہ بننے کے لائق ہیں۔

﴿۲﴾: اس جملہ کو حال بنایا جائے ارسلہ کی ضمیر فاعل سے یا ضمیر مفعول سے اگر ھدی ضمیر فاعلؑ سے حال ہو تو یہ جملہ بھی اسی سے حال ہوگا پھر معنی یہ ہوگا کہ بھیجا اس اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو درانحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ ھدایت دینے والا ہے اور درانحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ مھتدٰی بہ بننے کے لائق ہے۔اور اگر ھدی ضمیر مفعول سے حال ہوگا تو یہ جملہ بھی ضمیر مفعول سے حال ہوگا پھر معنی یہ ہوگا کہ بھیجا اس اللہ تعالیٰ نے اس حضور ﷺ کو درانحالیکہ وہ حضور ﷺ ھدایت دینے والے ہیں اور درانحالیکہ وہ حضور ﷺ مھتدٰی بہ بننے کے لائق ہیں۔ان دونوں صورتوں میں ایک ہی ذوالحال سے دوحال ہوئے جس سے ھدی حال ہوگا اسی سے یہ جملہ حال ہوگا جب ایک ہی ذوالحال سے دوحال ہوں اس کو حال مترادفہ کہتے ہیں۔

﴿۳﴾: اس جملہ کو حال متداخلہ بنایا جائے حال متداخلہ اس کو کہتے ہین کہ ایک ذوالحال سے ایک حال ہو اور حال کی ضمیر سے پھر دوسرا حال واقع ہو۔تو ھدی ضمیر فاعل یا ضمیر مفعول سے حال ہو اور یہ ھاد اسم فاعل کے معنی میں ہو اور اس سے یہ جملہ حال واقع ہو اب دونوں صورتوں (حال مترادفہ ومتداخلہ) میں مطلب ومعنی ایک ہی ہوگا البتہ لفظوں کی تعبیر میں تھوڑا سا فرق ہوگا۔

﴿۴﴾: یہ جملہ مستأنفہ ہو علم معانی کی اصطلاح میں جملہ مستأنفہ ایک سوال مقدر کا جواب ہوتا ہے سابقہ عبارت سے ایک سوال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ھدایت کیلئے کیوں بھیجا تو اس کا جواب دیا کہ اس لئے ھدایت کیلئے بھیجا کیونکہ آپ مھتدٰی بہ بننے کے لائق ہیں۔

Marfat.com

وَقِسْ عَلٰی هٰذَا قَوْلَهٗ: نُوْرًا مَعَ الْجُمْلَةِ التَّالِيَةِ

ترجمہ:۔ اور اسی پر اسکے قول نورا به الاقتداء کو قیاس کرلو

تشریح:۔هو بالاهتداء والے جملہ پر نورا به الاقتداء کو قیاس کرلو یہی ترکیب اور اعتراضات وجوابات ونورا به الاقتداء والی عبارت پر بھی ہوتے ہیں یعنی نورا یا تو حال ہوگا یا مفعول لہ جیسے هدی بمعنی هادتها نورا بمعنی منورا ہوگا جیسے هو بالاهتداء والا جملہ کی ماقبل کے ساتھ چار ترکیبیں تھیں اس کی بھی بعینہ وہی ترکیبیں ہونگی یا صفت ہوگا یا حال مترادفہ یا حال متداخلہ یا جملہ مستانفہ ہوگا وقس علی هذا البتہ نورا الخ کی اپنی ترکیب کو سابقہ جملہ کی اپنی ترکیب پر قیاس نہیں کریں گے اس کی اپنی علحدہ ترکیب ہے وہ یہ ہے کہ الاقتداء مصدر مبتداء ہے بہ جار مجرور الاقتداء کے متعلق ہے اور یلیق اس کی خبر ہے۔

قَوْلُهٗ: بِهٖ مُتَعَلِّقٌ بِالْاِقْتِدَاءِ لَا بِيَلِيْقُ فَاِنَّ اِقْتِدَاءَ نَا بِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا يَلِيْقُ بِنَا لَابِهٖ فَاِنَّهٗ كَمَالٌ لَنَا لَا لَهٗ وَحِ تَقْدِيْمُ الظَّرْفِ لِقَصْدِ الْحَصْرِ وَالْاِشَارَةُ اِلٰى اَنَّ مِلَّتَهٗ نَاسِخَةٌ لِمِلَلِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالْاَئِمَّةِ فَيُقَالُ اَنَّهٗ اِقْتِدَاءٌ بِهٖ حَقِيْقَةً اَوْيُقَالُ الْحَصْرُ اِضَافِيٌّ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

ترجمہ:۔اور بہ کا تعلق اقتداء کے ساتھ ہے یلیق کے ساتھ نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے ساتھ اقتداء کرنا ہم کو لائق ہے نبی ﷺ کو نہیں اور اس وقت ظرف کو اقتداء پر مقدم کرنا حصر کے ارادے سے ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے کہ ملت محمدیہ باقی تمام ملتوں کیلئے ناسخ ہے بہرحال اماموں کا اقتداء کرنا تو کہا جائے گا یہ درحقیقت نبی ﷺ کی اقتداء کرنا ہے یا کہا جائے گا کہ حصر تمام انبیاء کی بنسبت ہے۔

اغراضِ شارح:۔و تقديم الظرف سے اما الاقتداء تک ایک اعتراض مقدر کا اور اما الاقتداء سے دوسرے اعتراض مقدر کا جواب دینا مقصود ہے۔

اعتراض:۔ظاہری عبارت پر ایک اعتراض ہوتا ہے جس طرح هو بالاهتداء حقيق میں بالاهتداء جار مجرور کو حقیق کے متعلق بنایا تھا ایسے ہی یہاں بہ جار مجرور کو یلیق کے متعلق بنائیں تو معنی درست نہیں رہتا کیونکہ اس وقت معنی یہ ہوگا کہ ہمارا اقتداء کرنا اس حضور ﷺ کے لائق ہے یہ معنی ٹھیک نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کیلئے لائق نہیں کہ ہم اس کی اقتداء کریں وہ

Marfat.com

تو اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ پر ہیں بلکہ ہمارے لائق ہے کہ ہم پیغمبر کی اقتداء کریں؟

جواب:۔ یہاں بہ جار مجرور اقتداء کے متعلق ہے یلیق کے نہیں اور اب معنی درست بنتا ہے کہ اس پیغمبر کی اقتداء کرنا ہمارے لائق ہے۔

اعتراض:۔ ماقبل میں یہ ضابطہ گزرا ہے کہ مصدر یہ ضعیف عامل ہے اپنے معمول مقدم بہ میں عمل نہیں کرسکتا اور یہاں بہ اپنے معمول الاقتداء سے مقدم ہے یہ اس میں کیسے عمل کریگا؟

جواب:۔ یہ جار مجرور ظرف ہے اور ظرف مثل محارم کے ہے اس میں توسّع اور گنجائش ہوتی ہے جو اور معمولات میں نہیں ہوتی یہ خواہ مقدم ہو یا مؤخر معمول بن سکتا ہے۔

اعتراض:۔ لیکن یہاں پر بہ کو مقدم کرنیکی وجہ کیا ہے مؤخر کردیتے تو کیا حرج ہوتا؟

جواب: ایک فائدہ کی خاطر بہ کو مقدم کیا وہ یہ کہ ضابطہ ہے التقدیم ماحقه التأخیر یفید الحصر و التخصیص جار مجرور کے مقدم کرنے میں تخصیص کا فائدہ حاصل ہوا اب مطلب یہ ہے کہ پیغمبر ہی کی اقتداء کرنا ہمارے لائق ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہوگیا اب اس وقت صرف حضور ﷺ ہی کا دین قابل عمل ہے باقی انبیا کے ادیان منسوخ ہو چکے ہیں وہ اب قابل عمل نہیں۔

اعتراض:۔ اگر ایسا ہے تو پھر ائمہ کرام کی اقتداء کیوں کی جاتی ہے؟

جواب (۱):۔ ائمہ کرام نے حضور ﷺ کے افعال واقوال کی تشریح کی ہے اپنی طرف سے انہوں نے کچھ نہیں کہا تو ائمہ کرام کی اقتداء کرنا اصل میں حضور ﷺ کی اقتداء کرنا ہے۔

جواب (۲):۔ حصر دو قسم پر ہے (۱) حصر حقیقی اور (۲) اضافی۔

حصر حقیقی:۔ جو تمام ماعدا کے اعتبار سے ہو۔ **حصر اضافی:**۔ جو بعض ماعدا کے اعتبار سے ہو۔

تو یہاں پر حصر اضافی ہے حقیقی نہیں یعنی بنسبت باقی انبیاء علیہ السلام کے حضور ﷺ کی اقتداء کرنا ہمارے لائق ہے ائمہ حضرات کی اقتداء کے ساتھ اعتراض وارد نہ ہوگا کیونکہ ان کی بنسبت حصر ہوا ہی نہیں۔

Marfat.com

متن : وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ سَعِدُوْا فِیْ مَنَاهِجِ الصِّدْقِ بِالتَّصْدِیْقِ وَصَعِدُوْا فِیْ مَعَارِجِ الْحَقِّ بِالتَّحْقِیْقِ

ترجمہ متن :۔رحمت کاملہ صلوۃ وسلام نازل کرے اللہ تعالے آپکے اصحاب پر جنھوں نے سچائی کے راستوں پر بسبب تصدیق کے کامیابی حاصل کی اوروہ چڑھے حق کی تمام سیڑھیوں پر بسبب پختہ یقین کے۔

تشریح متن :۔ماتن نے سب سے پہلے اللہ تعالے کی حمد کی اور پھر الذی ھدانا سے اللہ تعالی کی وصف بیان کی اسی طرح وعلی من ارسلہ میں حضور ﷺ کی تعریف کرنے کے بعد ایک وصف ھدایت بیان کی اور اب یہاں بھی طرز سابق کے مطابق صحابہؓ کی تعریف بیان کر کے ان کے چند اوصاف بیان کیے ہیں۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

قَوْلُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ:اَصْلُہٗ اَھْلٌ بِدَلِیْلِ اُھَیْلٌ خُصَّ اِسْتِعْمَالُہٗ فِی الْاَشْرَافِ وَاٰلُ النَّبِیِّ عِتْرَتُہُ الْمَعْصُوْمُوْنَ

ترجمہ :۔اس کی اصل اھل ہے اھیل کی دلیل کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اس کا استعمال اشراف میں اور نبی ﷺ کی آل سے مراد وہ گھر والے ہیں جو معصوم ہیں

تشریح :۔اس عبارت کی غرض توضیح متن ہے۔آل اصل میں اھل تھا اصل پر دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اھیل آتی ہے تصغیر اور جمع اسماء کو ان کے اصل کی طرف لوٹاتے ہیں جمع کی مثال جیسے ماء کی اصل ماہ ہے دلیل یہ ہے کہ اس کی جمع میاہ آتی ہے جب اصل میں اھل تھا تو ھا یہ حرف حلقی ہے حروف حلقی کو ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت ہے اس لیے ھا کو ہمزہ سے بدل کر آمن والے قانون کے ذریعہ آل بنادیا۔

لیکن امام کسائی نے کہا کہ میں نے ایک فصیح اعرابی سے سنا کہ وہ یوں کہ رہا تھا آل واویل واھل واھیل اگر اس قول اعرابی کو لیا جائے تو آل کی اصل اول ہوگی اور اھل کی اصل اھیل ہوگی آل کی اصل اھل نہیں۔

آل اور اھل کا آپس میں دو قسم کا فرق ہے (۱) اھل کی اضافت ذوالعقول اور غیر ذوی العقول دونوں کی طرف ہوتی ہے اھل البیت اھل موسی دونوں کہا جاتا ہے لیکن آل کی اضافت ہمیشہ ذوی العقول کی طرف ہوگی آل موسی

Marfat.com

کہیں گے آل دار نہیں۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ آل کا استعمال ذی اشراف میں ہوتا ہے خواہ شرافت دینی ہو جیسے آل نبی خواہ شرافت دنیاوی ہو جیسے آل فرعون لیکن اھل کا استعمال اشراف اور غیر اشراف دونوں میں ہوتا ہے۔ اس لئے اھل حجام بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں اھــل سے مراد حضور ﷺ کی اولاد ہے جو کہ بقول مصنف معصوم ہے۔ علامہ یزدی چونکہ شیعہ تھا اس لئے اس نے آل نبی کو معصوم کہا ہے وہ دلیل قرآن کریم کی آیت انمـا یـریـد الله لیـذھب عنکـم الـرجس اھل البیت ویـطھـر کـم پیش کرتے ہیں ہم اس کا **جواب** دیتے ہیں کہ یہ آیت تو الٹا ہماری دلیل ہے کیونکہ معصوم اس کو کہتے ہیں جو ابتداء سے انتہاء تک معصوم ہو اور یہ صرف حضرات انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے یہاں اللہ تعالی نے فرمایا میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان کو نجاست سے پاک کروں معلوم ہوا کہ آل نبی پہلے پاک نہیں تھے معصوم نہیں تھے نیز یـطـھـر کـم سے دلیل پکڑنا اس لئے بھی صحیح نہیں کہ پھر تو تمام مؤمنین کو معصوم کہنا پڑیگا کیونکہ مؤمنین کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولـکـن یـریـد لیطھر کم ولیتم نعمته ﴿المائدہ رکوع ۲﴾

قَوْلُهٗ: وَاَصْحَابِهٖ: هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اَدْرَكُوْا صُحْبَةَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ الْاِيْمَانِ

ترجمہ:۔ اصحاب وہ مؤمن ہیں جنہوں نے ایمان کے ساتھ نبی ﷺ کی صحبت کو حاصل کیا ہو۔

تشریح:۔ اس قولہ سے شارح کی غرض توضیح متن ہے۔ اصـحـاب یہ جمع ہے صَحْب یا صَحِب کی ہے صـاحـب کی جمع نہیں بلکہ صاحب کو مخفف کر کے صَحْب یا صَحِب سے جمع بنائی ہے بروزن فَعْل و فَعِل۔

اعتراض:۔ یہ تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی یوں کہہ دیتے کہ اصحاب صاحب کی جمع ہے؟

جواب:۔ صـاحـب یہ فاعل کے وزن پر ہے اور فاعل صفتی کی جمع افـعـال کے وزن پر نہیں آتی اس صاحب کو مخفف کر کے صَحِبٌ بروزن فَعِلٌ یا صَحْبٌ بروزن فَعْلٌ کے کیا اور اس کی جمع اَصْحَابٌ لائی فَعِلٌ کی جمع اَفْعَالٌ آتی ہے جیسے نَمِرٌ کی جمع اَنْمَارٌ آتی ہے فَعْلٌ کی جمع اَفْعَالٌ آتی ہے جس طرح نَهْرٌ کی جمع اَنْهَارٌ آتی ہے۔

(نوٹ): بعض حضرات کے ہاں اصحاب یہ صاحب کی جمع ہے اگرچہ یہ قول راجح نہیں ہے۔

صحابی کی تعریف:۔ جس نے حضور ﷺ کو ایمان کی حالت میں پایا ہو اور اسی ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔

صحابہ اور اصحاب میں فرق:۔ اصحاب یہ عام ہے ہر ساتھی کو کہا جا سکتا ہے حضور ﷺ کے ساتھیوں کو بھی اصحاب کہہ

Marfat.com

سکتے ہیں اور زید، عمرو، بکر کے ساتھیوں کو بھی اصحاب کہہ سکتے ہیں۔ بخلاف صحابہ کے کہ صرف حضور ﷺ کے ساتھیوں کو صحابہ کہا جاسکتا ہے اور کسی کے ساتھی کو صحابہ نہیں کہا جا سکتا۔

قَوْلُهٗ: فِیْ مِنْهَجٍ :جَمْعُ مِنْهَجٍ وَهُوَ الطَّرِيْقُ الْوَاضِحُ۔

ترجمہ:۔ مناہج یہ منہج کی جمع ہے اور وہ واضح راستہ ہے

تشریح:۔ اس قولہ سے شارح کی غرض متن کے لفظ مناھج کی صیغوی اور معنوی تحقیق کرنا ہے۔ صیغوی تحقیق یہ ہے کہ مناہج یہ منہج کی جمع ہے معنوی تحقیق یہ ہے کہ اس کا معنی واضح اور روشن راستہ ہے۔

قَوْلُهٗ: اَلصِّدْقُ :اَلْخَبْرُ وَالْاِعْتِقَادُ اِذَا طَابَقَ الْوَاقِعَ كَانَ الْوَاقِعُ اَيْضًا مُطَابِقًا لَهٗ فَاِنَّ الْمُفَاعَلَةَ مِنَ الطَّرْفَيْنِ فَهُوَ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ مُطَابِقٌ لِلْوَاقِعِ بِالْكَسْرِ يُسَمّٰى صِدْقًا وَمِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ مُطَابَقٌ لَهٗ بِالْفَتْحِ يُسَمّٰى حَقًّا وَقَدْ يُطْلَقُ الصِّدْقُ وَالْحَقُّ عَلٰى نَفْسِ الْمُطَابَقَةِ اَيْضًا

ترجمہ:۔ خبر اور اعتقاد جب واقع کے مطابق ہو تو نفس الامر بھی خبر واعتقاد کے مطابق ہوگا پس بلاشبہ باب مفاعلہ طرفین سے ہوتا پس اس حیثیت سے کہ وہ مطابِق (بصیغہ اسم فاعل) للواقع ہے اس کا نام صدق رکھا جاتا اور اس حیثیت سے کہ وہ مطابَق (بصیغہ اسم مفعول) للواقع ہے اس کا نام حق رکھا جاتا ہے اور کبھی صدق اور حق کا اطلاق صرف مطابقت پر بھی ہوتا ہے

اغراض شارح:۔ الخبر سے وقد یطلق تک توضیح متن ہے وقد یطلق سے ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔

تشریح:۔ صدق وحق اور کذب وباطل کے درمیان فرق بیان کر رہے ہیں صدق وحق یہ حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے ان میں اعتباری فرق ہے وہ اعتباری فرق یہ ہے کہ جو خبر ہوگی مثلاً کہا جائے کہ زید قائم یہ ایک خبر ہے یہ قول لسانی اور اعتقاد جنانی (دل کا اعتقاد کہ زید کھڑا ہے) اگر واقع کے مطابق ہو یعنی حقیقت میں بھی زید کھڑا ہو تو اس کا نام صدق ہے اگر واقعہ قول لسانی واعتقاد جنانی کے مطابق ہو تو اس کو حق کہتے ہیں بعینہ یہی فرق کذب اور باطل کے درمیان ہے اگر قول لسانی واعتقاد جنانی واقع کے مخالف ہو تو اس کو کذب کہتے ہیں اور اگر واقعہ قول لسانی اور اعتقاد جنانی کے مخالف ہو تو اس کو باطل کہتے ہیں کیوں کہ یہاں مطابقت کا باب مفاعلہ ہے اور یہ دونوں طرف سے ہوگا۔

Marfat.com

وقد يطلق على نفس المطابقة: ۔یہاں سے شارح کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے اس اعتراض کے سمجھنے سے قبل ایک مسئلہ سمجھنا ضروری ہے۔

مسئلہ: ۔ایک چیز اگر اپنے حاصل ہونے سے پہلے حاصل ہو جائے تو اسکو دور کہتے ہیں اور یہ دور منطقیوں کے ہاں باطل ہے، مثلاً انسان کو معلوم کرنا ہے یہ تعریف کے بعد معلوم ہوگا ہم نے اس کی تعریف کی ھو کاتب اور ھو کاتب کی تعریف ھو انسان ۔اب یہاں ھو انسان جو کاتب کی تعریف ہے یہ ہم کو تعریف کے بعد حاصل ہونا تھا حالانکہ پہلے حاصل ہو رہا ہے تو گویا کہ انسان معرف اپنے حاصل ہونے سے پہلے حاصل ہو گیا دوسرے الفاظ میں دور کی آسان تعریف یہ کہ معرف کو معرف میں ذکر کیا جائے جیسے انسان معرف کو اس کی تعریف کاتب میں اس طرح ذکر کیا گیا کہ کاتب کی تعریف ھو انسان کے ساتھ کی۔

اعتراض: ۔منطقی خبر اور قضیہ کی جو تعریف کرتے ہیں اس میں دور لازم آ رہا ہے کیونکہ خبر کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ مایحتمل الصدق و الکذب اور صدق کی تعریف ابھی گزری ہے کہ خبر واقع کے مطابق ہو خبر یہ معرف ہے اس کی تعریف میں بالواسطہ صدق خبر آ گئی تو معرف معرف میں آیا اور یہ دور ہے؟

جواب: ۔کبھی کبھی صدق نفس مطابقت کو بھی کہتے ہیں کہ واقع کے مطابق ہو تو اس کو صدق کہتے ہیں یہاں اس کو ذکر نہیں کرتے کہ کیا وہ مطابق ہے یا نہیں تا کہ دور لازم نہ آئے۔

قَوْلُهٗ: بِالتَّصْدِيْقِ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ سَعِدُوْا اَیْ بِسَبَبِ التَّصْدِيْقِ وَالْاِيْمَانُ بِمَا جَاءَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ۔یہ متعلق ہے اس کے قولہ سعدوا کے یعنی (آل واصحاب نیک بن گئے) بسبب تصدیق اور ایمان لانے اس چیز پر جو حضور ﷺ لائے۔

غرضِ شارح: ۔اس عبارت سے شارح کی غرض توضیح متن ہے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بالتصدیق کس کے متعلق ہے۔

تشریح: ۔بالتصدیق میں باسببیت کی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا وہ صحابہ بسبب تصدیق کے سچائی کے راستوں میں کامیاب ہو گئے۔

قَوْلُهٗ: وَصَعِدُوْا فِیْ مَعَارِجِ الْحَقِّ يَعْنِیْ بَلَغُوْا اَقْصٰی مَرَاتِبِ الْحَقِّ فَاِنَّ الصُّعُوْدَ عَلٰى جَمِيْعِ مَرَاتِبِهٖ يَسْتَلْزِمُ ذَالِكَ

Marfat.com

ترجمہ:۔ یعنی پہنچ گئے وہ حق کے مراتب کی انتہاء کو پس بلاشبہ حق کے تمام مراتب پر چڑھنا یہ اس کو مستلزم ہے۔

اغراضِ شارح:۔ وصعدوا فی معارج سے فان الصعود تک شارح کی غرض توضیح متن ہے یعنی متن کی عبارت کا معنی بیان کر رہے ہیں فان الصعود سے آخر تک ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے۔

تشریح: متن کی عبارت کا معنی ہم نے یہ کیا تھا کہ وہ صحابہ حق کی تمام سیڑھیوں پر بسبب پختہ یقین کے چڑھ گئے شارح نے مطلب یہ بیان کیا کہ وہ حق کی سیڑھیوں میں سے آخری سیڑھی پر چڑھے۔

اعتراض:۔ متن کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حق کی تمام سیڑھیوں پر چڑھے اور آپ تو حق کی آخری سیڑھی مراد لے رہے ہیں یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ معارج یہ جمع کا صیغہ ہے اور **ضابطہ** ہے کہ جب جمع کی اضافت کسی معرف باللام کی طرف ہو تو اس وقت استغراق والا معنی پیدا ہوتا ہے یہاں بھی معارج جمع کا صیغہ ہے اس کی اضافت الحق معرف باللام کی طرف ہے اس میں معنی استغراق والا ہوگا کہ وہ حق کی تمام سیڑھیوں پر چڑھے اور تمام سیڑھیوں پر چڑھنے کو آخری سیڑھی پر چڑھنا لازم ہے۔

قَوْلُهٗ:۔ بِالتَّحْقِيْقِ ظَرْفٌ لَغْوٌ مُتَعَلِّقٌ بِصَعِدُوْا كَمَامَرَّ اَوْ مُسْتَقَرٌّ خَبَرٌ مُبْتَدَاءٌ مَحْذُوْفٌ اَیْ هٰذَا الْحُكْمُ مُتَلَبِّسٌ بِالتَّحْقِيْقِ اَیْ مُتَحَقِّقٌ

ترجمہ:۔ یہ ظرف لغو متعلق صعدوا کے ہے جیسا کہ گزر چکا ہے یا ظرف مستقر خبر ہے مبتداء محذوف کی ای ھذا الحکم متلبس یعنی ثابت شدہ ہے۔

تشریح:۔ یہاں سے شارح کی غرض توضیح متن ہے بالتحقیق کی ترکیب بتانا چاہتے ہیں یہ جار مجرور صعدو کے متعلق ہے مطلب یہ ہوگا کہ وہ صحابہؓ حق کی آخری سیڑھی پر پختہ یقین کے ساتھ چڑھے ایک تو اسکی یہ ترکیب تھی دوسری ترکیب یہ ہے بالتحقیق کو خبر بنائیں مبتدا محذوف کی ھذا الحکم یہ مبتدا بالتحقیق یہ جار مجرور ثابت یا متلبس کے ساتھ ملکر خبر مطلب یہ ہوا کہ وہ صحابہؓ حق کی آخری سیڑھی پر چڑھے یہ حکم پختہ اور مضبوط ہے اس وقت بالتحقیق کا مطلب متحقق ہوگا یہ حکم کیلئے ہوگا۔

Marfat.com

متن : وَبَعْدُ فَهٰذَا غَايَةُ تَهْذِيبِ الْكَلَامِ فِي تَحْرِيرِ الْمَنْطِقِ وَالْكَلَامِ وَتَقْرِيبُ الْمَرَامِ مِنْ تَقْرِيرِ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ جَعَلْتُهُ تَبْصِرَةً لِمَنْ حَاوَلَ التَّبَصُّرَ لَدَى الْأَفْهَامِ وَتَذْكِرَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَذَكَّرَ مِنْ ذَوِي الْأَفْهَامِ سِيَّمَا الْوَلَدُ الْأَعَزُّ الْحَفِيُّ الْحَرِيُّ بِالْإِكْرَامِ سَمِيُّ حَبِيبِ اللهِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ لَازَالَ لَهُ مِنَ التَّوْفِيقِ قِوَامٌ وَمِنَ التَّائِيدِ عِصَامٌ وَعَلَى اللهِ التَّوَكُّلُ وَبِهِ الْاعْتِصَامُ

ترجمہ متن: ۔ بعد حمد وصلوۃ کے یہ تھذیب کلام کا انتہاء ہے فن منطق اور کلام کے اس بیان میں جو زوائد سے خالی ہے اور یہ کتاب عقائد اسلام کی تقریر کو قریب کرنے کا انتہاء ہے میں نے بنایا اس کو بینائی دینے والا اس شخص کو جو بینائی والا ہونے کا قصد کرے سمجھاتے وقت اور یاد دلانے والی اس شخص کو جو یاد والا ہونے کا ارادہ کرے سمجھداروں میں سے بالخصوص بیٹا جو زیادہ پیارا قابل اکرام ہے جو ہمنام ہے اللہ کے حبیب ﷺ کا۔ ہمیشہ رہے اس کیلئے توفیق نظام کار اور تائید محافظ اور اللہ تعالی پر ہی بھروسہ ہے اور مظبوطی کے ساتھ اسی کو پکڑنا ہے۔

تشریح متن: ۔ عام طور پر مصنفین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خطبہ کے بعد اور اصل مقصود سے پہلے درمیان میں کچھ عبارت ذکر کرتے ہیں اس عبارت کی چند غرضیں ہوتی ہیں اگر مصنف کتاب ماتن ہو تو عام طور پر اس عبارت میں تین چیزوں کو بیان کرتا ہے۔

(۱) علت تعیین فن یعنی ماتن نے اس فن میں یہ کتاب کیوں لکھی۔

(۲) علت تصنیف کہ میں نے اس کتاب کو کیوں تصنیف کیا۔

(۳) کیفیت مصنَّف: یہ میری کتاب کس قسم کی ہے آسان ہے مشکل ہے۔ اعتراضات جوابات کے ساتھ ہے یا بغیر اعتراضات کے ہے۔

اور اگر وہ مصنف شارح ہو تو ان مذکورہ تین چیزوں کے علاوہ ایک چوتھی چیز کو بھی ذکر کرتا ہے وہ یہ کہ میں نے اس

Marfat.com

متن کو کیوں اختیار کیا جس کو علت ھذا المتن کہتے ہیں چنانچہ بعض مصنفین ان سب چیزوں کو ذکر کرتے ہیں اور بعض چند کو ذکر کرتے ہیں اور چند کو چھوڑ دیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ تفتازانی نے صرف دو چیزوں کو بیان کیا (۱) کیفیت مصنَّف (۲) علت تصنیف۔

وبعد فھذا سے سیما الولد تک کیفیت مصنَّف کو ذکر کیا کہ یہ میری کتاب نہایت ہی عمدہ کتاب ہے جو کہ میں نے منطق اور کلام میں لکھی ہے اس کی عمدگی یہ ہے کہ طوالت ممل اور اختصار مخل سے صاف ہے چونکہ تفتازانی نے تھذیب کے دو حصے لکھے تھے دوسرا حصہ عقائد اسلام (علم کلام) میں تھا اس لئے کہا کہ یہ اسلام کے پختہ عقیدوں کو بیان کرنے کے قریب ہے اور یہ اس شخص کیلئے ہے جو سمجھانے کا ارادہ کرے۔ تیز روشنائی یعنی بصیرت کا فائدہ دے گی اور ایسی مختصر ہے کہ جو ذہین لوگوں میں سے سمجھنے کا ارادہ کرے اور وہ اس کو یاد کرسکتا ہے۔ سیما الولد الاعز الحفی الخ سے القسم الاول تک علت تصنیف بیان کی کہ میں نے یہ کتاب اپنے بیٹے جو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضور ﷺ کا ہم نام ہے یعنی اس کا نام محمد ہے اس کیلئے لکھی۔ پھر اس کیلئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اسکو پختہ رکھے اللہ تعالیٰ کی امداد کے ساتھ چنگل پکڑنے والا ہے اللہ تعالیٰ پر ہی توکل اور اسی کے ساتھ چنگل پکڑنا ہے علامہ تفتازانی نے یہاں علت تعیین فن کو نہیں بیان کیا البتہ ضمن میں یہ بات سمجھی جاتی ہے چونکہ منطق میں اس سے پہلے ایسی کوئی مختصر کتاب نہیں لکھی گئی تھی جو تمام مسائل کو شامل ہو اس لیے فن منطق میں لکھی یہ ضمن میں سمجھ میں آیا ہے صراحۃً نہیں۔

قَوْلُہٗ: وَبَعْدُ :ھُوَ مِنَ الْغَایَاتِ وَلَھَا حَالَاتٌ ثَلٰثٌ لِاَنَّھَا اِمَّا اَنْ یُّذْکَرَ مَعَھَا الْمُضَافُ اِلَیْہِ اَوْلَا وَ عَلَی الثَّانِیْ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ نَسْیًا مَنْسِیًّا اَوْ مَنْوِیًّا فَعَلَی الْاَوَّلَیْنِ مُعْرَبَۃٌ وَعَلَی الثَّالِثِ مَبْنِیَّۃٌ عَلَی الضَّمِّ

ترجمہ:۔ بعد یہ غایات میں سے ہے اور ان کی تین حالتیں ہیں کیونکہ یا تو ان کا مضاف الیہ مذکور ہوگا یا مذکور نہ ہوگا اور ثانی صورت میں یا تو نسیا منسیا ہوگا یا منوی ہوگا پس پہلی دو صورتوں میں معرب ہوں گی اور تیسری صورت میں مبنی علی الضم ہوں گی۔

تشریح:۔ یہاں سے شارح کی غرض توضیح متن ہے وہ یہ ہے کہ بعد ظروف میں سے ہے اسکی اعرابی حالتیں تین ہیں پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ ہمیشہ مضاف ہوتا ہے (۱) اس کا مضاف الیہ مذکور ہو (۲) مضاف الیہ محذوف ہو کر نسیا منسیا ہو ان دونوں صورتوں

Marfat.com

میں یہ معرب بحسب العوامل مرفوع، منصوب ومجرور ہوگا (۳) اس کا مضاف الیہ محذوف منوی (متکلم کی نیت میں) ہو اس وقت یہ مبنی علی الضم ہوگا۔

فائدہ:۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس صورت میں (۱) یہ مبنی کیوں ہے (۲) مبنی الحرکۃ کیوں ہے (۳) مبنی علی الضم کیوں ہے؟

(۱) پہلی بات یہ کہ مبنی کیوں ہے اس کا جواب تو یہی ہے کہ چونکہ یہ مبنی الاصل حرف کے ساتھ مشابہ ہے (۱) یعنی جیسے حرف کا معنی دوسرے لفظ ملائے بغیر پورا نہیں ہوتا اسی طرح یہ ظرف بھی مضاف الیہ کی محتاج ہوتی ہے مضاف الیہ کے بغیر نہیں آتی۔تاہم بعض حضرات کے ہاں یہ مبنی (اسمائے موصولات اور اسمائے اشارات) کے ساتھ صلہ کی طرف اور مشار الیہ کی طرف احتیاجی میں حرف کے مشابہ ہوتا ہے یعنی جیسے اسم موصول صلہ کا اور اسم اشارہ مشار الیہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح یہ ظرف بھی مضاف الیہ کی محتاج ہوتی ہے اس مشابہت کی وجہ سے یہ مبنی ہوگئی۔

(۲) دوسری بات کہ یہ مبنی علی الحرکۃ کیوں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مبنی تو وہ ہے جو کہ مبنی علی السکون ہو جیسے من وعن یہ چونکہ اصل مبنی نہیں بلکہ مشابہ ہیں مبنی کے ساتھ اس لیئے ان کو مبنی علی الحرکۃ کیا تا کہ اصل مبنی اور مشابہ مبنی میں فرق ہو جائے۔

(۳) تیسری بات کہ مبنی علی الضم کیوں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ معرب ہونے کی حالت میں یہ منصوب اور مجرور بحسب العوامل ہوتی ہے مضموم نہیں تو مبنی ہونے کی حالت میں انکو مبنی علی الضم کیا تا کہ معرب ومبنی میں فرق ہو جائے

قَوْلُهُ: فَهٰذَا الْفَاءُ: اِمَّا عَلٰى تَوَهُّمِ اَمَّا اَوْ عَلٰى تَقْدِيْرِهَا فِيْ نَظْمِ الْكَلَامِ وَهٰذَا اِشَارَةٌ اِلَى الْمُرَتَّبِ الْحَاضِرِ فِي الذِّهْنِ مِنَ الْمَعَانِيْ الْمَخْصُوْصَةِ الْمُعَبَّرَةِ عَنْهَا بِالْاَلْفَاظِ الْمَخْصُوْصَةِ اَوْ تِلْكَ الْاَلْفَاظُ الدَّالَّةُ عَلَى الْمَعَانِيْ الْمَخْصُوْصَةِ سَوَاءٌ كَانَ وُضِعَ الدِّيْبَاجَةُ قَبْلَ التَّصْنِيْفِ اَوْ بَعْدَهُ اِذْ لَا وُجُوْدَ لِلْاَلْفَاظِ الْمُرَتَّبَةِ وَلَا لِلْمَعَانِيْ اَيْضًا فِي الْخَارِجِ فَاِنْ كَانَتِ الْاِشَارَةُ اِلَى الْاَلْفَاظِ فَالْمُرَادُ بِالْكَلَامِ الْكَلَامُ اللَّفْظِيُّ وَاِنْ كَانَتْ اِلَى الْمَعَانِيْ فَالْمُرَادُ بِهِ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ الَّذِيْ يَدُلُّ عَلَيْهِ الْكَلَامِ اللَّفْظِيُّ

ترجمہ:۔ یہ فاء یا تو اما کے وہم کی وجہ سے ہے یا اما کو کلام کی عبارت میں مقدر ماننے کی وجہ سے ہے اور ھذا کے ذریعے سے اشارہ ہے ان مخصوص معنوں کی طرف جو ماتن کے ذہن میں مرتب ہیں جن کو مخصوص الفاظ کے ذریعے سے بیان کیا گیا ہے یا

Marfat.com

اشارہ ہے ان الفاظ کی طرف جو مخصوص معانی پر دلالت کرنے والے ہیں برابر ہے کہ دیباچہ کتاب لکھنے سے پہلے لکھا گیا ہو یا اس کے بعد اس لئے کہ الفاظ مرتبہ اور معانی کیلئے خارج میں کوئی وجود نہیں ہے۔ پس مراد کلام کے ساتھ کلام لفظی ہے اور اگر اشارہ معانی کی طرف ہو تو تو مراد کلام سے وہ کلام نفسی ہے جس پر کلام لفظی دلالت کرنے والی ہے۔

اغراضِ شارح:۔ یزدی کے اس قول کے چار حصے ہیں ہر ایک حصے کی غرض ایک اعتراضِ مقدر کا جواب ہے چنانچہ فھذالفا سے لیکر وھذا اشارة تک پہلے اور وھذااشارة سے لیکر سواء کان وضع تک دوسرے سواء کان سے لیکر فان کانت الاشارة تک تیسرے اور پھر فان کانت الاشارة سے لیکر آخر تک چوتھے اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

فھذالفاء الخ: سے ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض: یہ فا کونسی ہے عام طور پر اس مقام میں فا جزائیہ ہوتی ہے جو کہ اما شرطیہ کہ جواب میں آتی ہے جو مھما یکن من شئی کے معنی میں ہوتی ہے یہاں اما تو نہیں پھر یہ کونسی فا ہے؟

جواب:۔ یزدی نے اس اعتراض کے دو جواب دیئے ہیں اور دو جواب علامہ رضی شارح کافیہ نے دئے ہیں پہلے یزدی کے دونوں جواب ملاحظہ فرمائیں (۱) یہاں اما متوہم ہے جسکی وجہ سے جواب میں فاجزائیہ لے آتے ہیں تو ہم کی تعریف یہ ہے کہ غیر متحقق الوجود کو متحقق الوجود فرض کیا جائے حقیقت میں وہ وہاں موجود نہ ہو بلکہ فرض کیا جائے کہ گویا یہاں موجود ہے یہاں بھی حقیقت میں تو اما موجود نہیں لیکن فرض کیا گیا ہے کہ گویا یہاں موجود ہے اس لئے جواب میں فا جزائیہ لائے عرب کے محاورات میں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں کہ غیر متحقق الوجود کو متحقق الوجود فرض کر لیتے ہیں جیسے ایک شاعر کہتا ہے

بَدَا لِیَ اَنِّی لَسْتُ مُدْرِكًا مَامَضٰی
وَلَا سَابِقٌ شَیْئًا اِذَا كَانَ جَاءِیًا

ترجمہ: میرے لئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ میں اسکو کہ جو گزر چکا ہے نہیں پا سکتا اور جو آنیوالا ہے اس میں بھاگ نہیں سکتا۔

طرز استدلال: نحو کا ایک ضابطہ ہے کہ نفی کی خبر پر قیاسی طور پر باداخل ہوتی ہے جیسے ما زید بقائم۔ اس شعر میں لست یہ فعل منفی ہے ضمیر متکلم اس کا فاعل ہے اور مدرك اس کی خبر ہے سابق کا عطف مدرك پر پڑ رہا ہے۔ یہاں سوال ہوتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا اعراب ایک ہوتا ہے یہاں مدرك معطوف علیہ منصوب ہے اور معطوف سابق یہ مجرور ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ غیر متحقق الوجود کو متحقق الوجود فرض کر کے یہاں سابق کا عطف مدرك پر ڈالا گیا ہے وہ اس طرح

Marfat.com

کہ مدرك پر عام قاعدہ کے مطابق باداخل ہونی چاہیے تھی لیکن عبارت میں باداخل نہیں تو ہم فرض کرلیں گے کہ گویا یہاں با داخل ہے اور مدرك یہ مجرور ہے اس با کی وجہ سے اور سابق کا اس پر عطف ہے اب یہ صحیح ہوگا غیر متحقق الوجود کو متحقق الوجود اس وقت فرض کیا جاتا ہے جبکہ متحقق الوجود دائمی طور پر پایا جاتا ہو اور پھر کسی موضع میں اچانک نہ پایا جائے تو وہاں فرض کرلیتے ہیں کہ گویا یہاں بھی موجود ہے۔

جواب ﴿۲﴾: یزدی نے یہ جواب دیا کہ یہاں اما مقدر ہے مقدر اسکو کہتے ہیں جو عبارت میں محذوف ہو لیکن حقیقت میں موجود ہوتا ہے متوہم میں بالکل موجود نہیں ہوتا یہی فرق ہے متوہم اور مقدر میں (فتامل هذا دقيق) مقدر پہ احکام ملفوظ کے جاری ہوتے ہیں اسی لئے اما مقدر کے جواب میں فا لے آئے۔

علامہ رضی نے ان دونوں جوابوں کو رد کیا اور اپنے دو جواب دیئے علامہ رضی نے کہا کہ غیر متحقق الوجود کو متحقق الوجود اس وقت فرض کرتے ہیں جبکہ متحقق الوجود ہمیشہ ہو یہاں اما یہ ہمیشہ متحقق الوجود نہیں کیونکہ بعض مصنفین اس کو ذکر کرتے ہیں اور بعض ترک کر کے صرف بعد پر اکتفاء کرتے ہیں لہذا یہاں غیر متحقق الوجود کو متحقق الوجود فرض کرنا صحیح نہیں بخلاف اس شعر کے جو ماقبل میں گزر چکا کیونکہ وہاں تو با کا داخل ہونا خبر منفی پر وہ ہمیشہ اور دائمی تھا پھر اچانک اس شعر میں نہ پایا گیا تو فرض کرلیا گیا کہ موجود ہے۔ دوسرے جواب کو اس طرح رد کیا کہ اما کو مقدر ماننا بھی درست نہیں اس لئے کہ اما مقدر وہاں ہوتا ہے جہاں اس کے جواب میں فا تفصیلیہ ہو اور جہاں فا تفصیلیہ اما کے جواب میں ہوتی ہے وہاں بعد فا کے امر یا نہی ہوتا ہے اس مقام میں فا تفصیلیہ نہیں امر اور نہی نہیں کہ یہاں ہم اما کو مقدر مانیں لہذا اما کو مقدر ماننا درست نہیں۔

علامہ رضی نے ان دونوں جوابوں کو رد کرنے کے بعد اپنے دو جواب دیے

جواب ﴿۱﴾: یہ فا تفسیر یہ ہے اس کے مشروط کی ضرورت ہی نہیں کہ اما کو مقدر مانیں۔

جواب ﴿۲﴾: یہ بعد ظرف معنی شرط کو متضمن ہے اور یہ شرط بن رہا ہے۔ فهذا یہ اس کی جزا ہے ظرف بھی شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اذ لم یهتدوا به فسیقولون یہاں اذ ظرف یہ ہے یہ شرط کو متضمن ہے اور فسیقولون یہ اسکی جزا ہے۔

وهذا اشارة الى المرتبة الحاضر. الخ: اس عبارت سے دوسرے اعتراض کا جواب دے رہے ہیں جو کہ متن پر وارد ہوتا تھا۔

اعتراض: یہ ہوتا ہے کہ ھذا کے ذریعے تو اشارہ محسوس و مبصر چیز کی طرف کیا جاتا ہے یہاں ھذا کا مشار الیہ کتاب ہے

Marfat.com

کتاب سے مراد یا تو وہ معانی مرتبہ ہیں جو کہ مصنف کے ذہن میں موجود تھے جن معانی مرتبہ پر الفاظ دلالت کرتے ہیں اور یا کتاب سے مراد الفاظ مخصوصہ ہیں جو کہ معانی مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں کتاب سے مراد الفاظ ہوں یا معانی مرتبہ ہوں یہ دونوں (الفاظ ومعانی) یہ معقولی چیزیں ہیں محسوس ومبصر نہیں تو ھذا کا مشارالیہ ان دونوں میں سے کون ہے اور جو بھی مشارالیہ ہو وہ تو غیر محسوس وغیر مبصر ہوگا لہذا پھر ھذا کا مشارالیہ بنانا کیسے صحیح ہوگا؟

جواب: ۔ھــذا کا مشارالیہ دونوں بن سکتے ہیں الفاظ مخصوصہ بھی اور معانی مخصوصہ بھی اور کبھی کبھی غیر محسوس غیر مبصر چیز وہ نہایت ہی واضح اور روشن ہوتی ہے اس کو محسوس ومبصر کے قائم مقام کر کے اس کی طرف ھــــذا کے ذریعے اشارہ کر دیتے ہیں جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذالـکـم الله ربکـم۔ یہاں بھی وہ معانی جو مصنف کے ذہن میں حاضر تھے وہ نہایت ہی واضح تھے اسلئے اس نے ان کو محسوس مبصر کے قائم مقام کر کے ھذا کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کیا۔

سواء کان وضع الدیباجة الخ:۔ یہاں سے تیسرے اعتراض کا دفعیہ کرتے ہیں۔

اعتراض: ۔یہ ہوتا ہے کہ اس مقام میں تو بعض لوگوں نے یہ جواب دیا تھا کہ یہ خطبہ الحاقیہ ہے یعنی کتاب لکھنے کے بعد یہ خطبہ لکھا گیا اور ھذا کا اشارہ اس وقت کتاب کی طرف تھا جو کہ موجود تھی تو آپ نے یہاں یہ جواب کیوں نہیں دیا؟

جواب: ۔یزدی کہتا ہے کہ خطبہ ابتدائیہ ہو یا خطبہ الحاقیہ ہر صورت میں کتاب کا مشارالیہ کتاب کے وہ معانی یا الفاظ ہیں جن کو محسوس ومبصر کا درجہ دے کر ھـذا کا اشارہ کیا ہے بعض حضرات نے جو یہ جواب دیا کہ یہ خطبہ الحاقیہ ہے اور اس وقت کتاب موجود ہے یہ صحیح نہیں اس لئے کہ موجود تو نقوش ہیں اور ان کا مشارالیہ بنانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ پھر تو مطلب یہ بنے گا کہ یہ نقوش جو لکھے ہوئے ہیں یہ نہایت صاف کلام ہے تو یہ مطلب نکلے گا جو نقوش مصنف نے لکھے ہیں وہ تو صاف کلام ہے اور جو پہلے لکھے گئے ہیں وہ صاف کلام نہیں حالانکہ ایسا نہیں۔

فان کانت الاشارة الخ:۔ یہاں سے چوتھے اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض: ۔عام طور پر تو کلام ان الفاظ کو کہتے ہیں جن کا انسان تلفظ کرتا ہے آپ نے تو ھـذا کا مشارالیہ یا تو الفاظ کو بنایا ہے یا معانی مرتبہ کو بنایا ہے الفاظ کو مشارالیہ بنانا تو درست ہے کیونکہ پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ نہایت صاف الفاظ ہیں لیکن اگر ھـذا کا مشارالیہ معانی کو بنائیں تو پھر مطلب غلط بنتا ہے کیونکہ پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ معانی نہایت صاف کلام ہیں۔ حالانکہ معانی تو الفاظ نہیں ہوتے؟

Marfat.com

جواب:۔کلام کی دو قسمیں ہیں ایک کلام لفظی اور ایک کلام نفسی ۔کلام کا مفہوم جب الفاظ ہوں تو اس وقت کلام کی صفت لفظی لائی جاتی ہے اور کلام لفظی کہا جاتا ہے اور اگر کلام کا مفہوم معانی ہوں تو اس وقت کلام کی صفت نفسی لائی جاتی ہے اور اس کلام کو کلام نفسی کہا جاتا ہے اب یہاں بھی جس وقت ھذا کا مشارالیہ الفاظ کو بنائیں گے تو کلام سے کلام لفظی مراد ہوگا مطلب یہ ہوگا کہ یہ الفاظ نہایت صاف الفاظ ہیں اور اگر ھذا کا مشارالیہ معانی کو بنائیں تو پھر کلام سے مراد کلام نفسی ہوگا پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ معانی نہایت صاف معانی ہیں۔

قَوْلُهٗ: غَايَةُ تَهْذِيْبِ الْكَلَامِ حَمْلُهٗ عَلٰى هٰذَا اِمَّا بِنَاءً عَلَى الْمُبَالَغَةِ نَحْوُ زَيْدٌ عَدْلٌ اَوْبِنَاءً عَلٰى اَنَّ التَّقْدِيْرَ هٰذَا كَلَامٌ مُّهَذَّبٌ غَايَةَ التَّهْذِيْبِ فَحُذِفَ الْخَبَرُ وَاُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ مَقَامَهٗ وَاُعْرِبَ بِاِعْرَابِهٖ عَلٰى طَرِيْقِ مَجَازِ الْحَذْفِ

ترجمہ:۔اس کا حمل ھذا پر یا تو مبالغہ پر مبنی ہو کے ہے جیسے زید عدل یا اس پر مبنی ہو کے کہ تقدیر عبارت یوں تھی ھذا الکلام مھذب غایة التھذیب پس خبر کو حذف کیا گیا اور مفعول مطلق کو اس کے قائم مقام کیا گیا اور اعراب خبر کے ساتھ مفعول مطلق کو معرب بنایا گیا مجاز حذف کے طریقے پر۔

اغراضِ شارح:۔متن کی عبارت پر ایک اعتراض ہوتا ہے شارح نے اس قولہ میں اس کے دو جواب دیئے ہیں حملہ علی ھذا سے لیکر ان التقدیر تک پہلا جواب ہے ان التقدیر سے لیکر آخر تک دوسرا جواب دیا ہے۔

اعتراض:۔تھذیب یہ تو مصدر ہے اس کا حمل ھذا پر جو کہ ذات ہے درست نہیں؟

جواب ﴿۱﴾:۔یہاں مجاز عقلی کے طور پر تہذیب کا حمل ہذا پر کیا ہے۔

مجاز عقلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت غیر ماھولہ کی طرف کرنا یعنی جس طرف نسبت کرنی تھی اس طرف نہ کی جائے بلکہ دوسری طرف نسبت کی جائے جیسے زید کی نسبت عادل کی طرف کرنی چاہیے تھی اور زید عادل کہنا چاہیے تھا لیکن عدل کی طرف نسبت کر کے زید عدل کہتے ہیں نسبت زید کی عدل کی طرف نسبت غیر ماھولہ ہے۔مجاز عقلی میں مقصود مبالغہ ہوتا ہے زید عدل میں بھی مقصود مبالغہ ہے کہ زید عدل کرتے کرتے عین عدل بن گیا ایسے ہی یہاں مصنف کو فھذا مھذب کہنا تھا لیکن مجاز عقلی کے طور پر فھذا غایة التھذیب کہا ہے اس میں بھی مبالغہ مقصود ہے کہ یہ الفاظ صاف ہوتے ہوتے اتنے صاف ہو گئے ہیں کہ گویا عین صفائی بن گئے۔

Marfat.com

جواب ﴿۲﴾:۔ یہ کہ یہاں مصنف نے مجاز بالحذف کے طور پر تہذیب کا حمل ہذا پر کیا ہے۔

مجاز بالحذف کی تعریف یہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول مطلق کو قائم مقام کر دینا فعل کو حذف کر کے مفعول مطلق کو قائم مقام کرنے کی مثال جیسے سلمت سلاما علیك سے سلام علیك یہاں سلام مفعول مطلق کو فعل سلمت کے قائم مقام کیا ہے مصدر کو جب قائم مقام کرتے ہیں تو کبھی اس کو اپنا اعراب دیتے ہیں اور کبھی محذوف والا اعراب دیتے ہیں۔

یہاں بھی مصنف نے مجاز بالحذف سے کام لیا ہے اصل میں فهذا الكلام مهذب غاية التهذيب تھامهذب یہ شبہ فعل حذف کیا اور غاية التهذيب مصدر کو اس کے قائم مقام کر دیا تو فهذا الكلام غاية التهذيب بن گیا پھر التهذيب پر جو الف لام تھا اس کے بارے میں اختلاف ہوا کوفیوں نے کہا یہ مضاف الیہ محذوف کے عوض میں ہے جو الکلام تھا اور بصریوں نے کہا کہ الف لام عہد خارجی کا ہے اس اختلاف سے بچنے کیلئے مصنف نے الف لام کو حذف کر کے تہذیب کے مضاف الیہ الکلام کو صراحۃ ذکر کیا پھر عبارت یوں ہوگی فهذا الكلام غاية تهذيب الكلام پھر دوسرے الکلام قرینہ سے پہلے الکلام کو حذف کیا اور فهذا غاية تهذيب الكلام بن گیا

قَوْلُهُ: فِيْ تَحْرِيْرِ الْمَنْطِقِ وَالْكَلَامِ: لَمْ يَقُلْ فِيْ بَيَانِهِمَا لِمَا فِيْ لَفْظِ التَّحْرِيْرِ مِنَ الْإِشَارَةِ إِلٰى اَنَّ هٰذَا الْبَيَانَ خَالٍ عَنِ الْحَشْوِ وَالزَّوَائِدِ. وَالْمَنْطِقُ اٰلَةٌ قَانُوْنِيَّةٌ تَعْصِمُ مُرَاعَاتُهَا الذِّهْنَ عَنِ الْخَطَاءِ فِي الْفِكْرِ وَالْكَلَامُ هُوَ الْعِلْمُ الْبَاحِثُ عَنْ اَحْوَالِ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ عَلٰى نَهْجِ قَانُوْنِ الْإِسْلَامِ

ترجمہ:۔ قوله في بيانهما نہیں کہا اس لئے کہ لفظ تحریر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بیان زوائد سے خالی ہے اور منطق اس قانونی آلہ کا نام ہے جس کا لحاظ رکھنا ذہن کو خطائی الفکر سے بچاتا ہے اور کلام وہ علم ہے جس میں اسلامی قانون کے طریقے پر مبدء اور معاد کے احوال سے بحث کی جائے۔

اغراضِ شارح:۔ لم یقل سے والمنطق تک ایک اعتراض کا جواب اور والمنطق سے آخر تک توضیح متن ہے۔

اعتراض:۔ ایسے مقام میں تو عام طور پر فی بیان المنطق والکلام کا لفظ بولا جاتا ہے علامہ تفتازانی نے فی تحریر المنطق کیوں کہا؟

Marfat.com

جواب:۔ فی تحریر المنطق کا لفظ بول کر ماتن نے ایک نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ بیان کا لفظ یہ عام ہے مطلق بات کے بیان کرنے کو کہتے ہیں چاہے وہ بات بیکار ہو یا کام کی ہو لیکن تحریر اس بات کو کہا جاتا ہے جو کہ بیکار اور زائد باتوں سے خالی ہو اور مختصر مگر جامع ہو ماتن نے تحریر کا لفظ بول کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ میری یہ کتاب بیکار اور زائد باتوں سے صاف ہے مختصر مگر جامع کتاب ہے۔

والمنطق الة قانونية الخ:۔ یہاں سے آخر قول تک توضیح متن ہے اور پہلے منطق کی تعریف کرتے ہیں۔

تعریف منطق:۔ ھو الة قانونية تعصم مراعتها الذهن عن الخطاء فی الفکر (منطق ایک ایسا قانونی آلہ ہے جسکی رعایت کرنا انسان کو خطاء فی الفکر سے محفوظ رکھتا ہے) ہر تعریف میں کچھ فوائدِ قیود ہوتے ہیں۔

فوائدِ قیود:۔ منطق کی تعریف میں آلۃ کا لفظ بولا یہ تمام آلات کو آلات صنعت وحرفت اور آلات علمیہ کو شامل ہے۔ قانونیۃ کی قید لگا کر آلات صنعت وحرفت مثلاً تیشہ درانتی وغیرہ کو نکال دیا کہ یہ منطق ایک قانونی آلہ ہے صنعت وحرفت کا آلہ نہیں تعصم مراعاتها الذهن یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر منطق کے قواعد کی رعایت کی جائے تو وہ انسان کو خطا سے بچاتی ہے اگر رعایت نہ کی جائے تو بے شک منطق بہت پڑھی ہو تو وہ خطائی الفکر سے نہیں بچاتی عن الخطاء فی الفکر کی قید سے صرف ونحو ولغت کے علوم کو نکال دیا کیونکہ صرف بھی آلہ ہے لیکن یہ خطائی الفکر سے نہیں بچاتا بلکہ خطائی الصیغہ سے بچاتا ہے اسی طرح نحو بھی آلہ ہے لیکن وہ خطائی الاعراب سے بچاتا ہے لغت بھی آلہ ہے لیکن وہ خطائی التلفظ سے بچاتا ہے منطق کی تعریف کے بعد علم الکلام کی تعریف کی۔

علم الکلام کی تعریف:۔ وہ ایک ایسا علم ہے جس میں مبدء یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات ومعاد یعنی آخرت قیامت حشر ونشر سے قانون اسلامی کتاب وسنت کی روشنی میں بحث کی جاتی ہے نہ کہ قانون فلسفہ کے طور پر۔

قَوْلُهٗ: وَتَقْرِيْبِ الْمَرَامِ :بِالْجَرِّ عَطْفٌ عَلَى التَّهْذِيْبِ اَیْ هٰذَا غَايَةُ تَقْرِيْبِ الْمَقْصَدِ اِلَى الطَّبَائِعِ وَالْاَفْهَامِ وَالْحَمَلُ عَلٰى طَرِيْقِ الْمُبَالَغَةِ اَوِ التَّقْدِيْرِ هٰذَا مُقَرِّبٌ غَايَةَ التَّقْرِيْبِ

ترجمہ:۔ قولہ تقریب: با کے کسرہ کے ساتھ عطف ہے تہذیب پر یعنی یہ کتاب تہذیب انتہاء ہے انسانی طبیعتوں اور سمجھوں کیطرف مقصد کو قریب کر دینے کا اور مصدر کا حمل ھذا پر مبالغہ کے طریقے پر ہے یا ھذا مقرب غاية التقريب کی تقدیر

Marfat.com

عبارت پر ہے۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تقریب المرام کا ماقبل کے ساتھ ترکیبی تعلق اور اس کی اپنی ترکیب کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ ماقبل کے ساتھ ترکیبی تعلق یہ ہے کہ یہ مجرور ہے اور اس کا عطف تھذیب پر ہے مطلب یہ ہوگا یہ الفاظ یا معانی نہایت ہی قریب کرنا ہے مقصود کے۔ اس پر وہی اعتراضات ہونگے جو کہ غایۃ تھذیب الکلام پر ہوتے تھے کہ یہ مصدر ہے اس کا حمل ھذا پر یا تو مجاز عقلی کے طریقے سے ہے کہ اصل میں نسبت مقرب کی طرف کرنی تھی لیکن تقریب المرام کی طرف کردی اس میں مبالغہ مقصود ہے کہ یہ الفاظ قریب قریب ہوتے ہوئے عین قریب بن گئے یا یہاں بھی مجاز بالحذف کے ذریعے سے حمل ہے کہ اصل میں فھٰذا الکلام مقرب غایۃ التقریب تھا مقرب کو حذف کر کے غایۃ التقریب کو اس کا قائم مقام بنا دیا پھر التقریب پر الف لام کو اختلاف مذکورہ سے بچنے کیلئے حذف کر کے مضاف الیہ کو ذکر کر دیا اور دوسرا کلام پہلے پر قرینہ تھا اس لئے پہلے کلام کو بھی حذف کر دیا تو فھٰذا غایۃ تقریب المرام ہو گیا۔

تقریب المرام کی اپنی ذاتی ترکیب یہ ہے کہ یہ مصدر دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے پہلا مفعول المرام مذکور ہے اور دوسرا الی الطبائع و الافھام ہے جو کہ حرف جر الی کے واسطے سے مفعول ہے مطلب یہ ہوگا کہ یہ کتاب نہایت ہی مقصود کو قریب کرنے کیلئے ہے طبعیت اور سمجھ کی طرف۔

قَوْلُهٗ: مِنْ تَقْرِيْرِ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ بَيَانٌ لِلْمَرَامِ وَالْاِضَافَةُ فِيْ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ بَيَانِيَّةٌ اِنْ كَانَ الْاِسْلَامُ عِبَارَةً عَنْ نَفْسِ الْاِعْتِقَادَاتِ وَاِنْ كَانَ عِبَارَةً عَنْ مَجْمُوْعِ الْاِقْرَارِ بِاللِّسَانِ وَالتَّصْدِيْقِ بِالْجِنَانِ وَالْعَمَلِ بِالْاَرْكَانِ اَوْكَانَ عِبَارَةً عَنْ مُجَرَّدِ الْاِقْرَارِ بِاللِّسَانِ فَالْاِضَافَةُ لَامِيَّةٌ

ترجمہ: یہ بیان ہے مرام کا اور اضافت عقائد اسلام میں بیانیہ ہے اگر اسلام نفس اعتقاد کا نام ہو اور اگر اسلام زبانی اقرار، قلبی تصدیق اور اعضاء ظاہری کے عمل کے مجموعہ کا نام ہو یا فقط زبانی اقرار کا نام ہو تو اضافت لامیہ ہے یعنی وہ عقائد جو مذہب اسلام کیلئے ثابت ہیں۔

تشریح:۔ اس عبارت میں توضیح متن ہے کہ من تقریر عقائد الاسلام میں من کونسا ہے نیز عقائد الاسلام میں عقائد کی اضافت اسلام کی طرف کونسی ہے بیانیہ یا فیہ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ من بیانیہ ہے۔ من بیانیہ کی ترکیب یہ ہوتی ہے کہ اگر اس

Marfat.com

کا ماقبل معرف باللام ہو تو یہ حال بنتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کیلئے صفت بنتا ہے من تقریر عقائد اسلام میں من بیانیہ ہے اب ترکیبی معنی یہ ہوگا کہ یہ کتاب نہایت قریب کرنا ہے مقصود کو دراں حالیکہ بیان کرنا ہے عقائد اسلام کو من بیانیہ کے معنی میں اردو میں لفظ یعنی کا آتا ہے اب معنی یوں ہوگا یعنی بیان کرنا ہے اسلام کے عقائد کو۔

عقائد کی اضافت اسلام کی طرف بیانیہ ہے یا غیر بیانیہ؟ نیز یہاں عقائد اسلام کی اضافت کونسی ہے۔اس سے پہلے دو فائدے سمجھنا ضروری ہیں

فائدہ (۱):۔ اضافت بیانیہ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں مضاف الیہ بالکل مضاف کا عین ہو جیسے خاتم فضة میں خاتم اور فضة ان دونوں سے مراد انگوٹھی ہے اور غیر بیانیہ اس کو کہتے ہیں جس میں مضاف الیہ مضاف کا غیر ہوتا ہے جیسے غلام زید یہاں زید اور ہے اور غلام اور ہے۔

فائدہ (۲):۔ اسلام کے سات معانی کیے گئے ہیں یہاں یزدی نے تین معانی بیان کیے ہیں

(۱) محققین حضرات فرماتے ہیں کہ اسلام صرف اعتقاد جنانی کو کہتے ہیں جس کو تصدیق بھی کہتے ہیں۔

(۲) معتزلہ اور خوارج کے ہاں اسلام اعتقاد جنانی تصدیق لسانی اور عمل ارکانی کا نام ہے

(۳) تیسرا مذہب یہ ہے کہ اسلام صرف تصدیق لسانی کا نام ہے۔

جب آپ نے یہ فوائد سمجھ لیے تو اب آپ اعتقاد کی اضافت اسلام کی طرف سمجھیں اگر اسلام کا معنی صرف نفس اعتقاد (یعنی تصدیق جنانی) ہو تو پھر عقائد کی اضافت اسلام کی طرف ہونے سے مطلب یہ ہوگا کہ بیان کرنا ہے عقائد کو یعنی اسلام کو اور اگر اسلام کا معنی تصدیق لسانی اعتقاد جنانی اور عمل ارکانی ہو یا فقط تصدیق لسانی ہو تو پھر عقائد کی اضافت اسلام کی طرف غیر بیانیہ ہوگی پھر مطلب یہ ہوگا کہ بیان کرنا ہے عقائد اسلام کو یعنی اسلام تین چیزوں کا نام ہے اس کتاب میں صرف اسلام کے عقائد سے بحث ہوگی تصدیق لسانی اور عمل ارکانی سے بحث نہیں ہوگی یا اسلام کے عقائد سے بحث ہوگی تصدیق لسانی سے بحث نہیں ہوگی جب کہ اسلام کا معنی تصدیق لسانی ہو فقط۔

قَوْلُهُ: جَعَلْتُهُ تَبْصِرَةً: اَیْ مُبْصِرًا وَیَحْتَمِلُ التَّجَوُّزَ فِی الْاَسْنَادِ

ترجمہ:۔ تبصرة مبصرا کے معنی میں ہے اور مجاز فی الاسناد کا بھی احتمال رکھتا ہے اور اسی طرح اس کا قولہ تذکرة۔

تشریح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے ایک اعتراض کا جواب بھی ہے۔لیکن اس سے پہلے دو فوائد کو جاننا چاہیے۔

فائدہ (۱):۔ جعل یہ فعل خلق کے معنی میں بھی آتا ہے اور صیر کے معنی میں بھی آتا ہے اگر جعل خلق کے معنی

Marfat.com

میں ہوتو اس وقت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا جیسے جعل الظلمت والنور ای خلق الظلمة والنور اور اگر جعل صیر کے معنی میں ہوتو اس وقت دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوگا جیسے جعل لکم الارض فراشا ای صیر لکم الارض فراشا۔

فائدہ (۲): جو بھی فعل دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اس کے دوسرے مفعول کا پہلے پر حمل ہوتا ہے اب اعتراض سمجھیں

اعتراض:۔ یہ ہوتا ہے کہ جعلته تبصرة میں جعلتہ کا پہلا مفعول ہ ضمیر ہے اور دوسرا مفعول تبصرة ہے جو کہ مصدر ہے اب قاعدہ مذکورہ کے تحت تبصرة کا حمل ہ ضمیر پر ہونا چاہیے حالانکہ مصدر کا حمل ذات پر صحیح نہیں؟

جواب ﴿۱﴾:۔ یہاں حمل مجاز بالطرف کے قبیل سے ہے مجاز بالطرف اس کو کہتے ہیں کہ مصدر کو اسم فاعل یا اسم مفعول کے معنی میں کر دیا جائے یہاں بھی تبصرۃ کو اسم فاعل مبصرا کے معنی میں کر کے حمل کیا ہے۔

جواب ﴿۲﴾: یہاں حمل مجاز عقلی کے قبیل سے ہے کہ اصل میں تو جعلته مبصرة کہنا تھا لیکن مبالغہ کے طور پر جعلته تبصرة کہہ دیا مطلب اب یہ ہوگا کہ میری یہ کتاب بصیرت دیتے دیتے عین بصیرت ہوگئی۔

جواب ﴿۳﴾:۔ یہاں حمل مجاز بالحذف کے قبیل سے ہے کہ اصل میں جعلته ذا تبصرة تھا میں نے اس کتاب کو بصیرت دینے والی بنایا پھر مضاف ذا کو حذف کر کے تبصرہ کو اس کا قائم مقام بنادیا

وَكَذَا قَوْلُهٗ تَذْكِرَةٌ:

یعنی اس پر بھی وہی اعتراض و جواب ہونگے جو تبصرة پر ہوئے ہیں۔

قَوْلُهٗ: لَدَى الْاِفْهَامِ بِالْكَسْرِ اَیْ تَفْهِیْمِ الْغَیْرِ اِیَّاهُ اَوْ تَفْهِیْمِهٖ لِلْغَیْرِ وَالْاَوَّلُ لِلْمُتَعَلِّمِ وَالثَّانِیْ لِلْمُعَلِّمِ

ترجمہ:۔ افہام ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ ہے یعنی غیر کے اس کو سمجھنے کے وقت یا غیر کو سمجھانے کے وقت۔ اور پہلے ترجمہ میں یہ تھذیب مبصر ہے طالب علم کیلئے اور دوسرے میں استاذ کیلئے۔

تشریح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے افہام کے بعد بالکسر کی عبارت نکال کر اسکا اعراب بتادیا کہ یہ باب افعال کا مصدر ہے

اعتراض:۔ جو بھی مصدر ہوتا ہے اس کیلئے ایک فاعل ہوتا ہے اور ایک مفعول افهام یہ تو باب افعال متعدی کا مصدر ہے اس کیلئے دو مفعول ہونے چاہیے یہاں تو نہ فاعل مذکور ہے اور نہ مفعول۔

Marfat.com

جواب:۔ یہاں اس کا فاعل بھی موجود ہے اور مفعول اول بھی دوسرا مفعول اس کا مقاصد الی الکتاب تھا جو کہ مشہور تھا اس لیے مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا افہام کا معنی تفہیم الغیر ایاہ ہو تو الغیر اس کا فاعل اور ایاہ اس کا مفعول اول بنے گا معنی یہ ہوگا میری یہ کتاب بصیرت دینے والی ہے بوقت سمجھانے غیر کے اس کو مقاصد کتاب کے اس وقت یہ بصیرت کا فائدہ متعلم کیلئے ہوگا اور اگر افہام کا معنی تفہیمہ للغیر ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ میری یہ کتاب بصیرت دینے والی ہے بوقت سمجھانے اس کے غیر کے مقاصد کتاب کو اس وقت یہ بصیرت استاد، معلم کیلئے ہوگی۔

قَوْلُهُ:۔ مِنْ ذَوِی الْاَفْهَامِ :بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ جَمْعُ فَهْمٍ وَالظَّرْفُ اِمَّا فِیْ مَوْضِعِ الْحَالِ مِنْ فَاعِلِ يَتَذَكَّرُ اَوْمُتَعَلِّقٌ بِيَتَذَكَّرُ بِتَضْمِيْنِ مَعْنَى الْاَخْذِ اَوِ التَّعَلُّمِ اَیْ يَتَذَكَّرُ اٰخِذًا اَوْ مُتَعَلِّمًا مِنْ ذَوِی الْاَفْهَامِ فَهٰذَا اَيْضًا يَحْتَمِلُ الْوَجْهَيْنِ

ترجمہ:۔ یہ افہام ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ فہم کی جمع ہے اور یہ ظرف یا تو یتذکر کے فاعل سے حال کی جگہ میں ہے یا یتذکر کے اندر اخذ اور تعلم کے معنی کی تضمین کر کے اسی یتذکر کے متعلق ہے یعنی جو یاد والا ہونا چاہتا ہے اس حال میں وہ حاصل کرنے والا ہے سمجھدار لوگوں سے پس اس میں بھی دو احتمال ہیں۔

تشریح:۔ اس قول کی غرض بھی توضیح متن ہے۔ افہام فتح ہمزہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے یہ فہم کی جمع افہام افعال کے وزن پر آتی ہے قاعدہ یہ ہے کہ افعال کے وزن پر کوئی مصدر نہیں آتا اور افعال کے وزن پر کوئی جمع نہیں آتی من ذوی الافہام یہ جار مجرور ہے اس کی ترکیب شارح نے بتائی کہ اس کی دو قسم کی ترکیب ہو سکتی ہے ایک تو یہ کہ یہ جار مجرور ظرف مستقر کائنا کے متعلق ہو کر یتذکر کی ھو ضمیر فاعل سے حال ہو دوسری ترکیب یہ کہ یہ جار مجرور ظلکر آخذ کے متعلق ہوگا اور وہ حال واقع ہو یتذکر کی ضمیر سے اس کو تضمین کہتے ہیں۔

قَوْلُهُ: سِيَّمَا :اَلسِّیُّ بِمَعْنَى الْمِثْلِ يُقَالُ هُمَا سِيَّانِ اَیْ مِثْلَانِ وَاَصْلُ سِيَّمَا لَاسِيَّمَا حُذِفَ لَا فِی اللَّفْظِ لٰكِنَّهٗ مُرَادٌ مَعْنًى وَمَا زَائِدَةٌ اَوْ مَوْصُوْلَةٌ اَوْ مَوْصُوْفَةٌ وَهٰذَا اَصْلُهٗ ثُمَّ اسْتُعْمِلَ بِمَعْنٰى خُصُوْصًا وَفِيْمَا بَعْدَهٗ ثَلَاثَةُ اَوْجُهٍ

ترجمہ:۔ سی مثل کے معنی میں ہے کہا جاتا ہے ھما سیان یعنی وہ دونوں برابر ہیں اور سیما اصل میں لا سیما تھا لا کو لفظوں میں حذف کیا گیا لیکن وہ معنی میں مراد ہے اور ما زائدہ ہے یا موصولہ ہے یا موصوفہ ہے اور سی کا مثل کے معنی میں ہونا

Marfat.com

اس کا اصلی معنی ہے پھر خصوصا کے معنی میں مستعمل ہوا اور اس کے بعد میں تین صورتیں ہیں۔

تشریح:۔ یہ اصل میں سی اور ما ہے اس کے ساتھ ہمیشہ لا لنفی الجنس ہوگا اگر مذکور نہ ہوتو وہ مقدر ہوگا بغیر لائے نفی جنس کے یہ استعمال نہیں ہوتا سی بمعنی مثل کے ہے یہ لائے نفی جنس کا اسم ہے اس کی خبر ہمیشہ ما کے بعد آخر میں محذوف ہوتی ہے۔ اسکی ما کے بارے میں تین وجوہ ہیں۔

(۱) ما زائدہ ہے اگر ما زائدہ ہوگا تو اس وقت یہ سی کا لفظ بعد والے اسم کی طرف مضاف ہوگا اور وہ اسم مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا جیسے لا سیما الولد الاعز الخ میں الولد کو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور پڑھیں گے ای لامثل شیئ ھو الولد الاعز الخ۔

(۲) ما موصولہ ہوگا الذی کے معنی میں یا ما موصوفہ ہوگا شیئ کے معنی میں اس وقت اس کے بعد اسم مرفوع ہو تو وہ مبتداء محذوف کی خبر ہوگا جیسے لاسیما الولد الاعز الخ ای لا مثل الذی ھو الولد الخ۔

(۳) یہ لا سیما پورا کا پورا حرف استثناء کے حکم میں ہو اور اس کے بعد اسم منصوب ہوگا جو کہ مستثنی ہوگا اور اس وقت سیما کا معنی خصوصا کا ہوگا جیسے لا سیما الولد الاعز کہ خصوصا میرا پیارا بیٹا خصوصا والا معنی اس کا مجازی معنی ہے اور دوسرے تین معنی اصلی اور حقیقی ہیں۔

قَوْلُهٗ:۔ اَلْحَفِیُّ :اَلشَّفِیْقُ

ترجمہ: الحفی کا معنی مہربان ہے۔

اغراضِ شارح:۔ اس قولہ اور اس کے بعد آنیوالے تمام اقوال کی غرض توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ حفی کا معنی بتلایا ہے اگر اس کی نسبت بیٹے کی طرف ہو تو معنی ہے شفیق ہونا باپ پر۔ جب اس کی نسبت باپ کی طرف ہو تو حفی کا معنی چنا ہوا ہوگا۔

قَوْلُهٗ: اَلْحَرِیُّ :اَللَّائِقُ

ترجمہ:۔ الحری کا معنی لائق ہے۔

قَوْلُهٗ:۔ قِوَامٌ اَیْ مَا یَقُوْمُ بِهٖ اَمْرُهٗ ۔

ترجمہ:۔ یعنی وہ چیز جس چیز کے ساتھ اس کا امر قائم ہو ھو له القیام۔

Marfat.com

قَوْلُہٗ:۔ اَلتَّایِیْدُ :اَیْ اَلتَّقْوِیَۃُ مِنَ الْاَیْدِ بِمَعْنَی الْقُوَّۃِ

ترجمہ:۔یعنی تقویت یہ اید سے مشتق ہے جس کا معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔

قَوْلُہٗ:۔ عِصَامٌ :اَیْ مَا یُعْصَمُ بِہٖ اَمْرُہٗ مِنَ الزَّلَلِ

ترجمہ:۔ عصام یعنی وہ چیز جس کے ساتھ پھسلنے سے بچا جائے (یعنی میرا یہ بیٹا پھسلنے سے بچایا ہوا ہے)

قَوْلُہٗ: وَعَلَی اللّٰہِ :قُدِّمَ الظَّرْفُ ھٰھُنَا لِقَصْدِ الْحَصْرِ وَفِیْ قَوْلِہٖ بِہٖ لِرِعَایَۃِ السَّجْعِ اَیْضًا

ترجمہ:۔یہاں ظرف کو مقدم کیا حصر کے ارادے سے اور اس کے قول بہ میں سجع بندی کی رعایت بھی ہے۔

تشریح:۔اس میں علی اللہ یہ ظرف خبر مقدم ہے اور التوکل مبتداء مؤخر ہے بہ میں یہ ظرف مقدم اور الاعتصام یہ مبتداء مؤخر ہے خبر کو مقدم حصر کیلئے کیا ہے اور الاعتصام کو رعایت سجع بندی کیلئے مؤخر کیا ہے۔

قَوْلُہٗ:۔ اَلتَّوَکُّلُ: ھُوَ التَّمَسُّکُ بِالْحَقِّ وَالْاِنْقِطَاعُ عَنِ الْخَلْقِ

ترجمہ:۔التوکل کا معنی اللہ تعالی پر بھروسہ کرنا ہے اور مخلوق سے ناامید ہو جانا ہے۔

قَوْلُہٗ:۔ وَالْاِعْتِصَامُ وَھُوَ التَّشَبُّثُ وَالتَّمَسُّکُ ۔

ترجمہ:۔ الاعتصام کا معنی مظبوط پکڑنا چنگل مارنا۔

Marfat.com

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِی الْمَنْطِقِ

متن: مقدمۃ: اَلْعِلْمُ اِنْ کَانَ اِذْعَانًا لِلنِّسْبَۃِ فَتَصْدِیْقٌ وَّاِلَّا فَتَصَوُّرٌ وَّیَقْتَسِمَانِ بِالضَّرُوْرَۃِ الضَّرُوْرَۃَ وَالْاِکْتِسَابُ بِالنَّظْرِ وَھُوَمُلَاحَظَۃُ الْمَعْقُوْلِ لِتَحْصِیْلِ الْمَجْھُوْلِ وَقَدْ یَقَعُ فِیْہِ الْخَطَاءُ فَاحْتِیْجَ اِلٰی قَانُوْنٍ یَّعْصِمُ عَنْہُ فِی الْفِکْرِ وَھُوَالْمَنْطِقُ وَمَوْضُوْعُہُ الْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِیُّ وَالتَّصْدِیْقِیُّ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ یُوْصِلُ اِلٰی مَطْلُوْبٍ تَصَوُّرِیٍّ فَیُسَمّٰی مُعَرِّفًا وَّتَصْدِیْقِیٍّ فَیُسَمّٰی حُجَّۃً

ترجمہ متن:۔ پہلی قسم منطق میں ہے۔ مقدمہ: علم اگر نسبت خبریہ کا اعتقاد ہے تو تصدیق ہے ورنہ تصور ہے اور تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک بداہۃً ضروری اور کسبی ہونے کی قسمت کو اختیار کرتا ہے اور وہ نظر نفس کا متوجہ ہونا ہے مجہول کو حاصل کرنے کیلئے اور کبھی اس نظر میں غلطی واقع ہو جاتی ہے پس ایسے قانون کی حاجت ہوئی جو اس غلطی سے بچائے اور وہ قانون منطق ہے اور اسکا موضوع معلوم تصور اور معلوم تصدیق ہے اس حیثیت سے کہ وہ پہنچائے مطلوب تصور کی طرف اور اس کا نام رکھا جاتا ہے معرّف اور مجہول تصدیق کی طرف پس نام رکھا جاتا ہے حجۃ۔

مختصر تشریح متن:۔ اب خطبہ کے ختم کرنے کے بعد اصل مقصد کو شروع کر رہے ہیں علامہ تفتازانی نے القسم الاول فی المنطق کا ایک عنوان بنا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ میری یہ کتاب جو تہذیب کا ایک جزء ہے یہ فن منطق میں ہے (تہذیب کا دوسرا جزء جو علم کلام کے بارے میں لکھا ہے وہ نایاب ہے) دوسرا عنوان مقدمہ کا باندھا ہے کیونکہ ہر فن کو شروع کرنے سے پہلے اس فن کی تعریف، غرض، موضوع کا معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے اور مقدمہ کے اندر ان ہی تین چیزوں کا بیان ہوتا ہے اس لئے ماتن نے یہ عنوان باندھا۔

****

Marfat.com

مقدمہ کی چند تحقیقات ہیں جن کا تفصیلی ذکر یہاں شرح میں آئے گا البتہ مقدمہ کی اشتمالی تحقیق (اغراضِ ماتن) کو یہاں سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ مقدمہ کن چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے سووہ انہی تین چیزوں (تعریف، موضوع، غرض) پر مشتمل ہوتا ہے۔ عام طور پر منطقی حضرات سب سے پہلے احتیاج الی المنطق کوذکر کرتے ہیں اس احتیاج الی المنطق کے ضمن میں علم کی تعریف اور غرض معلوم ہوجاتی ہے اور آخر میں پھر موضوع علم کوذکر کرکے مقدمہ کوختم کردیتے ہیں۔ احتیاج الی المنطق کا سمجھنا علم کی دوقسموں کی تقسیموں پر موقوف ہوتا ہے تقسیم اول تصور وتصدیق اور تقسیم ثانی بدیہی اور نظری اس لیے یہاں سب سے پہلے موقوف علیہ علم کی دوقسموں کو بیان کررہے ہیں پھر احتیاج الی المنطق کو جس کے ضمن میں تعریف اور غرض بھی معلوم ہوجاتی ہے اور آخر میں موضوع علم کو بیان کرکے مقدمہ کوختم کیا ہے۔ علامہ تفتازانی نے علم کی تعریف نہیں کی کیونکہ ان کے نزدیک علم بدیہی ہے اس کیلئے تعریف کی ضرورت نہیں علامہ تفتازانی نے العلم سے لیکر ویقسمان تک علم کی تقسیم اول کو بیان کیا ہے۔

علم کی دوقسمیں ہیں تصور اور تصدیق۔

علم کے سولہ اقسام کی تفصیل بمع تعریف مرقات کی کاپی (یامرقات کی بندہ کی شرح تحفۃ المنظور) میں ملاحظہ فرمائیں یہاں صرف اتنی بات بتائی جائے گی کہ تصور کے نیچے علم کے کتنے اقسام آتے ہیں اور تصدیق کے نیچے علم کے کتنے اقسام آتے ہیں جن کی تفصیل ابھی آگے شرح میں آرہی ہے۔

تصدیق: ۔وہ علم ہے کہ جس میں حکم ہو۔

حکم کی تعریف: ۔نسبت خبری کے کسی جانب (وجودی یاعدمی) کا گمان غالب ہو۔ عبارت میں اذعان کا معنی گمان غالب ہے یہ نسبت، نسبت خبری سے سمجھی جاتی ہے النسبۃ میں الف لام عہد کا ہے اس سے نسبت معہودنسبت خبری مراد ہے

تواب تصدیق کی تعریف گویا کہ یوں ہوگی کہ نسبت خبری کا گمان غالب ہو۔ اور یہ بات سابقہ کتب (ایساغوجی مرقات وغیرہ) میں تفصیل سے گزری ہے کہ علم کی سولہ قسمیں ہیں (۱) احساس (۲) تخیل (۳) توہم (۴) تعقل (۵) مرکب ناقص (۶) مرکب تام (۷) مرکب انشائی (۸) تخییل (۹) وہم (۱۰) شک (۱۱) ظن (۱۲) جہل مرکب (۱۳) تقلید (۱۴) عین الیقین (۱۵) حق الیقین (۱۶) علم الیقین ۔توعلم کی سولہ اقسام میں سے چھ قسمیں ظن، جہل مرکب، تقلید، عین الیقین، حق الیقین، علم الیقین ۔ یہ تصدیق کی تعریف میں داخل ہوئیں کیونکہ ان میں نسبت خبری کا کم ازکم گمان غالب ہوتا ہے ظن میں بھی ایک جانب راجح ہوتی ہے اسی طرح جہل مرکب تقلید عین الیقین حق الیقین اور علم الیقین میں نسبت خبری کا کم ازکم گمان غالب توضرور حاصل ہوتا ہے اس لیے علم کی ان چھ قسموں کوتصدیق کہا جائے گا۔

****

Marfat.com

تصور کی تعریف:۔ اگر نسبت خبری کا گمان غالب نہ ہو تو وہ تصور ہوگا۔

فوائد و قیود:۔ تصدیق کی تعریف میں یہ عبارت مصنف نے کہی اذعانا للنسبۃ نسبت کی قید لگا کر مفردات کو نکال دیا کیونکہ ان میں سرے سے نسبت ہی نہیں ہوتی اس میں علم کی چار قسمیں احساس، تخیل، توہم اور تعقل خارج ہو جائیں گے کیونکہ یہ مفرد ہیں ان میں نسبت ہی نہیں اسی نسبت کی قید سے مرکبات ناقصہ بھی خارج ہو جائیں گے کیونکہ نسبت سے مراد نسبت تامہ ہے۔ نسبت خبری کی قید سے مرکب انشائی بھی نکل جائے گا کیونکہ ان میں نسبت تو ہے لیکن خبری نہیں نسبت خبری کا گمان غالب ہو اس قید سے تخییل وہم اور شک بھی نکل جائیں گے کیونکہ ان میں یا تو سرے سے حکم ہی نہیں جس طرح تخییل میں یا حکم تو ہے لیکن گمان غالب نہیں جیسے شک اور وہم تو علم کی پہلی نو قسمیں احساس، تخیل، توہم، تعقل، مرکب ناقص، مرکب تام، انشائی، تخییل، اور وہم یہ تصور کہلائیں گے اور باقی چھ اقسام یہ تصدیق میں داخل ہونگے کیونکہ ان میں نسبت خبری کا گمان غالب ہے۔

ویقسمان بالضرورۃ الخ:۔ علم کی تقسیم اولی سے فارغ ہو کر اب اس عبارت میں علم کی دوسری تقسیم بدیہی اور نظری کو بیان کرتے ہیں ترجمہ یہ ہے کہ دونوں (تصور و تصدیق) یہ تقسیم ہوتے ہیں واضح طور پر ضروری (بدیہی) کی طرف اور اکتساب (نظری) کی طرف۔ اکتساب بالنظر کا مطلب یہ ہے وہ غور فکر سے حاصل ہو۔

اس عبارت میں تصور تصدیق کی دو قسمیں بیان کیں کہ تصور ایک بدیہی ہے دوسرا نظری، تصدیق بھی ایک بدیہی ہے اور دوسری نظری۔

فائدہ:۔ ماتن نے عبارت بالضرورۃ کا لفظ کہا دوسرا ضرورۃ اصل میں الی الضرورۃ تھا الی کو حذف کر کے الضرورۃ کو منصوب پڑھا ہے اس کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔

وھو ملاحظۃ المعقول الخ:۔ اس عبارت میں اس نظر و فکر کی تعریف کی ہے۔ نظر کی تعریف یہ ہے کہ معلوم تصور یا معلوم تصدیق کو اس طریقے سے ترتیب دینا کہ اس سے مجہول تصور اور مجہول تصدیق حاصل ہو جائے۔

وقد یقع الخ:۔ وقد یقع سے وھو المنطق تک احتیاج الی المنطق کو بیان کیا جو کہ اصل غرض تھی کہ معلوم تصوری اور معلوم تصدیقی کو ترتیب دینے میں کبھی کبھی غلطی ہو جاتی ہے۔ انسانی عقل اس غلطی سے بچانے کیلئے کافی نہیں اگر انسانی عقل کافی ہوتی تو عقلاء کے درمیان میں اختلاف نہ ہوتا کیونکہ بعض نے ترتیب دے کر عالم کو حادث بتایا اور بعض نے معلومات کو ترتیب دے کر عالم کو قدیم ثابت کیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ عقل انسانی اس غلطی سے بچانے کیلئے کافی نہیں اب ایک ایسے

Marfat.com

قانون کی ضرورت ہوئی جو اس خطاء سے بچائے وہ قانون صرف منطق ہے اس احتیاج الی المنطق کے اندر ضمن میں غرض منطق اور تعریف منطق معلوم ہوگئی غرض تو اس سے معلوم ہوئی کہ یہ خطاء فی الفکر سے بچاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ منطق کی غرض ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچانا ہے اس عبارت میں تعریف بھی ضمناً معلوم ہوئی جیسا کہ شرح میں تفصیل سے آئیگا۔

و موضوعه الخ:۔ و موضوعہ سے آخر فصل تک منطق کا موضوع بیان کیا اور اس مقدمہ کا خاتمہ بالخیر کیا منطق کا موضوع وہ معلومات تصوری اور معلومات تصدیقی ہیں جو کہ مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی تک پہنچاتے ہیں ان معلومات تصوری کو معرّف اور معلومات تصدیقی کو حجۃ کہتے ہیں تو منطق کا موضوع معرّف اور حجۃ ہوئے یہاں تک مقدمہ کی مختصر تشریح مکمل ہوئی۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

قَوْلُهُ الْقِسْمُ الْاَوَّلُ: لَمَّا عُلِمَ ضِمْنًا فِيْ قَوْلِهٖ فِيْ تَحْرِيْرِ الْمَنْطِقِ وَالْكَلَامِ اَنَّ كِتَابَهٗ عَلٰى قِسْمَيْنِ لَمْ يُحْتَجَّ اِلَى التَّصْرِيْحِ بِهٰذَا فَصَحَّ تَعْرِيْفُ الْقِسْمِ الْاَوَّلِ بِلَامِ الْعَهْدِ لِكَوْنِهٖ مَعْهُوْدًا ضِمْنًا وَهٰذَا بِخِلَافِ الْمُقَدَّمَةِ فَاِنَّهَا لَمْ يُعْلَمْ وُجُوْدُهَا سَابِقًا فَلَمْ تَكُنْ مَعْهُوْدَةً فَلِذَا نَكَّرَهَا وَقَالَ مُقَدِّمَةٌ

ترجمہ:۔ جب ماتن کے قولہ فی تحریر المنطق والکلام کے ضمن میں معلوم ہوگیا کہ ماتن کی کتاب دو قسم پر ہے لھذا کتاب کی دو قسم پر ہونے کی تصریح کی ضرورت نہیں ہوئی بنا بریں الف لام عہد خارجی کے ساتھ القسم کو معرفہ لانا صحیح ہوا کیونکہ یہ قسم ضمناً معلوم ہوا ہے اور یہ لفظ قسم لفظ مقدمہ کے برخلاف ہے کیونکہ مقدمہ کا وجود اس سے پہلے معلوم نہیں اسی لئے مقدمہ کو نکرہ لایا ہے اور کہا ہے مقدمۃ۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔ القسم الاول یہ ایک عنوان ہے اور مقدمہ بھی ایک عنوان ہے ماتن القسم الاول والے عنوان کو معرفہ الف لام کے ساتھ لائے اور مقدمہ کو نکرہ لائے حالانکہ یہ دونوں عنوان تھے یا تو دونوں کو معرفہ لاتے یا دونوں کو نکرہ۔ القسم الاول کو معرفہ الف لام عہد خارجی کے ساتھ کیوں لایا؟

فائدہ:۔ اس مقام میں الف لام کی چاروں قسموں میں سے الف لام عہد خارجی کا ہی ہونا چاہیے کیونکہ یہ مبتداء ہے اور الف لام عہد خارجی کا بھی تعریف کا فائدہ دیتا ہے نیز یہ ضابطہ ہے کہ جب تک عہد خارجی کا الف لام بنانا درست ہو دوسرے تین

Marfat.com

قسموں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جواب:۔ القسم الاول میں الف لام عہد خارجی کالا کراس کو معرفہ کیا کیونکہ الف لام عہد خارجی میں معہود کا پہلے مذکور ہونا ضروری ہوتا ہے چاہے صراحۃً مذکور ہو یا ضمناً۔ چونکہ ماقبل میں ماتن کی عبارت فی تحریر المنطق والکلام کے ضمن میں یہ بات گذر چکی ہے کہ ماتن کی کتاب کے دو حصے ہیں ایک حصہ منطق میں اور دوسرا کلام میں۔ اسلئے القسم الاول میں الف لام عہد خارجی کالانا مناسب تھا کیونکہ معہود ماقبل میں فی تحریر المنطق والکلام میں گذر چکا تھا کہ قسم اول منطق کے بارے میں ہے اور مقدمہ کا ذکر چونکہ ماقبل میں بالکل نہیں گذرا تھا اس لیے اس پر الف لام نہیں لائے۔

جواب (۲): یہ بھی ہوسکتا ہے کہ القسم الاول چونکہ مبتداء تھا اس کو معرفہ بنانے کیلئے الف لام کی ضرورت تھی اس لیے الف لام کے ساتھ اس کو معرفہ کیا مقدمہ یہ خبر تھا اس کو معرفہ بنانے کی ضرورت نہیں تھی اس لیے اسکو یہاں معرف باللام ذکر نہیں کیا۔

قَوْلُهُ فِي الْمَنْطِقِ: فَإِنْ قِيلَ لَيْسَ الْقِسْمُ الْأَوَّلُ إِلَّا الْمَسَائِلَ الْمَنْطِقِيَّةَ فَمَا تَوْجِيهُ الظَّرْفِيَّةِ؟ قُلْتُ يَجُوزُ أَنْ يُرَادَ بِالْقِسْمِ الْأَوَّلِ الْأَلْفَاظُ وَالْعِبَارَاتُ وَبِالْمَنْطِقِ الْمَعَانِيَ فَيَكُونُ الْمَعْنَى أَنَّ هٰذِهِ الْأَلْفَاظَ فِي بَيَانِ هٰذِهِ الْمَعَانِي وَيَحْتَمِلُ وُجُوهًا أُخَرَ وَالتَّفْصِيلُ أَنَّ الْقِسْمَ الْأَوَّلَ عِبَارَةٌ عَنْ أَحَدِ الْمَعَانِي السَّبْعَةِ إِمَّا لِلْأَلْفَاظِ أَوِ الْمَعَانِي أَوِ النُّقُوشِ أَوْ لِمُرَكَّبٍ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَوِ الثَّلٰثَةِ وَالْمَنْطِقُ عِبَارَةٌ عَنْ أَحَدِ مَعَانٍ خَمْسَةٍ إِمَّا الْمَلَكَةُ أَوِ الْعِلْمُ بِجَمِيعِ الْمَسَائِلِ أَوْ بِالْقَدْرِ الْمُعْتَدِّ بِهِ الَّذِي يَحْصُلُ بِهِ الْعِصْمَةُ أَوْ نَفْسُ الْمَسَائِلِ جَمِيعًا أَوْ نَفْسُ الْقَدْرِ الْمُعْتَدِّ بِهِ فَيَحْصُلُ مِنْ مُلَاحَظَةِ الْخَمْسَةِ مَعَ السَّبْعَةِ خَمْسَةٌ وَثَلَاثُونَ اِحْتِمَالًا يُقَدَّرُ فِي بَعْضِهَا الْبَيَانُ وَفِي بَعْضِهَا التَّحْصِيلُ وَفِي بَعْضِهَا الْحُصُولُ حَيْثُمَا وَجَدَهُ الْعَقْلُ السَّلِيمُ مُنَاسِبًا

ترجمہ:۔ پس اگر کہا جائے کہ قسم اول سے مراد مسائل منطقیہ کے علاوہ کچھ نہیں تو ظرفیہ (الشی لنفسہ) کی توجیہ کیا ہوگی تو میں کہوں گا کہ جائز ہے کہ قسم اول سے الفاظ اور عبارات مراد لئے جائیں اور منطق سے معانی کہ یہ الفاظ معانی کے بیان میں ہیں

Marfat.com

اور دوسری صورتوں کا بھی احتمال ہے تفصیل یہ ہے کہ بلاشبہ قسم اول سات معانی میں سے کسی ایک سے عبارت ہے یعنی الفاظ یا معانی یا نقوش یا مرکب دو سے یا تین سے اور منطق پانچ معانی میں سے کسی ایک سے عبارت ہے یعنی ملکہ یا تمام مسائل کا علم یا قدر معتد بہ مسائل کا علم جن سے خطاء فی الفکر سے حفاظت ہو جائے یا محض تمام مسائل یا محض قدر معتد بہ مسائل پس پانچ کو سات کے ساتھ ضرب دینے سے پینتیس احتمالات حاصل ہونگے مقدر ہو گا ان میں سے بعض میں بیان اور بعض میں تحصیل اور بعض میں حصول جہاں اس کو عقل سلیم مناسب سمجھے

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے جو کہ ماتن کی عبارت پر ہوتا ہے۔

اس اعتراض و جواب کے سمجھنے سے پہلے ایک ضابطہ سمجھ لینا ضروری ہے۔

ضابطہ:۔ فی کا کلمہ یہ ظرفیت کیلئے آتا ہے جس کلمہ پر یہ فی داخل ہوتا ہے وہ ظرف بنتا ہے اور اس فی کا ماقبل مظروف بنتا ہے ظرف کی معنی لغت میں برتن کے آتے ہیں اور مظروف اس چیز کو کہا جاتا ہے جو اس برتن میں ہوتی ہے جیسے مثال کے طور پر کہا جائے الماء فی الکوز (پانی لوٹے میں ہے) یہاں الکوز جو فی کا مدخول ہے یہ ظرف (برتن) ہے اور الماء جو کہ فیہ کا ماقبل ہے یہ مظروف ہے یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ظرف اور چیز ہوتی ہے اور مظروف اور چیز ہوتی ہے ایک چیز ظرف بھی بنے اور مظروف بھی یہ درست نہیں الماء فی الماء اور الکوز فی الکوز کہنا درست نہیں ہوگا بلکہ ظرف اور مظروف کیلئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہوں جیسے الماء فی الکوز میں ظرف اور چیز ہے اور مظروف ماء اور چیز ہے اور اگر ایک ہی چیز ظرف بھی بنے اور مظروف بھی تو اس کو عربی میں ظرفیۃ الشی لنفسہ کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے شی اپنے آپ کیلئے ظرف بنی ہے اور یہ بالاتفاق باطل ہے۔ اب اعتراض کا سمجھنا آسان ہو گیا۔

اعتراض:۔ ماتن نے متن میں عبارت القسم الاول فی المنطق ذکر کیا ہے یہاں بھی فی المنطق میں فی ظرفیت کیلئے ہے القسم الاول سے مراد بھی مسائل منطقیہ ہیں اور المنطق سے مراد بھی مسائل منطقیہ ہیں اب مطلب اس کا یہ ہوا کہ مسائل منطق مسائل منطق میں ہیں اور یہ ظرفیۃ الشی لنفسہ ہے جو کہ باطل ہے؟

جواب ﴿۱﴾:۔ اس کے دو جواب ہیں ایک مختصر اور دوسرا تفصیلی۔ مختصر جواب یہ دیا گیا ہے کہ القسم الاول سے مراد الفاظ ہیں اور المنطق سے مراد معانی ہیں تو گویا کہ ظرف اور مظروف غیر غیر ہیں ترجمہ کو صحیح بنانے کیلئے بیان کا لفظ مقدر نکالیں گے اور اب گویا کہ القسم الاول فی المنطق کا مطلب اور معنی ھذہ الالفاظ فی بیان ھذہ المعانی ہو گا کہ یہ الفاظ جو کہ معانی کے بیان کرنے میں ہیں۔

Marfat.com

تفصیلی جواب ﴿۲﴾: اس اعتراض کے تفصیلی جوابات پینتیس (۳۵) ہیں جن کی تفصیل ابھی آرہی ہے ان جوابات کے سے قبل دو باتیں ضروری سمجھنی ہیں ﴿۱﴾ جو بھی کتاب ہوتی ہے اس کے سات معنی ہو سکتے ہیں (۱) کتاب فقط نقوش کا نام ہو (۲) کتاب فقط الفاظ کا نام ہو (۳) کتاب فقط معانی کا نام ہو (۴) کتاب نقوش اور الفاظ کا نام ہو (۵) کتاب نقوش اور معانی کا نام ہو (۶) کتاب الفاظ اور معانی کا نام ہو (۷) کتاب نقوش الفاظ اور معانی کے مجموعے کا نام ہو۔

﴿۲﴾ جو بھی علم ہوگا اس کے پانچ معنی ہو سکتے ہیں (۱) ملکہ (وہ ایک ایسی استعداد کا نام ہے جو کہ انسان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کے ذریعے وہ ہر مسئلہ کو سوچ و بچار کے بعد معلوم کر سکتا ہے)۔ (۲) علم اس فن کا، یا علم کے تمام مسائل کا (۳) علم اس علم، یا فن کے اتنے مسائل کا جن کے ذریعے غلطی سے حفاظت ہو سکے (۴) نفس علم کے تمام مسائل (۵) نفس علم اتنے مسائل کا جن کے ذریعے غلطی سے حفاظت ہو سکے۔

جوابات کو منطبق کرنے کا طریقہ: اب یہاں ان احتمالات کو القسم الاول پر منطبق کرنا ہے وہ اس طرح سے کہ القسم الاول سے مراد خود کتاب ہے اور کتاب میں سات احتمالات ہیں جیسا کہ ابھی گزرا کہ القسم الاول سے مراد فقط نقوش ہوں یا فقط الفاظ ہوں یا فقط معانی ہوں الخ۔ اور المنطق علم ہے اس میں بھی وہ پانچ احتمال ہو سکتے ہیں کہ المنطق سے مراد ملکہ ہو یا علم تمام مسائل کا ہو یا علم بعض مسائل کا الخ۔ ان سات احتمالات کو جو کہ القسم الاول سے نکلتے ہیں پانچ احتمالات سے جو کہ المنطق سے نکلتے ہیں ان کو ضرب دینے سے کل پینتیس احتمالات حاصل ہوں گے جن میں سے ہر ایک احتمال ایک مستقل جواب ہے۔

فائدہ: معنی کو صحیح کرنے کیلئے جب المنطق سے مراد ملکہ ہو تو حصول کا لفظ محذوف نکالا جائیگا۔ اگر المنطق سے مراد علم بجمیع المسائل یا علم ببعض المسائل ہو تو اس وقت تحصیل کا لفظ محذوف نکالیں گے۔ اور اگر المنطق سے مراد نفس تمام مسائل علم یا بعض مسائل علم ہو تو بیان کا لفظ محذوف نکالیں گے۔

اب تمام احتمالات بالتفصیل ذکر کیے جاتے ہیں اور ہر احتمال ایک مستقل جواب ہے جیسا کہ گزرا ہے۔

پہلی صورت جبکہ المنطق سے مراد ملکہ ہو اور القسم الاول میں سات احتمالات اس طرح بنیں گے۔

﴿۱﴾ القسم الاول سے مراد نقوش اور منطق سے مراد ملکہ۔ اب عبارت یوں ہوگی النقوش فی حصول الملکۃ۔

﴿۲﴾ القسم الاول سے مراد الفاظ ہوں یعنی الالفاظ فی حصول الملکۃ ﴿۳﴾ المعانی فی حصول الملکۃ ﴿۴﴾ النقوش والالفاظ فی حصول الملکۃ ﴿۵﴾ النقوش والمعانی فی حصول الملکۃ ﴿۶﴾ الالفاظ

Marfat.com

والمعانی فی حصول الملکة ﴿٧﴾ النقوش والالفاظ والمعانی فی حصول الملکة

دوسری صورت کہ المنطق سے مراد علم بجمیع المسائل ہو اور القسم الاول سے مراد سات احتمالات مذکورہ میں سے کوئی ہو۔

﴿٨﴾ المنطق سے مراد علم بجمیع المسائل اور القسم الاول سے مراد نقوش ہوں یعنی النقوش فی تحصیل العلم بجمیع المسائل ﴿٩﴾ الالفاظ فی تحصیل العلم بجمیع المسائل ﴿١٠﴾ المعانی فی تحصیل العلم بجمیع المسائل ﴿١١﴾ النقوش والالفاظ فی تحصیل العلم بجمیع المسائل ﴿١٢﴾ النقوش والمعانی فی تحصیل العلم بجمیع المسائل ﴿١٣﴾ الالفاظ والمعانی فی تحصیل العلم بجمیع المسائل ﴿١٤﴾ النقوش والالفاظ والمعانی فی تحصیل العلم بجمیع المسائل

تیسری صورت کہ المنطق سے مراد علم ببعض المسائل ہو اور القسم الاول میں سات احتمالات ہوں

﴿١٥﴾ المنطق سے مراد علم ببعض المسائل اور القسم الاول سے مراد نقوش ہوں عبارت یوں ہوگی النقوش فی تحصیل العلم ببعض المسائل ﴿١٦﴾ الالفاظ فی تحصیل العلم ببعض المسائل ﴿١٧﴾ المعانی فی تحصیل العلم ببعض المسائل ﴿١٨﴾ النقوش والالفاظ فی تحصیل العلم ببعض المسائل ﴿١٩﴾ النقوش والمعانی فی تحصیل العلم ببعض المسائل ﴿٢٠﴾ الالفاظ والمعانی فی تحصیل العلم ببعض المسائل ﴿٢١﴾ النقوش والالفاظ والمعانی فی تحصیل العلم ببعض المسائل

چوتھی صورت کہ المنطق سے مراد صرف نفس جمیع مسائل ہو اور القسم الاول میں سات احتمالات مذکورہ ہوں۔

﴿٢٢﴾ النقوش فی بیان نفس جمیع المسائل ﴿٢٣﴾ الالفاظ فی بیان نفس جمیع مسائل ﴿٢٤﴾ المعانی فی بیان نفس جمیع مسائل ﴿٢٥﴾ النقوش والالفاظ فی بیان نفس جمیع مسائل ﴿٢٦﴾ النقوش والمعانی فی بیان نفس جمیع مسائل ﴿٢٧﴾ الالفاظ والمعانی فی بیان نفس جمیع مسائل ﴿٢٨﴾ النقوش والالفاظ والمعانی فی بیان نفس جمیع مسائل

پانچویں صورت کہ المنطق سے مراد نفس بعض مسائل اور القسم الاول سے مراد سات احتمالات مذکورہ ہوں۔

﴿٢٩﴾ النقوش فی بیان نفس بعض المسائل ﴿٣٠﴾ الالفاظ فی بیان نفس بعض المسائل ﴿٣١﴾ المعانی فی بیان نفس بعض المسائل ﴿٣٢﴾ النقوش والالفاظ فی بیان نفس بعض المسائل ﴿٣٣﴾ النقوش والمعانی فی بیان نفس بعض المسائل ﴿٣٤﴾ الالفاظ والمعانی فی بیان نفس بعض المسائل ﴿٣٥﴾

****

Marfat.com

النقوش و الالفاظ و المعانی فی بیان نفس جمیع المسائل

یہ پینتیس احتمالات ہیں ہر احتمال ایک مستقل جواب ہے ان میں سے ہر ایک میں ظرف اور مظروف غیر غیر ہیں ان احتمالات میں سے ہر ایک میں ظرف اور چیز ہے اور مظروف اور ہے ظرفیۃ الشئی لنفسہ یہاں نہیں۔

خلاصہ احتمالات

	منطق میں احتمالات	ملکہ	العلم بجمیع المسائل	العلم بالقدر المعتد بہ	نفس جمیع مسائل	نفس القدر المعتد بہ
		تحصیل	تحصیل یا حصول	تحصیل یا حصول	بیان	بیان
القسم	صرف الفاظ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
الاول	صرف معانی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
میں	صرف نقوش	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
احتمالات	الفاظ و معانی	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
سبعہ	الفاظ و نقوش	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	معانی و نقوش	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	الفاظ و معانی و نقوش	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

قَوْلُہٗ مُقَدِّمَۃٌ: اَیْ ھٰذِہٖ مُقَدِّمَۃٌ بُیِّنَ فِیْھَا اُمُوْرٌ ثَلٰثَۃٌ رَسْمُ الْمَنْطِقِ وَبَیَانُ الْحَاجَۃِ اِلَیْہِ وَ مَوْضُوْعُہٗ وَھِیَ مَاخُوْذَۃٌ مِنْ مُقَدَّمَۃِ الْجَیْشِ وَالْمُرَادُ مِنْھَا ھٰھُنَا اِنْ کَانَ الْکِتَابُ عِبَارَۃً عَنِ الْاَلْفَاظِ وَالْعِبَارَاتِ طَائِفَۃٌ مِنَ الْکَلَامِ قُدِّمَتْ اَمَامَ الْمَقْصُوْدِ لِارْتِبَاطِ الْمَقْصُوْدِ بِھَا وَنَفْعِھَا فِیْھَا وَاِنْ کَانَ الْعِبَارَۃُ عَنِ الْمَعَانِیْ فَالْمُرَادُ مِنَ الْمُقَدَّمَۃِ طَائِفَۃٌ مِنَ الْمَعَانِیْ یُوْجِبُ الْاِطِّلَاعَ عَلَیْھَا بَصِیْرَۃٌ فِی الشُّرُوْعِ وَتَجْوِیْزُ الْاِحْتِمَالَاتِ الْاُخَرِ فِی الْکِتَابِ یَسْتَدْعِیْ جَوَازَھَا فِی الْمُقَدَّمَۃِ الَّتِیْ ھِیَ جُزْؤُہٗ لٰکِنَّ الْقَوْمَ لَمْ یَزِیْدُوْا عَلَی الْاَلْفَاظِ وَالْمَعَانِیْ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ

ترجمہ: یعنی ھذہ مقدمۃ اس میں تین امور بیان کئے جائیں گے منطق کی تعریف اور اس کی طرف حاجۃ کا بیان اور اس کا

Marfat.com

موضوع اور یہ مقدمة الجیش سے ماخوذ ہے اور یہاں اس سے مراد اگر کتاب الفاظ اور عبارات کا نام ہو تو یہ ہے کہ وہ ایک ٹکرا ہے کلام کا جو مقصود سے پہلے ہوتا ہے مقصود کے ساتھ اس کا تعلق جوڑنے کیلئے اس کے اس مقصود میں نفع دینے کیلئے اور اگر کتاب معانی کا نام ہو تو مقدمة سے مراد معانی کا وہ ٹکڑا ہے جس پر مطلع ہونا بصیرة کے ساتھ علم میں شروع ہونے کیلئے ضروری ہے اور کتاب میں دیگر احتمالات کو جائز رکھنا مقدمة میں بھی اس کے جواز کو چاہتا ہے لیکن قوم نے اس باب میں الفاظ اور معانی پر (دیگر احتمالات کا) کا اضافہ نہیں کیا ہے۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے مقدمہ کے بارے میں چند تحقیقات ہیں جن کا ذکر مرقات میں بھی گزرا ہے (۱) تحقیق ترکیبی (۲) تحقیق صیغوی (۳) تحقیق ماخذی (۴) تحقیق اشتمالی (۵) تحقیق معنوی

علامہ یزدی نے اپنے اس قول میں صیغوی تحقیق کو بیان نہیں کیا باقی چار تحقیقوں کو بیان کیا ہے وھذہ مقدمة سے ترکیبی تحقیق کو وھی ماخوذة من مقدمة الجیش سے ماخذی تحقیق کو، یبین فیھا امور ثلاثة کی عبارت سے تحقیق اشتمالی کو، والمراد منھا ھھنا ان کان الکتاب سے معنوی تحقیق کو بیان کیا ہے۔

﴿۱﴾ ترکیبی تحقیق:۔ مقدمہ کی ترکیبی تحقیق یہ ہے کہ لفظِ مقدمہ کو مرفوع بھی پڑھا جاسکتا ہے اور منصوب و مجرور بھی۔ مرفوع پڑھنے کی صورت میں دو ترکیبیں ہوسکتی ہیں (۱) مقدمہ کو خبر بنایا جائے مبتدا محذوف کیلئے ای ھذہ مقدمة (۲) مقدمہ کو مبتدا بنایا جائے اور ھذہ کو اس کی خبر مانا جائے ای مقدمةھذہ۔ (۳) منصوب پڑھنے کی صورت میں ایک ترکیب ہوسکتی ہے کہ اس کو فعل محذوف کیلئے مفعول بہ بنایا جائے وہ فعل محذوف دو قسم کے نکالے جاسکتے ہیں یعنی خذالمقدمہ او بحث المقدمہ۔

(۴) مجرور ہونے کی حالت میں مضاف الیہ بنایا جائے گا بحث کا ای ھذا بحث المقدمة۔

(۵) اس پر کوئی اعراب نہ پڑھا جائے جیسے اسمائے اعداد اثنان ثلاثہ وغیرہ کو بغیر اعراب کے پڑھا جاتا ہے اسی طرح اس کو بھی بغیر کسی اعراب کے پڑھا جائے۔ یہاں کل پانچ ترکیبیں ہوئیں ان پانچ میں سے صرف پہلی ترکیب (ہذا کو مبتداء اور مقدمہ کو اس کی خبر بنایا جائے) یہ راجح ہے اور باقی ترکیبیں مرجوح ہیں۔

باقی ترکیبوں کے مرجوح ہونے کی علت ترتیب وار اس طرح سمجھیں۔

(۲) مرفوع پڑھنے کی حالت میں مقدمہ کو مبتداء بنانا اس لئے مرجوح ہے کیونکہ نکارت مبتداء (مبتداء کا نکرہ ہونا) کی خرابی لازم آئیگی۔

Marfat.com

(۳) منصوب پڑھنے کی صورت میں مقدمہ کو مفعول بہ بنانا بھی درست نہیں کیونکہ اس صورت میں فعل و فاعل یعنی جملہ محذوف ماننا پڑتا ہے اور کثرت حذف یہ قبیح ہے۔

(۴) مجرور پڑھ کر اس کو مضاف الیہ بنانے کی صورت میں بھی کثرت حذف لازم آتی ہے کہ مبتدا اور مضاف دو چیزوں کو محذوف ماننا پڑتا ہے یعنی ھذا بحث کو مقدر ماننا پڑتا ہے۔

(۵) مقدمہ کو بغیر اعراب کے اسمائے اعداد کی طرح پڑھنا بھی مرجوح ہے کیونکہ کلام عرب میں کسی کلمہ کو بغیر اعراب کے نہیں پڑھا جاتا ہے اصل کلام عرب میں یہ ہے کہ اس کلمہ پر اعراب پڑھا جائے۔

﴿۲﴾ **صیغوی تحقیق**:۔ دوسری تحقیق مقدمہ میں صیغوی ہے کہ مقدمہ یہ صیغہ کونسا ہے اسم فاعل کا صیغہ ہے یا اسم مفعول کا صیغہ ہے راجح قول یہی ہے کہ یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اس وقت اس کے معنے ہونگے آگے کرنے والا۔ اس صورت میں اعتراض ہوتا ہے کہ مقدمہ تو خود آگے ہونے والا ہے آگے کرنے والا تو نہیں اس کے دو جواب ہیں۔

جواب (۱):۔ اس صورت میں مقدِمہ کو متقدمۃ کے معنی میں کرلیں گے یعنی باب تفعیل کے اسم فاعل کو باب تفعل کے اسم فاعل کے معنی میں کریں گے تو اب متقدِمہ ہو جائے گا اور اب اس کا معنی درست ہے کہ آگے ہونے والا۔

یہاں **اشکال** ہوتا ہے کہ آپ کے اختیار میں ہے کہ جہاں چاہو تو باب تفعیل کو باب تفعل کے معنی میں کردو تو اس کا جواب یہ کہ قرآن مجید میں بھی باب تفعیل کو باب تفعل میں استعمال کیا گیا ہے جیسے وتبتل الیہ تبتیلا یہاں تبتل یہ باب تفعل کا صیغہ ہے اس کا مصدر تبتُّلا آنا چاہیے تھا لیکن اس کا مصدر باب تفعیل کے وزن پر تبتیلا آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ باب تفعل، تفعیل کی طرف اور باب تفعیل تفعل کی طرف عدول کرتا رہتا ہے۔

جواب (۲):۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقدمہ کو اسم فاعل کے وزن پر ہی پڑھا جائے پھر مطلب یہ ہوگا کہ آگے کرنے والا یہ معنی بھی صحیح ہے کیونکہ اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ مقدمہ عالم کو جاہل سے آگے کرنے والا ہے یعنی جو شخص مقدمہ کے بارے میں علم رکھتا ہے وہ اس شخص سے جو مباحث مقدمہ کا علم نہیں رکھتا علم میں زیادہ قوی ہوگا۔

دوسری صورت اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو اسم مفعول کے وزن پر مقدَّمۃ پڑھا جائے اس وقت معنی تو درست بنتا ہے کہ آگے کیا ہوا لیکن علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ یہ خلف عن قول السلف ہے یعنی سلف میں سے کسی نے بھی اس کا قول نہیں کیا کہ یہ مقدَّمۃ ہے اس لئے یہ صحیح نہیں۔

﴿۳﴾ **تحقیق ماخذی**:۔ تیسری تحقیق لفظِ مقدمہ میں ماخذی ہے ماخذی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ یہ لفظِ مقدمہ کس سے نکلا

Marfat.com

ہے سو اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ مقدمۃ الجیش سے نکلا ہے مقدمۃ الجیش بڑی فوج کے ایک چھوٹے سے دستہ کو کہا جاتا ہے جو کہ فوج سے پہلے آگے بھیج دیا جاتا ہے تا کہ وہ آگے جا کر کیمپ لگائے اور فوج کیلئے بندوبست کرے تا کہ بعد میں آنے والی بڑی فوج کو کوئی دقت ومشقت نہ اٹھانی پڑے اس فوج کے چھوٹے دستے کو مقدمۃ الجیش کہتے ہیں یہ مقدمہ کا لفظ بھی اسی سے نکلا ہے اس کے ساتھ اس کی مناسبت یہ ہے کہ جیسے وہ چھوٹا دستہ آگے جا کر بڑی فوج کیلئے انتظامات کرتا ہے تا کہ بڑی فوج کو بعد میں تکلیف نہ ہو ایسے ہی مقدمہ میں کچھ تھوڑے سے ایسے مسائل بیان کیے جاتے ہیں کہ جن کے سمجھنے سے آنے والے بڑے اور مقصودی مضامین کے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے آنے والے مسائل کے سمجھنے میں دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔

﴿۴﴾ **اشتمالی تحقیق**:۔ اشتمالی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ یہ مقدمہ کن مضامین پر مشتمل ہوگا جس کو اغراضِ شارح بھی کہا جاتا ہے یعنی اس مقدمہ میں کن چیزوں کو بیان کیا جائے گا فیھا امور ثلاثۃ کی عبارت میں اس تحقیق کو یزدی صاحب نے بیان کیا ہے کہ مقدمہ تین چیزوں پر مشتمل ہے۔(۱) مقدمہ میں علم منطق کی تعریف بیان کی جائے گی۔(۲) منطق کی احتیاج بیان کی جائیگی جس کے ضمن مین غرض منطق بھی واضح ہو جائے گی۔(۳) منطق کا موضوع بیان کیا جائے گا۔

﴿۵﴾ **معنوی تحقیق**:۔ یعنی لفظِ مقدمہ کا معنی کیا ہے اس کو یزدی صاحب نے والمراد منھا الخ میں بیان کیا۔

معنوی تحقیق کے سمجھنے سے پہلے اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ مقدمہ دو قسم پر ہے۔ایک مقدمۃ الکتاب دوسرا مقدمۃ العلم منطق کی کتابوں میں اور عام کتابوں میں جو مقدمہ بیان کیا جاتا ہے وہ مقدمۃ العلم ہوتا ہے البتہ مختصر المعانی کے شروع میں جو مقدمہ ہے وہ مقدمۃ الکتاب ہے کتاب کے اندر چونکہ پینتیس احتمالات تھے لھذا اگر کتاب سے مراد الفاظ اور نقوش ہو تو اس وقت مقدمہ کا معنی یہ ہوگا کہ مقدمہ کلام کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جو اصل مقصود سے پہلے بیان کیا جاتا ہے اسلئے کہ مقصود کا اس سے تعلق ہوتا ہے یا یہ ٹکڑا الفاظ کا مقصود کے سمجھنے میں نفع مند ہوتا ہے اور اگر کتاب سے مراد معانی ہوں تو اس وقت مقدمہ کا معنی یہ ہوگا مقدمہ معانی کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں کہ جن پر علم میں علی وجہ البصیرت شروع ہونا موقوف ہو یعنی علم میں علی وجہ البصیرت شروع ہونے کیلئے ان معانی کا جاننا ضروری ہو اس مقام میں جیسے کتاب کے اندر سات احتمالات نکلتے تھے ایسے ہی لفظ مقدمہ کے معنی میں بھی وہ احتمالات بدستور نکل سکتے ہیں لیکن منطقیوں نے صرف یہاں دو احتمالات ہی کو بیان کیا ہے زیادہ کو بیان نہیں کیا یعنی صرف الفاظ اور معانی والے دو احتمالات کو منطقیوں نے ذکر کیا ہے باقی پانچ احتمالات کو ذکر نہیں کیا۔

فائدہ:۔ مقدمۃ العلم و مقدمۃ الکتاب میں نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے مقدمۃ الکتاب یہ اعم مطلق ہے اور

Marfat.com

مقدمة العلم یہ اخص مطلق ہے جہاں مقدمة العلم ہوگا وہاں مقدمة الکتاب ضروری ہوگا کیونکہ مقدمة العلم تو معانی کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو کہ مقصود کے شروع کرنے میں مفید ہوتا ہے جہاں معانی ہونگے وہاں الفاظ ضروری ہونگے اسلئے یہاں مقدمة الکتاب ضروری ہوگا لیکن جہاں مقدمة الکتاب ہو وہاں ضروری نہیں کہ مقدمة العلم ہو کیونکہ مقدمة الکتاب تو الفاظ کے ایک ٹکڑے کا نام ہے جو کہ مقصود سے پہلے بیان ہوتا ہے جہاں الفاظ ہوں وہاں معانی کا ہونا ضروری نہیں اسلئے یہاں مقدمة العلم کا ہونا بھی ضروری نہیں۔

قَوْلُهُ اَلْعِلْمُ: هُوَ الصُّوْرَةُ الْحَاصِلَةُ مِنَ الشَّیْءِ عِنْدَ الْعَقْلِ وَالْمُصَنِّفُ لَمْ یَتَعَرَّضْ لِتَعْرِیْفِهٖ اِمَّا لِلْاِکْتِفَاءِ بِالتَّصَوُّرِ بِوَجْهٍ مَّا فِیْ مَقَامِ التَّقْسِیْمِ وَاِمَّا لِاَنَّ تَعْرِیْفَ الْعِلْمِ مَشْهُوْرٌ مُسْتَفِیْضٌ وَاِمَّا لِاَنَّ الْعِلْمَ بَدِیْهِیُّ التَّصَوُّرِ عَلٰی مَا قِیْلَ

ترجمہ:۔علم وہ صورۃ ہے جو حاصل ہونے والی ہوشئی سے عقل کے ہاں۔اور مصنف نے اس کی تعریف کو ذکر نہیں کیا یا تو علم کے تصور بوجہ ما کی وجہ سے یا اسلئے کہ علم کی تعریف مشہور و معروف ہے یا اسلئے کہ علم بدیہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

اغراضِ شارح:۔اس قول کی غرض دو چیزیں ہیں (۱) مصنف نے علم کی تعریف نہیں کی۔ یزدی صاحب اس کی تعریف بیان کر رہے ہیں (۲) ماتن پر ہونے والے اعتراض کہ علم کی تعریف کیے بغیر اس کی تقسیم شروع کردی جوابات دینا۔اس اعتراض کے یزدی نے تین جوابات دیئے ہیں۔

علم کی تعریف:۔الصورة الحاصلة من الشئ عند العقل (کسی شئ صورت کا عقل کے ہاں حاصل ہوجانا)

اعتراض:۔ماتن علامہ تفتازانی پر اعتراض ہوتا ہے کہ آپ نے علم کی تعریف کیے بغیر اسکی تقسیم شروع کردی ہے حالانکہ تقسیم سے پہلے تو معرَّف کی تعریف کی جاتی ہے اس اعتراض کے یزدی نے تین جواب دیے ہیں۔

جواب (۱):۔ماتن نے علم کی تعریف اسلئے نہیں کی کیونکہ مقام تقسیم میں تصور بوجہ ما کافی ہوتا ہے تقسیم کیلئے تصور بوجہ ما کا مطلب ہے مختصر سا تصور علم کا۔تصور بوجہ ماوہ دانستن (جاننا) ہے یعنی اتنا معلوم کرلیا کہ علم کا معنی جاننا ہے یہ علم کی تقسیم کیلئے کافی ہے اور اتنا تو معلوم تھا اس لئے تعریف نہیں کی۔

جواب (۲):۔علم کی تعریف مشہور و معروف تھی کہ علم اس صورت کو کہتے ہیں جو کسی شی کی عقل کے نزدیک حاصل ہوتی ہے اسی شہرت پر اکتفاء کرتے ہوئے علم کی تعریف نہیں کی۔

Marfat.com

جواب (۳):۔علم بدیہی تھا جیسا کہ امام رازی کا مذہب بھی یہی ہے اور تعریف تو نظری چیز کی کی جاتی ہے علم چونکہ بدیہی التصور تھا اس لئے علم کی تعریف نہیں کی۔

فائدہ:۔علم کی تعریف کیا ہے؟ منطقیوں کا علم کی تعریف میں اختلاف ہے۔علم کی پانچ تعریفیں کی گئی ہیں لیکن شارح نے علم کی تعریف کرتے ہوئے الصورة الحاصلة الخ والی تعریف کو اختیار کیا اس کی وجہ اور وہ پانچ تعریفیں مکمل سمجھنے سے پہلے چند تمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

تمہید﴿۱﴾:۔اللہ تعالی نے انسان کو جو دماغ دیا ہے یہ ایک آئینہ ہے جیسے شیشے کا آئینہ ہوتا ہے جیسے شیشے کے سامنے جس چیز کی صورت کو بھی رکھا جائے تو اس شئی کی صورت شیشے میں نقش ہوتی ہے ایسے ہی دماغ کے سامنے جس چیز کی صورت کو بھی کیا جائے تو اس شئی کی صورت بھی دماغ میں نقش ہو جاتی ہے دماغ کے آئینہ اور شیشے کے آئینے میں اتنا فرق ہے کہ شیشے کے آئینے میں صرف محسوس ومبصر چیزوں کی شکلیں آتی ہیں مثلا درختوں پہاڑوں اور انسانوں وغیرہ کی شکلیں اس میں آتی ہیں معقولی چیز کی شکلیں مثلا محبت، بغض، حسد، عداوت، کی شکلیں اس آئینہ میں نہیں آتیں۔لیکن دماغ کا آئینہ یہ ایک ایسا آئینہ ہے کہ اس میں محسوسات کی شکلیں بھی آتی ہیں اور معقولات کی شکلیں بھی آتی ہیں۔

تمہید﴿۲﴾:۔جب بھی انسان کسی شئی کا علم حاصل کرے گا تو اس کیلئے اس معلوم شئی کا اس عالم کے پاس موجود ہونا ضروری ہوگا ورنہ تو علم حاصل نہیں ہوگا دلیل اس بات کی کہ معلوم شئی کا اس عالم کے پاس موجود ہونا ضروری ہے وہ یہ کہ اگر معلوم شئی کا موجود ہونا ضروری نہ ہوتا تو پھر ہر شخص یہ دعوی کر سکتا تھا کہ مجھے کائنات کی تمام چیزوں کا علم ہے لیکن کائنات کی تمام چیزوں کو کسی نے نہیں دیکھا اس لئے کوئی یہ دعوی بھی نہیں کر سکتا اور اگر بالفرض کوئی یہ دعوی کرنے بھی کہ مجھے فلاں شئی کا علم ہے اور اس نے اس شئی کو دیکھا بھی نہ ہو تو اس کو اپنے اس دعوے میں جھوٹا سمجھا جائے گا اس سے یہ معلوم ہوا کہ معلوم شئی کا عالم کے پاس موجود ہونا ضروری ہے چاہے معلوم کی ذات عالم کے پاس موجود ہو یا معلوم کی صورت اگر معلوم کی ذات عالم کے پاس موجود ہو تو اس کو علم حضوری کہتے ہیں جیسے انسان کا علم اپنی ذات کے بارے میں۔انسان کی قوت عاقلہ یہ عالم ہے اور وجودِ انسانی معلوم ہے جو کہ اس قوت عاقلہ کے سامنے موجود ہے۔اور اگر وہ معلوم شئی کی ذات تو عالم کے پاس موجود نہ ہو لیکن عالم کے ذہن میں اس کی صورت موجود ہو تو اس کو علم حصولی کہیں گے جیسے زید نے عمر کو ایک مرتبہ دیکھا پھر زید کے سامنے کبھی کسی نے عمر کا نام لیا تو تھوڑی غور کے بعد زید کو عمر کا علم آ گیا اگرچہ یہاں عمر کی ذات تو زید کے پاس موجود نہیں لیکن عمر کی صورت زید کے ذہن میں ہے ان دونوں علموں میں سے ہر ایک کی عالم کے اعتبار سے پھر دو دو قسمیں ہیں عالم اگر قدیم

Marfat.com

ہے تو اس کا علم بھی قدیم ہوگا اور اگر عالم حادث ہے تو پھر اس کا علم بھی حادث ہوگا اس اعتبار سے علم کی چار قسمیں بن جائیں گی
(۱) علم حضوری قدیم (۲) علم حضوری حادث (۳) علم حصولی قدیم (۴) علم حصولی حادث۔

(۱) علم حضوری قدیم کی مثال:۔ جیسے اللہ تعالے کا علم اپنی ذات کے بارے میں اور تمام کائنات کے بارے میں یہ علم حضوری قدیم ہے حضوری تو اس لئے کہ تمام کائنات اللہ تعالی کے سامنے موجود ہے اور قدیم اس لئے کہ عالم یعنی اللہ تعالی کی ذات قدیم ہے قدیم اس کو کہتے ہیں جس کی نہ ابتداء ہو اور نہ انتہا ہو۔

(۲) علم حضوری حادث کی مثال:۔ جیسے انسان کا علم اپنی ذات کے بارے میں علم حضوری حادث ہے حضوری تو اس لئے کہ انسان کی ذات تو قوت عاقلہ (عالم) کے سامنے موجود ہے اور حادث اس لئے کہ یہاں عالم حادث ہے۔

(۳) علم حصولی قدیم کی مثال:۔ جیسے عقول عشرہ جو کہ مناطقہ کے نزدیک قدیم ہیں اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ قدیم نہیں مناطقہ کے مذہب کے اعتبار سے عقول عشرہ جن کو دس فرشتے بھی کہا جا سکتا ہے ان کا علم تمام کائنات کے بارے میں یہ علم حصولی قدیم ہے حصولی تو اسلئے ہے کہ وہ صورت کے ذریعے علم حاصل کرتے ہیں اور قدیم اس لئے کہ عقول عشرہ جو کہ عالم ہیں اور مناطقہ کے ہاں یہ قدیم ہیں

(۴) علم حصولی حادث کی مثال:۔ جیسے زید کا علم عمر کے بارے میں جیسا کہ ماقبل میں گزرا یہ علم حصولی حادث ہے حصولی تو اسلئے کہ معلوم کی صورت موجود ہے اور حادث اسلئے کہ عالم یعنی انسان کے قوت عاقلہ یہ حادث ہے۔

تمہید ﴿۳﴾:۔ جہاں بھی انسان کسی چیز کا علم حاصل کرے گا تو وہاں پانچ چیزیں ضرور ہوں گی

(۱) وہ معلوم چیز عقل کے سامنے موجود ہوگی خواہ ذات کے اعتبار سے یا صورت کے اعتبار سے اس کو منطقی الحاضر عند المدرك کہتے ہیں۔

(۲) اس معلوم شئی کی صورت کا ذہن میں منقش ہو جانا اس کو منطقی الصورة الحاصلة من الشئی عند العقل سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۳) اس معلوم شئی کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا یہ معنی مصدری اسکو منطقی حصول صورة الشئی فی العقل سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۴) نفس یعنی عقل کا اس معلوم شئی کی صورت کو قبول کر لینا قبول النفس لتلك الصورة۔

(۵) عالم اور معلوم کے درمیان تعلق کا ہونا اس کو منطقی الاضافة بین العالم والمعلوم سے تعبیر کرتے ہیں۔

****

Marfat.com

اب مناطقہ کا علم کی تعریف میں اختلاف ہے۔ وہ اختلاف صرف تعیین کے بارے میں ہے ان پانچ چیزوں کے ہونے کا ہر منطقی قائل ہے لیکن علم ان پانچ چیزوں میں سے کس کا نام ہے اسمیں پھر اختلاف ہے بعض نے الصورۃ الحاصلۃ الخ کو علم کہا بعض نے حصول صورۃ الشئی الخ وغیرہ کو علم کہا۔

اعتراض:۔ یہاں شارح یزدی پر اعتراض ہوتا ہے کہ علم کی جو پانچ تعریفیں کی جاتی ہیں ان میں سے الصورۃ الحاصلۃ من الشئی عند العقل کو کیوں اختیار کیا؟ عام طور پر تو مناطقہ اپنی کتابوں میں حصول صورۃ الشئی فی العقل والی تعریف کو ذکر کرتے ہیں یزدی نے اس تعریف کو کیوں ترجیح دی؟

جواب:۔ یزدی نے الصورۃ الحاصلۃ من الشئی عند العقل والی تعریف کو ترجیح چند وجوہات کی بنا پر دی ہے

پہلی وجہ:۔ ماتن نے جو علم کی تقسیم آگے بدیہی اور نظری کی طرف کی ہے اس میں علم نظری کے حصول کیلئے غور وفکر کی ضرورت پڑتی ہے اور نظر وفکر کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ چند امور معلومہ کو ترتیب دینا ایسے طریقے سے کہ ان کے ذریعے مجہول چیز حاصل ہو جائے امور معلومہ کے ترتیب دینے کو کسب کہتے ہیں اور مجہول کا اس کے ذریعے سے حاصل کرنا اسکو اکتساب کہتے ہیں یہ کسب واکتساب الصورۃ الحاصلۃ والی تعریف میں تو ہوسکتا ہے لیکن باقی چاروں میں یہ نہیں ہوسکتا تھا اس لئے کہ ان میں معنی مصدری ہے اور معنی مصدری نہ کاسب ہوتا ہے اور نہ مکتسب ہوتا ہے اس لئے یزدی نے اس تعریف کو ترجیح دی ہے۔

دوسری وجہ:۔ حصول صورۃ الشئی فی العقل میں توفی ظرفیت کیلئے ہے اس کا مطلب یہ کہ کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا اسکو علم کہتے ہیں اگر وہ عقل میں صورت حاصل نہ ہو تو اسکو علم نہیں کہتے اس تعریف کے مطابق کلیات کا علم تو علم کی تعریف میں تو داخل ہوتا ہے کیونکہ ان کا علم عقل میں حاصل ہوتا ہے لیکن جزئیات کا علم اس تعریف سے خارج ہوتا ہے کیونکہ وہ عقل میں نہیں بلکہ قوت وہمیہ میں حاصل ہوتا ہے جو کہ عقل کے قریب ہے اسلئے الصورۃ الحاصلۃ والے معنی کو ترجیح دی تا کہ علم کی تعریف کلیات وجزئیات دونوں کے علم کو شامل ہو جائے اب چونکہ اس تعریف میں فی ظرفیت والی نہیں اب معنی یہ ہوگا کہ عقل کے نزدیک کسی شئے کی صورت کا حاصل ہونا چاہے وہ عقل میں حاصل ہو یا عقل کے نزدیک قوت وہمیہ میں ہر دو صورتوں میں عقل کے نزدیک تو ہے۔

تیسری وجہ:۔ کہ حصول صورۃ الشئی میں صورت کی اضافت شئی کی طرف ہے اس اضافت کا تقاضہ یہ ہے کہ شئی کی صورت صادق اگر ذہن میں جائے یعنی علم صادق ہو تو اس کو علم کہا جائے اور اگر اس شئی کی صورت ذہن میں نہ لے جائی جائے بلکہ صورت کسی اور شئی کی ذہن میں لے جائی جائے یعنی علم کاذب ہو تو اس کو علم نہ کہا جائے یزدی نے الصورۃ الحاصلۃ

Marfat.com

والے معنی کو ذکر کر کے علم صادق اور کاذب دونوں کو علم کی تعریف میں داخل کر دیا اس میں چونکہ اضافت صورت کی شئی کی طرف نہیں اس لئے اب معنی یہ ہوگا کسی شئی کی صورت کا ذہن میں حاصل ہو جانا چاہے وہ صورت صادق ہو یا کاذب۔

چوتھی وجہ:۔ حصول صورۃ الشئی فی العقل کے ساتھ جن لوگوں نے علم کی تعریف کی ہے انہوں نے بھی حصول کو حاصلہ کے معنی میں کیا اور پھر الصورۃ موصوف کو پہلے کر کے الحاصلہ صفت کو بعد میں لایا اور الصورۃ الحاصلہ الخ معنی کیا ہے یزدی کہتا ہے کہ میں نے یہ تکلف نہیں کیا بلکہ ابتداء ہی الصورۃ الحاصلہ کہ دیا اس میں کونسی خرابی ہے۔

پانچویں وجہ:۔ اس کے سمجھنے سے پہلے اس بات کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ علم کی جو ہم نے تقسیم تصور وتصدیق یا بدیہی ونظری کی طرف کر رہے ہیں یہ تقسیم علم حصولی حادث کی ہے علم حضوری کی یہ تقسیم نہیں نیز علم حصولی قدیم کی بھی یہ تقسیم نہیں کیونکہ علم کی یہ تقسیم علم حصولی حادث کے اعتبار سے تھی اسلئے یزدی صاحب نے الصورۃ الحاصلۃ من الشئی عند العقل والی تعریف کی ہے تا کہ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو جائے کہ یہ علم حصولی کی تقسیم ہے۔ وہ اشارہ اس تعریف سے اس طرح ہوا کہ جب انہوں نے الصورۃ کا لفظ اس تعریف میں بولا تو علم حضوری نکل گیا کیونکہ وہاں صورت نہیں ہوتی بلکہ ذات ہوتی ہے جب الحاصلہ کا لفظ بولا تو اس سے علم حصولی قدیم نکل گیا کیونکہ الحاصلہ کا معنی تو یہ ہے کہ پہلے نہ ہو اور اب حاصل ہو اور قدیم تو اس کو کہتے ہیں جو ازل سے ابد تک ہو۔

ooooooooooooooooooooooo

متن: العلم ان کان اذعانا للنسبۃ الخ

متن کی اس عبارت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اس جگہ مصنف نے علم کی دو قسموں میں سے ہر ایک کی تعریف کی ہے جس کی تفصیل ہم متن کی مختصر تشریح میں ذکر کر چکے ہیں۔

ooooooooooooooooooooooo

قَوْلُہٗ اِنْ کَانَ اِذْعَانًا لِلنِّسْبَۃِ: اَیْ اِعْتِقَادًا بِالنِّسْبَۃِ الْخَبَرِیَّۃِ الثُّبُوْتِیَّۃِ کَالْاِذْعَانِ بِاَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اَوِ السَّلْبِیَّۃِ کَالْاِعْتِقَادِ بِاَنَّہٗ لَیْسَ بِقَائِمٍ فَقَدِ اخْتَارَ مَذْھَبَ الْحُکَمَاءِ حَیْثُ جَعَلَ التَّصْدِیْقَ نَفْسَ الْاِذْعَانِ وَالْحُکْمَ دُوْنَ الْمَجْمُوْعِ الْمُرَکَّبِ مِنْہُ وَمِنْ تَصَوُّرِ الطَّرَفَیْنِ کَمَا زَعَمَہُ الْاِمَامُ الرَّازِیُّ وَاخْتَارَ مَذْھَبَ الْقُدَمَاءِ حَیْثُ جَعَلَ مُتَعَلَّقَ الْاِذْعَانِ وَالْحُکْمِ الَّذِیْ ھُوَ جُزْءٌ اَخِیْرٌ لِلْقَضِیَّۃِ ھُوَ النِّسْبَۃُ الْخَبَرِیَّۃُ الثُّبُوْتِیَّۃُ اَوِ السَّلْبِیَّۃُ لَا

Marfat.com

وُقُوْعُ النِّسْبَةِ الثُّبُوْتِيَّةِ التَّقْيِيْدِيَّةِ اَوْ لَا وُقُوْعُهَا وَسَيُشِيْرُ اِلٰى تَثْلِيْثِ اَجْزَاءِ الْقَضِيَّةِ فِيْ مَبَاحِثِ الْقَضَايَا ۔

ترجمہ:۔ یعنی نسبت خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ کے اعتقاد کو (تصدیق کہا جاتا ہے) مثلاً زید کے قائم ہونے کا اعتقاد یا زید کے قائم نہ ہونے کا اعتقاد۔ پس مصنف نے حکماء کے مذہب کو اختیار فرمایا ہے اس طرح کہ نفس اعتقاد اور حکم کو تصدیق قرار دیا ہے نہ کہ تصور طرفین اور حکم کے مجموعہ مرکبہ کو۔ جیسا کہ گمان کیا ہے اس کو امام رازی نے۔ اور ماتن نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا ہے کیونکہ اذعان و حکم کا متعلق قضیہ کی اس جزء اخیر کو قرار دیا ہے جو نسبت خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ ہے۔ نسبت ثبوتیہ تقییدیہ کے وقوع یا لا وقوع کو اذعان و حکم کا متعلق نہیں قرار دیا کیونکہ مباحث قضایا میں مصنف عنقریب اشارہ فرمائیں گے قضیہ کے اجزاء تین ہونے کی طرف قضایا کی بحث میں۔

اغراضِ شارح:۔ ای اعتقادا بالنسبة الخ سے واختار تک صرف توضیح متن ہے اور واختار سے لیکر وسیشیر تک غرض شارح دو مختلف فیہ مسئلوں کو بیان کرنا ہے اور ماتن کے مذہب کو متعین کرنا ہے اور وسیشیر سے لیکر آخر تک غرض شارح ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

ان کان اذعانا للنسبة: ۔ یہاں اذعان کا معنی اعتقاد کا ہے یقین کا نہیں کیونکہ اگر یقین والا معنی ہو تو پھر تصدیق کے نیچے علم کے تین اقسام عین الیقین، حق الیقین، علم الیقین تو داخل ہوں گے۔ باقی تین قسم (جہل مرکب، تقلید، ظن غالب) داخل نہیں ہوں گے کیونکہ ان میں نسبت کا گمان غالب تو ہوتا ہے لیکن یقین نہیں ہوتا اس لئے اس نے اعتقاد کا معنی کیا ہے کہ نسبت خبری کا گمان غالب ہو تو وہ تصدیق ہے ان چھ قسموں میں گمان غالب سب میں ہوتا ہے لہذا اب تصدیق کے نیچے علم کی چھ قسمیں (۱) جہل مرکب (۲) تقلید (۳) ظن (۴) علم الیقین (۵) عین الیقین (۶) حق الیقین یہ داخل ہوں گے۔

قد اختار مذهب الحكماء الخ:۔ یہاں سے لیکر آخر قول تک یزدی کی غرض دو مختلف فیہ مسائل بیان کرنا ہے اور ان میں ماتن یعنی تفتازانی کے مذہب کو متعین کرنا مقصود ہے۔

پہلا مسئلہ مختلف فیہ: وہ یہ ہے کہ آیا تصدیق بسیط ہے یا کہ مرکب حکماء کے ہاں تصدیق بسیط ہے اور امام رازیؒ کے ہاں تصدیق مرکب ہے۔ امام رازی اور حکماء کے مذہب میں تین قسم کا فرق ہے۔

پہلا فرق:۔ حکماء کے ہاں تصورات ثلاثہ (موضوع کا تصور، محمول کا تصور، نسبت تامہ کا تصور) یہ تینوں تصورات تصدیق کیلئے

Marfat.com

شرط ہیں اور امام رازی کے نزدیک تصدیق کا شطر (جزء) ہیں۔

دوسرا فرق:۔ حکماء کے ہاں حکم عین تصدیق ہے اور امام رازی کے نزدیک حکم جز وتصدیق ہے۔

تیسرا فرق:۔ حکماء کے نزدیک تصدیق بسیط ہے اور امام رازیؒ کے نزدیک تصدیق مرکب ہے۔

یہاں یزدی نے یہ بات واضح کر دی کہ علامہ تفتازانی کا مذہب حکماء والا ہے یعنی تفتازانی کے ہاں تصدیق بسیط ہے وہ اس طرح معلوم ہوا کہ تفتازانی نے علم کی تعریف میں کہا کہ اگر نسبت خبری کا گمان غالب ہو تو وہ تصدیق ہے یہاں فتصدیق میں یہ تصدیق خبر ہے مبتداء ھــــی محذوف ہے مطلب یہ ہوگا کہ نسبت خبری کا گمان غالب ہو تو وہ نسبت تصدیق ہے نہ کہ مجموعہ تصورات ثلاثہ اور حکم۔

دوسرا مسئلہ مختلف فیہ:۔ آیا قضیہ کے اجزاء تین ہیں یا چار؟ اس میں متقدمین مناطقہ اور متاخرین مناطقہ کا آپس میں اختلاف ہے

متقدمین کا مذہب:۔ اجزاء قضیہ کے تین ہیں اس کی مختصری وجہ اور پس منظر یہ ہے کہ قدماء کہتے ہیں کہ تصور اور تصدیق یہ دونوں جدا جدا چیزیں ہیں ان دونوں کا متعلق کسی ایک چیز کو نکالو تا کہ کسی وقت یہ دونوں جمع بھی ہو سکیں ورنہ اگر آپ متعلق ایک نہیں نکالیں گے تو پھر ان میں منافرت بعیدہ پیدا ہو جائے گی کبھی بھی پھر جمع نہیں ہو سکیں گے ان دونوں کا متعلق ایک ہی نسبت کو نکالو یعنی ایک ہی نسبت کا اگر صرف تصور ہو تو وہ تصور ہے اور اگر گمان غالب ہو تو وہ تصدیق ہے جیسے یقظہ اور نوم یہ دونوں ایک ہی آدمی کو عارض ہوتے ہیں یکے بعد دیگرے۔ ایسے ہی یہاں تصور اور تصدیق ایک ہی نسبت کو یکے بعد دیگرے عارض ہونگے۔

متاخرین کا مذہب:۔ (۱) موضوع (۲) محمول (۳) نسبت تقییدیہ (۴) وقوع نسبت لا وقوع نسبت۔ اجزاء قضیہ کے چار ہیں انہوں نے اس کی وجہ اور پس منظر یہ پیش کیا ہے کہ تصور اور تصدیق یہ ایک شی ہے لھذا ان کا متعلق جدا جدا نکالو ورنہ اگر ایک ہی متعلق نکالو گے تو پھر یہ ایک ہی شی بن جائیگا اس لئے متاخرین نے تصور اور تصدیق کا متعلق دو نسبتیں نکالیں ایک نسبت تقییدی اور دوسری نسبت وقوعی یا لا وقوعی نسبت تقییدی کا متعلق تصور کو بنایا اور دوسری کا متعلق تصدیق بنایا تو اب زید قائم میں متقدمین کے ہاں قیام زید یہ ایک ہی نسبت ہے اس کے ساتھ تصور اور تصدیق متعلق ہونگے لیکن متاخرین کے نزدیک یہاں دو نسبتیں ہیں ایک تقییدی قیام زید اور دوسری وقوعی لا وقوعی وہ قیام زید ہست یا نیست ہے۔

یہاں یزدی نے متعین کر دیا کہ علامہ تفتازانی کے ہاں متقدمین کا مذہب پسندیدہ ہے یعنی ان کے ہاں بھی قضیہ کے اجزاء تین ہیں وہ اس طرح معلوم ہوا کہ اس نے کہا ان کان اذعانا للنسبۃ اور یہ نہیں کہا اذعانا للنسبۃ

Marfat.com

الوقوعية اولاوقوعية

وسیشیر الخ:۔ سے ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض:۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہاں وقوعی لاوقوعی مراد نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ محذوف ہو؟

جواب:۔ ہمارے پاس اس کی دلیل موجود ہے کہ یہاں وقوع لا وقوع مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ آگے چل کر مصنف نے قضایا کی بحث میں قضیہ کے اجزاء کو تین بیان کیا ہے۔

قَوْلُهٗ وَاِلَّا فَتَصَوُّرٌ: سَوَاءٌ كَانَ اِدْرَاكًا لِاَمْرٍ وَاحِدٍ كَتَصَوُّرِ زَيْدٍ اَوْ لِاُمُوْرٍ مُتَعَدِّدَةٍ بِدُوْنِ النِّسْبَةِ كَتَصَوُّرِ زَيْدٍ وَعَمْرٍو اَوْ مَعَ نِسْبَةٍ غَيْرِ تَامَّةٍ كَتَصَوُّرِ غُلَامِ زَيْدٍ اَوْ تَامَّةٍ اِنْشَائِيَّةٍ كَتَصَوُّرِ اِضْرِبْ اَوْ خَبَرِيَّةٍ مُدْرَكَةٍ بِاِدْرَاكٍ غَيْرِ اِذْعَانِيٍّ كَمَا فِي الصُّوْرَةِ التَّخْيِيْلِ وَالشَّكِّ وَالْوَهْمِ

ترجمہ:۔ (اور اگر علم نسبۃ خبریہ کا اعتقاد نہ ہو تو وہ تصور ہے) برابر ہے کہ ایک چیز کا تصور ہو جیسے زید کا تصور یا متعدد چیزوں کا تصور ہے بغیر نسبت کے جیسے زید اور عمر کا تصور یا ایسی نسبت غیر تامہ کا تصور ہو جس پر سکوت صحیح نہیں ہے جیسے غلام زید ترکیب اضافی کا تصور یا نسبت تامہ انشائیہ کا تصور ہو جیسے اضرب صیغہ امر کا تصور ہے یا اس نسبت خبریہ کا تصور جو نسبت خبریہ غیر اذعانی تصور سے مدرک ہو جیسے تخیل شک وہم کی صورتوں میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تصور کے نیچے علم کے جتنے قسم داخل ہوتے ہیں ان کو بتانا ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ اگر نسبت خبری کا گمان غالب نہیں تو وہ تصور ہے اس میں تین فائدے ہیں کہ اگر سرے سے نسبت نہ ہو تو وہ بھی تصور ہوگا اس میں علم کی پانچ قسمیں احساس، تخیل، تعقل، توہم اور مرکب ناقص داخل ہو گئے مرکب تام خبری کی قید سے مرکب تام انشائی نکل گیا کہ مرکب تام انشائی اضرب لاتضرب یہ تصور کے نیچے داخل ہیں گمان غالب نہ ہو اس میں تخیل، وہم اور شک داخل ہو گئے گویا کہ تصور میں علم کے نو اقسام داخل ہوئے (۱) احساس (۲) تخیل (۳) توہم (۴) تعقل (۵) مرکب ناقص (۶) مرکب تام انشائی (۷) وہم (۸) شک (۹) تخیل

Marfat.com

متن: ویقتسمان بالضرورۃ الی الضرورۃ

ترجمہ متن:۔ اور دونوں بدیہی طور پر تقسیم ہوتے ہیں بدیہی اور نظری کی طرف۔

تشریح متن: اس عبارت کا مختصر مطلب یہ کہ تصور اور تصدیق یہ دونوں ضروری اور نظری کی طرف تقسیم ہوتے ہیں عام مناطقہ نے اس عبارت کی تشریح یوں کی ہے کہ یقتسمان کو ینقسمان کے معنی میں کیا اور الضرورۃ سے پہلے الی جارہ کو محذوف مان کر الضرورۃ کو منصوب بالنزع الخافض پڑھا۔ ان مناطقہ کی اس توجیہ کی مطابق تقدیر عبارت یوں ہوگی وینقسمان بالضرورۃ الی الضرورۃ والاکتساب باالنظر اب بھی مطلب یہ ہوگا کہ تصور اور تصدیق واضح طور پر ضروری اور اکتسابی کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

قَوْلُهٗ وَيَقْتَسِمَانِ: اَلْاِقْتِسَامُ بِمَعْنٰى اَخْذِ الْقِسْمَةِ عَلٰى مَا فِى الْاَسَاسِ اَىْ يَقْتَسِمُ التَّصَوُّرُ وَ التَّصْدِيْقُ كُلًّا مِنْ وَصْفَىِ الضَّرُوْرَةِ اَىِ الْحُصُوْلِ بِلَا نَظْرٍ وَالْاِكْتِسَابِ اَىِ الْحُصُوْلِ بِلَا نَظْرٍ وَالْاِكْتِسَابُ اَىِ الْحُصُوْلُ بِالنَّظْرِ فَيَاْخُذُ التَّصَوُّرُ قِسْمًا مِنَ الضَّرُوْرَةِ فَيَصِيْرُ ضَرُوْرِيًّا وَقِسْمًا مِنَ الْاِكْتِسَابِ فَيَصِيْرُ كَسْبِيًّا وَكَذَا الْحَالُ فِى التَّصْدِيْقِ فَالْمَذْكُوْرُ فِىْ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ صَرِيْحًا هُوَانْقِسَامُ الضَّرُوْرَةِ وَالْاِكْتِسَابِ بِالنَّظْرِ وَيُعْلَمُ اِنْقِسَامُ كُلٍّ مِنَ التَّصَوُّرِ وَالتَّصْدِيْقِ اِلَى الضَّرُوْرِىِّ وَالْكَسْبِىِّ ضِمْنًا وَكِنَايَةً وَهِىَ اَبْلَغُ وَاَحْسَنُ مِنَ الصَّرِيْحِ۔

ترجمہ:۔ فن لغت کی کتاب اساس میں اقتسام کے معنی اخذ القسمۃ لکھا ہوا ہے یعنی تصور و تصدیق حصہ حاصل کرتے ہیں وصف ضرورت اور وصف اکتساب دونوں ہر ایک کا اور ضرورت کا معنی ترتیب معلومات کے ذریعہ حاصل ہونا ہیں پس تصور ضرورۃ کا حصہ حاصل کر کے ضروری بن جاتا ہے اور اکتساب کا حصہ حاصل کر کے کسبی بن جاتا ہے اور ایسا ہی حال تصدیق میں ہے پس ماتن کی اس عبارت میں ضرورت اور اکتساب کا منقسم ہونا صراحۃ مذکور ہے اور تصور و تصدیق سے ہر ایک کا منقسم ہو جانا ضروری اور کسبی کی طرف ضمنا اور کنایۃ معلوم ہوگا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض یہ ہے کہ بعض مناطقہ نے متن کی عبارت کی جو توجیہات کر کے اپنا مقصود ثابت کیا ہے اس

Marfat.com

کے بغیر بھی مقصود ثابت ہوسکتا ہے۔

تشریح:۔ بعض مناطقہ نے متن کی عبارت کی توجیہات کر کے ایک مطلب نکالا ہے اس کے بغیر بھی اس مذکورہ عبارت سے یہ مطلب نکل سکتا ہے وہ اس طرح کہ یقتسمان یہ اقتسام سے نکلا ہے اقتسام کا معنی حصہ لے لینا حصہ لے لینے کی پہلے ایک خارجی مثال یوں سمجھ لیں پر اصل مقصد کو منطبق کرنا آسان ہو جائے گا مثال ایک تھالی میں سونا بھی رکھا ہوا ہے اور چاندی بھی زید نے آ کر کچھ سونے سے لیا اور چاندی میں سی کچھ لیا اور بعد میں بکر آیا اس نے بھی کچھ سونے سے لیا اور کچھ چاندی سے اب ان دونوں زید اور بکر میں سے ہر ایک ایک اپنے اس لئے ہوئے حصے کا مالک ہے زید کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سونے کا بھی مالک ہے اور چاندی کا بھی ایسے بکر کو بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ سونے کا بھی مالک ہے اور چاندی کا بھی ایسے ہی یہاں بھی یزدی کہتا ہے کہ علم دو قسم پر ہے ضروری اور کسبی تصور نے آ کر کچھ ضروری سے حصہ لیا تو تصور نظری بن گیا اور کسبی سے کچھ حصہ لیا تو کسبی بن گیا ایسے ہی تصدیق نے آ کر ضروری سے حصہ لیا تو تصدیق ضروری بن گئی اور کسبی سے کچھ حصہ لیا تو تصدیق کسبی بن گئی تو گویا کہ ضرورت تصور کے ساتھ بھی مل گئی اور تصدیق کے ساتھ بھی مل گئی یہاں صراحۃ تو ضرورت تقسیم ہوئی وہ تصور کے ساتھ بھی ملی اور تصدیق کے ساتھ بھی ملی لیکن ضمنا اور کنایۃ یہاں تصور و تصدیق کی تقسیم ضروری اور کسبی کی طرف ہوئی تو گویا دوسرے مناطقہ کی اس توجیہ اور یزدی صاحب کی اس توجیہ میں صرف اتنا فرق ہوا کہ ان کی توجیہ میں صراحۃ تصور و تصدیق کی تقسیم ضروری اور کسبی کی طرف ہوئی اور یزدی صاحب کی توجیہ کے مطابق ضرورۃ کی تقسیم صراحۃ ہوئی تصور و تصدیق کی تقسیم ضمنا ہوئی۔

اعتراض:۔ یہاں صراحۃ تصور و تصدیق کی تقسیم کیوں نہیں کی؟

جواب:۔ کنایہ صریح سے زیادہ ابلغ ہوتا ہے کیونکہ اسمیں غور وخوض کے بعد معنی اصلی اور معنی مقصودی معلوم ہوتا ہے اور جس چیز میں مشقت اٹھانا پڑتی ہے وہ افضل اور بہتر ہوتی ہے لہذا کنایہ بھی صریح سے واضح اور ابلغ ہوگا۔

قَوْلُهُ بِالضَّرُوْرَةِ: اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ بَدِيْهِيَّةٌ لَا تَحْتَاجُ اِلٰى تَجَشُّمِ الْاِسْتِدْلَالِ كَمَا ارْتَكَبَهُ الْقَوْمُ وَذٰلِكَ لِاَنَّا اِذَا رَجَعْنَا اِلٰى وِجْدَانِنَا وَجَدْنَا مِنَ التَّصَوُّرَاتِ مَا هُوَ حَاصِلٌ لَنَا بِلَا نَظَرٍ كَتَصَوُّرِ الْحَرَارَةِ وَالْبُرُوْدَةِ وَمِنْهَا مَا هُوَ حَاصِلٌ لَنَا بِالنَّظَرِ وَالْفِكْرِ كَتَصَوُّرِ الْمَلَكِ وَالْجِنِّ وَكَذَا مِنَ التَّصْدِيْقَاتِ مَا يَحْصُلُ بِلَا نَظَرٍ كَالتَّصْدِيْقِ بِاَنَّ الشَّمْسَ مُشْرِقَةٌ وَالنَّارَ مُحْرِقَةٌ هُوَ مِنْهَا مَا يَحْصُلُ بِالنَّظَرِ كَالتَّصْدِيْقِ بِاَنَّ الْعَالَمَ

Marfat.com

حَادِثٌ وَالصَّانِعُ مَوْجُوْدٌ۔

ترجمہ:۔ یہ قول اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تقسیم بدیہی ہے اس کو ثابت کرنے کیلئے دلیل کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ قوم نے اس کا ارتکاب کیا ہے اور یہ بات اس لئے ہے کہ جب ہم اپنے وجدان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم بعض تصورات کو پاتے ہیں جو ہمیں بغیر نظر وفکر کے حاصل ہوتے ہیں جیسے گرم اور سرد ہونے کا تصور اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو جو نظر وفکر کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں جیسے فرشتے اور جن کا تصور اور اسی طرح تصدیقات میں سے بعض وہ ہیں جو بغیر نظر کے حاصل ہوتی ہیں جیسے اس بات کی تصدیق کہ آگ جلانے والی ہے اور ان میں بعض وہ ہیں جو نظر وفکر کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں جیسے اس بات کی تصدیق کہ عالم حادث ہے اور اس جہان کا بنانے والا موجود ہے۔

غرضِ شارح:۔ مناطقہ نے تصور وتصدیق کی تقسیم جو نظری اور ضروری کی طرف کی ہے اس کی انہوں نے دلیل دی ہے یزدی کی غرض اس قول سے یہ بتلانا ہے کہ یہ دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح:۔ متن میں جو بالضرورۃ کا لفظ کھڑا ہے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں اور دونوں صحیح ہیں بالضرورۃ کا معنی بداھۃ یعنی واضح بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ تصور اور تصدیق واضح طور پر ضروری اور نظری کی طرف تقسیم ہوتے ہیں اور بالضرورۃ کا مطلب واجب بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں مطلب ہوگا کہ تصور اور تصدیق وجوبی طور پر ضروری اور نظری کیطرف تقسیم ہوتے ہیں

یزدی صاحب فرماتے ہیں کہ تصور اور تصدیق کی نظری اور ضروری کی طرف تقسیم کی دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کی یہ تقسیم واضح اور روشن ہے اس لئے کہ جب ہم اپنی طبعیت پر غور کرتے ہیں تو یہ بات واضح معلوم ہوتی ہے کہ بعض تصورات بدیھی ہیں یعنی ان میں غور وفکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے حرارت اور برودت کا تصور اور بعض تصورات ایسے ہیں کہ وہاں غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے جن فرشتے کا تصور کیونکہ اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے کہ ھو جسم نوری الخ یہی حال تصدیقات کا ہے بعض میں غور وفکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے النار محرقۃ الشمس مشرقۃ اور بعض میں غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے جیسے العالم حادث تو چونکہ یہ بات طبعی طور پر معلوم ہوتی ہے لھذا اس کیلئے دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن مناطقہ نے اس کی دلیل بھی دی ہے۔

دلیل: اگر تمام تصورات وتصدیقات بدیھی ہوتے تو پھر ہم سے کوئی بھی چیز مجھول نہ ہوتی حالانکہ بعض چیزیں مجھول بھی ہیں اور اگر تمام تصدیقات وتصورات نظری ہوتے تو پھر ہمیں کوئی چیز معلوم نہ ہوتی کیونکہ جس نظری کو ہم حاصل کرنا چاہیں گے اس

Marfat.com

کیلئے غور وفکر کرنی کی ضرورت پڑے گی اور یہ غور وفکر بھی تو نظری ہے کیونکہ تمام تصورات نظری ہیں تو اس کیلئے ایک اور چیز کی ضرورت ہوگی اور وہ بھی نظری ہوگی کیونکہ تمام تصورات نظری ہیں اس طرح یہ سلسلہ لاالی نھایہ چلا جائیگا اس کو تسلسل کہتے ہیں اور یہ باطل ہے۔اور اگر یہ سلسلہ کسی مقام سے واپس لوٹے تو یہ دور ہے اور وہ بھی باطل ہے جیسا کہ دور اور تسلسل کی تعریف آپ اپنے مقام پر پڑھیں گے۔

اعتراض: جب مناطقہ نے تصور اور تصدیق کی تقسیم بدیہی اور نظری کی طرف کی دلیل دی ہے تو علامہ تفتازانی نے کیوں نہیں دی؟

جواب:۔اس دلیل پر چونکہ اعتراضات ہوتے ہیں اسلئے انہوں نے اس کی دلیل نہیں دی وہ اعتراضات بڑی کتابوں میں سلم اور ملا جلال میں آئیں گے یہاں انکو ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

قَوۡلُهٗ وَهُوَ مُلَاحَظَةُ الۡمَعۡقُوۡلِ: اَیِ النَّظۡرُ تَوَجُّهُ النَّفۡسِ نَحۡوَ الۡاَمۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ لِتَحۡصِيۡلِ اَمۡرٍ غَيۡرِ مَعۡلُوۡمٍ وَفِی الۡعُدُوۡلِ عَنۡ لَفۡظِ الۡمَعۡلُوۡمِ اِلَی الۡمَعۡقُوۡلِ فَوَائِدُ مِنۡهَا التَّحَرُّزُ عَنۡ اِسۡتِعۡمَالِ اللَّفۡظِ الۡمُشۡتَرَكِ فِی التَّعۡرِيۡفِ وَمِنۡهَا التَّنۡبِيۡهُ عَلٰی اَنَّ الۡفِكۡرَ اِنَّمَا يَجۡرِیۡ فِی الۡمَعۡقُوۡلَاتِ اَیِ الۡاُمُوۡرِ الۡكُلِّيَّةِ الۡحَاصِلَةِ فِی الۡعَقۡلِ دُوۡنَ الۡاُمُوۡرِ الۡجُزۡئِيَّةِ فَاِنَّ الۡجُزۡئِیَّ لَا يَكُوۡنُ كَاسِبًا وَلَا مُكۡتَسِبًا وَمِنۡهَا رِعَايَةُ السَّجۡعِ

ترجمہ:۔یعنی النظر امر معلوم کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ہے امر غیر معلوم کو حاصل کرنے کیلئے اور لفظ معلوم سے معقول کی طرف عدول کرنے میں فوائد ہیں ان میں سے ایک بچنا ہے تعریف میں مشترک لفظ کو استعمال کرنے سے اور ان میں سے ایک تنبیہ اس بات پر کہ بلاشبہ فکر سوائے اس کے نہیں کہ جاری ہوتی ہے معقولات میں یعنی امور کلیہ میں جو حاصل ہونے والے ہیں عقل میں نہ کہ جزئیہ میں پس بلاشبہ جزئی نہ کاسب ہوتی ہے نہ مکتسب اور ان میں سے ایک سجع بندی کی رعایت ہے

اغراضِ شارح:۔اس قولہ کی تین غرضیں ہیں(۱)ھو ضمیر کا مرجع بتلانا ہے(۲)معقول کا معنیٰ بتانا(۳)معلوم کے لفظ کی بجائے معقول کے لفظ کے ذکر کرنے کا فائدہ بتلانا ہے۔

پہلی غرض:۔ ھو ضمیر کا مرجع کیا ہے؟یزدی نے النظر کی عبارت نکال کر بتلا دیا کہ اس کا مرجع نظر ہے۔

دوسری غرض:۔معقول کا معنی بتلایا کہ بمعنی معلوم ہے ھو ملاحظة المعقول سے نظر وفکر کی تعریف ہو رہی ہے نظر کا معنی ہوتا ہے نفس کو متوجہ کرنا امور معلومہ کی طرف تا کہ اس سے امر مجہول حاصل ہو جائے۔

Marfat.com

تیسری غرض:۔ سوال ہوتا تھا کہ معقول کا معنی معلوم ہے تو معلوم کے لفظ کو کیوں نہ ذکر کر دیا؟ تو بتا دیا کہ معلوم کی بجائے معقول کے لفظ کے ذکر کرنے میں چند فوائد ہیں۔

فائدہ ﴿۱﴾:۔ لفظ معلوم یہ علم سے نکلا ہے اور علم یہ چھ معانی کے درمیان مشترک ہے اور لفظ معقول کا صرف ایک معنی معلوم ہے چونکہ یہاں نظر وفکر کی تعریف ہو رہی ہے اور تعریف میں لفظ مشترک کا استعمال صحیح نہیں ہوتا اس لئے معقول کا لفظ ذکر کیا۔

فائدہ ﴿۲﴾:۔ علم کا لفظ علم کلیات و جزئیات دونوں پر بولا جاتا ہے تعقل، تو ہم کو بھی علم کہتے ہیں اگر یہاں علم کا لفظ ہوتا تو معنی یہ ہوتا کہ نظر وفکر نفس کے امور معلومہ کی طرف متوجہ کرنے کو کہتے ہیں برابر ہے کہ امور معلومہ کلیہ ہوں یا جزئیہ۔ اور جب معقول کا لفظ استعمال کیا تو مطلب یہ ہوا کہ نظر وفکر نفس کے امور کلیہ کی کی طرف متوجہ کرنے کو کہتے ہیں۔ معلوم کے لفظ میں نظر وفکر امور کلیہ و جزئیہ دونوں میں ہوتی حالانکہ نظر وفکر تو صرف امور کلیہ میں ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر وفکر اس لئے ہوتی ہے تا کہ اس کے ذریعے سے امور معلومہ سے امر مجہول کو حاصل کیا جائے اور حاصل ہونے والی چیز کلی ہوتی ہے جزئی نہیں ہوتی کیونکہ جزئی نہ کاسب (دوسرے کو حاصل کرنے کا ذریعہ) بنتی ہے اور نہ مکتسب (خود حاصل ہونا) یعنی ایک جزئی کے ذریعے سے دوسری جزئی کو حاصل نہیں کیا جاسکتا مثلاً زید کے علم سے بکر کا علم نہیں آسکتا اسے ہی جزئی کے جاننے سے خود جزئی کا علم بھی نہیں آتا۔

اعتراض:۔ آپ نے کہا کہ جزئی کے جاننے سے جزئی کا اپنا علم بھی نہیں آتا حالانکہ ہم زید جزئی کو جانتے ہیں تو اس زید کی اپنی ذات مشخص کا علم تو آ ہی جاتا ہے؟

جواب:۔ جزئی کے علم سے ہمیں جو جزئی کا جو علم آتا ہے وہ حقیقت میں کلی کے ذریعے سے آتا ہے کیونکہ ہمیں زید کے جاننے سے زید کا علم اس وجہ سے نہیں آیا کہ زید کی شکل ہمارے سامنے تھی کیونکہ شکل تو اس کی ابتداء (بچپن) میں اور تھی درمیان (جوانی) میں اور ہے بڑھاپے میں اور ہوگی بلکہ ہمیں جو زید کے جاننے سے اس کی ذات کا علم حاصل ہوا وہ ماہیت انسانی ہونے کی وجہ سے ہے اور ماہیت انسانی کلی ہے لھذا جب یہ بات ثابت ہوئی کہ جزئی نہ کاسب ہے نہ مکتسب تو نظر وفکر بھی جزئی میں نہیں چلے گی اس لئے ماتن نے معقول کا لفظ بولا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ نظر وفکر صرف کلی میں چلتی ہے جزئی میں نہیں۔

فائدہ ﴿۳﴾:۔ سجع بندی کی رعایت کی وجہ سے معقول کا لفظ بولا ہے چونکہ بعد میں مجہول کا لفظ آرہا ہے اس کے آخر میں لام آرہا تھا اس لئے یہاں معقول کا لفظ بولا کہ اس کے آخر میں بھی لام ہے اگر معلوم کا لفظ بولتا تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا کیونکہ اس کے آخر میں میم ہے لام نہیں۔

****

Marfat.com

قَوْلُهُ فِيهِ الْخَطَاءُ: بِدَلِيْلِ اَنَّ الْفِكْرَ قَدْ يَنْتَهِيْ اِلٰى نَتِيْجَةٍ كَحُدُوْثِ الْعَالَمِ ثُمَّ وَقَدْ يَنْتَهِيْ اِلٰى نَقِيْضِهَا كَقِدَمِ الْعَالَمِ فَاَحَدُ الْفِكْرَيْنِ خَطَأٌ حِيْنَئِذٍ لَا مَحَالَةَ وَاِلَّا لَزِمَ اِجْتِمَاعُ النَّقِيْضَيْنِ فَلَا بُدَّ مِنْ قَاعِدَةٍ كُلِّيَّةٍ لَوْرُوْعِيَتْ لَمْ يَقَعِ الْخَطَأُ فِي الْفِكْرِ وَهِيَ الْمَنْطِقُ فَقَدْ ثَبَتَ اَحْتِيَاجُ النَّاسِ اِلَى الْمَنْطِقِ فِي الْعِصْمَةِ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْفِكْرِ بِثَلَاثِ مُقَدَّمَاتٍ۔ الْاُوْلٰى اَنَّ الْعِلْمَ اِمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ۔ وَالثَّانِيَةُ اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا اِمَّا اَنْ يَحْصُلَ بِلَا نَظْرٍ اَوْ يَحْصُلَ بِالنَّظْرِ۔ وَالثَّالِثَةُ اَنَّ النَّظْرَ قَدْ يَقَعُ فِيْهِ الْخَطَأُ۔ فَهٰذِهِ الْمُقَدَّمَاتُ الثَّلٰثُ تُفِيْدُ اَحْتِيَاجَ النَّاسِ فِي التَّحَرُّزِ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْفِكْرِ اِلٰى قَانُوْنٍ وَذَالِكَ هُوَ الْمَنْطِقُ وَعُلِمَ مِنْ هٰذَا تَعْرِيْفُ الْمَنْطِقِ اَيْضًا بِاَنَّهُ قَانُوْنٌ يَعْصِمُ مُرَاعَاتُهَا الذِّهْنَ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْفِكْرِ فَهٰهُنَا عُلِمَ اَمْرَانِ مِنَ الْاُمُوْرِ الثَّلٰثِ الَّتِيْ وُضِعَتِ الْمُقَدَّمَةُ لِبَيَانِهَا بَقِيَ الْكَلَامُ فِي الْاَمْرِ الثَّالِثِ وَهُوَ تَحْقِيْقُ اَنَّ مَوْضُوْعَ الْمَنْطِقِ مَاذَا فَاَشَارَ اِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ وَمَوْضُوْعُهُ الْمَعْلُوْمُ

ترجمہ:۔اور کبھی نظر میں غلطی واقع ہوجاتی ہے دلیل یہ ہے کہ بلاشبہ فکر کبھی ایک نتیجہ مثلاً حدوث عالم کی طرف پہنچاتی ہے پھر دوسری فکر اس کی نقیض کی طرف جیسے قدم عالم پس دو فکروں میں سے ایک اس وقت یقیناً غلط ہے ورنہ تو اجتماع نقیضین لازم آئیگا پس ایک قاعدہ کلیہ ضروری ہے کہ اگر اس کی رعایت رکھی جائے تو فکر میں خطاء واقع نہ ہو اور وہ منطق ہے پس منطق کی طرف لوگوں کی احتیاجی خطاء فی الفکر سے بچنے میں تین مقدمات سے ثابت ہوئی پہلا یہ کہ علم کی یا تصور ہے یا تصدیق دوسرا یہ کہ بلاشبہ ہر ایک یا تو حاصل ہوگا بغیر نظر کے یا حاصل ہوگا نظر کے ساتھ اور تیسرا یہ کہ بلاشبہ نظر میں کبھی غلطی واقع ہوجاتی ہے پس یہ تین مقدمات فائدہ دیتے ہیں لوگوں کی احتیاجی کا خطاء فی الفکر سے بچنے کیلئے ایک قانون کی طرف احتیاجی کا اور وہ قانون منطق ہے اور اس سے علم منطق کی تعریف بھی جانی گئی کہ وہ ایک قانون ہے بچاتا ہے اس کی رعایت رکھنا ذہن کو خطاء فی الفکر سے۔ پس یہاں تین میں سے دو امور جانے گئے جن کے بیان کیلئے مقدمہ کو وضع کیا گیا ہے باقی تیسری چیز میں کلام رہ گئی اور وہ اس بات کی تحقیق ہے کہ منطق کا موضوع کیا ہے پس اس کی طرف اپنے اس قول وموضوعہ المعلوم سے مصنف نے اشارہ کیا۔

Marfat.com

غرضِ شارح:۔اس قولہ کی غرض توضیح متن ہے جس میں احتیاج الی المنطق بھی بیان کررہے ہیں۔

احتیاج الی المنطق:۔ یہ بات ابھی گزری ہے کہ نظری چیز کو حاصل کرنے کیلئے غور وفکر کرنی پڑتی ہے اور نظر وفکر چند چیزوں کو ترتیب دینے کا نام ہے تاکہ مجہول چیز کو حاصل کا جاسکے اور امور معلومہ کو ترتیب دینے میں کبھی غلطی بھی واقع ہوجاتی ہے اس غلطی سے بچنے کیلئے انسانی عقل کافی نہیں ہے اس غلطی سے بچنے کیلئے ایک قانون کی ضرورت پڑتی ہے جس کے قوانین کی رعایت انسان کو اس غلطی سے بچائے اور وہ قانون منطق ہے۔ یہاں ہم نے دو دعوے کئے (۱) امور معلومہ کو ترتیب دینے میں کبھی غلطی بھی واقع ہوجاتی ہے (۲) اس غلطی سے بچنے کیلئے انسانی عقل کافی نہیں ہے اب ہر دعوی کی دلیل جائیگی۔

پہلے دعوی کی دلیل:۔ اگر امور معلومہ کو ترتیب دینے میں غلطی واقع نہ ہوتی تو عقلاء کے درمیان اختلاف نہ ہوتا حالانکہ عقلاء کے درمیان اختلاف موجود ہے مثلاً بعض نے چند امور معلومہ کو ترتیب دینے کے بعد (العالم مستغن عن المؤثر وکل ماھو مستغن عن المؤثر فھو قدیم) نتیجہ نکالا العالم قدیم جبکہ بعض دوسرے حضرات نے چند امور معلومہ کو ترتیب دینے کے بعد (العالم متغیر وکل ماھو متغیر فھو حادث) نتیجہ نکالا کہ العالم حادث اب ان دونوں میں سے ایک ترتیب یقیناً غلط ہے دونوں صحیح نہیں ہوسکتیں کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے اور دونوں درست بھی نہیں ہوسکتیں کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ترتیب دینے میں کبھی غلطی بھی واقع ہوجاتی ہے۔

دوسرے دعوی کی دلیل:۔ اگر انسانی عقل غلطی سے بچنے کیلئے کافی ہوتی تو ان بڑے بڑے عقلاء کے درمیان اختلاف نہ ہوتا یہ غلطی اس لئے واقع ہوئی کہ انسانی عقل غلطی سے بچنے کیلئے کافی نہیں ہے۔ بہر حال یہ بات ثابت ہوئی کہ نظر وفکر کی غلطی سے بچنے کیلئے ایک قانون کی ضرورت ہے اور اس قانون کا نام منطق ہے اسی سے یہ بات بھی ہمیں معلوم ہوگئی کہ علم منطق کی غرض وغایت نظر وفکر کی غلطی سے بچنا ہے یعنی صیانۃ الذھن عن الخطاء فی الفکر

فائدہ:۔ منطقی حضرات جب علم منطق کی تعریف کرتے ہیں تو رسموہ کا لفظ بولتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک حد ہوتی ہے دوسری رسم جب کسی شئی کی تعریف میں اس کی ذاتیات کو ذکر کیا جائے تو اس کو حد کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ساتھ حد ہے اور رسم وہ ہوتی ہے کہ تعریف میں شئی کی عرضیات کو ذکر کیا جائے۔ یہاں ہم نے منطق کی غرض صیانۃ الذھن عن الخطاء فی الفکر بیان کی ہے اور اسی غرض کے ساتھ تعریف بھی کی ہے ھو آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتھا الذھن عن الخطاء فی الفکر۔ علم منطق کی ذاتیات تو علم منطق کے مسائل ہیں غرض تو علم منطق

****

Marfat.com

کی عرضیات میں سے ہے تو گویا ہم نے منطق کی تعریف عرضیات کے ساتھ کی ہے لھذا اس پر رسم کا لفظ بولا ہے حد کا نہیں۔

قَوْلُهُ قَانُوْنٌ: اَلْقَانُوْنُ لَفْظٌ يُوْنَانِيٌّ مَوْضُوْعٌ فِي الْاَصْلِ لِمِسْطَرِ الْكُتَّابِ وَفِي الْاِصْطِلَاحِ قَضِيَّةٌ كُلِّيَّةٌ يُتَعَرَّفُ مِنْهَا اَحْكَامُ جُزْئِيَّاتِ مَوْضُوْعِهَا كَقَوْلِ النُّحَاةِ كُلُّ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٌ فَاِنَّهُ حُكْمٌ كُلِّيٌّ يُعْلَمُ مِنْهُ اَحْوَالُ جُزْئِيَّاتِ الْفَاعِلِ

ترجمہ:۔ قانون یونانی لفظ ہے جو موضوع ہے کتاب کے مسطر کیلئے اصل میں۔ اصطلاح میں اس قضیہ کلیہ کو قانون کہا جاتا ہے جس کے ذریعے سے اس قضیہ کے موضوع کے جزئیات کے احکام معلوم پہچانے جائیں جیسے نحویوں کا قول ہے کل فاعل مرفوع (ہر فاعل مرفوع ہے) پس بلاشبہ یہ ایک حکم کلی ہے اس سے فاعل کی جزئیات کے احکامات پہچانے جاتے ہیں۔

اغراضِ شارح:۔ اس قولہ کی تین غرضیں ہیں (۱) یہ بتلایا ہے قانون کس لغت کا لفظ ہے (۲) موضوع فی الاصل الخ سے قانون کا اصلی معنی بیان کیا ہے (۳) اس قانون کا فی الحال معنی اور موجودہ معنی بیان کیا ہے۔

پہلی غرض:۔ قانون یا تو یونانی زبان کا لفظ ہے یا سریانی زبان کا۔ عربی لفظ نہیں ہے کیونکہ عربی لغت میں فاعول کے وزن پر کوئی اسم نہیں آتا اور یہ قانون فاعول کے وزن پر ہے۔

دوسری غرض:۔ اصل میں قانون منشیوں کے اس گتہ کو کہا جاتا تھا جس پر وہ پرکار وغیرہ کے ساتھ برابر سوراخ کرتے تھے اور ان سوراخوں میں دھاگہ سی لیتے تھے پھر سفید کاغذ کو اس دھاگہ پر رکھ کر زور سے ہاتھ پھیرتے تھے تو کاغذ پر اس دھاگہ کے نشانات پڑ جاتے تھے اس طرح کاغذ پر بالکل سیدھی لکیریں پڑ جاتی تھیں۔

تیسری غرض:۔ اس قانون کا فی الحال کیا معنی ہے تو اس کو قضیۃ کلیۃ الخ سے بیان کیا اس وقت قانون ایک قضیہ کلیہ کو کہتے ہیں جس کے موضوع کے جزئیات کے احکام پہچانے جاتے ہیں جیسے نحاۃ کے ہاں ایک قضیہ کلیہ ہے کل فاعل مرفوع اس قضیہ کلیہ کے موضوع (فاعل) کے جزئیات یعنی ضرب زید میں زید قام عمر میں عمر، خرج بکر میں بکر اس قضیہ کلیہ کے موضوع (فاعل) کے جزئیات ہیں ان کا حکم معلوم کرنا ہے کہ آیا ان کو مرفوع پڑھیں یا منصوب یا مجرور۔

القانون لفظ الخ:۔ قانون کی تعریف یزدی نے اس طرح کی ہے کہ ھو قضیۃ کلیۃ کہ قانون ایک قضیہ کلیہ ہوگا قضیہ کلیہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک قضیہ کلیہ مسورہ ہوگا اگر قضیہ کلیہ مسورہ نہ ہو تو اس کو قانون نہیں کہیں گے احترازی مثالیں اگر وہ قضیہ کلیہ نہ بلکہ جزئیہ ہو جیسے زید مرفوع اس کو قانون نہیں کہیں گے اگر قضیہ ہو لیکن کلیہ نہ ہو بلکہ وہ طبعیہ ہو جیسے

Marfat.com

الانسان نوع تو اس کو بھی قانون نہیں کہیں گے کیونکہ یہاں تو طبعیت پر حکم ہے اور قانون تو وہ ہوتا ہے جہاں جزئیات کے احکام معلوم ہوں طبعیت کے جزئیات نہیں ہوتے ہیں بلکہ افراد ہوتے ہیں اور اگر وہ قضیہ کلیہ مسورہ نہیں بلکہ وہ قضیہ مہملہ ہے جیسے الانسان کاتب اس کو بھی قانون نہیں کہیں گے۔

اعتراض:۔ آپ نے تعریف میں یہ کہا ہے کہ قضیہ کلیہ کے موضوع کے جزئیات کے احکام معلوم کئے جاتے ہیں محمول کے جزئیات کے احکام کیوں نہیں معلوم کئے جاتے موضوع کے جزئیات کے احکام کیوں معلوم کئے جاتے ہیں؟

جواب:۔ موضوع سے مراد ہمیشہ ذات ہوتی ہے اور محمول سے مراد ہمیشہ وصف ہوتی ہے اور یہ محمول ایک حکم ہوتا ہے جو کہ موضوع پر لگ رہا ہوتا ہے موضوع سے مراد چونکہ ذات ہوتی ہے اس ذات کے جزئیات کے احکام معلوم کرنے پڑتے ہیں محمول کا فرد ایک وصف اور حکم ہوتا ہے اس کا حکم معلوم کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے قانون میں موضوع کے جزئیات کے احکام معلوم کئے جاتے ہیں محمول کے نہیں۔

موضوع کی جزئیات کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ:۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب ہم نے مثلاً کسی جزئی کو دیکھا مثلاً ضرب زید میں زید کو دیکھا کہ یہ فاعل ہے اس کا حکم معلوم کرنا ہے کہ یہ مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور یہ کیسے معلوم ہوگا اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس جزئی کو لیکر صغری بنائیں گے اور قضیہ کلیہ کو کبری بنائیں گے صغری بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس جزئی کا جس کا حکم معلوم کرنا ہے اس کو صغری کا موضوع بنائیں گے اور قضیہ کلیہ کا جو موضوع ہے اس کا صغری کا محمول بنائیں گے مثلاً ضرب زید میں زید جزئی کا حکم معلوم کرنا ہے تو اس زید کو صغری کا موضوع بنائیں گے قضیہ کلیہ کل فاعل مرفوع ہے اس موضوع فاعل ہے اس کو صغری کا محمول بنائیں گے اور زید فاعل کہیں گے اور قضیہ کلیہ کو کبری بنائیں گے اب شکل اول تیار ہوگی وہ یہ ہوگی کہ زید فاعل وکل فاعل مرفوع نتیجہ نکلے گا زید مرفوع یہ اس جزئی کا حکم نکل آیا کہ زید کو مرفوع پڑھو۔

قَوْلُهٗ وَمَوْضُوْعُهٗ: مَوْضُوْعُ الْعِلْمِ مَا يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِيَّةِ وَالْعَرْضُ الذَّاتِيُّ مَا يَعْرِضُ لِلشَّيْءِ اِمَّا اَوَّلًا وَبِالذَّاتِ كَالتَّعَجُّبِ اللَّاحِقِ لِلْاِنْسَانِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ اِنْسَانٌ وَاِمَّا بِوَاسِطَةِ اَمْرٍ مُسَاوٍ لِذَالِكَ الشَّيْءِ كَالضِّحْكِ الَّذِيْ يَعْرِضُ حَقِيْقَةً لِلْمُتَعَجِّبِ ثُمَّ يُنْسَبُ عُرُوْضُهٗ اِلَى الْاِنْسَانِ بِالْعَرْضِ وَالْمَجَازِ فَافْهَمْ

ترجمہ: علم کا موضوع وہ چیز ہے کہ اس میں اس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے اور عرض ذاتی وہ ہے کہ جو شئی کو عارض ہو یا تو اولاً وبالذات جیسے تعجب لاحق ہونے والا ہے انسان کو اس حیثیت سے کہ وہ انسان ہے اور یا کسی امر مساوی کے واسطے سے

Marfat.com

اس شی کا جیسے ضحک جو عارض ہوتا ہے حقیقۃ تعجب کرنے والے کو ثراس کا عروض منسوب کیا جاتا ہے انسان کی طرف بالعرض اور مجازاً پس سمجھ لے۔

غرضِ شارح:۔ اس قولہ کی غرض مطلق موضوع کی تعریف کرنا ہے۔

تشریح:۔ مقدمہ جن تین چیزوں کیلئے وضع کیا گیا تھا ان میں سے دو (تعریف، غرض وغایت) کا بیان تو ماقبل میں ہو چکا ہے اب یہاں سے تیسری چیز موضوع کو بیان کرنا چاہتے ہیں مطلق موضوع یہ عام ہے اور منطق کا موضوع یہ خاص ہے یہاں اصل میں تو علم منطق کے موضوع کو بیان کرنا تھا لیکن خاص چونکہ عام کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتا اسلئے پہلے عام یعنی مطلق موضوع کو بیان کرتے ہیں اس کے بعد خاص یعنی منطق کے موضوع کو بیان کریں گے

مطلق موضوع کی تعریف:۔ علم میں جس شی کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اس شی کو اس علم کا موضوع کہا جاتا ہے جیسے علم طب میں انسان کے بدن کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے کہ وہ کیسے بیمار ہوتا ہے اور کیسے تندرست ہوتا ہے اس لئے علم طب کا موضوع بدن انسانی ہے۔

اب یہاں یہ سمجھنا ہے کہ عوارض ذاتیہ کون کونسے ہیں اور پھر ان کو مطلق موضوع کی تعریف پر منطبق کرنا ہے۔

فائدہ:۔ جب ایک شی دوسری شی کو چمٹی ہوئی ہوتی ہے تو جو شی چمٹنے والی ہوتی ہے اس کو عارض اور جس کو چمٹی ہوئی ہو اس کو معروض اور اگر کسی واسطے کے ساتھ چمٹی ہوئی ہو تو اس کو واسطہ کہتے ہیں۔

عوارض ذاتیہ:۔ جب ایک شی دوسری شی کو عارض ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو کسی واسطے کے ذریعے سے عارض ہوگی یا بغیر واسطے کے۔ اگر بغیر واسطے کے ہے تو یہ ایک صورت ہے جیسے تعجب انسان کو عارض ہے بغیر کسی واسطے کے۔ اور اگر واسطے کے ساتھ عارض ہو تو پھر وہ واسطہ اس معروض (ذی الواسطہ) کی جزو ہوگا یا اس سے خارج ہوگا اگر وہ واسطہ اس معروض کی جزو ہو تو یہ دوسری صورت ہے جیسے حرکت انسان کو عارض ہے لیکن حیوانیت کے واسطے کے ساتھ یعنی انسان چونکہ حیوان ہے اسلئے متحرک ہے اور حیوان (واسطہ) انسان (معروض کا جزو ہے۔ اور اگر وہ واسطہ معروض کا جزو نہ ہو بلکہ اس سے خارج ہو تو خارج ہو کر وہ واسطہ معروض کے مبائن ہوگا جیسے حرارت پانی کو عارض ہے آگ کے واسطے سے اور آگ پانی کا امر مبائن ہے یا متساوی ہوگا جیسے ضحک انسان کو عارض ہے بواسطہ تعجب کے (کیونکہ پہلے انسان کو تعجب ہوتا ہے پھر وہ ہنستا ہے) اور تعجب انسان کا امر مبائن ہے یا اعم ہوگا یا اخص ہوگا اس طرح کل چھ صورتیں بن گئیں۔
ہر ایک کی مثال نقشہ میں ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

خلاصہ عوارض ذاتیہ وغریبہ

نمبر شمار	عارض	معروض	واسطہ
۱	تعجب	انسان	بغیر کسی واسطے کے
۲	حرکت	انسان	کو عارض ہے بواسطہ حیوان کے اور واسطہ معروض کی جزو ہے
۳	ضحک	انسان	کو عارض ہے بواسطہ تعجب کے اور تعجب انسان کا امر مساوی ہے
۴	حرکت	ناطق	کو عارض ہے بواسطہ حیوان کے اور حیوان ناطق سے اخص ہے
۵	ناطق	حیوان	کو عارض ہے بواسطہ انسان کے اور انسان حیوان سے اخص ہے
۶	حرارت	پانی	کو عارض ہے بواسطہ آگ کے جو پانی کا مبائن ہے

ان چھ صورتوں میں سے پہلی تین قسمیں عوارض ذاتیہ اور بقیہ تین صورتیں عوارض غریبہ کہلاتے ہیں

علم کے اندر جن عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے وہ اس علم کا موضوع کہلاتے ہیں اور عوارض غریبہ کو اس علم کا موضوع نہیں کہا جاتا ہے۔ علم منطق میں معرف اور حجۃ کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوگی۔

قَوْلُهُ الْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِيُّ: اِعْلَمْ اَنَّ مَوْضُوْعَ الْمَنْطِقِ هُوَ الْمُعَرِّفُ وَالْحُجَّةُ اَمَّا الْمُعَرِّفُ فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنِ الْمَعْلُوْمِ التَّصَوُّرِيِّ لٰكِنْ لَا مُطْلَقًا بَلْ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ يُوْصِلُ اِلٰى مَجْهُوْلٍ تَصَوُّرِيٍّ كَالْحَيَوَانِ النَّاطِقِ الْمُوْصِلِ اِلٰى تَصَوُّرِ الْاِنْسَانِ وَاَمَّا الْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِيُّ الَّذِيْ لَا يُوْصِلُ اِلٰى مَجْهُوْلٍ تَصَوُّرِيٍّ فَلَا يُسَمّٰى مُعَرِّفًا وَالْمَنْطِقِيُّ لَا يُبْحَثُ عَنْهُ كَالْاُمُوْرِ الْجُزْئِيَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ نَحْوُ مِنْ زَيْدٍ وَعَمْرٍو وَاَمَّا الْحُجَّةُ فَهِيَ عِبَارَةٌ عَنِ الْمَعْلُوْمِ التَّصْدِيْقِيِّ لٰكِنْ لَا مُطْلَقًا اَيْضًا بَلْ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ يُوْصِلُ اِلٰى مَطْلُوْبٍ تَصْدِيْقِيٍّ كَقَوْلِنَا الْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ الْمُوْصِلُ اِلَى التَّصْدِيْقِ بِقَوْلِنَا الْعَالَمُ حَادِثٌ وَاَمَّا لَا يُوْصِلُ كَقَوْلِنَا النَّارُ حَارَّةٌ مَثَلًا فَلَيْسَ بِحُجَّةٍ وَالْمَنْطِقِيُّ لَا يَنْظُرُ فِيْهِ بَلْ يَبْحَثُ عَنِ الْمُعَرِّفِ وَالْحُجَّةِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُمَا كَيْفَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُتَرَتَّبَا حَتّٰى يُوْصِلَا اِلَى الْمَجْهُوْلِ

****

Marfat.com

ترجمہ:۔جان لیجئے کہ بلاشبہ منطق کا موضوع وہ معرف اور حجۃ ہے بہر حال معرف پس وہ عبارت ہے معلوم تصوری سے لیکن مطلقا نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ مجہول تصور تک پہنچائے جیسے حیوان ناطق وہ پہنچانے والا ہے انسان کی طرف اور وہ معلوم تصور جو مجہول تصور تک نہیں پہنچاتا اس کا نام معرَّف نہیں رکھا جاتا اور منطقی اس سے حث نہیں کرتا جیسے امور جزئیہ معلومہ اور بہر حال حجۃ پس وہ عبارت ہے معلوم تصدیق سے لیکن مطلقا نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ مطلوب تصدیق تک پہنچائے جیسے ہمارا قول العالم متغیر و کل متغیر حادث یہ پہنچانے والا ہے ہمارے اس قول العالم حادث کی تصدیق کی طرف اور وہ تصدیق جو (مجہول تصدیق تک) نہ پہنچائے جیسے ہمارا قول النار حارة مثال کے طور پر تو وہ حجۃ نہیں ہے اور منطقی اس میں نظر نہیں کرتا بلکہ منطقی معرف اور حجۃ سے اس حیثیت سے بحث کرتا ہے کہ کیسے ان کو ترتیب دی جائے کہ وہ مجہول تک پہنچادیں۔پس معلوم تصوری کا نام رکھا جاتا ہے معرَّف اور معلوم تصدیقی کا (نام رکھا جاتا ہے) حجۃ۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض علم منطق کا موضوع بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔علم منطق کا موضوع معلومات تصوری اور معلومات تصدیقی ہیں اس حیثیت سے کہ یہ مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی کی طرف پہنچانے والے ہوں جیسے کہ الحیوان الناطق یہ معلوم تصوری ہے یہ مجہول تصوری الانسان تک پہنچاتا ہے العالم متغیروکل متغیر حادث یہ معلوم تصدیقی ہے یہ مجہول تصدیقی العالم حادث تک پہنچانے والا ہے۔منطق کا موضوع مطلق معلوم تصوری اور مطلق معلوم تصدیقی نہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ بعض معلوم تصوری اور بعض معلوم تصدیقی ایسے بھی ہوں گے جو کہ مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی کی طرف پہنچانے والے نہیں ہونگے جیسے زید یہ معلوم تصوری ہے لیکن یہ کسی مجہول تصوری کی طرف پہنچانے والا نہیں ہے کیونکہ تصور جزئی ہے اور جزئی کسی دوسرے تصور کے حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بنتی ایسا ہی النار حارة، الثلج بارذة یہ معلوم تصدیقی ہے لیکن یہ کسی مجہول تصدیقی کی طرف پہنچانے والے نہیں ایسے معلوم تصدیقی اور ایسے معلوم تصوری جو موصل الی المجهول تصوری (مجہول تصور تک پہنچانے والے) اور موصل الی المجهول تصديقی (مجہول تصدیق کی طرف پہنچانے والے) نہ ہوں وہ منطق کا موضوع نہیں۔

قَوْلُهُ مُعَرِّفًا: لِاَنَّهُ يُعَرِّفُ وَيُبَيِّنُ الْمَجْهُوْلَ التَّصَوُّرِيَّ

ترجمہ:۔اسلئے کہ یہ پہچان کراتا اور بیان کرتا ہے مجہول تصور کو

غرضِ شارح:۔اس قولہ کی غرض منطق کے موضوع اول معرف کی وجہ تسمیہ بتانی ہے۔

معرف کا لغوی معنی ہے جنوانے والا اور معرف کو بھی معرف اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ایک مجہول شی کو جنواتا ہے

Marfat.com

معرف کا دوسرا نام قول شارح بھی ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قول شارح کا معنی یہ ہے کہ ایسی مرکب کلام جو کہ بیان کرنے والی ہے قول شارح کو بھی قول شارح اسلئے کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی ایک مجہول چیز کو بیان کر دیتا ہے۔

قَوْلُهُ حُجَّةٌ: لِاَنَّهَا تَصِيْرُ سَبَبًا لِلْغَلَبَةِ عَلَى الْخَصْمِ وَالْحُجَّةُ فِي اللُّغَةِ الْغَلَبَةُ فَهٰذَا مِنْ قَبِيْلِ تَسْمِيَةِ السَّبَبِ بِاسْمِ الْمُسَبَّبِ

ترجمہ:۔ اس لئے کہ وہ مخالف پر غلبہ کا سبب ہے اور حجۃ غلبہ ہے پس یہ تسمیۃ السبب باسم المسبب کے (مسبب کے نام پر سبب کا نام رکھنا) کے قبیلے میں سے ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض منطق کے دوسرے موضوع حجۃ کی وجہ تسمیہ بیان کرنا ہے۔

حجۃ کے لغوی معنی غلبہ کے آتے ہیں حجۃ کو حجۃ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعے انسان اپنے خصم (فریق مخالف) پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اصل میں حجۃ تو سلب غلبہ کو کہتے ہیں اس کا سبب وہ صغری کبری کی جو شکل ہوتی ہے وہ ہوتا ہے لیکن اب جو نام مسبب کا تھا وہی سبب کا رکھ دیا گیا اسکو تسمیۃ السبب باسم المسبب کہتے ہیں یہ مجاز مرسل کے چوبیس علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

متن: فَصْلٌ دَلَالَةُ اللَّفْظِ عَلٰى تَمَامِ مَا وُضِعَ لَهٗ مُطَابَقَةٌ وَعَلٰى جُزْئِهٖ تَضَمُّنٌ وَعَلَى الْخَارِجِ اِلْتِزَامٌ وَلَا بُدَّ فِيْهِ مِنَ اللُّزُوْمِ عَقْلًا اَوْ عُرْفًا وَتَلْزَمُهُمَا الْمُطَابَقَةُ وَلَوْ تَقْدِيْرًا وَلَا عَكْسَ

ترجمہ:۔ فصل لفظ کی دلالت تمام اس چیز پر کہ لفظ وضع کیا گیا ہے اس چیز کیلئے، مطابقی ہے اور اس کی جزو پر تضمنی ہے اور خارج پر التزامی ہے اور ضروری ہے اس میں لزوم عقلی یا عرفی اور لازم ہے ان دونوں کو مطابقی اگرچہ تقدیراً ہو اور اس کا عکس نہیں ہے۔

مختصر تشریح متن:۔ دلالة اللفظ سے الموضوع ان قصد تک متن کا عبارت کا مختصر مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے فصل میں مقدمہ کا بیان تھا اس میں منطق کی تعریف غرض وغایت اور موضوع بیان ہوا اب اصل مقصود کو اس فصل سے شروع کر رہے ہیں یہاں منطقیوں کا اصل مقصود تو معرف (قول شارح) اور حجۃ (تصدیق) سے بحث کرنا ہے ان دونوں میں سے

Marfat.com

پھر پہلے قول شارح کو ذکر کرتے ہیں اور پھر تصدیق کو وجہ اس کی یہ ہے کہ تصدیق کیلئے علی اختلاف مذاھب، تصورات ثلثہ یا شرط ہیں یا شطر (جزو) بہرحال خواہ شرط ہوں یا شطر یہ دونوں چیزیں مشروط اور کل سے مقدم ہوتی ہیں اس لئے پہلے تصورات کو بیان کرتے ہیں۔

تصورات میں پھر اصل تصور اور قول شارح ہوتا ہے وہ ایک معنوی چیز ہے اس کا سمجھنا کلیات خمس کے سمجھنے پر موقوف ہوتا ہے اور کلیات خمس کا سمجھنا الفاظ کی بحث پر موقوف ہوتا ہے اور الفاظ کی بحث کا سمجھنا دلالت کی بحث پر موقوف ہوتا ہے اس لئے سب سے پہلے دلالت کی بحث کو مناطقہ ذکر کرتے ہیں پھر الفاظ کو پھر کلیات خمس کو اور پھر قول شارح کو ذکر کرتے ہیں

اس فصل میں والموضوع کی عبارت تک مصنف نے دلالت کی تین قسمیں بیان کی ہیں اور ان کا آپس میں تعلق بیان کیا ہے دلالت کی تین قسمیں اس طرح بیان کریں گے کہ اگر لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے تو دلالت مطابقی ہے اور اگر معنی موضوع لہ کی جزو پر دلالت کرے تو دلالت تضمنی ہے اور اگر ایک معنی خارجی پر دلالت کرے جو کہ معنی موضوع لہ کو ذہن میں لازم ہو تو اس کو دلالت التزامی کہتے ہیں چاہے وہ لزوم عقلی ہو یا عرضی تینوں دلالتوں کا آپس میں تعلق یہاں تو صرف ماتن نے تضمنی اور التزامی کا مطابقی کے ساتھ اور مطابقی کا ان دونوں کے ساتھ تعلق بیان کیا ہے تضمنی اور مطابقی اک آپس کا تعلق بیان نہیں کیا دلالت تضمنی اور التزامی کا مطابقی کے ساتھ تعلق یہ ہے کہ ان دونوں کا مطابقی لازم ہے جہاں یہ دونوں ہونگی وہاں دلالت مطابقی ضرور ہوگی لیکن جہاں دلالت مطابقی ہو وہاں ان دونوں کا ہونا ضروری نہیں دلالت تضمنی اور مطابقی کا آپس میں تعلق یہ ہے کہ کبھی وہ دونوں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور کبھی جدا ہو جاتی ہیں تفصیل شرح میں آرہی ہے۔

قَوْلُهُ دَلَالَةُ اللَّفْظِ: قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ نَظَرَ الْمَنْطِقِيِّ بِالذَّاتِ اِنَّمَا هُوَ فِي الْمُعَرِّفِ وَالْحُجَّةِ وَهُمَا مِنْ قَبِيلِ الْمَعَانِي لَا الْاَلْفَاظِ اِلَّا اَنَّهٗ كَمَا يَتَعَارَفُ ذِكْرُ الْحَدِّ وَالْغَايَةِ وَالْمَوْضُوعِ فِي صَدْرِ الْكُتُبِ الْمَنْطِقِ لِيُفِيْدَ بَصِيْرَةً فِي الشُّرُوْعِ كَذٰلِكَ يَتَعَارَفُ اِيْرَادُ مُبَاحِثِ الْاَلْفَاظِ بَعْدَ الْمُقَدَّمَةِ لِيُعِيْنَ عَلَى الْاِفَادَةِ وَالْاِسْتِفَادَةِ وَذٰلِكَ بِاَنْ يُّبَيِّنَ مَعَانِي الْاَلْفَاظِ الْمُصْطَلَحَةِ الْمُسْتَعْمَلَةِ فِي مُحَاوَرَاتِ اَهْلِ هٰذَا الْعِلْمِ مِنَ الْمُفْرَدِ وَالْمُرَكَّبِ وَالْكُلِّيِّ وَالْجُزْئِيِّ وَالْمُتَوَاطِئِ وَالْمُشَكِّكِ وَغَيْرِهَا فَالْبَحْثُ عَنِ الْاَلْفَاظِ مِنْ حَيْثُ الْاِفَادَةِ وَالْاِسْتِفَادَةِ وَهُمَا اِنَّمَا يَكُوْنَانِ بِالدَّلَالَةِ فَلِذَا بَدَءَ بِذِكْرِ الدَّلَالَةِ وَهِيَ كَوْنُ

Marfat.com

الشَّیْءِ بِحَیْثُ یَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهِ الْعِلْمُ بِشَیْءٍ اٰخَرَ وَالْاَوَّلُ هُوَ الدَّالُ وَالثَّانِیْ هُوَ الْمَدْلُوْلُ وَالدَّالُ اِنْ کَانَ لَفْظًا فَالدَّلَالَةُ لَفْظِیَّةٌ وَاِلَّا فَغَیْرُ لَفْظِیَّةٍ وَکُلٌّ مِنْهُمَا اِنْ کَانَ بِسَبَبِ وَضْعِ الْوَاضِعِ وَتَعْیِیْنِهِ الْاَوَّلِ بِاِزَاءِ الثَّانِیْ فَوَضْعِیَّةٌ کَدَلَالَةِ لَفْظِ زَیْدٍ عَلٰی ذَاتِهٖ وَدَلَالَةِ الدَّوَالِّ الْاَرْبَعِ عَلٰی مَدْلُوْلَاتِهَا وَاِنْ کَانَ بِسَبَبِ اِقْتِضَاءِ الطَّبْعِ حُدُوْثُ الدَّالِ عِنْدَ عُرُوْضِ الْمَدْلُوْلِ فَطَبْعِیَّةٌ کَدَلَالَةِ اُحْ اُحْ عَلٰی وَجْعِ الصَّدْرِ وَدَلَالَةِ سُرْعَةِ النَّبْضِ عَلَی الْحُمّٰی وَاِنْ کَانَ بِسَبَبِ اَمْرٍ غَیْرِ الْوَضْعِ وَالطَّبْعِ فَدَلَالَةٌ عَقْلِیَّةٌ کَدَلَالَةِ لَفْظِ دَیْزٍ الْمَسْمُوْعِ مِنْ وَرَاءِ الْجِدَارِ عَلٰی وُجُوْدِ اللَّافِظِ وَکَدَلَالَةِ الدُّخَانِ عَلَی النَّارِ فَاَقْسَامُ الدَّلَالَةِ سِتَّةٌ وَالْمَقْصُوْدُ بِالْبَحْثِ هٰهُنَا هِیَ الدَّلَالَةُ اللَّفْظِیَّةُ الْوَضْعِیَّةُ اِذْ عَلَیْهَا مَدَارُ الْاِفَادَةِ وَالْاِسْتِفَادَةِ وَهِیَ تَنْقَسِمُ اِلٰی مُطَابَقَةٍ وَتَضَمُّنٍ وَالْتِزَامٍ لِاَنَّ دَلَالَةَ اللَّفْظِ بِسَبَبِ وَضْعِ الْوَاضِعِ اِمَّا عَلٰی تَمَامِ الْمَوْضُوْعِ لَهٗ اَوْ عَلٰی جُزْئِهٖ اَوْ عَلٰی اَمْرٍ خَارِجٍ

ترجمہ: تحقیق تو جان چکا ہے کہ بلاشبہ منطقی کی نظر بالذات صرف معرف اور حجۃ میں ہوتی ہے اور وہ دونوں معانی کے قبیلے میں سے ہیں نہ کہ الفاظ مگر جیسا کہ تو شروع میں پہچان چکا ہے کہ کہ منطق کی کتابوں کے شروع میں تعریف اور غایۃ اور موضوع کو ذکر کرنا اس لئے ہوتا ہے تا کہ شروع کرنے میں بصیرۃ کا فائدہ دے اسی طرح مقدمہ کے بعد الفاظ کی بحث کو لانا بھی متعارف تا کہ افادہ (دوسرے کو فائدہ دینا) اور استفادہ (دوسرے سے فائدہ حاصل کرنا) میں معاون ہو اور یہ بات اس طرح ہے کہ بیان کیا جاتا ہے اس علم والوں کی اصطلاح میں استعمال ہونے والے الفاظ کو مفرد مرکب کلی جزئی متواطی مشکک وغیرہ پس بحث الفاظ سے افادہ اور استفادہ کی حیثیت سے ہے اور وہ دونوں سوائے اس کے نہیں کہ دلالت کے ساتھ ہوتے ہیں پس اس لئے ابتداء دلالت کا ذکر کیا اور وہ دلالۃ وہ ہونا ہے کسی شی کا اس طرح کہ لازم آئے اس کے علم سے ایک اور شی کا علم اور اول وہ دال ہے اور دوسرا وہ مدلول ہے اور دال اگر لفظ ہو پس دلالۃ لفظیہ ہے ورنہ غیر لفظیہ ہے اور ہر ایک ان میں سے اگر ہے واضع کی وضع کے سبب اور اس کے اول کو ثانی کیلئے متعین کرنے کے سبب سے پس وضعیہ ہے جیسے دلالۃ لفظ زید کی اس کی ذات پر اور دوال اربع کی دلالۃ ان کے مدلولات پر اور اگر ہو طبعیت کے اقتضاء کے سبب سے دال حادث ہونے کو مدلول کے عارض ہونے کے وقت پس طبعیہ ہے جیسے دلالۃ کرنا اح اح کا سینے کے درد پر اور نبض کی تیزی کا دلالۃ کرنا بخار پر اور اگر ہے امر غیر

Marfat.com

وضع اور غیر طبع کے سبب سے پس دلالۃ عقلیہ ہے جیسے دلالۃ کرنا لفظ دیز کا جو سنا گیا ہو دیوار کے پیچھے سے لافظ کے وجود پر اور جیسے دھویں کی دلالۃ کرنا آگ پر پس دلالۃ کی اقسام چھ ہیں اور مقصود یہاں بحث کے ساتھ وہ دلالۃ لفظیہ ہے اس لئے کہ اسی پر افادہ اور استفادہ کا دارومدار ہے اور وہ تقسیم ہوتی ہے مطابقی تضمنی اور التزامی کی طرف اس لئے کہ لفظ کی دلالۃ باعتبار واضع کیے وضع کے یا پورے معنی موضوع لہ پر ہوگی یا اس کے جزء پر یا امر خارج پر

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض اور اسکا جواب دینا ہے قد علمت سے اعتراض اور فلذا بدء الدلالۃ تک جواب ہے کون الشیٔ سے آخر قول تک دلالت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف اور دلالت لفظیہ وضعیہ کے اقسام بیان کرنا ہے۔

اعتراض:۔ مناطقہ کی غرض تو قول شارح اور حجۃ سے بحث کرنا ہے اور وہ تو معانی کے قبیلے میں سے ہے لھذا ان کو یہاں بیان کرنا چاہیے مصنف نے دلالت کی بحث کو کیوں شروع کر دیا اس سے تو اشتغال بما لا یعنی (فضول کام میں مشغول ہونا) لازم آتا ہے اور وہ تو درست نہیں؟

جواب:۔ یہ ایک رواج بن چکا ہے کہ مقدمہ کے ختم کرنے کے بعد الفاظ کی بحث کو ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ افادہ (دوسرے کو فائدہ دینا) اور استفادہ (دوسرے سے فائدہ لینا) الفاظ پر موقوف ہے چونکہ الفاظ سے افادہ ہے استفادہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ لفظ اپنے معنی پر دلالت نہ کر رہا ہو اس لئے پہلے دلالت کی بحث کو ذکر کرتے ہیں کیونکہ یہ موقوف علیہ کے درجہ میں ہے اس سے اشتغال بما لا یعنی لازم نہیں آتا۔ منطقی ہر قسم کے الفاظ سے بحث نہیں کیا کرتے بلکہ منطقی صرف ان الفاظ سے بحث کرتے ہیں جو کہ علم منطق میں افادہ اور استفادہ میں مفید ہوں اور وہ الفاظ مناطقہ کے اپنے اصطلاحی الفاظ ہیں جو کہ مناطقہ کے تحاورات میں استعمال ہوتے ہیں وہ مفرد مرکب کلی جزئی متواطی مشکک وغیرہ کے الفاظ ہیں ان کا معنی بیان کرتے ہیں تا کہ یہ الفاظ افادہ اور استفادہ کیلئے معین ثابت ہوں۔

کون الشیٔ الخ: یہاں سے آخر قول تک دلالت کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور دلالت لفظیہ وضعیہ کے اقسام بیان کرتے ہیں

دلالت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:۔ دلالت کا لغوی معنی راستہ دکھانا ہے مناطقہ کی اصطلاح (بولی) میں دلالت کہتے ہیں کسی شی کا اس طرح ہونا کہ اس کے علم سے ایک دوسری شی کا علم آجائے جیسے دھویں کو دیکھ کر اس کے علم سے آگ کا علم حاصل ہوتا ہے شی اولی: جس کے دیکھنے سے علم آتا ہے اس کو دال دوسری چیز جس کا علم آتا ہے اس کو مدلول کہتے ہیں اور ان کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے اس کو دلالت کہتے ہیں مناطقہ نے جستجو اور تلاش کی ہے کہ ایک شی کے جاننے سے دوسری شی کا علم کس

Marfat.com

طرح آتا ہے انہوں نے تتبع اور تلاش کے بعد یہ معلوم کیا کہ ایک شی کے علم سے جو خود بخود دوسری شی کا علم آتا ہے یہ کسی تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے اور تعلق مناطقہ نے تین نکالے ہیں (۱) وضع کا تعلق: کہ بنانے والے نے دال کو مدلول ہی کیلئے بنایا ہو (۲) طبع کا تعلق: کہ مدلول دال کی طبعیت کو جا کر لگ جائے اور اس سے بلا اختیار دال صادر ہو (۳) تاثیر کا تعلق: یعنی دال اثر ہو اور مدلول مؤثر ہو یا مدلول اثر ہو اور دال مؤثر یا دال اور مدلول دونوں ایک تیسری شی کا اثر ہوں مثالیں آگے آئیں گی۔

دلالت کی اقسام: دلالت کی دو قسمیں ہیں لفظیہ غیر لفظیہ دلالت لفظیہ اس دلالت کو کہتے ہیں کہ جس میں دال لفظ ہو جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر اور غیر لفظیہ اس کو کہتے ہیں جس میں دال لفظ نہ ہو جیسے دھویں کی دلالت آگ پر۔

دلالت لفظیہ کی اقسام: دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) دلالت لفظیہ وضعیہ: جس میں دال لفظ ہو اور اس کے بنانے والے نے مدلول کیلئے بنایا ہو یعنی تعلق وضع کا ہو اس کو دلالت لفظیہ وضعیہ کہتے ہیں جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر کیونکہ بنانے والے نے لفظ زید کو ذات زید کیلئے بنایا ہے۔

(۲) دلالت لفظیہ طبعیہ: جس میں دال لفظ ہو اور تعلق دال مدلول کے درمیان طبع کا ہو کہ مدلول دال کی طبعیت کو لگے اور اس سے بلا اختیار دال صادر ہو جیسے لفظ اح اح کی دلالت سینہ کے درد پر یہاں مدلول سینہ کا درد دال انسان کی طبعیت کو جا کر لگا تو اس سے بلا اختیار دال صادر ہوا۔

(۳) دلالت لفظیہ عقلیہ: جس میں دال لفظ ہو اور دال اور مدلول کے درمیان تعلق تاثیر کا ہو جیسے لفظ دیز جو کہ دیوار کے پیچھے سے سنا جائے اس کی دلالت بولنے والے کی ذات پر یہاں دال یعنی لفظ دیز یہ مدلول لافظ (بولنے والا) کا اثر ہے اس میں دیوار کے پیچھے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ کیونکہ اگر کوئی آدمی سامنے یہ کلام لفظ دیز والا کرے تو اس کو دلالت لفظیہ عقلیہ نہیں کہیں گے۔

دلالت غیر لفظیہ کی اقسام: اس کی بھی تین قسمیں ہیں (۱) غیر لفظیہ وضعیہ (۲) غیر لفظیہ طبعیہ (۳) غیر لفظیہ عقلیہ

(۱) غیر لفظیہ وضعیہ: جس میں دال لفظ نہ ہو اور دال اور مدلول کے درمیان تعلق وضع کا ہو جیسے دوال اربع (خطوط، نصب، اشارات عقود) کی دلالت اپنے معانی و مدلولات پر یہ غیر لفظیہ ہے کیونکہ یہ چیز جنس الفاظ نہیں اور وضعیہ بھی ہیں کیونکہ بنانے والے نے ان کو مخصوص معانی کیلئے بنایا ہے۔

(۲) غیر لفظیہ طبعیہ: جس میں دال لفظ نہ ہو اور دال اور مدلول کے درمیان تعلق طبع کا ہو جیسے سرعۃ نبض کی دلالت بخار پر یہاں بخار جا کر دال یعنی انسان کی طبعیت کو لگا اور اس سے بلا اختیار دال یعنی سرعۃ نبض صادر ہوا۔

Marfat.com

(۳) دلالت غیر لفظیہ عقلیہ :۔ جس میں دال لفظ نہ ہو اور دال اور مدلول کے درمیان تعلق تاثیر کا ہو جیسے دھویں کی دلالت آگ پر یہاں دھواں یہ اثر ہے اور مدلول یعنی آگ وہ مؤثر ہے اس کی دوسری مثال جہاں دال مؤثر ہو اور مدلول اثر ہو جیسے آگ کو دیکھ کر دھویں کا یقین کرنا یہاں آگ دال ہے جو کہ مؤثر ہے اور مدلول دھواں ہے جو کہ اثر ہے تیسری مثال جہاں دال اور مدلول دونوں کسی تیسری شئی کا اثر ہوں جیسے دھویں کی دلالت حرارت یعنی گرمی پر یہاں دھویں دال اور حرارت مدلول ہے یہ دونوں ایک تیسری چیز آگ کا اثر ہیں اور آگ مؤثر ہے۔

یہاں تک دلالت کی اقسام ختم ہوئیں منطقی چونکہ معانی سے بحث کرتے ہیں اور معانی کا سمجھنا اور سمجھانا یہ الفاظ سے احسن طریقے سے ہوتا ہے اس لئے منطقی صرف دلالت لفظیہ سے ہی بحث کرتے ہیں اور پھر دلالت لفظیہ میں سے بھی صرف وضعیہ سے بحث کرتے ہیں کیونکہ افادہ اور استفادہ کیلئے یہی مفید ہے۔

اس کے اقسام بیان کرتے ہیں دلالت لفظیہ وضعیہ کے تین قسمیں ہیں (۱) دلالت مطابقی (۲) دلالت تضمنی (۳) دلالت التزامی

﴿۱﴾ دلالت مطابقی :۔ وہ ہے جس میں دال اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت اپنے پورے معنی موضوع لہ حیوان ناطق پر ہے

﴿۲﴾ دلالت تضمنی : جس میں دال اپنے معنی موضوع لہ کی جزو پر دلالت کرے یہ دلالت، دلالت مطابقی کے ضمن میں ہی ہوجاتی ہے کیونکہ جب لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دال کرتا ہے تو ہر ہر جزو پر بھی تو دال ہوتا ہے جیسے انسان کی دلالۃ صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر فقط

﴿۳﴾ دلالت التزامی :۔ لفظ ایک معنی خارجی پر دلالت کرے کہ وہ معنی خارجی جو موضوع لہ کو لازم ہو ذہن میں جیسے انسان کی دلالت صنعت کتابۃ پر جو کہ معنی موضوع لہ حیوان ناطق کو ذہن میں لازم ہے۔

مناطقہ اور اھل عربیۃ کا اختلاف :۔ آیا دلالت تضمنی کیلئے قصد اور ارادے کی ضرورت ہے یا نہیں اھل عربیت کا مذہب یہ ہے کہ جب لفظ بول کر معنی موضوع لہ کی جزو پر دلالت کا ارادہ متکلم کرے گا تو دلالت تضمنی ہوگی ورنہ نہیں۔ مناطقہ کا مذہب یہ ہے کہ ارادہ کی ضرورت نہیں کہ جب لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے گا تو بلا قصد اور ارادہ موضوع لہ کی جزو پر بھی دلالت ہو جائیگی ارادہ کی ضرورت نہیں مناطقہ کا مذہب راجح ہے کیونکہ دلالت لفظیہ کا ان تین قسموں میں بند ہونا یہ حصر عقلی ہے اگر اھل عربیۃ کی بات مان لی جائے تو پھر ایک اور قسم بھی نکل آئیگا کہ جس میں ارادہ نہ ہو اس کو کہاں داخل کیا جائیگا اھل

Marfat.com

عربیۃ کے مذھب کے مطابق حصر عقلی ٹوٹتا ہے اس لئے یہ درست نہیں ہے۔ تفصیل مرقات کتاب میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

قَوْلُهٗ وَلَا بُدَّ فِيْهِ: اَیْ فِی دَلَالَةِ الْاِلْتِزَامِ

ترجمہ:۔ یعنی دلالت التزامی میں۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض فیہ میں ضمیر کا مرجع بتانا ہے۔

تشریح:۔ یزدی صاحب نے بتایا کہ اس کا مرجع التزام نہیں جو کہ پہلے گزرا ہے کیونکہ اس وقت تو یہ معنیٰ ہوگا کہ ضروری ہے اس التزام میں لزوم کا ہونا یہ معنیٰ تو بالکل غلط ہے اس لئے یزدی صاحب نے ای الدلالۃ کا لفظ نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس ضمیر کا مرجع دلالت التزام ہے کہ ضروری ہے اس دلالت التزام میں لزوم کا ہونا۔

سوال:۔ یزدی صاحب نے جو ضمیر کا مرجع دلالت التزام نکالا ہے اس پر کیا قرینہ ہے؟

جواب:۔ جیسے دلالۃ اللفظ علی تمام ما وضع له مطابقۃ میں مطابقۃ سے پہلے دلالت کا لفظ مقدر ہے ای دلالۃ المطابقه اور تضمن سے پہلے بھی دلالۃ کا لفظ مقدر ہے اسی طرح یہاں بھی التزام سے پہلے دلالۃ کا لفظ مقدر ہوگا اور دلالت التزام ہوگا۔

قَوْلُهٗ مِنَ اللُّزُوْمِ: اَیْ كَوْنِ الْاَمْرِ الْخَارِجِ بِحَيْثُ يَسْتَحِيْلُ تَصَوُّرُ الْمَوْضُوْعِ لَهٗ بِدُوْنِهٖ سَوَاءٌ كَانَ هٰذَا اللُّزُوْمُ الذِّهْنِيُّ عَقْلًا كَالْبَصَرِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاَعْمٰى اَوْ عُرْفًا كَالْجُوْدِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْحَاتِمِ

ترجمہ:۔ یعنی ہونا امر خارج کا اس طرح کہ محال ہو موضوع لہ کا تصور اس کے بغیر برابر ہے کہ یہ لزوم ذہنی عقلی ہو جیسے بصر ساتھ نسبت کرنے اعمیٰ کی طرف یا عرفی ہو جیسے سخاوت ساتھ نسبت کرنے حاتم طائی کی طرف۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے دلالت التزامی میں جو لزوم ہوتا ہے وہ لزوم ذہنی ہوتا ہے۔

اس کے سمجھنے کیلئے لزوم کی اقسام سمجھنا ضروری ہے۔ لازم اور ملزوم کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے اس کو لزوم کہتے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں (۱) لزوم ماہیت (۲) لزوم خارجی (۳) لزوم ذہنی۔

لزوم ماہیت:۔ لازم ملزوم کو ذہن اور خارج دونوں جگہ چمٹا ہوا ہو یعنی ملزوم کو ذہن میں سوچیں یا ملزوم خارج میں موجود ہو تو یہ لازم ہمیشہ اس کو لازم ہو جیسے چار کے عدد کیلئے جفت ہونا لازم ہے خواہ چار کا عدد ذہن میں سوچا جائے یا خارج میں چار کا عدد

Marfat.com

پایا جائے تو اس کو جفت ہونا لازم ہے۔

لزوم خارجی:۔وہ ہے کہ لازم ملزوم کو صرف خارج میں لازم ہو لازم ملزوم کو ذہن میں لازم نہ ہو جیسے آگ کو جلانا لازم ہے اور پہاڑ کو بڑا ہونا لازم ہے دریا کو غرق کرنا لازم ہے ذہن میں آگ کو جلانا پہاڑ کیلئے بڑا ہونا اور دریا کیلئے غرق کرنا لازم نہیں ورنہ تو ذہن کا خرق حرق اور غرق ہونا لازم آتا ہے۔

لزوم ذہنی:۔وہ ہے کہ لازم ملزوم کو صرف ذہن میں لازم ہو خارجی جہاں میں اگر ملزوم موجود ہو تو لازم ملزوم کو لازم نہ ہو جیسے انسان کیلئے قابلیت علم اور صنعۃ کتابت لازم ہے لیکن اس وقت جب انسان کو ذہن میں سوچا جائے خارجی جہاں میں انسان کے ساتھ قابلیت علم چمٹی ہوئی نہیں ہے ورنہ تو لگی ہوئی نظر آتی دلالت التزامی میں یہی لزوم ذہنی معتبر ہے

لزوم کی دو قسمیں ہیں (۱) لزوم ذہنی عقلی (۲) لزوم ذہنی عرفی۔

لزوم ذہنی عقلی:۔وہ ہے جو اپنے ملزوم کو عقلا لازم ہو اور لازم کا اپنے ملزوم سے جدا ہونا عقلا محال ہو یعنی عقلا اس لازم کا ملزوم سے جدا ہونا ممکن نہ ہو جیسے اعمی کا معنی ہے عدم البصر ہے اس کو بصر لازم ہے اور یہ ایسا لازم ہے جس کا اپنے ملزوم عدم البصر سے جدا ہونا عقلا محال ہے جب بھی اعمی کا معنی سوچیں گے تو مصر کا تصور بھی اس کو لازم ہے۔

اعتراض:۔اپنے یہ کہا ہے کہ اعمی کے معنی کو بصر لازم ہے یہ صحیح نہیں بلکہ یہ بصر تو اس کے معنی کی جزو ہے لھذا یہاں تو دلالت التزامی نہیں بلکہ دلالت تضمنی ہے؟

جواب:۔یہاں عدم کی اضافت بصر کی طرف یہ اضافت بیانیہ ہے یہاں بصر کا لفظ محض عدم کی وضاحت کیلئے ہے یہ جزو نہیں عدم کا معنی یہ ہے کہ عدم بصر کا ہونا۔

اعتراض:۔عدم کا معنی یہ کیسے صحیح ہے عدم کے معنی میں تو نفی ہے؟

جواب:۔بصر کے عدم کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی شان میں سے یہ ہو کہ وہ بصیر ہو اگر اس کی شان میں بصیر ہونا نہ ہو اور وہاں آنکھیں نہ ہوں تو اس کو اعمی نہیں کہیں گے جیسا کہ درخت پہاڑ وغیرہ کو اعمی نہیں کہا جاتا۔

لزوم ذہنی عرفی:۔وہ ہے کہ وہ ملزوم کو عرفا لازم ہو عقلا اس کا ملزوم سے جدا ہونا ممکن ہو جیسے جود (سخاوت) یہ حاتم کو لازم ہے اور یہ ایسا لازم ہے کہ اس کا اپنے ملزوم یعنی حاتم سے جدا ہونا ممکن ہے یہ ممکن ہے کہ ذات حاتم موجود ہو لیکن سخاوت نہ کرے اگرچہ عرفا سخاوت حاتم کو ہمیشہ لازم ہے۔

Marfat.com

قَوْلُهُ وَتَلْزَمُهُمَا الْمُطَابَقَةُ وَلَوْ تَقْدِيْرًا اِذْلَا شَكَّ اَنَّ الدَّلَالَةَ الْوَضْعِيَّةَ عَلٰى جُزْءِ الْمُسَمّٰى وَ لَازِمِهٖ فَرْعُ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمُسَمّٰى سَوَاءٌ كَانَتِ الدَّلَالَةُ عَلَى الْمُسَمّٰى مُحَقَّقَةً بِاَنْ يُطْلَقَ اللَّفْظُ وَ يُرَادُبِهِ الْمُسَمّٰى وَيُفْهَمُ مِنْهُ الْجُزْءُ اَوِ اللَّازِمُ بِالتَّبْعِ اَوْمُقَدَّرَةً كَمَا اِذَا اشْتَهَرَ اللَّفْظُ فِي الْجُزْءِ اَوِ اللَّازِمِ فَالدَّلَالَةُ عَلَى الْمَوْضُوْعِ لَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَتَحَقَّقْ هُنَاكَ بِالْفِعْلِ اِلَّا اَنَّهَا وَاقِعَةٌ تَقْدِيْرًا بِمَعْنٰى اَنَّ لِهٰذَا اللَّفْظِ مَعْنًى لَوْ قُصِدَ مِنَ اللَّفْظِ لَكَانَ دَلَالَتُهٗ عَلَيْهِ مُطَابَقَةً وَاِلٰى هٰذَا اَشَارَ بِقَوْلِهٖ وَلَوْ تَقْدِيْرًا

ترجمہ:۔ اس لئے کہ نہیں ہے کوئی شک کہ بلاشبہ دلالۃ وضعیہ مسمی کے جزو پر اور اسکے لازم پر فرع ہے مسمی پر دلالت کی برابر ہے کہ ہو وہ دلالت مسمی پر محققہ یا مقدرہ جیسا کہ جب مشہور ہو جائے لفظ جزو میں یا لازم میں پس دلالت موضوع لہ پر اگر چہ نہیں متحقق وہاں پر مگر بلاشبہ وہ تقدیرا واقع ہے اس معنی میں کہ بے شک اس لفظ کیلئے ایک معنی ہے کہ اگر ارادہ کیا جائے لفظ سے البتہ ہو گی اس پر دلالت مطابقی اور اسی کی طرف اشارہ کیا مصنف نے اپنے قول ولو تقدیرا سے ۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض دلالت تضمنی اور التزامی کا دلالت مطابقی کے ساتھ تعلق بتلانا ہے اور سواء کانت تلک الدلالۃ سے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

تشریح:۔ اس تعلق کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ جہاں تابع ہوتا ہے وہاں متبوع کا ہونا ضروری ہے جیسے عطف بالحرف عطف بیان تاکید وغیرہ یہ توابع ہیں ان سے پہلے معطوف علیہ مؤکد مبدل منہ کا ہونا ضروری ہے لیکن جہاں ذات متبوع ہو وہاں تابع کا ہونا ضروری نہیں دلالت مطابقی متبوع ہے جہاں یہ ہوگی وہاں تضمنی اور التزامی کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ یہ دونوں تو توابع ہیں لیکن جہاں دلالت تضمنی اور التزامی ہوگی وہاں مطابقی ضرور ہوگی کیونکہ یہ دونوں توابع ہیں اور مطابقی وہ متبوع ہے اور تابع بغیر متبوع کے نہیں پایا جاتا۔

سواء کانت الدلالۃ الخ:۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے اور ولو تقدیرا کا معنی بتانا ہے۔

اعتراض:۔ آپ نے یہ دعوی کیا ہے کہ تضمنی اور التزامی بغیر مطابقی کے نہیں پائی جاتی یہ دعوی ٹوٹ رہا ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے ایک ایسا لفظ ہو جس کی دلالت جزو معنی پر مشہور ہوگئی ہو اور معنی مطابقی پر دلالۃ نہ ہو اور ایسے ہی یہ بھی ہو سکتا ہے لفظ کہ دلالت معنی التزامی پر مشہور ہوگئی ہو اور معنی مطابقی پر دلالت متروک ہو تو جہاں لفظ کو بولا جائیگا تو وہاں دلالت تضمنی اور التزامی

Marfat.com

تو ہو گی لیکن مطابقی نہ ہو گی لھذا آپ کا دعویٰ ٹوٹ گیا؟

جواب:۔ یہ بات تو ہم مانتے ہیں کہ ایسے لفظ میں بالفعل اگرچہ دلالت مطابقی نہیں ہو گی لیکن اس لفظ کیلئے معنی تو ایسا ہے کہ اگر اس لفظ کو بول کر وہ معنی مراد لیا جائے تو اس لفظ کی دلالت اس معنی پر دلالت مطابقی ہو گی۔

گویا کہ ولو تقدیرا کا معنی یہی ہے کہ لفظ کی دلالت معنی مطابقی پر بالفعل ہو یا بالقوۃ۔

قَوْلُهُ وَلَا عَكْسَ: اِذْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ لِلَّفْظِ مَعْنًى بَسِيْطٌ لَاجُزْءَ لَهُ وَلَالَازِمَ لَهُ فَتَحَقَّقَتْ حِيْنَئِذٍ الْمُطَابَقَةُ بِدُوْنِ التَّضَمُّنِ وَالْاِلْتِزَامِ وَلَوْ كَانَ لَهُ مَعْنًى مُرَكَّبٌ لَا لَازِمَ لَهُ فَتَحَقَّقَ التَّضَمُّنُ بِدُوْنِ الْاِلْتِزَامِ وَلَوْ كَانَ لَهُ مَعْنًى بَسِيْطٌ لَهُ لَازِمٌ تَحَقَّقَ الْاِلْتِزَامُ بِدُوْنِ التَّضَمُّنِ فَالْاِسْتِلْزَامُ غَيْرُ وَاقِعٍ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الطَّرَفَيْنِ

ترجمہ:۔ اس لئے کہ جائز ہے یہ کہ لفظ کا معنی بسیط ہو اس کا جز نہ ہو اور نہ اس کا لازم ہو پس اس وقت مطابقی متحقق ہو گی بغیر تضمنی اور التزامی کے اور اگر اس کیلئے معنی مرکب ہے اس کا لازم نہیں ہے پس تضمنی بغیر التزامی کے متحقق ہو گی اور اگر اس کیلئے معنی بسیط ہے اس کو کوئی لازم ہے تو التزامی متحقق ہو گی بغیر تضمنی کے پس استلزام طرفین میں سے کسی شی میں واقع نہیں ہے۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض دلالت مطابقی کا تضمنی اور التزامی کے ساتھ تعلق بتلانا ہے نیز اس قول میں تضمنی اور التزامی کا آپس میں تعلق جو ماتن نے نہیں بیان کیا اس کو بھی یزدی صاحب نے بیان کیا ہے۔

تشریح:۔ دلالت مطابقی یہ چونکہ متبوع ہے جہاں یہ ہو وہاں تضمنی اور التزامی کا ہونا ضروری نہیں مثلاً جہاں لفظ کا معنی بسیط ہو تو وہاں مطابقی تو ہو گی لیکن تضمنی نہیں ہو گی جیسے لفظ اللہ کی دلالت ذات باری تعالیٰ پر مطابقی ہے لیکن یہاں تضمنی اور التزامی نہیں تضمنی تو اسلئے نہیں کیونکہ ذات باری تعالیٰ کی کوئی جز نہیں اور التزامی اس لئے نہیں کہ اس کو کوئی لازم نہیں۔

اعتراض:۔ غفور رحیم قدیر علیم ہونا تو اللہ تعالیٰ کو لازم ہے؟

جواب:۔ لازم ہمیشہ خارج ہوا کرتا ہے ملزوم کی ذات سے۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی عین ذات ہیں خارج نہیں اس لئے اس کو لازم نہیں کہا جائیگا۔

ولو کان لہ معنی مرکب الخ:۔ یہاں سے علامہ یزدی صاحب نے دلالت تضمنی اور التزامی کا آپس میں تعلق بیان کیا ہے ان کا آپس میں تعلق عموم خصوص من وجہ کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں تین مادے ہونگے ایک مادہ اجتماعی اور دو

Marfat.com

افتراق (۱) جہاں لفظ کا معنی مرکب بھی ہو اور اسکا لازم بھی ہو تو وہاں پر یہ دونوں ہونگے جیسے لفظ انسان میں (۲) لفظ کا معنی مرکب ہو لیکن اس کا کوئی لازم نہ ہو تو یہاں تضمنی ہوگی التزامی نہیں ہوگی (۳) لفظ کا معنی بسیط ہو اور اس کا کوئی لازم بھی ہو تو یہاں التزامی ہوگی تضمنی نہیں ہوگی جیسے لفظ اللہ کی دلالت رزاق خالق پر یہ صفات اللہ تعالی کی ذات کو لازم ہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

متن: وَالْمَوْضُوْعُ اِنْ قُصِدَ بِجُزْئِهٖ اَلدَّلَالَةُ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاهُ فَمُرَكَّبٌ اِمَّا تَامٌّ خَبَرٌ اَوْ اِنْشَاءٌ وَاِمَّا نَاقِصٌ تَقْيِيْدِيٌّ اَوْ غَيْرُهٗ وَاِلَّا فَمُفْرَدٌ

ترجمہ:۔ اور موضوع اگر ارادہ کیا جائے اس کی جزو کے ساتھ دلالت کا اس کے معنی کی جزو پر پس وہ مرکب ہے یا تام خبریہ ہے یا انشائیہ ہے اور یا ناقص تقییدی ہے یا غیر تقییدی ورنہ پس وہ مفرد ہے۔

مختصر تشریح متن:۔ دلالت کی بحث کو ختم کرنے کے بعد اب الفاظ کی بحث کو شروع کرتے ہیں الفاظ دو قسم ہیں موضوع مہمل موضوع الفاظ تو ان کو کہتے ہیں جن کا کوئی نہ کوئی معنی ہو اور مہمل ان الفاظ کو کہتے ہیں جو کہ بے معنی ہوں منطقی الفاظ موضوع سے بحث کرتے ہیں کیونکہ افادہ اور استفادہ اس کے ذریعے ہوتا ہے لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں (۱) لفظ کی جزو سے معنی کی جزو پر دلالت کا ارادۃ کیا گیا ہو تو وہ مرکب ہے مرکب پھر دو قسم پر ہے مرکب تام یا ناقص تام میں دو قسم ہیں خبری یا انشائی ناقص کی دو قسمیں ہیں تقییدی اور غیر تقییدی (۲) اور اگر لفظ کی جزو سے معنی کی جزو پر دلالت کا ارادۃ نہ کیا گیا ہو تو وہ لفظ مفرد ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

قَوْلُهٗ وَالْمَوْضُوْعُ: اَیِ اللَّفْظُ الْمَوْضُوْعُ اِنْ اُرِيْدَ دَلَالَةُ جُزْءٍ مِنْهُ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاهُ فَهُوَ الْمُرَكَّبُ وَاِلَّا فَهُوَ الْمُفْرَدُ فَهُوَ الْمُرَكَّبُ اِنَّمَا يَتَحَقَّقُ بِاُمُوْرٍ اَرْبَعَةٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَكُوْنَ لِلَّفْظِ جُزْءٌ وَالثَّانِیْ اَنْ يَكُوْنَ لِمَعْنَاهُ جُزْءٌ وَالثَّالِثُ اَنْ يَدُلَّ جُزْءُ اللَّفْظِ عَلٰی جُزْءِ الْمَعْنٰی وَالرَّابِعُ اَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الدَّلَالَةُ مُرَادَةً فَبِانْتِفَاءِ كُلٍّ مِنَ الْقُيُوْدِ الْاَرْبَعَةِ يَتَحَقَّقُ الْمُفْرَدُ فَلِلْمُرَكَّبِ قِسْمٌ وَاحِدٌ وَلِلْمُفْرَدِ اَقْسَامٌ اَرْبَعَةٌ اَلْاَوَّلُ مَا لَا جُزْءَ لِلَّفْظِ نَحْوُ هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ وَالثَّانِیْ مَا لَا جُزْءَ لِمَعْنَاهُ نَحْوُ لَفْظِ اللّٰهِ وَالثَّالِثُ مَا لَا دَلَالَةَ لِجُزْءِ لَفْظِهٖ

Marfat.com

عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاہُ کَزَیْدٍ وَعَبْدِاللّٰہِ عَلَمًا وَالرَّابِعُ مَا یَدُلُّ جُزْءُ لَفْظٍ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاہُ لٰکِنَّ الدَّلَالَۃَ غَیْرُ مَقْصُوْدَۃٍ کَالْحَیْوَانِ النَّاطِقِ عَلَمًا لِشَخْصِ الْاِنْسَانِیِّ

ترجمہ:۔ یعنی لفظ موضوع اگر ارادہ کیا جائے اس کی جزو سے اس کے معنی کی جزو پر پس وہ مرکب ہے ورنہ پس وہ مفرد ہے پس مرکب سوائے اس کے نہیں کہ متحقق ہوتا ہے چار امور سے (۱) اول یہ کہ ہو لفظ کا جزو (۲) دوسرا یہ کہ ہو اس کے معنی کا جزو (۳) تیسرا یہ کہ دلالۃ کرے اس کے لفظ کی جزو اس کے معنی کی جزو پر (۴) چوتھا یہ کہ ہو یہ دلالۃ مراد پس چاروں قیود میں سے کسی کے انتفاء کے ساتھ متحقق ہو جائیگا مفرد۔ پس مرکب کیلئے ایک قسم ہے اور مفرد کیلئے چار اقسام ہیں اول وہ کہ اس کے لفظ کی جزو نہ ہو جیسے ھمزۂ استفہام کا دوسرا یہ کہ اس کے معنی کا جزو نہ ہو جیسے لفظ اللہ اور تیسرا یہ کہ اس کے لفظ کی جزو کی معنی کے جزو پر دلالۃ نہ ہو جیسے زید اور عبداللہ علم ہونے کی صورت میں اور چوتھا وہ ہے کہ دلالۃ کرے اس کے لفظ کی جزو اس کے معنی کی جزو پر لیکن دلالۃ مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق کسی شخص انسانی کا علم ہونے کی صورت میں۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض لفظ موضوع کی قسمیں بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ لفظ کی جزو سے معنی کی جزو پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ہو تو اس کو مرکب کہتے ہیں مرکب کے ثابت ہونے کیلئے چار شرطیں ہیں (۱) لفظ کی جزو ہو (۲) معنی کی جزو ہو (۳) لفظ سے جزو معنی کی جزو پر دلالت کرے (۴) لفظ کی جزو سے معنی کی جزو پر دلالت کا ارادہ ہو اگر یہ چاروں شرطیں پائی جائیں تو مرکب ثابت ہوگا اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط مفقود ہو تو مرکب ثابت نہیں ہوگا بلکہ وہ مفرد ہوگا اگر یہ چاروں شرطیں مفقود ہوں تو پھر وہ مفرد ہوگا پہلی صورت یہ کہ لفظ کی جزو ہی نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام کا دوسری صورت کہ لفظ کی جزو تو ہو لیکن معنی کی جزو نہ ہو جیسے لفظ اللہ اس کے لفظ کی جزو ہے لیکن معنی کی جزو نہیں تیسری صورت کہ لفظ کی جزو بھی ہو معنی کی جزو بھی ہو لیکن دلالت نہ ہو جیسے عبداللہ یہ علم ہے ایک انسان کا نام ہے جو کہ اجزاء والا ہے کیونکہ وہ بھی حیوان ناطق ہے عبد، حیوان اور اللہ سے ناطق پر دلالت نہیں ہو رہی چوتھی صورت کہ حیوان ناطق یہ کسی کا نام رکھ لیا جائے تو یہاں لفظ کی جزو۔ معنی کی بھی جزو ہے لیکن دلالت کا ارادہ نہیں ہے یہ چاروں صورتیں مفرد کی ہیں۔

اعتراض:۔ آپ نے کہا ہے کہ جو کسی معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو اس کی دو قسمیں مفرد و مرکب ہے دوال اربعہ کو بھی تو آپ نے مخصوص معانی کیلئے وضع کیا ہے حالانکہ وہ تو مفرد و مرکب نہیں ہوتے۔

جواب:۔ الموضوع سے مراد لفظِ موضوع ہے الموضوع پر الف لام عہد خارجی کا ہے۔ لفظ موضوع کی دو قسمیں

Marfat.com

ہیں مفرد و مرکب دوال اربعہ چونکہ لفظ نہیں اس لئے ان کی دو قسمیں نہیں۔

اعتراض: مرکب یہ تو مفردات سے ملکر بنتا ہے مفرد کی تعریف پہلے ہونی چاہیے تھی عام طور پر بھی مفرد کی تعریف پہلے ہوتی ہے لیکن یہاں یزدی صاحب نے مرکب کی تعریف پہلے کیوں کی؟

جواب: یہ تو صحیح ہے کہ مفرد پہلے ہونا چاہیے لیکن چونکہ مرکب کی تعریف وجودی تھی اور مفرد کی تعریف عدمی تھی وجود عدم سے اشرف ہوتا ہے اسی لئے وجود کی شرافت کا لحاظ کرتے ہوئے مرکب کی تعریف پہلے کی اور مفرد کی تعریف بعد میں کی۔

قَوْلُهٗ اِمَّا تَامٌّ: اَیْ یَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْہِ کَزَیْدٍ قَائِمٌ ۔

ترجمہ: یعنی صحیح ہو سکوت اس پر۔

غرضِ شارح: اس قول کی غرض مرکب کی دو قسمیں بیان کرنا ہے۔

مرکب کی دو قسموں میں سے پہلی قسم مرکب تام کو اس قول میں بیان کیا مرکب تام وہ ہے کہ جس پر متکلم کا سکوت یعنی چپ ہونا صحیح ہو یا مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو۔

قَوْلُهٗ خَبَرٌ: اِنِ احْتَمَلَ الصِّدْقَ وَالْکِذْبَ اَیْ یَکُوْنُ مِنْ شَانِہٖ اَنْ یَّتَّصِفَ بِھِمَا بِاَنْ یُّقَالَ لَهٗ صَادِقٌ اَوْ کَاذِبٌ

ترجمہ: خبر ہے اگر احتمال رکھے صدق اور کذب کا اگر ہو اس کی شان میں سے یہ کہ متصف ہو ان دونوں کے ساتھ بایں طور کہ کہا جائے اس کو صادق یا کاذب۔

غرضِ شارح: اس قول کی غرض مرکب تام کی دو قسموں میں سے مرکب تام خبری کو بیان کرنا ہے

مرکب تام خبری وہ ہے کہ جو صدق و کذب کا احتمال رکھے۔

سوال: لا الٰہ الا اللہ یہ کلام خبری ہے لیکن کذب کا اسمیں احتمال ہی نہیں بلکہ صدق ہی صدق کا احتمال ہے اسی طرح السماء تحتنا یہ کلام خبری ہے لیکن اس میں صدق کا احتمال ہی نہیں الارض تحتنا یہ بھی کلام خبری ہے لیکن اس میں کذب کا احتمال ہی نہیں لہٰذا آپکی تعریف جامع نہیں؟

جواب: کلام خبری کی شان یہ ہے کہ وہ صدق و کذب کے ساتھ موصوف ہو سکے یہ جملے من حیث الجملہ صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں ہمیں جو لا الٰہ الا اللہ میں کذب کا احتمال نظر نہیں آتا وہ دلائل خارجیہ کے اعتبار سے ہے ورنہ اگر یہ کذب کا احتمال

Marfat.com

نہ رکھتا تو ہمیں پھر کفار کو اللہ تعالی کے وجود پر دلائل دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

قَوْلُهٗ اَوْ اِنْشَاءٌ: اِنْ لَمْ يَحْتَمِلْهُمَا

ترجمہ:۔اگر نہ احتمال رکھے ان دونوں کا

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض مرکب تام کی دوسری قسم مرکب تام انشائی کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔مرکب تام انشائی جس میں صدق وکذب کا احتمال نہ ہو کلام خبری میں صدق وکذب کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ کلام خبری میں خارجی جہاں سے بات نقل کی جاتی ہے اور کلام انشائی میں خارجی جہاں سے بات نقل نہیں کی جاتی بلکہ ایک چیز کی طلب ہوتی ہے اسی لئے اس میں صدق وکذب کا احتمال نہیں ہوتا۔

قَوْلُهٗ اِمَّا نَاقِصٌ: اِنْ لَمْ يَصِحَّ السُّكُوْتُ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔اگر نہ صحیح ہو سکوت اس پر

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض مرکب کی دوسری قسم مرکب ناقص کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔مرکب ناقص وہ ہے جس پر متکلم کا سکوت صحیح نہ ہو یا مخاطب کو اس سے فائدہ تامہ حاصل نہ ہو۔

قَوْلُهٗ تَقْيِيْدِيٌّ: اِنْ كَانَ الْجُزْءُ الثَّانِيْ قَيْدًا لِلْاَوَّلِ نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ وَرَجُلٌ فَاضِلٌ وَقَائِمٌ فِي الدَّارِ

ترجمہ:۔اگر ہو جزو ثانی قید اول کیلئے جیسے غلام زید اور رجل فاضل اور قائم فی الدار۔

اغراضِ شارح:۔اس قول کی غرض مرکب ناقص کی اقسام اور ان میں سے مرکب تقییدی کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں تقییدی اور غیر تقییدی مرکب ناقص تقییدی جس میں جزو ثانی جزو اول کیلئے قید ہو جیسے غلام زید یہ مضاف مضاف الیہ ہے یہاں زید غلام کیلئے قید ہے رجل عالم یہاں عالم رجل کیلئے قید ہے یہ موصوف صفت کی مثال ہے قائم فی الدار یہاں حال فی الدار یہ قائم کیلئے قید ہے قیام وہ دراں حالیکہ گھر میں ہے یہ حال ذوالحال کی مثال ہے۔

قَوْلُهٗ اَوْ غَيْرُهٗ: اِنْ لَمْ يَكُنِ الثَّانِيْ قَيْدًا لِلْاَوَّلِ نَحْوُ فِي الدَّارِ وَخَمْسَةَ عَشَرَ

ترجمہ:۔اگر نہ ہو ثانی قید اول کیلئے جیسے فی الدار اور خمسۃ عشر

Marfat.com

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض مرکب ناقص کی دوسری قسم مرکب غیر تقییدی کی تعریف بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔مرکب غیر تقییدی وہ ہے جہاں جزو ثانی جزو اول کیلئے قید نہ ہو جیسے فی الدار خمسة عشر یہاں فی الدار اور عشرہ کالفظ جزو اول فی خمسة کیلئے قید نہیں۔

اعتراض:۔آپ نے یہ کہا ہے کہ یہاں جزو ثانی فی الدار یہ جزو اول فی کیلئے قید نہیں ایسے ہی عشرہ کالفظ جزو اول خمسة کیلئے قید نہیں حالانکہ یہاں بھی تو جزو ثانی قید ہے فی کا معنی مطابقی ظرفیت تھا لیکن الدار نے اس کو ظرفیت دار کے ساتھ مقید کر لیا عشرہ کے لفظ میں خمسہ کو مقید کر دیا خمسہ سے مراد وہ خمسہ نہیں جو اربعہ کے بعد ہے بلکہ خمسہ سے مراد وہ خمسہ ہے جو کہ عشرہ کے بعد ہے یہاں بھی تو جزو ثانی نے جزو اول کی تقیید کر دی ہے آپ کا یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ جزو ثانی یہاں جزو اول کیلئے قید نہیں؟

جواب:۔یہاں ظرفیت سے مراد مطلق ظرفیت مراد نہیں کیونکہ مطلق ظرفیت تو اسم ہے ظرفیت سے مراد ظرفیت جزئی ہے جو کہ خاص ہے الدار نے اس کی آ کر تعیین کی ہے وہ ظرفیت خاص دار والی ہے خمسة عشرہ میں بھی جزو ثانی قید نہیں یہاں خمسہ کالفظ علیحدہ ہے اور عشرہ علیحدہ ہے۔

اعتراض:۔مصنف نے مرکب تقییدی کی دو مثالیں کیوں دیں وضاحت کیلئے تو ایک مثال کافی تھی؟

جواب ﴿۱﴾:۔دو مثالیں اس لئے دیں کیونکہ پہلی مثال ایسی ہے کہ جہاں جزو ثانی یعنی الدار جزو اول کی تعیین کیلئے ہے اور دوسری مثال میں جزو ثانی تعیین کیلئے نہیں۔

جواب ﴿۲﴾:۔پہلی مثال میں فی عامل ہے جزو ثانی میں اور دوسری مثال خمسة عشرہ میں جزو اول عامل نہیں۔

قَوْلُهُ وَاِلَّا فَمُفْرَدٌ: وَاِنْ لَمْ يُقْصَدْ بِجُزْءٍ مِنْهُ الدَّلَالَةُ عَلٰى جُزْءِ مَعْنَاهُ

ترجمہ:۔اور اگر ارادہ نہ کیا جائے اس کی جزو سے دلالت کا اس کے معنی کی جزو پر۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض صرف یہ بتانا ہے کہ یہاں الا استثنائیہ نہیں بلکہ الا مرکبہ ہے

تشریح:۔مفرد کی تعریف یہ ہوئی کہ اگر لفظ کی جزو سے معنی کی جزو پر دلالت کا ارادہ نہ ہو تو وہ مفرد ہے مفرد کے مستحق ہونے کی چار صورتیں ہیں جن کی تفصیل مرکب کی بحث میں گزر چکی ہے۔

Marfat.com

متن: وَهُوَ اِنِ اسْتَقَلَّ فَمَعَ الدَّلَالَةِ بِهَيْئَتِهٖ عَلٰى اَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ كَلِمَةٌ وَبِدُوْنِهَا اِسْمٌ وَاِلَّا فَاَدَاةٌ

ترجمہ:۔ اور وہ اگر مستقل ہو پس اپنی ھیت کے ساتھ تین زمانوں میں سے کسی ایک پر دلالت کرنے کے ساتھ کلمہ ہے اور اس کے بغیر اسم ہے ورنہ اداۃ ہے۔

مختصر تشریح متن:۔ اس عبارت سے مصنفؒ مفرد کی تقسیم کر رہے ہیں کہ مفرد لفظ جو اپنے معنی پر دلالت کرے گا وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہوگا یا غیر مستقل ہوگا اگر معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں کہ معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو کر اپنی ھیت کے ساتھ تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کریگا یا نہیں اگر اپنی ھیت کیساتھ تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کر تو وہ کلمہ ہے اور اگر دلالت اپنی ھیت کے ساتھ نہ کرے تو وہ اسم ہے اور اگر وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل نہ ہو تو وہ اداۃ ہے۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

قَوْلُهٗ اِنِ اسْتَقَلَّ: اَیْ فِی الدَّلَالَةِ عَلٰی مَعْنَاهُ بِاَنْ لَا يُحْتَاجَ فِيْهَا اِلٰی ضَمِّ ضَمِيْمَةٍ

ترجمہ:۔ یعنی اپنے معنی پر دلالت کرنے میں بایں طور کہ نہ محتاج ہو کسی ضم ضمیمہ کے ملانے کی طرف۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض صرف ان استقل کا معنی بتانا ہے۔

تشریح:۔ اس کا معنی کے سمجھنے سے پہلے ان استقل کے صلوں کا سمجھنا ضروری ہے ان استقل کے دو صلہ ہیں فی الذار اور علی معناہ اب مطلب یہ ہوگا کہ وہ مفرد اگر اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو اب ان استقل کا معنی یہ ہوگا کہ وہ مفرد لفظ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو مستقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی ضم ضمیمہ کی طرف محتاج نہ ہو یہی مطلب ہے علی معنی فی نفسہ کا جو کہ نحو کی کتابوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

قَوْلُهٗ بِاَنْ يَكُوْنَ بِحَيْثُ كُلَّمَا تَحَقَّقَتْ هَيْئَةُ التَّرْكِيْبِيَّةِ فِیْ مَادَّةٍ مَوْضُوْعَةٍ مُتَصَرِّفَةٍ فِيْهَا فُهِمَ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ كَهَيْئَةِ نَصَرَ وَهِیَ الْمُشْتَمِلَةُ مِنْ ثَلَاثَةِ حُرُوْفٍ مَفْتُوْحَةٍ مُتَوَالِيَةٍ كُلَّمَا تَحَقَّقَتْ فُهِمَ الزَّمَانُ الْمَاضِیْ بِشَرْطِ اَنْ يَكُوْنَ تَحَقُّقُهَا فِیْ ضِمْنِ مَادَّةٍ مَوْضُوْعَةٍ مُتَصَرِّفَةٍ فِيْهَا فَلَا يَرِدُ النَّقْضُ بِنَحْوِ جَسَقٍ وَحَجَرٍ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ بایں طور کہ ہواس حیثیت سے کہ جب کبھی ھیئہ ترکیبیہ متحقق ہو کسی موضوعہ مادے میں جس میں تصرف کیا جاتا ہو تو سمجھا جائے تین زمانوں میں سے کوئی ایک جیسے نصر کی ھیئہ اور وہ مرکب تین لگاتار متحرک حروف سے جب کبھی یہ متحقق ہوگی تو زمانہ ماضی سمجھا جائے گا اس شرط کے ساتھ کہ ہواس کا تحقق مادہ موضوعہ متصرفہ کے ضمن میں۔ پس نہیں وارد ہوگا جسق اور حجر کی مثل میں۔

اغراضِ شارح:۔اس قول کی غرض توضیح متن ہے اس قول میں علامہ تفتازانی نے کلمہ کی تعریف پر جو اعتراضات وارد ہوتے تھے ان کا جواب دیا دو اعتراض جن کا ذکر مرقات میں گزر چکا تھا ان کو اس میں ذکر نہیں کیا دو اعتراضات کو ذکر کیا ہے انکے جوابات دیئے ہیں پہلے دو اعتراض جو مرقات میں گزرے تھے وہ یہ ہیں۔

اعتراض (ا):۔آپ نے کہا کہ کلمہ (فعل) وہ ہے جو معنی مستقل پر دلالت کرے اس میں تین زمانوں (ماضی حال استقبال) میں کوئی نہ کوئی زمانہ سمجھا جائے تو یہ تعریف آپ کی مانع نہیں تو اس کے اس تعریف کے مطابق الآن غدا امس جو کہ زمانہ پر دال ہے اور معنی بھی ان کا مستقل ہے ان کو کلمہ کہنا چاہیے حالانکہ آپ ان کو کلمہ نہیں کہتے۔

جواب:۔یہ ہے کہ ہم نے تعریف میں قید لگائی ہے وہ کلمہ جو اپنی شکل وصورت سے زمانے پر دلالت کرے الان زمانے حال پر امس زمانہ ماضی اور غدا آنے والے کل پر یعنی استقبال پر دلالت کرتے ہیں لیکن اپنے ماضی کیساتھ نہ کہ ھیت کے ساتھ۔

اعتراض (۲):۔قائم الان او امس او غدا یہ بھی تو زمانہ حال یا استقبال پر دال ہے اور اس کا معنی بھی مستقبل ہے لہذا اس کو بھی کلمہ کہنا چاہیے حالانکہ آپ اس کو کلمہ نہیں کہتے؟

جواب:۔ہم نے کلمہ کی تعریف میں یہ قید لگائی ہے کہ وہ اپنی شکل وصورت کیساتھ زمانے پر دلالت کرے اگرچہ زمانہ حال پر دلالت کرتا ہے لیکن اپنی شکل وصورت کے ساتھ نہیں بلکہ خارجی قرائن (الان کے متصل ہونے کے ساتھ) کے ساتھ دلالت کرتا ہے اب آگے وہ دو اعتراض بمع جوابات نقل کیے جاتے ہیں جو کہ اس کتاب میں مذکور ہیں۔

اعتراض (۳):۔آپ نے کلمہ کی تعریف بیان کی ہے کہ وہ اپنی ھیت ترکیبیہ کے ساتھ تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے جیسے نصر یہ اپنی ھیت ترکیبی یعنی ترتیب حروف اور پے در پے تین حرفوں کے متحرک ہونے کے زمانے ماضی پر دلالت کر رہا ہے لہذا جہاں ھیئت نصر والی ثابت ہوگی وہاں زمانہ ماضی پر دلالت ہوگی اور وہ فعل ہوگا حالانکہ جسق یہ ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے بالکل نصر کی طرح ہے لیکن زمانہ پر دلالت نہیں کرتا؟

جواب:۔ہم نے کلمہ فعل کی تعریف میں یہ قید لگائی ہے کہ وہ مادہ موضوعہ (لفظ موضوع) میں اپنی ہیئت ترکیبی کے ساتھ زمانہ پر

Marfat.com

دلالت کرے جبکہ یہ مادہ موضوع نہیں ہے بلکہ یہ تو مہمل لفظ ہے اس لئے یہ ہماری تعریف سے خارج ہے۔

اعتراض (۴):۔ حجر یہ مادہ موضوع ہے اور اپنی ہیئت ترکیبی میں بعینہ نصر کی طرح ہے لہذا اس کو کلمہ کہنا چاہیے حالانکہ آپ اس کو کلمہ (فعل) نہیں کہتے؟

جواب:۔ ہماری کلمہ کی تعریف میں ایک قید محذوف ہے وہ یہ ہے کہ وہ مادہ موضوع متصرف اپنی ہیئت ترکیبیہ کے ساتھ تین زمانوں میں سے کسی زمانہ پر دلالت کرے متصرف کا مطلب یہ ہے کہ اس کی گردان ماضی مضارع کی طرح ہوتی ہو حجر اگرچہ مادہ موضوع ہے لیکن متصرف نہیں کیونکہ اس کی گردان ماضی مضارع میں مفرد تثنیہ کی طرح نہیں ہوتی۔

قَوْلُهُ كَلِمَةٌ: فِي عُرْفِ الْمَنْطِقِيِّيْنَ وَفِي عُرْفِ النُّحَاةِ فِعْلٌ

ترجمہ:۔ منطقیوں کی عرف میں اور نحویوں کے عرف میں وہ فعل ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض منطقیوں کے کلمہ اور نحویوں کے فعل کے درمیان نسبت بتانی ہے۔

تشریح: منطقی جس کو کلمہ کہتے ہیں نحوی اس کو فعل کہتے ہیں منطقیوں کا کلمہ خاص اور نحویوں کا فعل عام ہے جہاں اخص ہوتا ہے وہاں اعم ہوتا ہے اور جہاں اعم ہو وہاں اخص کا ہونا ضروری نہیں لہذا اب کلمہ اور فعل میں اعم اخص مطلق کی نسبت ہوگی جہاں کلمہ منطقیوں کا ہوگا وہ نحویوں کا فعل ہوگا جہاں نحویوں کا فعل ہوگا وہاں منطقیوں کے کلمہ کا ہونا ضروری نہیں۔ مادہ اجتماعی یضرب اور تضرب واحدہ مونثہ یہ کلمہ بھی ہے اور فعل بھی منطقیوں کا کلمہ نہ ہو لیکن نحویوں کا فعل ہو جیسے تضرب اضرب یہ نحویوں کے ہاں فعل ہیں کیونکہ یہ اس کی تعریف ان پر سچی آ رہی ہے لیکن منطقیوں کے نزدیک یہ کلمہ نہیں وجہ فرق یہاں یہ ہے کہ نحوی صورت کا لحاظ کرتے ہیں اور منطقی بادشاہ ہیں اور وہ سیرت (معنی کا لحاظ کرتے ہیں) اور تضرب اضرب وغیرہ کی صورت فعل کی سی ہے اس لئے نحوی اس کو فعل کہتے ہیں لیکن معنی ان کا مرکب تام ہے کیوں اضرب میں ہمزہ یہ متکلم پر اور ض ر ب یہ حدث پر دال ہیں لفظ کی جزء معنی پر دلالت کر رہی ہے اسی لئے یہ تو مرکب تام ہے اور کلمہ تو مفرد کی اقسام میں سے ہے باقی تفصیل مرقات کی کاپی میں ملاحظہ فرمائیں۔

قَوْلُهُ وَإِلَّا أَيْ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِلَّ فِي الدَّلَالَةِ فَأَدَاةٌ فِي عُرْفِ الْمَنْطِقِيِّيْنَ وَحَرْفٌ عِنْدَ النُّحَاةِ

ترجمہ:۔ یعنی اگر نہ مستقل ہو دلالت میں پس وہ اداۃ ہے منطقیوں کے عرف میں اور حرف ہے نحویوں کے عرف میں۔

Marfat.com

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض الا کا معنی بتانا اور منطقیوں کے اداۃ اور نحویوں کے حرف میں فرق بتانا ہے۔

تشریح:۔ والافادۃ میں الا یہ استثنائیہ نہیں بلکہ الا شرطیہ ہے اور افادہ اس کی جزاء ہے اصل عبارت ان لم یستقل فی دلالۃ کہ اگر وہ مفرد لفظ اپنے معنے پر دلالت کرنے میں مستقل نہ ہو بلکہ کسی ضم ضمیمہ کی طرف محتاج ہو اس کو منطقی اداۃ اور نحوی حرف کہتے ہیں یہی مطلب ہے کہ علی مفرد فی غیرہ کا جو کہ نحوی کتابوں میں تعریف ہوتی ہے یہاں منطقیون کا اداۃ یہ اعم ہے اور نحویوں کا حرف اخص ہے اس لئے عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے جو نحویوں کا حرف ہوگا وہی منطقیوں کا اداۃ ضرور ہوگا جیسے من الی وغیرہ لیکن جو منطقیوں کا اداۃ ہوگا اس کیلئے ضروری نہیں کہ وہ نحویوں کا حرف ہو جیسے زید کانا کاتبامیں کان یہ اداۃ ہے لیکن نحویوں کا حرف نہیں یہاں بھی وجہ فرق وہی ہے کہ منطقی معنی کا لحاظ کرتے ہیں اور نحوی صورت کا نا کی صورت چونکہ فعل کی ہے اس لئے نحوی اس کو فعل کہتے ہیں حرف نہیں کہتے معنی میں چونکہ یہ ربط کیلئے ہے اور اس وقت یہ تام ہے اور اداۃ بھی ربط کا فائدہ دیتا ہے اسی لئے منطقی اس کو اداۃ کہتے ہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

متن: وَاَیْضًا اِنِ اتَّحَدَ مَعْنَاهُ فَمَعَ تَشَخُّصِهٖ وَضْعًا عَلَمٌ وَبِدُوْنِهٖ مُتَوَاطٍ اِنْ تَسَاوَتْ اَفْرَادُهٗ وَمُشَكِّكٌ اِنْ تَفَاوَتَتْ بِاَوَّلِيَّةٍ اَوْ اَوْلَوِيَّةٍ وَاِنْ كَثُرَ فَاِنْ وُضِعَ لِكُلٍّ اِبْتِدَاءً فَمُشْتَرَكٌ وَاِلَّا فَاِنِ اشْتَهَرَ فِي الثَّانِيْ فَمَنْقُوْلٌ يُنْسَبُ اِلَى النَّاقِلِ وَاِلَّا فَحَقِيْقَةٌ وَمَجَازٌ

ترجمہ:۔ اور نیز اگر متحد ہو اس کا معنی پس اپنے تشخص کے ساتھ وضعا علم ہے اور اس کے بغیر متواطی ہے اگر برابر ہوں اس کے افراد اور مشکک ہے اگر متفاوت ہوں افراد اولی یا اولیت کے لحاظ سے اور اگر کثیر ہو اس کا معنی پس اگر وضع کیا گیا ہو ہر ایک کیلئے ابتداءً پس وہ مشترک ہے ورنہ پس اگر مشہور ہے ثانی میں پس منقول ہے منسوب کیا جاتا ہے ناقل کی طرف ورنہ پس حقیقت اور مجاز ہے

مختصر تشریح متن:۔ یہاں مفرد کی ایک دوسری تقسیم علامہ تفتازانی بیان کر رہے ہیں اس مفرد کی دوسری تقسیم میں عقلی طور پر چار صورتیں بنتی ہیں (۱) لفظ بھی مفرد ہو اور اس کا معنی بھی مفرد ہو اس کو عربی میں توحد اللفظ مع توحد المعنی کہتے

Marfat.com

ہیں (۲) الفاظ بھی کثیر ہوں اور معانی بھی کثیر ہوں اس کو عربی میں تکثر اللفظ مع تکثر المعنی کہتے ہیں (۳) لفظ ایک ہو اس کے معنی کثیر ہوں اس کو عربی میں توحد اللفظ مع تکثر المعنی کہتے ہیں (۴) لفظ کثیر ہوں لیکن معنی ان کا ایک ہو اس کو عربی میں تکثر اللفظ مع توحد المعنی کہتے ہیں منطق کی کتابوں میں صرف دوسری صورت سے بحث نہیں ہوتی جب الفاظ بھی کثیر ہوں اور معانی بھی کثیر ہوں کیونکہ یہ تو کلام عرب میں کثیر الوقوع ہے لغت کی تابوں کی اس کی تفصیل ہوتی ہے منطق صرف باقی تین قسموں سے بحث کرتے ہیں علامہ تفتازانی نے ان اتحد معناہ سے لیکر ان کثر تک توحد اللفظ مع توحد المعنی کو بیان کیا ہے اور وان کثر سے لیکر آخر قول تک توحد اللفظ مع تکثر المعنی کو بیان کیا ہے اور ضمنا یہاں تکثر اللفظ مع توحد المعنی کا ذکر بھی آیگا ہر ایک کی چند قسمیں ہیں ترتیب سے ہر ایک کی قسمیں بیان ہوں گی۔

(۱) **توحد اللفظ مع توحد المعنی:۔** جب لفظ بھی ایک ہو اور اس کا معنی بھی ایک ہو تو پھر وہ معنی یا تو کلی ہوگا یا جزئی اگر وہ معنی جزئی ہے یعنی لفظ کو واضع نے وضع ہی ایک خاص معنی کیلئے وضع کیا ہو تو اس کو تفتازانی نے کہا ہے کہ یہ علم ہے اور مرقات والے نے اس کا نام جزئی حقیقی رکھا ہے دوسرا قسم اس کا یہ ہے کہ اس لفظِ مفرد کا معنی کلی ہوگا کلی ہو کر پھر اسکی دو صورتیں ہیں کہ کلی کا صدق تمام افراد پر برابر سرابر آیگا بغیر کسی فرق کے (اولیت، اولویت، اشدیت، ازدیت) کے یا اس فرق کے ساتھ آیگا اگر برابر سرابر آیگا تو اس کو کلی متواطی کہتے ہیں اگر اولیت اولویت کے فرق کے ساتھ آیگا تو اس کو کلی مشکک کہتے ہیں۔

(۲) **توحد اللفظ مع تکثر المعنی:۔** اگر لفظ ایک ہو اور اس کے معانی کثیر ہوں اب جب لفظ کے معنی کثیر ہوں گے تو کم از کم دو معنی تو ضرور ہوں گے پھر اگر اس لفظ کو ہر ہر معنی کیلئے علیحدہ علیحدہ بنایا گیا ہو تو اس کو مشترک کہیں گے جیسے عین اس کا معنی آنکھ چشمہ گھٹنا وغیرہ ہیں اور ہر ایک کیلئے وضع بھی الگ ہے اور اگر لفظ مشترک کی وضع ہر ہر لفظ کیلئے علیحدہ نہ کی گئی ہو بلکہ وضع تو ایک معنی کیلئے ہو لیکن پھر دوسرے معانی میں لفظ استعمال ہونے لگے اگر یہ دوسرے معنی میں لفظ اتنا مشہور ہو جائے کہ اس کا اصلی معنی موضوع لہ متروک ہو جائے تو اس کو منقول کہتے ہیں پھر منقول کی ناقل کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں اگر ناقل شریعت ہو اس کو منقول شرعی کہتے ہیں اور اگر ناقل کوئی خاص قوم ہو تو اس کو منقول اصطلاحی کہتے ہیں اگر ناقل عرف عام ہو تو اس کو منقول عرفی کہتے ہیں اور اگر اس لفظ کا استعمال دوسرے معنی میں زیادہ مشہور نہ ہو بلکہ لفظ معنی موضوع لہ میں بھی استعمال ہوتا ہو اور معنی مستعمل فیہ میں بھی تو پھر اس سے معنی موضوع لہ مراد لیا جائے تو اس کو حقیقت کہیں گے اور اگر لفظ

Marfat.com

بول کراس سے معنی مستعمل فیہ مراد لیا جائے تو اس کو مجاز کہیں گے پھر یہ دیکھیں گے کہ یہ لفظ معنی مستعمل فیہ میں کسی مناسبت کی وجہ سے استعمال ہو رہا ہے یا بغیر مناسبت کے اگر معنی موضوع لہ سے مناسبت کے بغیر مستعمل ہو تو اس کو مرتجل کہیں گے اور اگر کسی مناسبت کی وجہ سے استعمال ہو رہا ہو تو پھر دیکھیں گے کہ مناسبت تشبیہ کی ہے یا غیر تشبیہ کی اگر تشبیہ کی نہ ہو تو اس کو مجاز مرسل کہیں گے۔ اس کی پھر تیس قسمیں ہیں حال محل، لازم ملزوم، سبب مسبب وغیرہ۔

اور اگر مناسبت تشبیہ کی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں حرف تشبیہ کو ذکر کیا جائے گا یا نہیں اور اگر حرف تشبیہ کو ذکر کیا جائے تو اسکو تشبیہ کہیں گے اور حرف تشبیہ کا مذکور نہ ہو اس کو استعارہ کہتے ہیں استعارہ کی چار قسمیں ہیں (۱) مشبہ بہ کو ذکر کریں اور ارادہ مشبہ کا کیا جائے تو اسکو استعارہ مصرحہ کہتے ہیں جیسے رأیت اسدا یرمی یہاں مشبہ بہ اسد کو ذکر کر کے ارادہ مشبہ رجل شجاع کا کیا گیا ہے اور اس پر قرینہ موجود ہے جو کہ یرمی ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ یہاں مراد رجل شجاع ہے کیوں تیر پھینکنا آدمی کا کام ہے اسد کا کام نہیں (۲) مشبہ کو ذکر کیا جائے ارادہ بھی مشبہ کا ہو لیکن دل میں تشبیہ کسی اور چیز کے ساتھ ہو اس کو استعارہ مکنیہ یا استعارہ بالکنایہ کہتے ہیں (۳) اور مشبہ کو ذکر کر کے لوازمات مشبہ بہ میں سے کسی کو مشبہ کیلئے ثابت کیا جائے تو اس کو استعارہ تخییلیہ کہتے ہیں استعارہ تخییلیہ یہ قرینہ بناتا ہے (۴) استعارہ مکنیہ کیلئے استعارہ مکنیہ استعارہ تخییلیہ کے بغیر نہیں پایا جاتا (۴) اگر مشبہ کو ذکر کر کے ارادہ بھی مشبہ کا ہو لیکن مشبہ بہ کے مناسبات میں سے کسی کو مشبہ کیلئے ثابت کیا جائے تو اسکو استعارہ ترشیحیہ کہتے ہیں۔ ان تینوں کی مثال یہ شعر ہے

اذا نشبت المنية اظفارها

الفيت كل تميمة لا ينفع

ترجمہ شعر:۔ جب موت نے اپنے ناخن چبھو دیے ☆ تو اس وقت میں نے ہر تعویذ کو پایا اور وہ نفع نہیں دیتا تھا

یہاں تینوں قسم کے استعارہ موجود ہیں المنية کا معنی ہے موت یہاں موت مشبہ کا ذکر ہے ارادہ بھی موت کا ہے اور دل میں تشبیہ موت کو درندے (شیر) کے ساتھ دے رہا ہے یہ استعارہ بالکنایہ کی مثال ہے اور موت مشبہ کیلئے لوازمات مشبہ بہ ثابت کیے ہیں جو کہ اظفارها ہیں یہ استعارہ تخییلیہ ہے انشبت کا معنی ہے چبھونا ہے یہ موت کیلئے ثابت کیا ہے جو کہ مناسبات مشبہ بہ میں سے ہے یہ استعارہ ترشیحیہ کی مثال ہے۔

فائدہ:۔ لفظ مشترک لفظ ایک ہو اور اس کے معنی کثیر ہوں مجاز مرسل کے چوبیس قسم چار قسم استعارہ کی تین قسم منقول مرتجل تشبیہ حقیقت مجاز یہ کل پینتیس قسمیں بنتی ہیں لفظ مشترک کے ان تمام اقسام کی مثالیں مرقات میں دیکھ لیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

قَوْلُهٗ اَيْضًا: مَفْعُوْلٌ مُطْلَقٌ لِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ اَیْ آضَ اَیْضًا اَیْ رَجَعَ رُجُوْعًا وَفِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ اَيْضًا لِمُطْلَقِ الْمُفْرَدِ لَا لِلْاِسْمِ وَحْدَهٗ وَفِيْهِ بَحْثٌ لِاَنَّهٗ يَقْتَضِیْ اَنْ يَكُوْنَ الْحَرْفُ وَالْفِعْلُ اِذَا كَانَ مُتَّحِدَیِ الْمَعْنٰى دَاخِلَيْنِ فِی الْعِلْمِ وَالْمُتَوَاطِیِّ وَالْمُشَكِّكِ مَعَ اَنَّهُمْ لَا يُسَمُّوْنَهَا بِهٰذِهِ الْاَسَامِیْ بَلْ قَدْ حُقِّقَ فِیْ مَوْضِعِهٖ اَنَّ مَعْنَاهُمَا لَا يَتَّصِفُ بِالْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ تَاَمَّلْ فِيْهِ

ترجمہ:۔اس کا قول ایضا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف آض کا یعنی لوٹا لوٹنا اور اس میں اشارہ اس بات کی طرف کہ یہ تقسیم بھی مطلق مفرد کی ہے نہ کہ اکیلے اسم کی اور اس میں بحث ہے پس یہ بلاشبہ تقاضہ کرتا ہے اس بات کا کہ حرف اور فعل جب متحد المعنی ہوں ہوں تو داخل ہیں علم متواطی اور مشکک میں باوجود اس کے کہ نہیں نام رکھا جاتا ان دونوں کا ان ناموں کے ساتھ بلکہ اپنے مقام پر یہ بات متحقق ہے کہ ان دونوں کا معنی کلیۃ و جزئیۃ کے ساتھ متصف نہیں ہوتا پس اس میں غور وفکر کرلے۔

اغراضِ شارح:۔اس پورے قول کے تین حصے ہیں (۱) ایضا سے لیکر فیہ کی بحث تک قول کی غرض صرف ایضا کی ترکیب بتانا ہے (۲) فیہ کی بحث سے تامل تک غرض اعتراض کرنا ہے (۳) لانا تامل سے اس اعتراض کے جواب دیا ہے۔

غرض اول ترکیب:۔ ایضا مثلا البتۃ اس قسم کے الفاظ یہ ہمیشہ مفعول مطلق واقع ہوتے ہیں اور ہمیشہ ان کی جنس میں سے فعل محذوف نکالا جاتا ہے ایضا سے پہلے آض فعل محذوف ہے اور عبارت آض ایضا ہوگی جس کا معنی رجع رجوعا ہے یہاں مطلب یہ ہوگا کہ ماتن پھر مفرد کی دوبارہ تقسیم کررہا ہے۔

غرض ثانی وفیہ بحث:۔ اس میں ایک اعتراض ہے۔

اعتراض:۔ آپنے ماقبل میں مفرد کی تین قسمیں بیان کی ہیں (کلمہ، اسم، ادات) اور ایضا کی عبارت سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ آگے آنیوالی تقسیم بھی مفرد کی ہے یعنی متواطی، مشکک، مشترک، منقول اور علم ہونا تو اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب یہ اقسام مفرد کے ہیں اور مفرد فعل بھی ہوتا تھا اور حرف بھی تو یہ اقسام فعل وحرف کی بھی ہیں حالانکہ متواطی اور مشکک وغیرہ یہ فعل نہیں ہوتے کیونکہ یہ نام تو ان الفاظ کے رکھے جاتے ہیں جن کا معنی کلیۃ اور جزئیت کے ساتھ موصوف ہوسکے کلیت اور جزئیت کے ساتھ تو صرف معنی مستقل ہی موصوف ہوسکتا ہے حرف کا معنی مستقل نہیں ہوتا اسی طرح فعل کا بھی معنی مطابقی وہ غیر مستقل ہے کیونکہ وہ مرکب ہے حدث نسبت الی الزمان اور نسبت الی الفاعل سے یہاں حدث تو مستقل ہے باقی نسبۃ الی

Marfat.com

الزمان اور نسبت الی الفاعل یہ غیر مستقل نہیں اور جو چیز مستقل اور غیر مستقل سے مرکب ہوتی ہے وہ غیر مستقل ہوتی ہے لہذا فعل کا معنی بھی غیر مستقل ہے جب حرف اور فعل کا معنی غیر مستقل ہے تو یہ کلیت اور جزئیت کے ساتھ موصوف نہیں ہوسکتا جب کلیت اور جزئیت کے ساتھ موصوف نہیں ہوسکتا تو یہ متواطی اور مشکک الخ نہیں ہوسکتا جب متواطی، علم، مشکک نہیں ہوسکتا تو پھر اس کو مفرد کی اقسام بنانا کیسے درست ہے بینوا وتوجروا۔

غرض ثالث تامل فیہ:۔ سے اس اعتراض کے جواب دیا اس اعتراض کے علامہ یزدی نے دو جواب دیئے ہیں۔

جواب (۱):۔ مناطقہ کے اس بارے میں دو مذہب ہیں بعض مناطقہ کے نزدیک صرف اسم ہی متواطی، مشکک، مشترک ہوسکتا ہے اور دوسرے بعض مناطقہ کے ہاں حرف اور فعل بھی متواطی مشکک الخ ہوسکتا ہے یہاں تفتازانی نے بھی ان مناطقہ کا مذہب لیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ فعل اور حرف بھی متواطی و مشکک ہوسکتا ہے لہذا اب اشکال نہیں ہوسکتا۔

جواب ﴿۲﴾:۔ دوسرے جواب کے سمجھنے سے پہلے مناطقہ کا ایک ضابطہ سمجھنا ضروری ہے۔

ضابطہ:۔ ایک ہوتی ہے مطلق الشئی اضافت مطلق کی شئی کی طرف یعنی مطلق شئی اور ایک ہوتی ہے الشئی المطلق موصوف صفت ایسی شئی جو مقید ہو ساتھ وصف اطلاق کے ساتھ مطلق شئی میں چونکہ قید تو کوئی بھی نہیں اسی لئے اس میں عموم زیادہ ہے اور الشئی المطلق میں اطلاق کی کم از کم قید تو موجود ہے اس لئے اس میں اس درجے کا عموم نہیں بلکہ یہاں مقید ہے مطلق شئی میں کوئی قید نہیں اس میں عموم ہے لہذا اسمیں تخصیص کی جاسکتی ہے لیکن الشئی المطلق میں چونکہ قید اطلاق موجود ہے اس لئے اس میں تخصیص نہیں ہوسکتی کیونکہ اطلاق اور تخصیص آپس میں ضدیں ہیں۔

ضابطہ کا انطباق:۔ جب آپ نے یہ ضابطہ سمجھ لیا تو اب جواب نمبر۲ سمجھیں۔ کہ ایک فعل مطلق المفرد اور ایک ہے المفرد المطلق مطلق المفرد۔ یہ مطلق الشئی کی طرح ہے اور المفرد المطلق یہ الشئی المطلق کی طرح ہے لہذا یہاں بھی المفرد المطلق میں تو تخصیص صحیح نہیں اور مطلق المفرد میں تخصیص درست ہوگی یہاں متن میں تفتازانی نے جو تقسیم کی ہے وہ مطلق المفرد کی ہے اس میں تخصیص کر کے اسم کی تقسیم متواطی مشکک الخ کی طرف کی ہے۔ المفرد المطلق کی تقسیم نہیں کی تاکہ اشکال وارد نہ ہوسکے۔

قَوْلُهٗ اِنِ اتَّحَدَ مَعْنَاهُ: اَیْ وَحُدَ مَعْنَاهُ۔

ترجمہ:۔ یعنی ایک ہو اس کا معنیٰ۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے جو کہ عبارت متن پر وارد ہوتا ہے۔

Marfat.com

اعتراض:۔اتحاد یہ باب افتعال کا مصدر ہے اس کا حقیقی معنی یہ ہے کہ دو متغایر چیزوں کو یکجا کر دینا یعنی ملا دینا اور وحدت یہ باب مجرد کا مصدر ہے اتحاد کا معنی وحدت کے ساتھ کرنا یہ مجازی معنی ہے یہاں اعتراض یہ ہوتا ہے کہ آپ نے متن میں یہ کہا ہے کہ اگر اس مفرد کا معنی متحد ہو تو اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مفرد کا معنی ایسا ہوگا جس کی دو جزئیں متغایر ہوں گی پھر ان دونوں کو ملا کر ایک معنی بنا دیا گیا ہوگا حالانکہ ایسا تو نہیں ہوتا کہ ایک لفظ کے دونوں جزئیں معنی متغایر ہوں۔

جواب:۔ یہاں اتحاد بول کر مجازاً وحدت مراد لی گئی ہے اب مطلب عبارت کا یہ ہوگا کہ اگر مفرد کا معنی واحد ہو یعنی ایک ہو تو وہ علم ہے از روئے وضع کے۔

قَوْلُهُ فَمَعَ تَشَخُّصِهِ اَیْ جُزْئِیَّتِهِ

ترجمہ:۔ یعنی اس کا جزئی ہونا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض بھی ایک اعتراض کا جواب دینا ہے جو کہ متن پر وارد ہوتا تھا۔

اعتراض:۔ تشخص کے معنی ہیئت وصورت کے آتے ہیں اس اعتبار سے اب متن کی عبارت کا مطلب بھی یہ ہوا کہ مفرد اپنی صورت وشکل کے ساتھ از روئے وضع کے علم ہے یہ معنی درست نہیں کیونکہ مفرد تو کلی ہے کلی کی تو شکل ہی نہیں ہوتی۔

جواب:۔ تشخص یہ ملزوم ہے اور جزئی ہونا اس کو لازم ہے جہاں تشخص ہوگا وہاں جزئی اور جہاں جزئی ہوگی وہاں تشخص ہوگا جیسے زید کی ذات جہاں ہوگی وہ ذات زید (جزئی) ہوگی یہاں بھی ملزوم تشخص بول کر لازم (جزئی) مراد لیا گیا ہے اب مطلب عبارت کا یہ ہوگا کہ وہ مفرد اپنے جزئی ہونے کے ساتھ از روئے وضع کے علم ہے۔

قَوْلُهُ وَضْعًا: اَیْ بِحَسْبِ الْوَضْعِ دُوْنَ الْاِسْتِعْمَالِ لِاَنَّ مَا يَكُوْنُ مَدْلُوْلُهُ كُلِّيًا فِي الْاَصْلِ وَ مُشَخَّصًا فِي الْاِسْتِعْمَالِ كَاَسْمَاءِ الْاِشَارَةِ عَلٰى رَأْيِ الْمُصَنِّفِ لَا يُسَمّٰى عَلَمًا وَهٰهُنَا كَلَامٌ آخَرُ وَهُوَ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَعْنٰى فِي هٰذَا التَّقْسِيْمِ اِمَّا الْمَوْضُوْعُ لَهُ تَحْقِيْقًا اَوْ مَا اسْتُعْمِلَ فِيْهِ اللَّفْظُ سَوَاءٌ كَانَ وَضْعُ اللَّفْظِ لِاِزَائِهِ لَهُ تَحْقِيْقًا اَوْ تَاْوِيْلًا فَعَلَى الْاَوَّلِ لَا يَصِحُّ عَدُّ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ مِنْ اَقْسَامِ مُتَكَثِّرِ الْمَعْنٰى وَعَلَى الثَّانِيْ يَدْخُلُ نَحْوُ اَسْمَاءِ الْاِشَارَةِ عَلٰى مَذْهَبِ الْمُصَنِّفِ فِيْ مُتَكَثِّرِ الْمَعْنٰى وَيَخْرُجُ عَنْ اَفْرَادِ مُتَّحِدِ الْمَعْنٰى فَلَا حَاجَةَ فِيْ اِخْرَاجِهَا اِلَى التَّقْيِيْدِ بِقَوْلِهِ وَضْعًا

Marfat.com

ترجمہ:۔یعنی وضع کے لحاظ سے نہ کہ استعمال کے لحاظ سے کیونکہ وہ لفظ مفرد جس کا مدلول اصل میں کلی ہوا اور استعمال جزئی ہو جیسے مصنف کے خیال پر اسماء اشارہ ہیں اس کا نام علم نہیں رکھا جاتا اور یہاں گفتگو ہے وہ یہ کہ اس تقسیم میں معنی سے مراد حقیقۃ موضوع لہ ہے یا وہ معنی ہیں جس میں لفظ مفرد مستعمل ہو برابر ہے کہ اس کیلئے لفظ مفرد حقیقۃ موضوع ہو یا تاویلا۔پہلی تقدیر پر متکثر المعنی کی اقسام میں سے حقیقت اور مجاز کو شمار کرنا صحیح نہ ہوگا اور ثانی تقدیر پر مصنف کے مذہب کے مطابق اسماء اشارہ کے مانند اسماء متکثر المعنی میں داخل ہو جائیں گے اور متحد المعنی سے خارج ہو جائیں گے پس اس سے اسماء اشارہ وغیرہ کو نکالنے کیلئے لفظ مفرد متحد المعنی کو وضعا کی قید کے ساتھ مقید بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اغراضِ شارح: اس قول میں یہ بتارہے ہیں کہ مصنف کے نزدیک اسماء اشارات وضع عام موضوع لہ عام میں سے ہیں اگرچہ ان کا استعمال جزئیات مخصوصہ میں ہوتا ہے۔وھھنا کلام الخ سے ماتن پر وارد ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

فائدہ:۔(۱) ایک واضع لفظ ہوتا ہے یعنی لفظ کا بنانے والا اور (۲) ایک موضوع ہوتا ہے یعنی جس چیز کو بنایا (۳) تیسری چیز وضع ہوتی ہے کہ بنانے والا لفظ کو بناتے وقت کس چیز کا لحاظ کر کے بناتا ہے (۴) موضوع لہ یعنی جس کیلئے لفظ کو بنایا گیا ان چاروں چیزوں میں سے دو تو متعین ہیں ایک واضع اور دوسری موضوع واضع تو تمام الفاظ کا حقیقت میں اللہ تعالی ہے مجازا یوں نسبت کی جاتی ہے نحویوں نے اس لفظ کو فلاں معنی کیلئے بنایا صرفیوں نے اس لفظ کو فلاں معنی کیلئے بنایا موضوع بھی متعین ہے اور وہ لفظ ہے البتہ وضع اور موضوع لہ یہ بدلتے رہتے ہیں جب بھی کوئی بنانے والا کسی لفظ کو کسی معنی کیلئے بناتا ہے تو وہ کسی نہ کسی چیز کا لحاظ کرتا ہے لحاظ وہ یا کلی چیز کا کرتا ہے یا جزئی کا اسی طرح معنی جس کو موضوع لہ کہتے ہیں وہ بھی یا تو کلی ہوتا ہے یا جزئی ہوتا ہے وضع کے اعتبار سے یہاں چار قسمیں بنتی ہیں اگر واضع بناتے وقت کسی امر کلی کا لحاظ کرے تو اس کو وضع عام کہتے ہیں اور اگر کسی جزئی چیز کا لحاظ کرے تو اس کو وضع خاص کہتے ہیں اسی طرح اگر لفظ کسی جزئی معنی کیلئے بنائے تو اس کو موضوع لہ خاص کہتے ہیں اور اگر کسی کلی معنی کیلئے بنائے تو اس کو موضوع لہ عام کہتے ہیں وضع کے اعتبار سے شئی کی جلی طور پر یہاں چار صورتیں بنتی ہیں (۱) وضع خاص موضوع لہ خاص (۲) وضع عام موضوع لہ عام (۳) وضع خاص موضوع لہ عام (۴) وضع عام موضوع لہ خاص۔ان چار قسموں میں سے پہلی دو اور چوتھی کلام عرب میں مستعمل ہیں البتہ تیسرا قسم وضع خاص موضوع لہ عام یہ کلام عرب میں مستعمل نہیں کیونکہ جب وضع خاص ہے تو اس وقت وضع میں امر جزئی کا لحاظ کیا جائے گا جزئی کسی کلی کے حصول کا ذریعہ نہیں بنتی کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ الجزئی لا یکون کاسبا ولا مکتسبا باقی تین قسموں کی تفصیل سمجھیں۔

***

Marfat.com

وضع خاص موضوع لہ خاص:۔ وضع بھی خاص ہو اور موضوع لہ بھی خاص ہو جیسے لفظ زید اس کو واضع نے ایک معنی جزئی ذات تشخص کیلئے وضع کیا ہے اس کا موضوع لہ خاص ہے وہ ذات معین ہے یہاں وضع بھی خاص ہے کیونکہ بنانے والے نے لفظ زید کو بناتے وقت جزئی چیز (اس کی صورت وشکل) کا لحاظ کیا وضع عام موضوع لہ عام جیسے لفظ انسان کی وضع ایک مفہوم کلی (حیوان ناطق) کیلئے لفظ انسان کو واضع نے وضع کرتے وقت ایک عام معنی حیوان ناطق کا لحاظ کیا اور اس کی وضع بھی ایک معنی تمام ناطق کیلئے ہے۔

وضع خاص موضوع لہ عام:۔ اس کی کوئی بھی مثال کلام عرب میں موجود نہیں ہے کیونکہ لفظ جب کسی امر جزئی کا لحاظ کرتے ہوئے وضع کیا گیا ہوگا تو اس وقت وہ جزئی آلہ بنے گی حالانکہ جزئی کے بارے میں یہ ضابطہ ماقبل میں گزر چکا ہے الجزئی لایکون کاسبا ولا مکتسبا جزئی نہ خود حاصل ہوتی ہے اور دوسری کسی چیز کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور آلہ بنتی ہے۔

وضع عام موضوع لہ خاص:۔ اسماء اشارات اور ضمائر ان کو واضع نے وضع کرتے وقت ایک امر کلی کا لحاظ کیا ہے اسماء اشارات میں سے ھذا کو واحد مذکر محسوس ومبصر کیلئے وضع کیا اسی طرح ضمائر میں سے مثلاً ھو کہ واضع نے اس کو وضع کرتے وقت ایک امر کلی کا لحاظ کیا کہ ھو ہر واحد مذکر غائب کیلئے استعمال ہوگا ہاں ان دونوں کا موضوع لہ بعض حضرات کے نزدیک خاص ہے کیونکہ ان کا استعمال تو جزئیات میں ہوتا ہے ان کا موضوع لہ وہ مخصوص جزئی ہے جس میں اسماء اشارات اور ضمائر کو استعمال کیا جاتا ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ ان کا موضوع لہ بھی عام ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسماء اشارات بعض حضرات کے نزدیک وضع عام اور موضوع لہ خاص کے قبیل میں سے ہے اور بعض کے نزدیک وضع عام موضوع لہ عام کے قبیل میں سے ہیں۔

ومنهم المصنف:۔ اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مصنف کے نزدیک اسماء اشارات وضع عام موضوع لہ عام کے قبیل میں سی ہیں اگر چہ ان کا استعمال جزئیات مخصوصہ میں ہوتا ہے اسی لئے مصنف نے وضعا کی قید لگادی تا کہ اسماء اشارات علم کی تعریف سے خارج ہو جائیں ان کا معنی اگر چہ ایک یعنی جزئی ہوتا ہے لیکن وضع کے اعتبار سے نہیں بلکہ استعمال کے اعتبار سے ہے۔

وھھنا کلام الخ:۔ اس عبارت سے شارح ماتن پر وارد ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض:۔ یہ ہوتا ہے کہ ان اتحد معناہ میں معنی سے مراد یا تو معنی موضوع لہ ہے اور یا معنی مستعمل فیہ ہے اگر معنی موضوع لہ مراد ہے تو پھر حقیقت اور مجاز کو تکثر المعنی میں شمار کرنا درست نہیں کیونکہ حقیقت اور مجاز کا معنی تو ایک ہی ہوتا ہے اور مجاز کا

Marfat.com

معنی موضوع لہ ہوتا ہی نہیں اور اگر معنی مستعمل فیہ ہے تو پھر وضعا کی قید لگانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسماء اشارات کا معنی مستعمل فیہ تو ایک ہوتا ہے زیادہ نہیں ہوتا شارح نے اس اعتراض کا جواب کوئی ذکر نہیں کیا۔

جواب:۔ یہاں مصنفؒ نے صنعت استخدام سے کام لیا ہے صنعت استخدام اس کو کہتے ہیں کہ ایک لفظ ذکر کیا جائے پھر اس کے بعد ایک ضمیر آ جائے جو اسی لفظ کی طرف راجع ہو مگر اس لفظ سے جو معنی مراد ہو اس کا غیر اس ضمیر سے مراد لیا جائے مثلا التحذیر ھو معمول بالتقدیر اتق التحذیر کا لفظ بول کر اس سے ایک معنی (ڈرانا) مراد لیا گیا ہے اور پھر جب اس لفظ کی طرف ھو ضمیر کو راجع کیا تو اس وقت اس سے دوسرا معنی مراد لیا یعنی محذر یا محذر منہ بالکل اس طرح ان اتحد معناہ میں معنی سے مراد معنی موضوع لہ ہے لہذا اشاء اشارات کو علم کی قید سے خارج کرنے کیلئے وضع کی قید لگانا ضروری تھی پھر جب اس کی ضمیر جو وان کثر میں مذکور ہے ہمارے سامنے ہے جب یہ اس کی طرف راجع کی تو اس نے مراد معنی مستعمل فیہ لے لیا حقیقت اور مجاز کے معنی مستعمل فیہ چونکہ زیادہ ہیں لہذا اب انہیں تکثر المعنی کے اقسام میں شمار کرنا درست ہے اب کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

قَوْلُهٗ اِنْ تَسَاوَتْ: بِاَنْ يَكُوْنَ صِدْقُ هٰذَا الْمَعْنَى الْكُلِّيِّ عَلٰى تِلْكَ الْاَفْرَادِ عَلَى السَّوِيَّةِ

ترجمہ:۔ یعنی معنی کلی کا صدق اس کے تمام افراد پر برابر ہو۔

غرضِ شارح:۔ انسان اپنے افراد پر علی السویہ صادق آ رہا ہے اسی طرح اپنے افراد پر خارج میں اور بعینہ ذہن میں جو افراد ہیں ان پر برابر صادق آ رہا ہے یہ نہیں کہ کوئی فرد انسانی ایسا ہو جس پر انسان بالاولیت سچا آ رہا ہو۔

قَوْلُهٗ اِنْ تَفَاوَتَتْ: اَیْ يَكُوْنُ صِدْقُ هٰذَا الْمَعْنٰى عَلٰى بَعْضِ اَفْرَادِهٖ مُقَدَّمًا عَلٰى صِدْقِهٖ عَلٰى بَعْضٍ آخَرَ بِالْعِلِّيَّةِ اَوْ يَكُوْنُ صِدْقُهٗ عَلٰى بَعْضٍ اَوْلٰى وَاَنْسَبُ مِنْ صِدْقِهٖ عَلٰى بَعْضٍ آخَرَ وَغَرْضُهٗ مِنْ قَوْلِهٖ اِنْ تَفَاوَتَتْ بِاَوَّلِيَّةٍ اَوْ اَوْلَوِيَّةٍ التَّمْثِيْلُ فَاِنَّ التَّشْكِيْكَ لَا يَنْحَصِرُ فِيْهِمَا بَلْ قَدْ يَكُوْنُ بِالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ اَوْ بِالشِّدَّةِ وَالضُّعْفِ

ترجمہ:۔ یعنی اس مفہوم کا صدق اس کے بعض افراد پر مقدم ہو علت ہونے کے لحاظ سے دوسرے افراد پر یا اس مفہوم کا صدق بعض پر اولی اور انسب ہو دوسرے بعض پر اس کے صادق آنے سے اور ماتن کی غرض اپنے قول ان تفاوت بالاولیت اور والاولویۃ کے ساتھ تمثیل ہے کیونکہ تشکیک صرف ان دونوں میں منحصر نہیں بلکہ یہ تشکیک کبھی زیادت اور نقصان کے ساتھ ہوتی ہے کبھی شدت اور ضعف کے ساتھ ہوتی ہے۔

Marfat.com

اغراض شارح: ای یکون صدق هذا الخ سے توضیح متن اور وغرضه بقوله سے آخر تک ایک اعتراض مقدر کا جواب دینا ہے۔

تشریح:۔ اس مفہوم کا صدق اس کے بعض افراد پر مقدم ہو دوسرے افراد پر اسکی مثال وجود ہے جو کہ ذات واجب الوجود پر پہلے سچا آ رہا ہے کیونکہ وہ علت ہے اور ممکن پر بعد میں کیونکہ وہ معمول ہے یہ صدق وجود باعلیت ہے دوسرا یہ کہ اس مفہوم کا صدق بعض پر اولی اور انسب ہو دوسرے بعض پر اسکی مثال بھی وجود ہے جس کا صدق واجب پر اولی اور انسب ہے کیونکہ وجود یہ واجب لذاتہ ہے اور وجود الممکن بغیره ہے یعنی واجب کی وجہ سے۔

وغرضه بقوله :۔ اس عبارت سے مصنف کی غرض ایک اعتراض مقدر کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔ آپ نے کہا ہے کہ لفظ کا معنی ایک ہو بلا تشخص نیز اس کے افراد متفاوت ہوں اولیت یا اولویت کی وجہ سے تو اسے مشکک کہتے ہیں گویا کہ تشکیک اولیت اور اولویت مین منحصر ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ تشکیک تو شدت وضعف اور زیادۃ ونقصان میں تفاوت کی بنا میں بھی پائی جاتی ہے۔

جواب:۔ اگر اولویت اور اولیت کا ذکر علی وجه الانحصار ہوتا تو تب یہ اعتراض وارد ہوتا مصنف نے ان کا ذکر علی وجه التمثیل کیا ہے جو کہ انحصار کا مقتضی نہیں۔

قَوْلُهُ وَإِنْ كَثُرَ: اَیِ اللَّفْظُ اِنْ كَثُرَ مَعْنَاهُ الْمُسْتَعْمَلُ هُوَ فِيْهِ فَلَا يَخْلُوْا اِمَّا اَنْ يَكُوْنَ مَوْضُوْعًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ الْمَعَانِيْ اِبْتِدَاءً بِوَضْعٍ عَلٰحِدَةٍ اَوْ لَا يَكُوْنَ كَذَالِكَ وَالْاَوَّلُ يُسَمّٰى مُشْتَرِكًا كَالْعَيْنِ لِلْبَاصِرَةِ وَالذَّهَبِ وَالذَّاتِ وَالرُّكْبَةِ وَعَلَى الثَّانِيْ فَلَا مَحَالَةَ اَنْ يَكُوْنَ اللَّفْظُ مَوْضُوْعًا لِوَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ الْمَعَانِيْ اِذِ الْمُفْرَدُ قِسْمٌ مِنَ اللَّفْظِ الْمَوْضُوْعِ ثُمَّ اَنَّهُ اِنِ اسْتُعْمِلَ فِيْ مَعْنًى آخَرَ فَاِنِ اشْتَهَرَ فِي الثَّانِيْ وَتُرِكَ اسْتِعْمَالُهُ فِي الْمَعْنَى الْاَوَّلِ بِحَيْثُ يَتَبَادَرُ مِنْهُ الثَّانِيْ اِذَا اُطْلِقَ مُجَرَّدًا عَنِ الْقَرَائِنِ فَهٰذَا يُسَمّٰى مَنْقُوْلًا وَاِنْ لَمْ يَشْتَهِرْ فِي الثَّانِيْ وَلَمْ يُهْجَرْ فِي الْاَوَّلِ بَلْ يُسْتَعْمَلُ تَارَةً فِي الْاَوَّلِ وَاُخْرٰى فِي الثَّانِيْ فَاِنِ اسْتُعْمِلَ فِي الْاَوَّلِ اَيِ الْمَعْنَى الْمَوْضُوْعِ لَهٗ يُسَمَّى اللَّفْظُ حَقِيْقَةً وَاِنِ اسْتُعْمِلَ فِي الَّذِيْ هُوَ غَيْرُ الْمَوْضُوْعِ لَهٗ يُسَمّٰى مَجَازًا ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْمَنْقُوْلَ لَابُدَّ لَهٗ

Marfat.com

مِنْ نَاقِلٍ مِنَ الْمَعْنَى الْاَوَّلِ الْمَنْقُوْلُ عَنْهُ اِلَى الْمَعْنَى مَعْنَى الثَّانِيْ الْمَنْقُوْلِ اِلَيْهِ فَهٰذَا النَّاقِلُ اِمَّا اَهْلُ الشَّرِيْعَةِ اَوْ اَهْلُ الْعُرْفِ الْعَامِ اَوْ اَهْلُ عُرْفٍ وَ اصْطِلَاحٍ خَاصٍّ كَالنَّحْوِيْ مَثَلًا فَعَلَى الْاَوَّلِ يُسَمّٰى مَنْقُوْلًا شَرْعِيًّا وَعَلَى الثَّانِيْ عُرْفِيًّا وَعَلَى الثَّالِثِ اِصْطِلَاحِيًّا وَاِلٰى هٰذَا بِقَوْلِهٖ يُنْسَبُ اِلَى النَّاقِلِ

ترجمہ ومختصر تشریح:۔ یعنی لفظ مفرد جس معنی میں مستعمل ہوا وہ اگر کثیر ہوں تو (ان دو صورتوں سے) خالی نہیں یا تو وہ لفظ مفرد ان معنوں سے ہر ایک کیلئے مستقل وضع کے ساتھ ابتداء موضوع ہوگا یا موضوع نہ ہوگا اول قسم کے لفظ مفرد کا نام مشترک رکھا جاتا ہے اور ثانی صورت پر یقیناً وہ لفظ موضوع ہوگا ان معنوں سے ایک کیلئے کیونکہ لفظ مفرد لفظ موضوع کی قسم ہے پھر وہ لفظ مفرد دوسرے معنی میں مستعمل ہوا ہے پھر اگر وہ دوسرے معنی میں مشہور ہو جائے اور پہلے معنی میں اس کا استعمال متروک ہو جائے بایں طور کہ اسی لفظ مفرد سے ثانی معنی متبادر ہوں جب اس کو قرائن سے خالی کر کے استعمال کیا جائے تو اسی لفظ مفرد کا نام منقول رکھا جاتا ہے اور اگر لفظ مفرد معنی ثانی میں مشہر نہ ہو اور معنی اول متروک نہ ہو بلکہ اسی لفظ مفرد کو کبھی معنی اول اور کبھی معنی ثانی میں استعمال کیا جاتا ہو سو اگر استعمال کیا جاوے اسی لفظ مفرد کو معنی اول یعنی موضوع لہ میں تو اسی لفظ کا نام حقیقت رکھا جاتا ہے اور اگر استعمال کیا جائے اس معنی ثانی میں جو غیر موضوع لہ ہے تو اسی لفظ کا نام مجاز رکھا جاتا ہے پھر جان لو کہ منقول کیلئے ایسے فاعل کی ضرورت ہے جو اسکو اس کے معنی منقول عنہ سے معنی منقول الیہ کیطرف نقل کرے یہ ناقل یا اہل شرعی ہوگا یا اہل عرف عام یا اہل عرف خاص جیسے نحوی وغیرہ پس پہلی صورت میں اسی لفظ مفرد کا نام منقول شرعی رکھا جاتا ہے اور دوسری صورت میں اسی لفظ مفرد کا نام منقول عرفی رکھا جاتا ہے اور تیسری صورت میں اسی لفظ مفرد کا نام منقول رکھا جاتا ہے اور اسی طرف شارح نے ینسب الی الناقل کہ کے اشارہ فرمایا ہے۔

فائدہ:۔ اللفظ کو ذکر کر کے شارح نے اس جانب اشارہ کر دیا کہ یہ تقسیم جو کہ ان اتحد معنی سے کی جا رہی ہے مفرد کی ہے نہ کہ اسم کی (والتفصیل فی ماسبق تفصیل گزر چکی ہے) معنی المستعمل فیہ سے اسم اشارہ کو خارج کرنے کیلئے وضع کی قید پر جو اعتراض ہوا تھا اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا۔

اما ان یکون موضوعا:۔ اس عبارت میں مشترک کی تعریف کی ہے۔ اس تعریف کے فوائد قیود یہ ہیں۔

فوائد وقیود تعریف:۔ موضوع کی قید سے مہمل کو خارج کر دیا لکل واحد من تلک المعانی کی قید سے حقیقت ومجاز کو خارج کر دیا کیونکہ حقیقت کو صرف ایک معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے اور مجاز کسی معنی کیلئے موضوع نہیں ابتداء کی قید سے

Marfat.com

منقول نکل گیا کیونکہ اسے ہر ایک معنی (منقول عنہ اور منقول الیہ) کیلئے وضع کیا جاتا ہے مگر ابتداء نہیں کیونکہ ابتداء میں لفظ منقول کی وضع صرف منقول عنہ کیلئے ہوتی ہے پھر مناسبت کی وجہ سے اسے منقول الیہ کیلئے بھی وضع کر دیا جاتا ہے۔ بوضع علیحدہ۔ کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن کی وضع عام اور موضوع لہ خاص ہے مثلاً اسماء اشارات او لایکون کذالک اصل میں یوں ہے وان لم یکن موضوعا لکل واحد من تلک المعانی ابتداء بوضع علیحدۃ۔

وعلی الثانی اذا المفرد:۔ سے شارح ایک وہم کا ازالہ کر رہے ہیں۔

وہم:۔ دلیل حصر اس طرح بیان کی جا رہی ہے کہ اگر لفظ کو بہت سے معانی کیلئے وضع کیا گیا ہوگا یا ایک کیلئے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ کسی بھی معنی کیلئے وضع نہ کیا گیا ہو۔

ازالہ:۔ یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ یہ مفرد کی تقسیم ہے اور مفرد اس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو اب یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی ایسا مفرد بھی ہو جو کسی معنی کیلئے نہ وضع کیا گیا ہو۔

ثم انہ ان استعمل سے آخر قول تک عبارت کا مطلب نہایت واضح ہے تشریح کا محتاج نہیں ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

(المتن) فَصْلٌ:۔ اَلْمَفْهُوْمُ اِنِ امْتَنَعَ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰی كَثِیْرِیْنَ فَجُزْئِیٌّ وَاِلَّا فَكُلِّیٌّ اِمْتَنَعَتْ اَفْرَادُهٗ اَوْ اَمْكَنَتْ وَلَمْ تُوْجَدْ اَوْ وُجِدَ الْوَاحِدُ فَقَطْ مَعَ اِمْكَانِ الْغَیْرِ اَوْ اِمْتِنَاعِهٖ اَوِ الْكَثِیْرُ مَعَ التَّنَاهِیْ اَوْ عَدَمِهٖ

ترجمہ:۔ مفہوم اگر ممتنع ہو فرض کرنا اس کے صدق کا کثیرین پر پس وہ جزئی ہے ورنہ وہ کلی ہے اگر ممتنع ہوں اس کے افراد یا ممکن ہوں اور نہ پائے جائیں یا پایا جائے ایک فقط ساتھ غیر کے امکان کے یا غیر کے امتناع کے یا کثیرین پر تناہی کے ساتھ یا غیر متناہی۔

مختصر تشریح متن:۔ اس فصل میں بھی لفظ مفرد کی تقسیم ہے ما قبل والی لفظ کی تقسیم مفرد و مرکب کی طرف اولا بالذات تھی یہ تقسیم لفظ کی ثانیا بالعرض ہے لفظ کی پہلی تقسیم مفرد و مرکب یہ اولا و بالذات ہے اولا و بالذات کا مطلب یہ ہے کہ مفرد و مرکب لفظ کی صفت اولا بنتی ہے اور بالذات بنتی ہے لفظ کی یہ تقسیم (کلی و جزئی) لفظ کی صفت ثانیا و بالعرض بنتی ہے ثانیا

Marfat.com

وبالعرض کا مطلب یہ ہے کہ کلی اور جزئی ہونا یہ معنی کی صفت اولا و بالذات ہے اور لفظ کی صفت ثانیا بالعرض ہے کیونکہ یہ کلی اور جزئی اولا و بالذات صفت معنی کی بنتا ہے اسی لئے پہلے اسی کی تعریف کرتے ہیں معنی کا دوسرا نام مفہوم ہے۔

مفہوم کا معنی:۔ جو لفظ سے سمجھا گیا ہو اور جو چیز لفظ سے سمجھی جاتی ہے وہ معنی ہوتا ہے۔

مفہوم کی اقسام:۔ مفہوم کی دو قسمیں ہیں کلی وجزئی (۱) کلی وہ مفہوم ہے کہ جس کا صدق کثیرین پر فرض کرنا جائز ہو جیسے انسان جزئی وہ مفہوم ہے کہ جس کا صدق کثیرین پر فرض کرنا جائز نہ ہو جیسے زید کہ اس کا صدق اس ذات مشخص وصورت متعین پر ہوتا ہے کثیرین پر نہیں ہوتا منطقی حضرات جزئی سے بحث ہی نہیں کرتے کلی کی باعتبار افراد کے چھ قسمیں ہیں چونکہ کلی تو ایک معنی ہے اس کے معنی کے آگے افراد ہوں گے۔

وجہ حصر:۔ کلی کے افراد کا وجود خارج میں ممکن ہوگا یا ممتنع اگر ممتنع ہو تو اس کو کلی کی پہلی قسم ممتنع الافراد کہتے ہیں جیسے شریک باری تعالی اور اگر کلی کے افراد کا وجود خارج میں ممکن ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کے افراد خارج میں پائے جائیں گے یا نہیں اگر نہ پائے جائیں تو یہ کلی کا دوسرا قسم ہے جیسے عنقاء یہ ایک کلی ہے لیکن اس کا خارج میں کوئی فرد نہیں پایا گیا کلی اس طرح ہے کہ اس کا معنی کلی ہے وہ یہ کہ ایک پرندہ جو کہ دو پروں والا ہو اور ایک پر مغرب میں اور ایک مشرق میں (عنقاء کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ یہ پرندہ تھا اس کی خوراک پرندے اور انسان تھے ایک دفعہ اس نے ایک بچہ کھالیا لوگوں نے تنگ آکر اس وقت کے پیغمبر حضرت حنظلہ بن صفوان یا اس وقت کے ولی کامل مستجاب الدعوات جن کا نام خالد بن سنان تھا ان سے درخواست کی کہ آپ اس کیلئے بددعا کریں کہ اللہ تعالی اس کی نسل ہی ختم کردے چنانچہ اس پیغمبر یا اس وقت کے ولی کامل کی دعا سے اس کی نسل ہی دنیا سے ختم ہوگئی اب وہ دنیا میں نہیں پایا جاتا) لیکن اس کا پایا جانا ممکن ہے اگر اس کا پایا جانا ممتنع ہوتا تو پھر یہ دنیا میں پایا بھی نہ جاتا حالانکہ پایا گیا ہے یہ دوسری قسم کی کلی ہے لیکن اگر اس کے افراد خارج میں پائے جائیں گے تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا ایک فرد خارج میں ہوگا یا کثیر اگر خارج میں ایک فرد ہے تو پھر اس کی دو حالتیں ہونگی اس ایک فرد کے پائے جانے کے ساتھ دوسرے کا امکان ہوگا یا نہیں اگر غیر کا امکان ہو تو یہ تیسری قسم کی کلی ہے جیسے واجب الوجود یہ ایک کلی ہے اس کا صرف ایک ہی فرد (اللہ) خارج میں پایا گیا ہے اور غیر کا امکان بھی یہاں نہیں اور اگر اس ایک کے ساتھ غیر کا بھی امکان ہو جیسے شمس یہ ایک ہے کیونکہ اس کا معنی ہے کہ ایک ایسا جسم جو تمام کائنات کو روشن کرے اس کا صرف ایک ہی فرد شمس پایا گیا ہے غیر کا بھی امکان ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی اور بھی شمس پیدا کرے تو اس میں کوئی خرابی تو نہیں یہ چوتھی قسم کی کلی ہے اور اگر اس کلی کے افراد خارج میں زیادہ پائے جائیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو اس

Marfat.com

کلی کے افراد متناہی ہوں گے یا غیر متناہی متناہی ہوں جیسے کواکب سیارہ یہ ایک کلی ہے اس کا معنی ہے ایسے ستارے جو کہ چلنے والے ہوں اس کے افراد صرف سات ہیں عطارد مشتری زحل مریخ شمس قمر زھرہ یہ پانچویں قسم کی کلی ہے اور اگر اس کلی کے افراد کثیرہ غیر متناہیہ ہوں جیسے انسان اس کا معنی حیوان ناطق ہے اس کے افراد غیر متناہیہ ہیں یہ چھٹی قسم کی کلی ہے۔

oooooooooooooooooooooooo

قَوْلُهُ الْمَفْهُوْمُ: اَیْ مَا حَصَلَ فِی الْعَقْلِ وَاعْلَمْ اَنَّ مَا یُسْتَفَادُ مِنَ اللَّفْظِ بِاعْتِبَارِ اَنَّهٗ فُهِمَ مِنْهُ یُسَمّٰی مَفْهُوْمًا بِاعْتِبَارِ انه قُصِدَ مِنْهُ یُسَمّٰی مَعْنًی وَمَقْصُوْدًا بِاعْتِبَارِ اَنَّ اللَّفْظَ دَالٌّ عَلَیْهِ یُسَمّٰی مَدْلُوْلًا

ترجمہ:۔ مفہوم سے مراد وہ معنی ہیں جو عقل میں حاصل ہو اور جان لو کہ جو چیز لفظ سے مستفاد ہوتی ہے اس کو اس اعتبار سے کہ وہ لفظ سے سمجھا گیا مفہوم کہا جاتا ہے اور اس اعتبار سے کہ لفظ سے اسکا قصد کیا گیا ہے اور اسکا نام معنی اور مقصود رکھا جاتا ہے اور اس اعتبار سے کہ لفظ اس پر دال ہے اس کا نام مدلول رکھا جاتا ہے۔

اغراض شارح:۔ اس قول کے دو حصے ہیں واعلم ان ما یستفاد تک کی عبارت کی غرض دو اعتراضات کا جواب دینا ہے جو کہ کلی جزئی کی تعریف پر ہوتے ہیں اور واعلم سے آخر تک ایک فائدہ بیان کر رہے ہیں۔

اعتراض ﴿۱﴾:۔ المفھوم کا معنی آپ نے یہ کیا ہے کہ وہ معنی جو لفظ سے سمجھا گیا ہو وہ یا تو کلی ہوگا یا جزئی ہوگا اس معنی سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جو معنی لفظ سے سمجھا گیا ہو وہ کلی جزئی ہوگا اور جو معنی ابتداء ہی ذہن میں آئے لفظ سے نہ سمجھا جائے وہ کلی جزئی نہ ہوگا حالانکہ تمام معانی یا کلی ہیں یا جزئی اس اعتراض کے سمجھنے سے قبل ایک فائدہ سمجھ لیں۔

فائدہ:۔ آیا کوئی معنی بغیر لفظ کے سمجھا بھی جاتا ہے کہ نہیں سو اس کے بارے میں یہ سمجھ لیں کہ متکلم جب کوئی لفظ بولتا ہے تو معنی پہلے اس کے ذہن میں ہوتا ہے بعد میں وہ لفظ سے اس کو تعبیر کرتا ہے البتہ مخاطب معنی بغیر لفظ کے نہیں سمجھ سکتا مخاطب کے سامنے جب لفظ بولا جاتا ہے تو وہ اس کا معنی سمجھتا ہے خلاصہ اس فائدہ کا یہ نکلا کہ متکلم کو معنی سمجھنے میں لفظ کی ضرورت نہیں ہوتی مخاطب کو معنی کے سمجھنے کیلئے لفظ کی ضرورت ہوتی ہے اب اس اعتراض کا جواب سمجھیں۔

جواب:۔ مفہوم کا معنی یہ ہے کہ جو معنی عقل میں حاصل ہو (ما حصل فی العقل) خواہ وہ لفظ سے ہو یا غیر لفظ سے لہذا اب اس مفہوم میں دونوں قسم کے معنی (جو لفظ سے سمجھے گئے ہوں یا بغیر لفظ کے سمجھے گئے ہوں) داخل ہو جائیں گے۔

اعتراض ﴿۲﴾:۔ المفھوم کا معنی تو یہ ہے کہ جو کہ عقل میں معنی حاصل ہو وہ کلی اور جزئی ہوگا بعض معانی تو ایسے بھی تو ہیں

Marfat.com

جو ہماری عقل میں حاصل نہیں لہذا آپ کی تعریف کے مطابق وہ معانی کلی اور جزئی نہیں ہونگے حالانکہ تمام معانی خواہ وہ ہماری عقل میں حاصل ہوں یا نہ ہوں سب کلی ہیں یا جزئی۔

جواب:۔ مفہوم کی اس تعریف میں ایک چھوٹی سی قید لگانے سے یہ اعتراض دور ہو جاتا ہے وہ قید یہ ہے **من شانہ ان یحصل فی العقل** کہ اس معنی کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ عقل میں حاصل ہو سکے اگرچہ وہ بالفعل حاصل نہ بھی ہو۔

واعلم ان ما یستفاد من اللفظ الخ:۔ یہاں سے ایک فائدہ بیان کیا ہے۔

فائدہ:۔ لفظ سے جو چیز سمجھی جاتی ہے اس کے چند نام ہیں اس کو معنی بھی کہتے ہیں مقصود بھی کہتے ہیں مطلوب بھی کہتے ہیں مفہوم بھی کہتے ہیں یہ نام اس کے اعتبار سے سے ہیں حقیقت سب کی ایک ہی ہے اس اعتبار سے کہ اس معنی کا لفظ سے ارادہ کیا گیا ہے اس کو معنی کہتے ہیں اور معنی کا مطلب بھی ارادہ کیا ہوا ہے اور اس معنی کا معنی لفظ سے ارادہ کیا جاتا ہے اور اس اتبار سے کہ لفظ سے اس معنی کا ارادہ کہا جاتا ہے اس لئے اس کو معنی مقصود بھی کہتے ہیں اور اس اعتبار سے ہے کہ یہ لفظ اس معنی پر دال ہو اس کو مطلوب بھی کہتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ معنی لفظ سے سمجھا جاتا ہے اس کو مفہوم بھی کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ لفظ اس معنی کیلئے بنایا گیا ہو اس کو موضوع لہ بھی کہتے ہیں۔

قَوْلُهُ فَرْضُ صِدْقِهٖ: اَلْفَرْضُ هٰهُنَا بِمَعْنٰى تَجْوِيْزِ الْعَقْلِ لَا التَّقْدِيْرِ فَإِنَّهٗ لَا يَسْتَحِيْلُ تَقْدِيْرُ صِدْقِ الْجُزْئِيِّ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ ۔

ترجمہ:۔ قولہ فرض صدقة : یہاں لفظ فرض عقل جائز رکھنے کے معنی میں ہے مان لینے کے معنی میں نہیں کیونکہ چند افراد کے جزئی کے صادق آنے کو مان لینا محال نہیں ہے (کیونکہ محال کو مان لینا محال نہیں)

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے جو کہ متن پر وارد ہوتا ہے۔

اعتراض:۔ مفہوم اگر اس کا صدق کثیرین پر فرض کرنا ممتنع ہو وہ جزئی ہے فرض کا معنی ہوتا ہے مان لینا یعنی ایک چیز نفس الامر میں نہ ہو لیکن اس کو مان لینا یہ فرض کہلاتا ہے فرض محال یہ محال میں محال نہیں لہذا اگر جزئی کو فرض کیا جائے کہ یہ کثیر پر سچی آسکتی ہے تو یہ فرض کر لینا صحیح ہوگا اس طریقہ سے کہ کوئی جزئی جزئی نہیں رہیگی بلکہ کلی بن جائے گی۔

جواب:۔ فرض کے دو معنی ہیں ایک معنی ہے تقدیر یعنی مان لینا یا اندازہ کر لینا دوسرا معنی ہے کہ عقل کا جائز قرار دینا یہاں **تجویز العقل** دوسرا معنی مراد ہے اب جزئی کی تعریف اس طرح ہوگی کہ جزئی وہ مفہوم ہے کہ عقل اس کے کثیرین پر سچا آنے کو جائز نہ سمجھے۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ اِمْتَنَعَتْ اَفْرَادُهٗ: كَشَرِيْكِ الْبَارِيْ تَعَالٰى

ترجمہ:۔وہ کلی جس کے جمیع افراد ممتنع ہوں اس کی مثال شریک باری تعالی ہے

غرض شارح:۔اس قول کی غرض صرف کلی ممتنع الافراد کی مثال دینی ہے وہ شریک الباری ہے اسکی تفسیر متن کی تشریح میں گزر چکی ہے۔

قَوْلُهٗ اَوْ اَمْكَنَتْ اَيْ لَمْ يَمْتَنِعْ اَفْرَادُهٗ فَيَشْمَلُ الْوَاجِبَ وَالْمُمْكِنَ الْخَاصَّ كِلَيْهِمَا

ترجمہ:۔یا ممکن ہو یعنی نہ ممتنع ہوں اس کے افراد پس یہ واجب اور ممکن خاص دونوں کو شامل ہے

غرض شارح:۔اس قول کی غرض دو اعتراضوں کا جواب دینا ہے۔

اعتراض﴿۱﴾: آپ نے کہا کہ امکنت افرادہ امکان دو طرح کا ہوتا ہے امکان خاص اور امکان عام آپ کے ہاں کون سا امکان مراد ہے اگر امکان عام مراد ہے تو وہ بھی غلط ہے کیونکہ پھر امکنت کا امتنعت کے ساتھ تقابل صحیح نہیں ہوگا حالانکہ دونوں متقابل ہیں اگر امکان خاص مراد لیتے ہو تو پھر واجب الوجود کا اس کے نیچے داخل کرنا صحیح نہیں ہوگا حالانکہ تم نے واجب الوجود کو ممکن کے نیچے داخل کیا ہے۔

اعتراض﴿۲﴾:۔امکنت کا عطف امتنعت پر ہے اور ھی ضمیر مستتر یہ افراد کی طرف راجع ہے کہ اس کے تمام افراد ممکن ہوں حالانکہ اس کا صرف ایک ہی فرد واجب الوجود ہے بہت سے افراد نہیں ہیں۔

جواب﴿۱﴾:۔امکان سے مراد امکان عام ہے ممکنہ عامہ موجبہ مراد ہے سالبہ مراد نہیں ممکنہ عام سالبہ کا تقابل امتنعت کے ساتھ صحیح نہیں تھا ممکنہ عام موجبہ کا تقابل تو صحیح ہے کیونکہ ممکنہ عامہ موجبہ کا مطلب یہ ہے کہ وجود ممکن ہو اور عدم ضروری نہ ہو اور ممتنع کا مطلب یہ ہے کہ عدم ضروری ہے ان دونوں میں تقابل ہے۔

جواب﴿۱﴾:۔یہ امکنت امتنعت کا متقابل ہے امتنعت افرادہ ہیں افراد یہ جمع ہے اس کی اضافت ضمیر کی طرف ہے یہ استغراق کا فائدہ دیتی ہے کہ اس کے تمام افراد ممتنع ہوں اب امکنت افرادہ میں اس کی نفی کریں گے کہ اس کے تمام افراد ممتنع نہ ہوں امتنعت افرادہ میں ایجاب کلی تھا امکنت افرادہ میں رفع ایجاب کلی کرلیں اگر اس کے تمام افراد ممتنع نہ ہوں یا سلب جزئی کریں گے کے بعض افراد ممتنع ہوں اور بعض ممتنع نہ ہوں جیسے واجب الوجود یہ ممتنع نہیں اور شریک الباری تعالی یہ ممتنع ہے۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ وَلَمْ تُوْجَدْ كَالْعُنْقَاءِ

ترجمہ:۔اس کا قول لم توجد جیسے عنقاء پرندہ

غرض شارح:۔اسکی غرض کلی کی دوسری قسم کی مثال دینی ہے جس کے افراد ممکن تو ہیں لیکن خارج میں پائے نہیں جاتے جیسے عنقاء تفصیل متن کی تشریح میں گزر چکی ہے۔

قَوْلُهٗ۔ مَعَ اِمْكَانِ الْغَيْرِ كَالشَّمْسِ ۔

ترجمہ:۔ساتھ غیر کے امکان کے جیسے آفتاب ہے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض کلی کی چوتھی قسم مثال دینی ہے کہ جس کے افراد خارج میں پائے جائیں اور ایک ہی فرد ہے لیکن غیر کا امکان ہے جیسے شمس۔

قَوْلُهٗ اَوِامْتِنَاعُهٗ كَمَفْهُوْمِ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ

ترجمہ:۔یا ممتنع ہو جیسے واجب الوجود

غرض شارح:۔اس قول کی غرض کلی کی تیسری قسم کی مثال دینی ہے جس کے افراد میں سے ایک فرد خارج میں پایا گیا ہے لیکن غیر کا امکان بھی نہیں جیسے واجب الوجود کا ایک فرد اللہ تعالی کی ذات ہی پائی گئی ہے۔

قَوْلُهٗ مَعَ التَّنَاهِيْ كَالْكَوَاكِبِ السَّبْعِ السَّيَّارَةِ

ترجمہ:۔ساتھ تناہی کے جیسے سات گھومنے والے سیارے

غرض شارح:۔اس قول کی غرض کلی کی پانچویں قسم کی مثال دینی ہے جس کے افراد متناہی خارج میں پائے گئے ہیں جیسے کواکب سیارہ اس کے سات افراد پائے گئے ہیں اس کی مزید تفصیل متن کی تشریح میں گزر چکی ہے۔

قَوْلُهٗ اَوْ عَدَمُهٗ كَمَعْلُوْمَاتِ الْبَارِيْ عَزَّ اسْمُهٗ وَ كَالنُّفُوْسِ النَّاطِقَةِ عَلٰى مَذْهَبِ الْحُكَمَاءِ ۔

ترجمہ:۔یا عدم تناہی ہو جیسے باری تعالی کی معلومات ہیں اور حکماء کے مذہب پر نفوس ناطقہ ہیں۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض کلی کی چھٹی قسم کی مثال دینی ہے کہ جس کے افراد کثیرہ غیر متناہیہ خارج میں پائے جاتے ہیں جیسے معلومات باری تعالی یہ غیر متناہی ہے ایسے ہی حکماء کے مذہب کے مطابق انسانی ارواح بھی غیر متناہی ہے کیونکہ وہ انسان کو قدیم مانتے ہیں اور قیامت کے قائل نہیں ہیں۔

***

Marfat.com

(متن): **فصل: الکلیتان ان تفارقا کلیا فمتباینان والا فان تصادقا کلیا من الجانبین فمتساویان ونقیضاهما کذلک او من جانب واحد فاعم واخص مطلقا ونقیضاهما بالعکس والا فمن وجه وبین نقیضیهما تباین جزئی کالمتباینین**

ترجمہ:۔ دوکلیاں اگر جدا جدا ہوں پس متبائنان ہیں ورنہ پس اگر سچی آئیں جانبین سے پس متساویان ہیں اوران دونوں کی نقیض بھی اسی طرح ہے اور ایک جانب سے عموم خصوص مطلق ہے اوران دونوں کی نقیض ان دونوں کے عکس کے ساتھ ہے ورنہ عموم خصوص من وجہ ہیں اوران دونوں کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی ہے متبائنین کی طرح۔

مختصر تشریح متن:۔ یہاں سے دوکلیوں کے درمیان نسبت کو بیان فرمارہے ہیں۔ دوکلیوں کے درمیان چار نسبتیں ہیں چار نسبتوں کے عینین میں نسبت اوران کی نقیضوں میں نسبت کو بیان کیا ہے۔ ان کی وجہ حصر اور تقطیع عبارت یہ ہے کہ دوکلیوں میں تصادق ہوگا یا نہیں اگر تصادق کلی نہیں ہوگا تو پھر تفارق کلی ہوگا اگر تفارق کلی ہوتو ان کو متبائنان کہیں گے (اسکو نسبت عین کو ان تفارقا کلیا ن متباینان میں بیان کیا) اور اگر تفارق کلی نہیں بلکہ تصادق کلی ہے اور وہ بھی جانبین سے ہے تو ان دو کلیوں کو متساویان کہیں گے (اس نسبت کو والا کی عبارت سے لے کر فمتساویان تک بیان کیا ہے) اور درمیان میں ونقیضاھما بالعکس میں کلیان متساویان کی نقیض کو بھی بیان کردیا کہ ان کی نقیضیں بھی متساوی ہوں گی ومن جانب واحد فاعم واخص مطلقا اس عبارت میں نسبت عموم وخصوص مطلق کو بیان کیا ہے اور ساتھ ونقیضاھما بالعکس میں عموم وخصوص مطلق کی نقیضوں کی نسبت کو بھی بیان کردیا کہ ان کی نقیضوں میں بھی عموم خصوص مطلق ہوگا لیکن عینین میں جو عام تھا وہ اخص اور جو اخص تھا وہ نقیضین میں اعم ہوگا اگر تصادق کلی نہیں نہ ایک جانب سے نہ دونوں جانبوں سے تو اس کو عموم وخصوص من وجہ کہتے ہیں اس نسبت عینین کو والا فمن وجہ کی عبارت میں بیان کیا اور ساتھ ہی عموم وخصوص من وجہ کی نقیضوں کی نسبت کو بیان کی کہ ان کی نقیضین میں تباین جزئی ہوگا اس کو وبین نقیضیھما تباین الجزئی کی عبارت میں بیان کیا یہاں تک چار کلیوں کے عینین میں نسبت بیان ہوئی اوران میں سے تین کی نقیضین میں بھی بیان ہوگئی صرف تباین کلی کی نقیض کو نہیں بیان کیا تھا اس کو آخر میں آکر کالمتباینین میں تشبیہ کے طریقے سے

Marfat.com

بیان کر دیا کہ تباین کلی کی نقیضین میں بھی مثل عموم وخصوص من وجہ کے تباین جزئی کی نسبت ہوگی

قَوْلُهُ الْكُلِّيَّانِ اَیْ كُلُّ كُلِّيَيْنِ لَابُدَّ مِنْ اَنْ يَّتَحَقَّقَ بَيْنَهُمَا اِحْدَى النِّسَبِ الْاَرْبَعِ التَّبَايُنُ وَالْكُلِّيُّ وَالتَّسَاوِیُ وَالْعُمُوْمُ الْمُطْلَقُ وَالْعُمُوْمُ مِنْ وَجْهٍ وَذَالِكَ لِاَنَّهُمَا اِمَّا اَنْ لَّا يَصْدُقَ شَیْءٌ مِنْهُمَا عَلٰی شَیْءٍ مِنْ اَفْرَادِ لْاٰخَرِ اَوْ يَصْدُقَ فَعَلَى الْاَوَّلِ فَهُمَا مُتَبَايِنَانِ كَالْاِنْسَانِ وَالْحَجَرِ وَعَلَى الثَّانِیْ فَاِمَّا اَنْ لَّا يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا صِدْقٌ كُلِّیٌّ مِنْ جَانِبٍ اَصْلاً اَوْ يَكُوْنَ فَعَلَى الْاَوَّلِ فَهُمَا اَعَمُّ وَاَخَصُّ مِنْ وَجْهٍ كَالْحَيْوَانِ وَالْاَبْيَضِ وَعَلَى الثَّانِیْ فَاِمَّا اَنْ يَكُوْنَ صِدْقٌ كُلِّیٌّ مِنَ الْجَانِبَيْنِ اَوْ مِنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ فَعَلَى الْاَوَّلِ فَهُمَا مُتَسَاوِيَانِ۔ كَالْاِنْسَانِ وَالنَّاطِقِ وَعَلَى الثَّانِیْ فَهُمَا اَعَمُّ وَاَخَصُّ مُطْلَقًا كَالْحَيْوَانِ وَالْاِنْسَانِ فَمَرْجِعُ التَّسَاوِیْ اِلٰی مُوْجِبَتَيْنِ كُلِّيَّتَيْنِ نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ وَكُلُّ نَاطِقٍ اِنْسَانٌ وَمَرْجِعُ التَّبَايُنِ اِلٰی سَالِبَتَيْنِ كُلِّيَّتَيْنِ نَحْوُ لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ وَلَاشَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ وَمَرْجِعُ الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ مُطْلَقًا اِلٰی مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ مَوْضُوْعُهَا الْاَخَصُّ وَمَحْمُوْلُهَا الْاَعَمُّ وَسَالِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ مَوْضُوْعُهَا الْاَعَمُّ وَمَحْمُوْلُهَا لْاَخَصُّ نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ وَبَعْضُ الْحَيْوَانِ لَيْسَ بِاِنْسَانٍ وَمَرْجِعُ الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ مِنْ وَجْهٍ اِلٰی مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ وَسَالِبَتَيْنِ جُزْئِيَّتَيْنِ نَحْوُ بَعْضُ الْحَيْوَانِ اَبْيَضُ وَبَعْضُ الْحَيْوَانِ لَيْسَ بِاَبْيَضٍ وَبَعْضُ الْاَبْيَضِ لَيْسَ بِحَيْوَانٍ

ترجمہ:۔یعنی ہر دو کلیوں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی نسبت متحقق ہونا ضروری ہے (۱) تباین کلی (۲) تساوی (۳) عموم مطلق (۴) عموم من وجہ اور یہ اس کیلئے دو کلیوں میں سے کوئی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہیں آئے گی پس اول (صادق نہ آنے کی تقدیر پر) وہ دونوں متباین ہیں جیسے حجر وانسان متباینان ہیں اور ثانی (صادق آنے کی تقدیر پر) یا تو دونوں کے مابین کسی جانب سے صدق کلی (کلی طور پر سچا آنا) نہیں پایا جائے گا یا کسی ایک جانب سے صدق کلی پایا جائے گا پس پہلی صورت میں وہ دونوں اعم واخص من وجہ ہیں جیسے حیوان اور ابیض کے مابین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اور ثانی تقدیر پر پس یا تو

Marfat.com

جانبین سے صدق پایا جائے گا یا ایک جانب سے پس شکل اول پر دونوں کلی متساویان ہیں۔ جیسے انسان و ناطق اور ثانی تقدیر پر وہ دونوں اعم مطلق اور اخص مطلق ہیں جیسے حیوان و انسان پس نسبت تساوی کا محل رجوع دو موجبہ کلیہ کی طرف ہے جیسے ہر انسان ناطق ہے ایک موجبہ کلیہ ہے اور ہر ناطق انسان ہے ایک موجبہ کلیہ ہے اور نسبت تباین کا محل رجوع دو سالبہ کلیہ کی طرف ہے جیسے انسان کا کوئی فرد پتھر نہیں ایک سالبہ کلیہ ہے اور پتھر کا کوئی فرد انسان نہیں دوسرا سالبہ کلیہ ہے اور نسبت عموم وخصوص مطلق کا رجوع ایک ایسے موجبہ کلیہ کی طرف ہی جس کا موضوع خاص ہو اور محمول عام ہو اور ایک ایسے سالبہ جزئیہ کیطرف ہے جس کا موضوع عام ہو اور محمول خاص ہو جیسے ہر انسان حیوان ہے ایسا موجبہ کلیہ ہے کہ جس کا موضوع خاص اور محمول عام ہے اور بعض حیوان انسان نہیں ایسا سالبہ جزئیہ ہے جس کا مواضوع عام اور محمول خاص ہے اور نسبت عموم وخصوص من وجہ کا محل رجوع ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ کیطرف ہے جیسے بَعْضُ الْحَيَوَانِ اَبْيَضُ ہے (موجبہ جزئیہ) ہے اور بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِاَبْيَضَ (پہلا سالبہ جزئیہ ہے۔) ہے اور بَعْضُ الْاَبْيَضِ لَيْسَ بِحَيَوَانٍ (دوسرا سالبہ جزئیہ) ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے۔ دو کلیوں کے آپس میں تعلق کو بیان کر رہے ہیں۔

اعتراض:۔ صرف دو کلیوں کے درمیان تعلق کو کیوں بیان کیا ہے دو جزئیوں کا اور ایک کلی اور ایک جزئی کے درمیان تعلق کو کیوں بیان نہیں کیا؟

جواب:۔ دو کلیوں کے درمیان تعلق چار قسم کا ہوتا ہے (۱) تساوی (۲) تباین (۳) عموم وخصوص مطلق (۴) عموم وخصوص من وجہ۔

فائدہ:۔ یہ چار قسم کے تعلق دو کلیوں ہی میں پائے جاتے ہیں دو جزئیوں میں نہیں پائے جاتے دو جزئیوں میں تباین کا تعلق ہوگا اور کوئی تعلق نہیں ہو سکتا جیسے زید اور عمرو یہ دونوں میں تباین کا تعلق ہے زید عمرو پر سچا نہیں آتا عمرو زید پر سچا نہیں آتا ایک کلی اور ایک جزئی میں بھی یہ چاروں تعلق نہیں پایا جاتے ایک کلی اور ایک جزئی جو ہونگی وہاں جزئی یا تو اس کلی کی ہوگی یا کسی دوسری کلی کی اگر جزئی بھی اسی کلی کی ہو تو وہاں جزئی اخص مطلق اور کلی اعم مطلق ہوگی اور انسان یہ کلی ہے زید یہ اسی انسان کی جزئی ہے ان میں تعلق عموم وخصوص مطلق کا ہے زید اخص ہے جہاں زید ہوگا وہاں انسان بھی ہوگا لیکن جہاں انسان ہو وہاں زید کا ہونا ضروری نہیں اور اگر وہ اسی کلی کی نہ ہو بلکہ کسی دوسری کلی کی ہو تو وہاں تباین کا تعلق ہوگا کلی اور جزئی میں جیسے انسان

Marfat.com

ایک کلی ہے زید کا گدھا یہ ایک جزئی ہے لیکن انسان کی جزئی نہیں ان میں تباین کا تعلق ہے جہاں انسان سچا آتا ہے وہاں گدھا سچا نہیں آتا اور جہاں گدھا سچا آتا ہے وہاں انسان سچا نہیں آتا چونکہ یہ چاروں قسم کے تعلق صرف دو کلیوں ہی میں متحقق ہو سکتے تھے اس لئے دو کلیوں ہی کے تعلق کو بیان کیا ہے دو کلیوں کے درمیان چاروں قسم کے تعلق ہو سکتے ہیں اس سے زائد اور کم نہیں ہو سکتے۔

دلیل حصر:۔ دو کلیوں کے درمیان تصادق کلی ہوگا یا نہیں (تصادق کلی کا مطلب یہ ہے کہ ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر سچی آئیگی یا نہیں) اگر تصادق کلی نہیں تو وہ متباینان ہوں گی اور اگر تصادق ہے تو پھر دیکھیں گے کہ تصادق کلی ایک جانب سے ہے یا دونوں جانبوں سے اگر دونوں جانبوں سے ہے تو تصادق کلی ہے (یعنی دونوں کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کے تمام افراد پر سچی آتی ہے) تو اس کو تساوی کہیں گے اور اگر ایک جانب سے تصادق کلی ہو (ایک کلی تو دوسری کلی کے تمام افراد پر سچی آتی ہو لیکن دوسری پہلی کلی کے تمام افراد پر سچی نہ آتی ہو) تو اس کو عموم وخصوص مطلق کہیں گے۔ اور اگر تصادق کلی کسی جانب سے بھی نہ ہو تو اس کو عموم خصوص من وجہ کہیں گے۔

امثلہ: تباین کی مثال جیسے انسان اور حجر۔ انسان حجر پر سچا نہیں آتا اور حجر انسان کے کسی فرد پر سچا نہیں آتا۔ عموم وخصوص من وجہ کی مثال جیسے حیوان اور ابیض حیوان ابیض کے بعض افراد پر سچا آتا ہے اور ابیض حیوان کے بعض افراد پر سچا آتا ہے۔ تساوی کی مثال جیسے انسان اور ناطق انسان ناطق کے تمام افراد پر اور ناطق انسان کے تمام افراد پر سچا آتا ہے۔ عموم وخصوص مطلق کی مثال جیسے انسان اور حیوان۔ حیوان انسان کے تمام افراد پر سچا آتا ہے لیکن انسان حیوان کے تمام افراد پر سچا نہیں آتا۔

الحاصل: ان چار قسموں کے تعلقات کا حاصل یہ ہے کہ تباین والے تعلق میں دو قضیے سالبہ کلیہ تیار ہوں گے جیسے (۱) لا شئی من الحجر بانسان (۲) ولا شئی من الانسان بحجر۔ تساوی میں دو قضیے موجبہ کلیہ تیار ہوں گے جیسے (۱) کل انسان ناطق (۲) وکل ناطق انسان۔ عموم وخصوص مطلق میں ایک قضیہ موجبہ کلیہ تیار ہوگا جس کا موضوع اخص اور محمول اعم ہوگا جیسے کل انسان حیوان اور ایک سالبہ جزئیہ تیار ہوگا جس کا موضوع اعم اور محمول اخص ہوگا جیسے بعض الحیوان انسان۔ عموم وخصوص من وجہ میں تین قضیے تیار ہوں گے ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ۔ (۱) موجبہ جزئیہ بعض الابیض حیوان او بعض الحیوان ابیض جیسے بطخ (۲) سالبہ جزئیہ بعض الابیض لیس بحیوان جیسے ہاتھی دانت (۳) دوسرا سالبہ جزئیہ بعض الحیوان لیس بابیض جیسے کالی بھینس۔

Marfat.com

قَوْلُهُ وَنَقِيضَاهُمَا كَذَالِكَ: يَعْنِي أَنَّ نَقِيضَي الْمُتَسَاوِيَيْنِ أَيْضًا مُتَسَاوِيَانِ أَيْ كُلَّ مَا صَدَقَ عَلَيْهِ أَحَدُ النَّقِيضَيْنِ صَدَقَ عَلَيْهِ النَّقِيضُ الْآخَرُ إِذْ لَوْ صَدَقَ أَحَدُهُمَا بِدُوْنِ الْآخَرِ لَصَدَقَ مَا عَيْنِ الْآخَرِ ضَرُوْرَةَ اسْتِحَالَةِ ارْتِفَاعِ النَّقِيضَيْنِ فَيَصْدُقُ عَيْنُ الْآخَرِ بِدُوْنِ عَيْنِ الْأَوَّلِ ضُرُوْرَةَ اسْتِحَالَةِ اجْتِمَاعِ النَّقِيضَيْنِ وَهٰذَا يَرْفَعُ التَّسَاوِيَ بَيْنَ الْعَيْنَيْنِ مَثَلًا لَوْ صَدَقَ اللَّاإِنْسَانُ عَلٰى شَيْءٍ وَلَمْ يَصْدُقْ عَلَيْهِ اللَّانَاطِقُ فَيَصْدُقُ عَلَيْهِ النَّاطِقُ هٰهُنَا بِدُوْنِ الْإِنْسَانِ هٰذَا خَلْفٌ

ترجمہ:۔یعنی دوکلی متساویان کی نقیضوں کے مابین بھی نسبت تساوی کی ہوگی یعنی جس فرد پر احدالنقیضین صادق آوے اس پر دوسری نقیض بھی صادق آئے گی کیونکہ ایک کی نقیض اگر دوسرے کی نقیض کے بغیر صادق آوے تو دوسرے کے عین کے ساتھ آئیگی کیونکہ بضرورت ارتفاع نقیضین محال ہے پس عین اول کے بغیر دوسرے کا عین صادق آئیگا بوجہ ممنوع ہونے اجتماع نقیضین کے اور یہ صدق اٹھاوے گا عینین کے مابین سے تساوی کو مثلا انسان کی نقیض لا انسان اگر کسی شئی ہر صادق آوے اور اس پر لا ناطق سادق نہ آوے تو اس پر ناطق صادق آئیگا پس ناطق بدون انسان پایا گیا حالانکہ انسان وناطق کے مابین نسبت تساوی مان لی گئی تھی اب لازم آتا ہے کہ نسبت تساوی نہ رہے یہ خلاف مفروض ہے اور خلاف مفروض باطل ہے لہذا متساویان کی نقیضین میں نسبت تساوی نہ ہونی بھی باطل ہوگا۔

غرض شارح:۔اس قول میں عینین کے درمیان تعلق کو بیان کرنے کے بعد دوکلیوں کی نقیضوں کے درمیان تعلق بیان کرتے ہیں

فائدہ:۔اولا جن دوکلیوں کوذکر کیا جاتا ہے ان دونوں کو عینین کہتے ہیں جیسے انسان اور ناطق یا لا انسان اور لاناطق اور ثانیا جن دوکلیوں کوذکر کیا جائے گا ان کو نقیضین کہتے ہیں جیسے الانسان بلاناطق یا انسان وناطق۔

نقیض کی تعریف:۔ہر شئے کا اٹھادینا مثلا انسان یہ ایک کلی ہے اس کی نقیض اس کو اٹھادینا ہے یعنی لاانسان اور لا انسان یہ ایک کلی ہے اس کی نقیض اس کو اٹھادینا ہوگا وہ اس طرح کہ اس کو اٹھادیں گے تو انسان یہ لاانسان کی نقیض بن جائے گا

تشریح:۔دوکلیوں کے عینین چارقسم کی نسبتیں تھیں تساوی، تباین، عموم وخصوص مطلق، عموم وخصوص من وجہ۔ان کی نقیضین میں بھی اکثر میں یہی نسبت ہوگی اس قول میں جن دوکلیوں کے عینین میں تساوی کی نسبت تھی اوران کی نقیضین کی نسبت کو بیان کیا ہے۔

جن دوکلیوں کے عینین میں تساوی کی نسبت ہوگی ان کے نقیضین میں بھی تساوی کی نسبت ہوگی جیسے انسان

Marfat.com

اور ناطق یہ دوکلیاں ہیں ان کے عینین میں تساوی کی نسبت ہے جہاں انسان ہے وہاں ناطق ہے جہاں ناطق ہے وہاں انسان ہے اسی طرح ان دونوں کی نقیضین لاانسان اور لا ناطق میں بھی تساوی کی نسبت ہے جہاں لاانسان سچا آئیگا وہاں لا ناطق سچا آئیگا مثلاً قلم پر لا انسان سچا آتا ہے تو لاناطق بھی سچا آتا ہے یہ ہمارا دعوی ہے جہاں لاانسان سچا آئیگا وہاں لاناطق سچا آئیگا یہ مان لو ورنہ لاناطق سچانہیں آئیگا تو پھر اس کی نقیض ناطق سچی آئیگی اس لئے کہ ارتفاع نقیضین بھی محال ہے نہ کہ لاناطق اور نہ ناطق جب لاانسان کے ساتھ ناطق سچا آئیگا اب ناطق لاانسان کے ساتھ سچا آگیا ہے جہاں لاانسان کی جگہ انسان نہیں مان سکتے کیونکہ پہلے یہ فرض کیا جاچکا ہے کہ جہاں لاانسان صادق آتا ہے کیونکہ اجتماع نقیضین بھی محال ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ لاانسان اور انسان ایک جگہ جمع ہو جائیں اب یہاں ناطق لاانسان کے ساتھ سچا آئیگا حالانکہ ناطق تو انسان کے ساتھ سچا آتا ہے عینین میں نسبت تساوی کی تھی وہ ختم ہوگئی اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جہاں لاانسان سچا آئیگا وہاں لاناطق تو سچا آئیگا ناطق سچانہیں آسکتا۔

قَوْلُهُ وَنَقِيضَاهُمَا بِالْعَكْسِ: اَیْ نَقِيضُ الْاَعَمِّ وَالْاَخَصِّ مُطْلَقًا اَعَمُّ وَاَخَصُّ مُطْلَقًا لٰكِنَّ بِعَكْسِ الْعَيْنَيْنِ فَنَقِيضُ الْاَعَمِّ اَخَصُّ وَنَقِيضُ الْاَخَصِّ اَعَمُّ يَعْنِیْ كُلَّمَا صَدَقَ عَلَيْهِ نَقِيضُ الْاَعَمِّ صَدَقَ عَلَيْهِ نَقِيضُ الْاَخَصِّ وَلَيْسَ كُلَّمَا صَدَقَ عَلَيْهِ نَقِيضُ الْاَخَصِّ صَدَقَ عَلَيْهِ نَقِيضُ الْاَعَمِّ اَمَّا الْاَوَّلُ فَلِاَنَّهُ لَوْ صَدَقَ نَقِيضُ الْاَعَمِّ عَلٰى شَیْءٍ بِدُوْنِ النَّقِيضِ الْاَخَصِّ لَصَدَقَ مَعَ عَيْنِ الْاَخَصِّ فَيَصْدُقُ عَيْنُ الْاَخَصِّ بِدُوْنِ عَيْنِ الْاَعَمِّ هٰذَا خَلْفٌ مَثَلًا لَوْ صَدَقَ اللَّاحَيَوَانُ عَلٰى شَیْءٍ بِدُوْنِ اللَّاانْسَانُ لَصَدَقَ عَلَيْهِ الْاِنْسَانُ عَيْنُهُ وَيَمْتَنِعُ هُنَاكَ صِدْقُ الْحَيَوَانِ لِاِسْتِحَالَةِ اِجْتِمَاعِ النَّقِيضَيْنِ فَيَصْدُقُ الْاِنْسَانُ بِدُوْنِ الْحَيَوَانِ وَاَمَّا الثَّانِیْ فَلِاَنَّهُ بَعْدَ مَا ثَبَتَ اَنَّ كُلَّ نَقِيضِ الْاَعَمِّ نَقِيضُ الْاَخَصِّ لَوْ كَانَ كُلُّ نَقِيضِ الْاَخَصِّ نَقِيضَ الْاَعَمِّ فَكَانَ نَقِيضَانِ مُتَسَاوِيَيْنِ فَيَكُوْنُ نَقِيضَاهُمَا وَهُمَا الْعَيْنَانِ مُتَسَاوِيَيْنِ لِمَا مَرَّ وَقَدْ كَانَ الْعَيْنَانِ اَعَمُّ وَاَخَصُّ مُطْلَقًا هٰذَا خُلْفٌ

ترجمہ:۔ یعنی اعم اور اخص مطلق کی نقیض بھی اعم اور اخص ہوتی ہے لیکن عینین کے عکس کے ساتھ پس اعم کی نقیض اخص اور اخص

Marfat.com

کی نقیض اعم ہو گی یعنی ہر وہ فرد جس پر اعم کی نقیض صادق آوے گی اس پر اخص کی نقیض صادق آئے گی اور ہر وہ فرد جس پر اخص کی نقیض صادق آئے ضروری نہیں کہ اس پر اعم کی نقیض صادق آئے۔ اول دعوی کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی فرد پر اعم کی نقیض صادق آوے اخص کی نقیض کے بغیر تو وہ اعم کی نقیض اخص کے عین کے ساتھ آئے گی پس اخص کا عین صادق آئیگا اعم کے عین کے بغیر، پس اخص کے عین کے ساتھ اعم کی نقیض صادق آئیگی پس اخص کے عین صادق آئیگا اعم کے عین کے بغیر یہ خلاف مفروض ہے مثلا کسی شئی پر لاحیوان صادق آوے بغیر لا انسان کے تو اس پر عین انسان صادق آئے گا تو اس شی پر حیوان کا صادق آنا ممتنع ہے بوجہ اجتماع نقیضین محال ہونے کے پس بغیر حیوان انسان صادق آنا لازم آئیگا۔

اور دوسرے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ اس بات کے ثابت ہو جانے کے بعد اعم کی ہر نقیض اخص کی نقیض ہے۔ اگر اخص کی ہر نقیض اعم کی بھی نقیض ہو تو نقیضین متساوبین ہو جائیں گے سو ان نقیضین کی نقیضین کے عینین بھی متساوبین ہو جائیں گے اسی دلیل کی وجہ سے جو گزر چکی حالانکہ عینین اعم اور اخص مطلق تھے یہ خلاف مفروض ہے (لہذا ثابت ہوا کہ اعم کی نقیض اخص اور اخص کی نقیض اعم ہونا ضروری ہے)۔

غرض شارح: اس قول کی غرض جن دو کلیوں کی عینین میں نسبت عموم خصوص مطلق کی تھی ان کی نقیضین میں نسبت کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: جن دو کلیوں کے عینین میں نسبت عموم وخصوص مطلق کی تھی ان کی نقیضین میں بھی نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہو گی البتہ فرق اتنا ہو گا کہ عینین میں جو اخص مطلق تھا نقیضین میں وہ اعم مطلق ہو جائے گا جو عینین میں اعم مطلق تھا وہ نقیض میں اخص مطلق ہو جائے گا جیسے انسان اور حیوان یہ دو کلیاں عینین ہیں جہاں انسان سچا آتا ہے وہاں حیوان بھی سچا آتا ہے لیکن جہاں حیوان سچا آتا ہے وہاں انسان کا سچا آنا ضروری نہیں یہاں عینین میں انسان اخص مطلق ہے اور حیوان اعم مطلق ہے جہاں اخص ہوتا ہے وہاں اعم ہوتا ہے لیکن جہاں اعم ہوتا ہے وہاں اخص کا ہونا ضروری نہیں جہاں اخص ہوتا ہے وہاں اعم کا ہونا اس لئے ضروری ہوتا ہے کیونکہ اخص جزو اعم ہوتا ہے، اور کل بغیر جزو کے نہیں پایا جا سکتا جزو بغیر کل کے تو ہو سکتا ہے اس لئے اعم بھی بغیر اخص کے پایا جاتا ہے ان دونوں کی نقیض لا انسان اور لا حیوان ہے ان میں بھی نسبت اعم اور اخص مطلق کی ہے عینین میں جہاں انسان سچا آتا تھا وہاں حیوان سچا آتا تھا یہاں اس کا عکس ہو گا کیونکہ یہاں لا حیوان اخص لا انسان اعم ہے جہاں لا حیوان سچا آئیگا وہاں لا انسان سچا آئیگا جیسے قلم میں لا حیوان سچا آتا ہے اور لا انسان بھی سچا آتا ہے لیکن جہاں لا انسان سچا آئے وہاں لا حیوان کا سچا آنا ضروری نہیں جیسے گدھا اس پر لا انسان سچا آتا ہے لیکن لا حیوان سچا نہیں آتا بلکہ حیوان سچا آتا ہے۔

Marfat.com

دلیل:۔ ماقبل میں ہم نے ابھی یہ دعوی کیا ہے کہ جہاں لاحیوان نقیض اعم سچی آئیگی وہاں لاانسان نقیضِ اخص سچی آئیگی اس کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے اس دعوے کو مان لو جہاں نقیض اعم لاحیوان سچی آئیگی وہاں نقیض اخص لاانسان سچی آئیگی اگر آپ اس کو نہیں مانتے تو یہ ماننا پڑے گا کہ لاحیوان نقیض اعم کے ساتھ انسان عین اخص سچا آئیگا اب یہاں انسان یہ عین اخص سچا آیا بغیر عین اعم کے یہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نہ لاانسان سچا آتا ہے اور نہ انسان سچا آتا ہے کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے مثال کے طور پر قلم پر لاحیوان سچا آتا ہے یہاں مان لو لاانسان بھی سچا آتا ہے اگر یہ نہیں مانتے تو یہ ماننا پڑے گا کہ انسان سچا آتا ہے اب انسان یہ عین اخص بغیر عین اعم کے سچا آگیا یہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم کہیں کہ انسان حیوان کے ساتھ سچا آرہا ہے کیونکہ پہلے ہم نے فرض کرلیا ہے کہ اس شئی قلم پر لاحیوان سچا آرہا ہے اب اگر یوں کہیں کہ حیوان بھی سچا آرہا ہے تو پھر اجتماع نقیضین لازم آئیگا اور یہ بھی محال ہے ان یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر آپ ہمارے اس دعوے کو نہیں مانتے تو لاحیوان کے ساتھ انسان سچا آگیا حالانکہ انسان تو حیوان کے ساتھ سچا آتا تھا اس سے یہ معلوم ہوا کہ لاحیوان کے ساتھ لاانسان سچا آئیگا۔

دوسرا دعوی یہ تھا کہ جہاں نقیض اخص لاانسان میں آئیگا وہاں ضروری نہیں کہ نقیض اعم لاحیوان بھی سچا آئے اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے ابھی ثابت کیا ہے کہ جہاں نقیض اعم لاحیوان سچا آئیگا وہاں نقیض اخص لاانسان ضرور سچا آئیگا اب اگر یوں کہا جائے کہ جہاں لاانسان سچا آئیگا وہاں لاحیوان نقیض اعم بھی سچی آئے کیونکہ اگر ہم دوسری طرف سے یہ قاعدہ کلیہ مان لیں جہاں نقیض اخص سچی آئیگی وہاں نقیض اعم بھی سچی آئیگی اور یہاں نقیضین میں نسبت تساوی کی ہوجائے گی نقیضین میں نسبت تساوی کی یہ تقاضہ کرتی ہے اس بات کے عینین میں بھی تساوی ہو حالانکہ عینین میں نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے دلیل سے قطع نظر کرتے ہوئے خارج جہاں میں یہ ضروری نہیں کہ جہاں لاانسان سچا آئے وہاں لاحیوان سچا آئے جیسے گائے پر لاانسان سچا آتا ہے لیکن یہاں لاحیوان سچا نہیں آتا بلکہ حیوان سچا آتا ہے۔

قَوْلُهٗ وَاِلَّا فَمِنْ وَجْهٍ: اَیْ وَاِنْ لَّمْ یَتَصَادَقَا کُلِّیًّا مِنَ الْجَانِبَیْنِ وَلَا مِنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ فَمِنْ وَجْهٍ۔

ترجمہ:۔ یعنی اگر دو کلیاں کلی طور پر نہ صادق آئیں جانبین سے اور نہ ایک جانب سے تو وہ من وجہ ہے

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض صرف نسبت عموم وخصوص من وجہ کی تعریف کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تصادق کلی جانبین میں سے ہو یا ایک جانب سے نہ ہو اس کو نسبت عموم وخصوص من وجہ کی کہتے ہیں۔

Marfat.com

قَوْلُہٗ تبَایُنٌ جُزْئِیٌّ: اَلتَّبَایُنُ الْجُزْئِیُّ هُوَ صِدْقُ کُلٍّ مِنَ الْکُلِّیَیْنِ بِدُوْنِ الْاٰخَرِ فِی الْجُمْلَةِ فَاِنْ صَدَقَا اَیْضاً مَعًا کَانَ بَیْنَهُمَا عُمُوْمٌ مِنْ وَجْهٍ وَاِنْ لَّمْ یَتَصَادَقَا مَعًا اَصْلًا کَانَ بَیْنَهُمَا تَبَایُنٌ کُلِّیٌّ فَالتَّبَایُنُ الْجُزْئِیُّ یَتَحَقَّقُ فِیْ ضِمْنِ الْعُمُوْمِ مِنْ وَجْهٍ وَفِیْ ضِمْنِ التَّبَایُنِ الْکُلِّیِّ اَیْضًا ثُمَّ اَنَّ الْاَمْرَیْنِ اللَّذَیْنِ بَیْنَهَا عُمُوْمٌ مِنْ وَجْهٍ قَدْ یَکُوْنُ بَیْنَ نَقِیْضَیْهِمَا اَیْضًا الْعُمُوْمُ مِنْ وَجْهٍ کَالْحَیْوَانِ وَالْاَبْیَضِ فَاِنَّ بَیْنَ نَقِیْضَیْهِمَا وَهُمَا اللَّاحَیْوَانُ وَاللَّاابْیَضُ اَیْضًا عُمُوْمٌ مِنْ وَجْهٍ وَقَدْ یَکُوْنُ بَیْنَ نَقِیْضَیْهِمَا تَبَایُنٌ کُلِّیٌّ کَالْحَیْوَانِ وَاللَّا اِنْسَانِ فَاِنَّ بَیْنَهُمَا عُمُوْمًا مِنْ وَجْهٍ وَبَیْنَ نَقِیْضَیْهِمَا وَهُمَا اللَّا حَیْوَانُ وَالْاِنْسَانُ مُبَایَنَةٌ کُلِّیَّةٌ فَلِهٰذَا قَالُوْا اِنَّ بَیْنَ نَقِیْضَیِ الْاَعَمِّ وَالْاَخَصِّ مِنْ وَجْهٍ تَبَایُنًا جُزْئِیًا لَاالْعُمُوْمُ مِنْ وَجْهٍ فَقَطْ وَلَا التَّبَایُنُ الْکُلِّیُّ فَقَطْ

ترجمہ:۔ تباین جزئی دوکلیوں سے ہرایک کا دوسرے کلمہ بغیر فی الجملہ صادق آنا تباین جزئی ہے سو اگر یہ دونوں کلی ایک ساتھ صادق آویں تو دونوں کے مابین عموم وخصوص من وجہ ہوگی اور اگر ایک ساتھ بالکل صادق نہ آئے تو دونوں کے مابین تباین کلی ہوگا پس تباین جزئی کبھی عموم من وجہ کے ضمن میں متحقق ہوتا ہے کبھی تباین کلی کے ضمن میں بھی متحقق ہوتا ہے پھر وہ دوکلی جن کے مابین عموم من وجہ کی نسبت ہے ان دونوں کی نقیضین کے مابین بھی کبھی عموم من وجہ کی نسبت ہوتی ہے جیسے حیوان اور ابیض میں عموم من وجہ کی نسبت ہے اور ان دونوں کی نقیض لا حیوان لا ابیض کے مابین بھی عموم من وجہ کی نسبت ہے اور کبھی ان کی نقیضوں کے مابین تباین کلی ہوتا ہے جیسے حیوان ولاانسان کے مابین عموم من وجہ کی نسبت ہے اور ان دونوں کی نقیضین لا حیوان اور انسان کے مابین تباین کلی ہے بنا بریں انہوں نے کہا ہے کہ اعم اور اخص من وجہ دونوں کی نقیضوں کے مابین تباین جزئی ہے، نہ فقط عموم من وجہ کی نسبت ہے نہ فقط تباین کلی نسبت ہے۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تباین جزئی کی تعریف کرنا اور عموم خصوص من وجہ کی نقیضوں کے درمیان نسبت کو بیان کرنا ہے۔

تباین جزئی کی تعریف:۔ ہر کلی دوسری کلی کے بغیر سچی آسکے یہ تعریف اس کی دونوں قسموں (تباین کلی اور عموم خصوص من وجہ) میں پائی جاتی ہے تباین کلی میں ہر کلی دوسری کے بغیر سچی آتی ہے اسی طرح عموم خصوص من وجہ میں بھی ہر کلی دوسری کے بغیر

Marfat.com

بچی آتی ہے۔

فائدہ ﴿۱﴾:۔ قاعدہ یہ ہے کہ مقسم اپنی قسموں کے علاوہ کہیں بھی علیحدہ طور پر نہیں پایا جاتا بلکہ اپنی قسموں کے ضمن میں ہی مقسم پایا جاتا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر مقسم اپنی قسم کے علاوہ بھی پایا جائے پھر اس کی تقسیم کو بند کرنا بھی صحیح نہیں نیز یہ بھی یاد رہے کہ مقسم کی تعریف اپنی ہوتی ہے اور قسموں کی تعریف اپنی ہوتی ہے جیسے اسم یہ مقسم ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ کلمہ مستقل ہو اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے کے ساتھ مقترن نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں معرب مبنی ان کی تعریف یہ ہے کہ معرب وہ اسم ہے جو مرکب ہو عامل کے ساتھ اور مبنی الاصل کے مشابہ بھی نہ ہو۔ مبنی کی تعریف یہ ہے کہ وہ اسم ہے جو مرکب نہ ہو یا مرکب ہو لیکن مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو۔ مقسم کی تعریف ہمیشہ اپنے قسموں میں ہوتی ہے قسم میں مقسم کی تعریف کا آنا ضروری ہے جیسا کہ ابھی معرب اور مبنی کی تعریف میں گزرا۔

فائدہ ﴿۲﴾:۔ تباین کلی اور عموم خصوص من وجہ یہ دونوں تباین جزئی کے دو قسم ہیں تباین جزئی یہ مقسم ہے اور مقسم اپنے اقسام کے ضمن میں پایا جاتا ہے الگ سے کوئی قسم نہیں ہوتا لھذا یہ نہیں کہا جائیگا کہ تباین جزئی یہ ایک اور قسم نکل آیا جو چار نسبتوں کے علاوہ ہے۔ یعنی تباین جزئی کی دو قسمیں ہیں (۱) تباین کلی (۲) عموم خصوص من وجہ۔

ثم ان الامرین الخ:۔ اس میں صرف مثالیں دینا چاہتے ہیں کہ جن دو کلیوں کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ ان کی نقیضوں میں تباین جزئی ہوگا یعنی کبھی تباین کلی اور کبھی عموم خصوص من وجہ ہوگا نقیضوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی مثال جیسے حیوان اور ابیض ان میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے اس کی نقیضوں لا حیوان اور لا ابیض کے درمیان بھی نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماعی جیسے سیاہ پتھر یہ لا حیوان بھی ہے لا ابیض بھی ہے مادہ افتراقی نمبر ایک کہ لا حیوان سچا آئی لا ابیض سچا نہ آئے جیسے کالی بھینس یہ لا ابیض ہے لا حیوان نہیں بلکہ حیوان ہے تیسری مثال کہ لا حیوان سچا آئے لیکن لا ابیض سچا نہ آئے جیسے سفید پتھر یہ لا حیوان تو ہے لا ابیض نہیں بلکہ ابیض ہے۔

دوسری قسم کی مثال کہ عینین میں تو نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے لیکن نقیضوں میں نسبت تباین کلی کی ہے جو کہ تباین جزئی کا ایک قسم ہے جیسے حیوان اور لا انسان ان میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے کیونکہ مادہ اجتماعی گھوڑا یہ حیوان بھی ہے لا انسان بھی مادہ افتراقی نمبر ایک کہ جیسے زید یہ حیوان ہے لا انسان نہیں بلکہ انسان ہے مادہ افتراقی نمبر دو جیسے پتھر یہ لا انسان تو ہے حیوان نہیں۔ ان دو کلیوں کی نقیضوں کے درمیان (لا حیوان اور انسان) نسبت تباین کلی کی ہے کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ جو چیز بھی لا حیوان ہے وہ انسان نہیں ہوسکتی اور جو انسان ہے وہ لا حیوان نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

قَوْلُہٗ کَالْمُتَبَائِنَیْنِ: اَیْ کَمَا اَنَّ بَیْنَ نَقِیْضَیِ الْاَعَمِّ وَالْاَخَصِّ مِنْ وَجْہٍ مُبَایَنَۃً جُزْئِیَّۃً کَذَالِکَ بَیْنَ نَقِیْضَیِ الْمُتَبَایِنَیْنِ تَبَایُنٌ جُزْئِیٌّ فَاِنَّہٗ لَمَّا صَدَقَ کُلٌّ مِنَ الْعَیْنَیْنِ مَعَ نَقِیْضِ الْاٰخَرِ صَدَقَ کُلٌّ مِنَ النَّقِیْضَیْنِ مَعَ عَیْنِ الْاٰخَرِ فَصَدَقَ کُلٌّ مِنَ النَّقِیْضَیْنِ بِدُوْنِ الْاٰخَرِ فِی الْجُمْلَۃِ وَھُوَ التَّبَایُنُ الْجُزْئِیُّ ثُمَّ اِنَّہٗ قَدْ یَتَحَقَّقُ فِیْ ضِمْنِ التَّبَایُنِ الْکُلِّیِّ کَالْمَوْجُوْدِ وَالْمَعْدُوْمِ فَاِنَّ بَیْنَ نَقِیْضَیْھِمَا وَھُمَا اللَّا مَوْجُوْدُ وَاللَّامَعْدُوْمُ اَیْضًا تَبَایُنًا کُلِّیًّا وَقَدْ یَتَحَقَّقُ فِیْ ضِمْنِ الْعُمُوْمِ مِنْ وَجْہٍ کَالْاِنْسَانِ وَالْحَجَرِ فَاِنَّ بَیْنَ نَقِیْضَیْھِمَا وَھُمَا اللَّااِنْسَانُ وَاللَّا حَجَرُ عُمُوْمًا مِنْ وَجْہٍ فَلِذَا قَالُوْا اِنَّ بَیْنَ نَقِیْضَیْھِمَا مُبَایَنَۃً جُزْئِیَّۃً حَتّٰی یَصِحَّ فِی الْکُلِّ ھٰذَا اِعْلَمْ اَیْضًا اَنَّ الْمُصَنِّفَ اَخَّرَ ذِکْرَ نَقِیْضَیِ الْمُتَبَایِنَیْنِ لِوَجْھَیْنِ الْاَوَّلُ قَصْدُ الْاِخْتِصَارِ بِقِیَاسِہٖ عَلٰی نَقِیْضِ الْاَعَمِّ وَالْاَخَصِّ مِنْ وَجْہٍ وَالثَّانِیْ اَنَّ تَصَوُّرَ التَّبَایُنِ الْجُزْئِیِّ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ مُجَرَّدٌ عَنْ خُصُوْصِ فَرْدَیْہِ مَوْقُوْفٌ عَلٰی تَصَوُّرِ فَرْدَیْہِ الَّذَیْنِ ھُمَا الْعُمُوْمُ مِنْ وَجْہٍ وَالتَّبَایُنُ الْکُلِّیُّ فَقَبْلَ ذِکْرِ فَرْدَیْہِ کِلَیْھِمَا لَا یَتَاَتّٰی ذِکْرُہٗ

ترجمہ: یعنی اعم اور اخص من وجہ کی نقیض کے مابین جیسے تباین جزئی ہے اسی طرح متبائنان کی نقیضین کے مابین بھی تباین جزئی ہے کیونکہ جب عینین سے ہر ایک دوسرے کی نقیض کے ساتھ صادق آئی تو نقیضین سے ہر ایک دوسرے کے عین کے ساتھ صادق آئی پس نقیضین سے ہر ایک دوسرے کی نقیض کے بغیر فی الجملہ صادق آئی اور یہی تباین جزئی ہے پھر یہی تباین جزئی کبھی تباین کلی کے ضمن میں متحقق ہوتا ہے جیسے موجود و معدوم کے مابین تباین کلی ہے اور ان کی نقیضین لا موجود اور لا معدوم کے مابین بھی تباین کلی ہے اور یہی تباین جزئی کبھی عموم و خصوص من وجہ کے ضمن میں متحقق ہوتا ہے جیسے انسان وحجر کے مابین تباین کلی ہے پس ان دونوں کی نقیضین لا انسان لا حجر کے مابین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے بنا بریں علماء نے کہا کہ متبائنان کی نقیضین کے مابین تباین جزئی ہے تا کہ تمام مادوں میں صحیح ہو (اس کو تم ضبط کر لو) نیز جان لو کہ متبائنان کی نقیضین کے ذکر کو مصنف نے دو وجہ سے مؤخر فرمایا ہے ایک تو اختصار کے قصد سے کہ متبائنان کی نقیض کو اعم اور اخص من وجہ کی نقیض پر قیاس کر لیا جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تباین جزئی کا تصور اس حیثیت سے کہ یہ اس کے دونوں فرد سے مجرد

Marfat.com

ہے اس کے دونوں فرد کے تصور پر موقوف ہے اور وہ دونوں فرد عموم وخصوص من وجہ اور تباین کلی ہیں پس ان دونوں فردوں کو ذکر کرنے سے پہلے تباین جزئی کا ذکر نہیں ہو سکتا۔

غرضِ شارح: اس قول کی غرض جن دو کلیوں کے عینین میں نسبت تباین کلی کی ہے ان کی نقیضوں میں نسبت کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ جن دو کلیوں کے عینین میں نسبت تباین کلی کی ہو ان کی نقیضوں کے درمیان بھی نسبت تباین جزئی کی ہوگی یعنی کبھی تو نقیضوں میں تباین کلی ہوگا اور کبھی نقیضوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔

فانه لما صدق الخ:۔ یہاں سے اس دعوی کی دلیل دی ہے۔

دلیل:۔ مثلاً انسان یہ ایک کلی ہے یہ زید پر سچا آتا ہے اس کی نقیض لا انسان ہے اور حجر ایک دوسری کلی ہے اس کی نقیض لا حجر ہے جہاں زید پر انسان سچا آتا ہے وہاں لا حجر بھی سچا آتا ہے لا حجر پر کلی اپنی نقیض لا انسان کے بغیر سچی آ رہی ہے یعنی انسان کے ساتھ سچی آ رہی ہے ایک کلی کی نقیض دوسری کلی کی نقیض کے بغیر سچی آ گئی ایسے ہی دوسری طرف سے پتھر پر حجر سچا آتا ہے لا انسان کے ساتھ اب پتھر پر لا انسان سچا آ رہا ہے بغیر لا حجر کے بلکہ حجر کے ساتھ لا انسان سچا آ رہا ہے یہاں بھی لا انسان یہ ایک کلی کی نقیض ہے جو کہ دوسری کلی کی نقیض کے بغیر اس کے عین کے ساتھ سچی آ گئی یہاں بھی ایک کلی کی نقیض دوسری کلی کی نقیض کے بغیر سچی آ گئی اس کو تباین کہتے ہیں یہ دلیل ہو گئی جب تباین کلی کی نقیض میں تباین جزئی ہے کبھی تو تباین کلی کی نقیضوں میں بھی تباین کلی ہوگا جیسے موجود اور معدوم یہ دو عینان ہیں ان میں نسبت تباین کلی کی ہے ان کی نقیضوں لاموجود اور لامعدوم میں بھی نسبت کلی کی ہے جہاں لاموجود ہوگا وہاں لامعدوم نہیں ہوگا اور جہاں لامعدوم ہوگا وہاں لاموجود نہیں ہوگا بلکہ موجود ہوگا عینین میں تباین کلی ہو اور نقیض میں عموم وخصوص من وجہ ہو جیسے انسان اور لا حجر میں تباین کلی ہے یہ کبھی جمع نہیں ہوتے ان کی نقیضین لا انسان اور لا حجر میں عموم خصوص من وجہ ہے ان میں تین مثالیں نکلیں گی (۱) اجتماعی مثال درخت پر لا انسان اور لا حجر دونوں سچی آتی ہیں (۲) دوسری افتراقی مثال جہاں لا انسان ہو لیکن لا حجر نہ ہو جیسے پتھر پر لا انسان سچا آتا ہے لیکن لا حجر سچا نہیں آتا بلکہ حجر سچا آتا ہے (۳) تیسری مثال افتراقی جیسے زید پر لا حجر سچا آتا ہے لیکن لا انسان سچا نہیں آتا بلکہ انسان سچا آتا ہے چونکہ جن دو کلیوں کے عینین میں نسبت تباین کلی کی تھی ان کی نقیضوں میں کبھی تباین کلی ہوتا ہے اور کبھی عموم وخصوص من وجہ اس لئے اس نے کہا کہ ان کی نقیضین میں تباین جزئی ہوگا نا فقط تباین کلی اور نا فقط عموم وخصوص من وجہ۔

واعلم ایضا ان المصنف اخر الخ:۔ یہاں سے متن پر ہونے والے دو اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔

Marfat.com

اعتراض ﴿۱﴾:۔ تفتازانی نے باقی تین کلیوں کے جہاں عینین کو بیان کیا وہاں ساتھ ہی ان کی نقیض کو بھی بیان کر دیا لیکن تباین کلی کی جہاں عینین کو بیان کیا ہے وہاں اس کی نقیضین کو ساتھ ہی کیوں بیان نہیں کیا۔

اعتراض ﴿۲﴾:۔ باقی تین کلیوں کے عینین کی نقیضوں کو مستقل طور پر عبارت لا کر بیان کی ونقیضاهما كذالك او بالعكس لیکن تباین کلی کی نقیض کو کالمتباینین تشبیہ کے ساتھ کیوں بیان کیا اس کو مستقلا وبين نقيضيهما تباين جزئی کی طرح کیوں بیان نہیں کیا؟

جواب ﴿۱﴾:۔ اس کی نقیض کو بیان کرنے کیلئے مستقلا عبارت اسلئے نہیں لائے کیونکہ اختصار مطلوب تھا اگر مستقلا عبارت ذکر کرتا تو طوالت لازم آتی تھی اسلئے بين نقيضيها تباين جزئی کی مستقلا عبارت نہیں لائے اگر ساتھ ہی وہاں نقیض کو بھی تفصیلا بیان کر دیتا تو طوالت لازم آتی تھی اس لئے آخر میں کالمتباینان میں تشبیہ کے ضمن میں اختصار کے ساتھ بیان کر دیا یہ دونوں اعتراضوں کا ایک جواب ہے۔

جواب ﴿۲﴾:۔ تباین کلی کی نقیضین میں نسبت چونکہ تباین جزئی کی تھی اور تباین جزئی کا معنی اس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا جب تک کہ اس کے دو فرد (دو قسم) تباین کلی اور عموم وخصوص من وجہ کا بیان نہ ہوا گر وہاں تباین کلی کے عین کی نسبت کے ساتھ ہی اس کی نقیض کو بھی بیان کر دیتا تو پھر تباین جزئی کا مطلب ہی سمجھ میں نہ آتا کیوں کہ اس میں تو عموم وخصوص من وجہ بھی تھا اور اس کا ذکر ابھی ہوا تک نہیں۔ اس لئے علامہ تفتازانی نے پہلے عینین تباین کلی اور عموم وخصوص من وجہ کو بیان کیا آخر میں اس کی نقیض کو کالمتبائنین کی عبارت کے ساتھ بیان کیا۔

ooooooooooooooooooooo

متن: وَقَدْ يُقَالُ الْجُزْئِيُّ لِلْأَخَصِّ مِنَ الشَّيْءِ وَهُوَ أَعَمُّ

ترجمہ:۔ اور کبھی جزئی کہا جاتا ہے اخص من الشی کو اور وہ اعم ہے۔

مختصر تشریح متن:۔ اس عبارت میں جزئی کا ایک اور معنی بیان کر رہے ہیں کہ ہر اخص تحت الاعم کو جزئی کہتے ہیں یعنی جو بھی اخص کسی اعم کے نیچے داخل ہو اس کو بھی جزئی کہتے ہیں اس تعریف کے اعتبار سے تمام اجناس اور نوع انسان حیوان جسم نامی جسم مطلق جزئی ہونگے کیونکہ انسان مثلا نوع ہے لیکن ایک اعم حیوان کے نیچے داخل ہے حیوان یہ اخص جسم نامی کے نیچے داخل ہے الخ اس جزئی کو جزئی اضافی کہتے ہیں کیونکہ یہ جزئی اوپر والے کے اعتبار سے جزئی ہے حقیقی نہیں۔

****

Marfat.com

قَوْلُہٗ۔ وَقَدْ یُقَالُ آہ: یَعْنِیْ اَنَّ لَفْظَ الْجُزْئِیِّ کَمَا یُطْلَقُ عَلَی الْمَفْھُوْمِ الَّذِیْ یَمْتَنِعُ اَنْ یُجَوِّزَ صِدْقَہٗ عَلٰی کَثِیْرِیْنِ کَذَالِكَ یُطْلَقُ عَلَی الْاَخَصِّ مِنْ شَیْءٍ فَعَلَی الْاَوَّلِ یُقَیَّدُ بِقَیْدِ الْحَقِیْقِیِّ وَعَلَی الثَّانِیْ بِالْاِضَافِیِّ وَالْجُزْئِیُّ بِالْمَعْنَی الثَّانِیْ اَعَمُّ مِنْہُ بِالْمَعْنَی الْاَوَّلِ اِذْ کُلُّ جُزْئِیٍّ حَقِیْقِیٍّ فَھُوَ مُنْدَرِجٌ تَحْتَ مَفْھُوْمٍ عَامٍّ وَاَقَلُّہُ الْمَفْھُوْمُ وَالشَّیْءُ وَالْاَمْرُ وَلَاعَکْسَ اِذِالْجُزْئِیُّ الْاِضَافِیُّ قَدْ یَکُوْنُ کُلِّیًا کَالْاِنْسَانِ بِالنِّسْبَۃِ الْحَیْوَانِ وَلَكَ اَنْ تَحْمِلَ ۔

ترجمہ:۔ یعنی لفظ جزئی کا اطلاق جیسے اس مفہوم پر ہوتا ہے اس کے چند افراد پر صادق آنے کو عقل جائز نہ رکھے اسی طرح اخص من شئی پر بھی جزئی کا اطلاق ہوتا ہے پس پہلی تعریف پر جزئی کو قید حقیقی کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے اور ثانی تعریف پر قید اضافی کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے اور جزئی معنی ثانی کے ساتھ اعم ہوتی ہے معنی اول سے کیونکہ ہر جزئی حقیقی مفہوم عام کے ماتحت داخل ہوتی ہے اور اسی مفہوم عام کے کم درجہ خود مفہوم اور شئی اور امر کا درجہ ہے اور اس کا عکس نہیں کیونکہ جزئی اضافی کبھی کلی ہوتی ہے جیسے مفہوم انسان جزئی اضافی ہے مفہوم حیوان کی بہ نسبت اور ماتن کا قول۔

اغراض شارح:۔ قولہ اقلہ المفہوم تک توضیح متن ہے و اقلہ المفہوم سے آخر تک ایک اعتراض کا جواب ہے۔

تشریح:۔ جزئی کا لفظ اس جزئی پر بھی بولا جاتا ہے جس کے مفہوم کا صدق کثیرین پر ممتنع ہوتا تھا ایسے ہی ہر اخص تحت الاعم کو بھی جزئی کہتے ہیں پہلی کو جزئی حقیقی اور دوسری کو جزئی اضافی کہتے ہیں جزئی اضافی یہ جزئی حقیقی سے اعم ہے جہاں جزئی حقیقی ہوگی وہاں جزئی اضافی ضرور ہوگی اور جہاں جزئی اضافی ہو وہاں جزئی حقیقی کا ہونا ضروری نہیں جیسے زید یہ جزئی حقیقی بھی ہے اور اضافی بھی کیونکہ یہ انسان کے اعم کے نیچے داخل ہے لیکن انسان جزئی اضافی ہے جزئی حقیقی نہیں بلکہ کلی ہے

واقلہ المفہوم الخ:۔ یہاں سے ایک اعتراض کا جواب ہے۔ **اعتراض:۔** آپ نے کہا جو بھی جزئی حقیقی ہوگی وہ جزئی اضافی ضرور ہوگی یہ صحیح نہیں کیونکہ لفظ اللہ کے بارے میں تمام مناطقہ کا اتفاق ہے کہ یہ جزئی حقیقی ہے لیکن جزئی اضافی نہیں کیونکہ کیونکہ اس کے اوپر کائی اعم کلی نہیں ہے؟

جواب:۔ جزئی اضافی کے اوپر جو اعم ہوتا ہے اس کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کلی ہو کوئی اور شی بھی اعم ہو سکتی ہے مثلاً لفظ اللہ کے اوپر لفظ شی لفظ امر اور لفظ مفہوم ہیں اور یہ اس سے اعم ہیں اس لئے لفظ اللہ کو جزئی اضافی کہنا درست ہے۔

Marfat.com

قَوْلُہٗ۔ وَهُوَ اَعَمُّ عَلٰى جَوَابِ سُوَالٍ مُقَدَّرٍ كَاَنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ الْاَخَصُّ عَلٰى مَا عُلِمَ سَابِقًا هُوَ الْكُلِّيُّ الَّذِیْ يَصْدُقُ عَلَيْهِ كُلِّیٌّ آخَرُ صِدْقًا كُلِّيًّا وَلَا يَصْدُقُ هُوَ عَلٰى ذَالِكَ الْاٰخَرِ كَذَالِكَ وَالْجُزْئِیُّ الْاِضَافِیُّ لَا يَلْزَمُ اَنْ يَكُوْنَ كُلِّيًّا بَلْ قَدْ يَكُوْنُ جُزْئِيًّا حَقِيْقِيًّا فَتَفْسِيْرُ الْجُزْئِیِّ الْاِضَافِیِّ بِالْاَخَصِّ بِهٰذَا الْمَعْنٰى تَفْسِيْرٌ بِالْاَخَصِّ فَاَجَابَ بِقَوْلِهٖ وَهُوَ اَعَمُّ اَیِ الْاَخَصُّ الْمَذْكُوْرُ هٰهُنَا اَعَمُّ مِنَ الْمَعْلُوْمِ سَابِقًا وَمِنْهُ يُعْلَمُ اَنَّ الْجُزْئِیَّ بِهٰذَا الْمَعْنٰى اَعَمُّ مِنَ الْجُزْئِیِّ الْحَقِيْقِیِّ فَيُعْلَمُ بَيَانُ النِّسْبَةِ اِلْتِزَامًا وَهٰذَا مِنْ فَوَائِدِ مَشَائِخِنَا اَثَابَ اللّٰهُ ثَرَاهُ۔

ترجمہ:۔ واعم کو ایک سوال مقدر کے جواب پر بھی حمل کر سکتے ہو گویا کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اخص وہ کلی ہے جس پر دوسری کلی، کلی طور پر صادق آوے اور یہ اخص اس دوسری کلی پر کلیۃً صادق نہ آوے اور جزئی اضافی کلی ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ کبھی جزئی حقیقی ہوتی ہے لہذا اخص بالمعنی المذکور کے تحت جزئی اضافی کی تفسیر بالاخص ہے (صحیح نہیں) پس ماتن نے اپنے قول وھو اعم کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا ہے یعنی اخص مذکور یہاں اس اخص سے اعم ہے جو پہلے معلوم ہوا ہے اور ماتن کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ جزئی اس معنی اخیر کے ساتھ عام ہے جزئی حقیقی سے پس التزاما دونوں جزئیوں کے مابین نسبت کا بیان معلوم ہو جائے گا اور یہ ہمارے بعض مشائخ کے فوائد سے ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو خوش فرماویں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔ اخص کا معنی ماقبل والی فصل میں یہ گزرا ہے کہ اخص وہ کلی ہوتی ہے کہ دوسری کلی تو مکمل اس کے ہر ہر فرد پر سچی آئے لیکن یہ اخص کلی اس کلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے جیسے انسان اخص ہے حیوان سے تو انسان حیوان کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں آتا۔ اب آپ نے کہا کہ جزئی اضافی اخص من الشئی کو کہتے ہیں اور اخص تو اس معنی کے لحاظ سے کلی کو کہتے ہیں یعنی جزئی اضافی ہمیشہ کلی ہوگی حالانکہ زید یہ جزئی اضافی بھی ہے اور جزئی حقیقی بھی ہے کلی نہیں ہے؟

جواب:۔ اخص کا وہ معنی جو ماقبل والی فصل میں گزرا وہ یہاں مراد نہیں ہے وہاں اخص کلی ہوا کرتا تھا لیکن یہاں اخص سے عام مراد ہے وہ کلی ہو یا جزئی لہذا اب زید جزئی اضافی بھی ہے جزئی حقیقی بھی۔

وھو اعم میں ھو کا مرجع شارح نے بتایا کہ وہ اخص ہے اخص جو اس جگہ مراد ہے وہ ماقبل میں مذکورہ لفظ اخص سے اعم ہے۔

Marfat.com

فائدہ:۔ متن میں ھو اعم میں ھوضمیر کا مرجع جب اخص ہے تو اس سے دلالۃ التزامی کے طور پر معلوم ہوا کہ جزئی اضافی اور حقیقی میں نسبت عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

متن: والکلیات خمس

ترجمہ:۔ اور کلیات پانچ ہیں۔

مختصر تشریح متن:۔ تصورات میں اصل مقصود قول شارح ہے۔ قول شارح کیلئے جو چیزیں موقوف علیہ کا درجہ رکھتی تھیں اس سے پہلے ان کا بیان ہوا اب ان موقوف علیہ اشیاء میں سے آخری شی کلیات خمس کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد اصل مقصود قول شارح کو بیان کریں گے۔ متن کی اس عبارت الکلیات خمس پر ایک ترکیبی اعتراض ہوتا ہے اس کو سمجھنے سے پہلے ایک قاعدہ ذہن میں رکھ لیں۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ اسماء عدد میں تین سے لیکر دس تک ہمیشہ اپنے معدود کے خلاف آتے ہیں اگر معدود مذکر ہو تو یہ مونث اگر معدود مونث ہو تو اسماء عدد مذکر آتے ہیں جیسے ثلاثۃ رجال و ثلاث نسوۃ۔

اعتراض:۔ الکلیات یہ مبتداء ہے اور خمس اس کی خبر ہے ضابطہ ہے کہ مبتداء اور خبر میں تذکیر اور تانیث میں مطابقت ضروری ہوتی ہے یہاں تو خبر مذکر ہے اور مبتداء مونث ہے یہاں تو مبتداء خبر میں مطابقت نہیں؟

جواب:۔ اصل میں الکلیات یہ لفظوں میں اگرچہ جمع مونث نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس کا مفرد کلی ہے یہاں خبر کی مطابقت میں رعایت مفرد کی گئی ہے۔ لفظ الکلیات جمع کی رعایت نہیں کی گئی اور اسماء عدد کے لحاظ سے لفظ الکلیات کی رعایت کی ہے الکلیات چونکہ لفظوں میں مونث تھا اس لئے خبر خمس مذکر لائے۔

اعتراض: اگر الکلیات کلی کی جمع ہے کلی تو مذکر ہے اسکی جمع الف اور تاء کیساتھ کیسے آ گئی مذکر کی جمع تو واو نون کیساتھ آتی ہے؟

جواب:۔ نحات کے ہاں یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مذکر لایعقل کی صفت کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے جیسے یوم یہ مذکر لایعقل ہے اس کی صفت خالی ہے لیکن اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے الایام الخالیات اسی طرح یہاں بھی کلی یہ لفظ مفرد کی صفت ہے جو کہ مذکر لا یعقل ہے اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ الکلیات لے آتے ہیں۔

Marfat.com

قَوْلُهُ الْكُلِّيَّاتُ خَمْسٌ: اَىِ الْكُلِّيَّاتُ الَّتِىْ لَهَا اَفْرَادٌ بِحَسْبِ نَفْسِ الْاَمْرِ فِى الذِّهْنِ اَوْ فِى الْخَارِجِ مُنْحَصِرَةٌ فِىْ خَمْسَةِ اَنْوَاعٍ وَاَمَّا الْكُلِّيَّاتُ الْفَرْضِيَّةُ الَّتِىْ لَا مِصْدَاقَ لَهَا خَارِجًا وَلَا ذِهْنًا فَلَا يَتَعَلَّقُ بِالْبَحْثِ عَنْهَا غَرَضٌ يُعْتَدُّ بِهٖ ثُمَّ الْكُلِّىُّ اِذَا نُسِبَ اِلٰى اَفْرَادِهِ الْمُحَقَّقَةِ فِىْ نَفْسِ الْاَمْرِ فَاِمَّا اَنْ يَكُوْنَ عَيْنَ حَقِيْقَةِ تِلْكَ الْاَفْرَادِ وَهُوَ النَّوْعُ اَوْ جُزْءَ حَقِيْقَتِهَا فَاِنْ كَانَ تَمَامُ الْمُشْتَرِكِ بَيْنَ شَىْءٍ مِنْهَا وَبَيْنَ بَعْضٍ اٰخَرَ فَهُوَ الْجِنْسُ وَاِلَّا فَهُوَ الْفَصْلُ وَيُقَالُ لِهٰذِهِ الثَّلَاثَةِ ذَاتِيَّاتٌ اَوْ خَارِجًا عَنْهَا وَيُقَالُ لَهُ الْعَرَضِىُّ فَاِمَّا اَنْ يُخْتَصَّ بِاَفْرَادِ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ اَوْ لَا يَخْتَصُّ فَالْاَوَّلُ هُوَ الْخَاصَّةُ وَالثَّانِىْ هُوَ الْعَرَضُ الْعَامُّ فَهٰذَا دَلِيْلُ اِنْحِصَارِ الْكُلِّيَّاتِ فِى الْخَمْسِ

ترجمہ:۔ یعنی جن کلیات کے افراد نفس الامر میں ہیں خواہ ذہن میں متحقق ہو یا خارج میں وہ کلیات پانچ قسموں میں منحصر ہیں اور بہر حال وہ فرضی کلیات جن کے افراد نفس الامر میں متحقق نہیں نہ خارج میں، نہ ذہن میں ان سے بحث کرنے کے ساتھ کسی معتد بہ غرض کا تعلق نہیں پھر کلی جب منسوب ہو اس کے ان افراد کی طرف جو نفس الامر میں متحقق ہیں یا تو وہ کلی ان افراد کی عین حقیقت ہوگی اور یہی کلی نوع ہے یا افراد کی جزئی حقیقت ہوگی سو اگر وہ کلی تمام مشترک ہو اس کے بعض فرد اور دوسرے بعض کے مابین تو وہ کلی جنس ہے ورنہ وہ کلی فصل ہے اور اس نوع، جنس، فصل کو ذاتیات کہا جاتا ہے یا تو کلی افراد کی حقیقت سے خارج ہوگی اور اسی کلی کو عرضی کہا جاتا ہے پس اگر یہ کلی عرضی ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص ہو تو وہ کلی خاصہ ہے اور اگر ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص نہ ہو تو وہ کلی عرض عام ہے۔ کلیات پانچ میں منحصر ہونے کی دلیل حصر یہی ہے۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول کی غرض دو مسئلوں کو بیان کرنا ہے۔

مسئلہ ﴿۱﴾:۔ یہاں ان کلیات کا بیان ہوگا جن کے افراد نفس الامر میں موجود ہیں نفس الامر کا مطلب یہ ہے کہ ان کلیات کے افراد ذہن میں موجود ہوں یا خارجی جہان میں۔ ان دونوں کو نفس الامر کہتے ہیں۔ ذہن میں افراد ہوں جیسے شمس وقمر کہ ان کا خارج میں تو ایک ہی فرد ہے لیکن ذہن میں ان کے افراد کثیرہ کا ہونا ممکن ہے۔ خارج میں جیسے انسان کلی ہے اور اس کے افراد کثیرہ خارجی جہان میں پائے جاتے ہیں زید، عمر، بکر وغیرہ۔ یہاں ان کلیات کا بیان نہیں ہوگا جن کے افراد نفس الامر میں موجود نہیں جیسے لاشی، لاممکن، شریك الباری وغیرہ۔

Marfat.com

مسئلہ﴿۲﴾:۔ کلیاتِ خمس کی دلیلِ حصر بیان کرنی ہے کہ کلیات پانچ میں بند ہیں اس سے زیادہ اور کم نہیں۔

دلیل حصر:۔ کلی یا تو اپنے افراد کی عین حقیقت (عین حقیقت اور تمام ماہیت کا مطلب ایک ہی ہے) ہوگی یا نہیں اگر وہ کلی اپنے افراد کی عین حقیقت ہو اس کو نوع کہتے ہیں اور اگر کلی اپنے افراد کی عین حقیقت نہ ہو لیکن حقیقت کا جزو ہو تو پھر دیکھیں گے وہ جزو تمام مشترک ہے یا جزو ممیز اگر تمام مشترک ہو تو اس کو جنس کہتے ہیں اور اگر وہ جزو ممیز ہو اس کو فصل کہتے ہیں۔

نوع کی مثال جیسے انسان یہ کلی ہے یہ اپنے افراد زید عمر بکر کا بالکل عین ہے۔ جزو تمام مشترک یا جنس کی مثال جیسے حیوان یہ اپنے افراد انسان اور فرس وغیرہ میں تمام مشترک ہے جزو ممیز یا فصل کی مثال جیسے ناطق انسان میں جزو ممیز ہے اس کو باقی اغیار سے جدا کرنے والا ہے۔ ان تینوں قسم کی کلیوں (نوع جنس فصل) کو ذاتیات کہتے ہیں کیوں کہ ان تینوں میں سے ہر ایک میں کلی اپنے افراد کی ماہیت میں داخل ہے اور اگر وہ کلی اپنے افراد کی ماہیت میں داخل نہیں بلکہ خارج ہے اور خارج ہو کر عارض ہے تو پھر اس میں دو صورتیں ہیں وہ اگر ایک ہی حقیقت کے افراد کو عارض ہے تو اس کلی کو خاصہ کہتے ہیں اور اگر وہ کلی مختلف الحقائق افراد کو عارض ہو تو اس کو عرض عام کہتے ہیں خاصہ کی مثال جیسے ضاحك یہ اپنے افراد زید عمر بکر کی حقیقت سے خارج ہے لیکن ان کو عارض ہے عرض عام کی مثال جیسے ماش یہ فرس حمار زید عمر کی حقیقت کو عارض ہے۔ اور ان کی حقیقت مختلف ہے۔ ان دو قسم کی کلیوں کو عرضیات کہتے ہیں کیوں کہ یہ اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو کر عارض ہیں۔

تعریف تمام مشترک:۔ ماقبل میں لفظ تمام مشترک گزرا ہے یہاں اس کا معنی ذکر کیا جاتا ہے کہ تمام مشترک کسے کہتے ہیں جو بھی کلی تمام مشترک ہوگی کم از کم دو افراد میں ہوگی جیسے حیوان یہ تمام مشترک ہے فرس اور انسان کے درمیان یہ دونوں حیوان کے افراد میں سے ہیں جن دو افراد کے درمیان میں ہم نے کسی کلی کو تمام مشترک مان لیا ہوگا ان دو افراد میں دنیا میں جو بھی چیز مشترک نکالی جائے گی وہ یا تو عین تمام مشترک ہوگی یا اس تمام مشترک کا جزو ہوگی جیسے انسان اور فرس میں ہم نے حیوان کو تمام مشترک مانا ہے حیوان کا معنی جسم نامی حساس متحرك بالارادہ اب ان دونوں میں سے جو بھی چیز مشترک مانیں گے وہ یا تو یہی عین تمام مشترک ہوگی یا اس کا جزو مثلاً ہم نے ان دونوں میں حیوان کا دیکھا کہ وہ مشترک ہے دونوں میں اور عین تمام مشترک ہے جسم نامی ان دونوں میں مشترک ہے اور یہ حیوان تمام مشترک کا جزو ہے جسم مطلق ان میں مشترک ہے اور یہ حیوان تمام مشترک کا جزو ہے جو ہر ان میں مشترک ہے اور یہ تمام مشترک حیوان کا جزو ہے خلاصہ یہ نکلا کہ دنیا میں جو بھی کلی تمام مشترک ہوگی وہ ہمیشہ جنس ہوگی جیسے حیوان یہ تمام مشترک ہے اور یہ جنس ہے جنس کی دو قسمیں ہیں قریب

Marfat.com

اور بعید جن دو افراد میں جنس اصلی ہوگی وہ قریب کہلائے گی جیسے انسان اور فرس میں جنس اصلی میں حیوان ہے اس کو جنس قریب کہتے ہیں انسان اور شجر میں جنس اصلی مثل نامی ہے اس کو جنس قریب کہیں گے انسان اور پتھر میں جنس اصلی جسم مطلق ہے پھر یہ بھی ان دونوں میں جنس قریب ہے انسان اور عقل میں جنس اصلی جوہر ہے اس کو بھی ان دونوں کی جنس قریب کہیں گے انسان اور فرس میں حیوان چونکہ جنس اصلی ہے اس لئے یہ قریب ہے لیکن انسان اور فرس میں جسم نامی بھی جنس ہے لیکن چونکہ وہ اصلی نہیں ہے بلکہ مجازی طور پر ہے اس لئے اس کو انسان اور فرس کیلئے جنس بعید کہیں گے ایسے ہی جسم مطلق یہ انسان اور فرس کیلئے جنس ہے لیکن بعید ہے اس طرح جوہر یہ بھی جنس ہے انسان اور فرس میں لیکن مجازی ہے اس سے پہلے اس کو بھی جنس بعید کہیں گے انسان اور فرس میں جسم نامی جنس بعید ہے ایک مرتبے کے ساتھ انسان اور شجر میں جسم مطلق جنس بعید ہے ایک مرتبہ کے ساتھ انسان اور پتھر میں جوہر جنس بعید ہے ایک مرتبہ کے ساتھ ان آخر سے نیچے کی طرف جنس بعید کی ترتیب اس طرح ہوگی عقل یہ انسان اور فرس کیلئے یہ جنس بعید ہے چار مرتبہ کے ساتھ تین مرتبہ کے ساتھ انسان اور پتھر کیلئے جنس بعید ہے دو مرتبہ کے ساتھ انسان اور جوہر کیلئے ایک مرتبہ کیساتھ ایسے ہی جوہر کو لیں گے اور جسم مطلق کو۔

نوٹ: ۔جنس قریب جنس بعید بھی ہوتی ہے جس طرح انسان اور شجر میں جنس نامی یہ جنس قریب ہے انسان اور شجر کیلئے لیکن انسان اور حیوان کیلئے جنس بعید ہے خوب سمجھ لو۔

ooooooooooooooooooooo

متن اَلْاَوَّلُ الْجِنْسُ وَهُوَ الْمَقُوْلُ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ فَاِنْ كَانَ الْجَوَابُ عَنِ الْمَاهِيَّةِ وَعَنْ بَعْضِ مُشَارِكَاتِهَا هُوَ الْجَوَابُ عَنْهَا وَعَنِ الْكُلِّ فَقَرِيْبٌ كَالْحَيَوَانِ وَاِلَّا فَبَعِيْدٌ كَالْجِسْمِ النَّامِيْ

ترجمہ متن: ۔جنس اور وہ وہ ہے جو کثیرین پر بولی جائے ایسے کثیرین جو مختلف بالحقائق ہوں ماھو کے جواب میں پس اگر جواب ہو ماھیت اور اس کے بعض مشارکات سے وہی اور تمام سے پس وہ قریب ہے جیسے حیوان ورنہ پس بعید ہے جیسے جسم نامی۔

مختصر تشریح متن: ۔اس عبارت میں علامہ تفتازانی نے کلیات خمسہ میں سے پہلے کلی جنس کی تعریف کی ہے۔

جنس کی تعریف: ۔وہ ایک ایسی کلی ہے جو کثیر افراد پر سچی آتی ہے ایسے کثیر افراد جن کی حقیقت مختلف ہو اور ما ہو کے جواب

Marfat.com

میں آتی ہے۔

فوائد قیود: ۔ھو کا لفظ (جس سے مراد کلی ہے) جنس ہے تمام کلیات کو شامل ہے۔ المقول علی کثیرین (وہ کثیر افراد پر بچی آتی ہے) یہ فصل اول ہے اس سے کلیات فرضیہ (لاشی لاممکن وغیرہ) نکل گئے کیوں کہ ان کے افراد ہی نہیں ہوتے پھر کہا کہ وہ افراد مختلف الحقائق ہو اس سے کلی نوع نکل گئی کیوں کہ اگر چہ افراد اس کے بھی کثیر ہوتے ہیں لیکن وہ متفق الحقائق ہوتے ہیں آگے کہا کہ یہ ماھو کے جواب میں واقع ہوتی ہے اس سے کلی خاصہ اور عرض عام وغیرہ نکل گئے خاصہ تو اس لئے کہ وہ ای شیء کے جواب میں آتا ہے اور عرض عام اس لئے کہ وہ سرے سے جواب میں واقع ہوتا بھی نہیں۔

قَوْلُهٗ۔ اَلْمَقُوْلُ اَیِ الْمَحْمُوْلُ

ترجمہ: ۔مقول سے مراد محمول ہے۔

قَوْلُهٗ۔ فِیْ جَوَابِ مَا هُوَ اِعْلَمْ اَنَّ مَاهُوَ سُوَالٌ عَنْ تَمَامِ الْحَقِيْقَةِ فَاِنِ اقْتَصَرَ فِی السُّوَالِ عَلٰی ذِکْرِ اَمْرٍ وَاحِدٍ کَانَ السُّوَالُ عَنْ تَمَامِ الْمَاهِيَةِ مُخْتَصَّةً فَيَقَعُ النَّوْعُ فِی الْجَوَابِ اِنْ کَانَ الْمَذْکُوْرُ اَمْرًا شَخْصِيًّا اَوِ الْحَدُّ التَّامُّ اِنْ کَانَ الْمَذْکُوْرُ حَقِيْقَةً کُلِّيَّةً وَاِنْ جُمِعَ فِی السُّوَالِ بَيْنَ اُمُوْرٍ کَانَ السُّوَالُ عَنْ تَمَامِ الْمَاهِيَةِ الْمُشْتَرَکَةِ بَيْنَ تِلْکَ الْاُمُوْرِ ثُمَّ تِلْکَ الْاُمُوْرُ اِنْ کَانَتْ مُتَّفِقَةَ الْحَقِيْقَةِ کَانَ السُّوَالُ عَنْ تَمَامِ الْمَاهِيَةِ الْمُتَّفِقَةِ الْمُتَّحِدَةِ فِیْ تِلْکَ الْاُمُوْرِ فَيَقَعُ النَّوْعُ اَيْضًا فِی الْجَوَابِ وَاِنْ کَانَتْ مُخْتَلِفَةَ الْحَقِيْقَةِ کَانَ السُّوَالُ عَنْ تَمَامِ الْحَقِيْقَةِ الْمُشْتَرَکَةِ بَيْنَ تِلْکَ الْحَقَائِقِ الْمُخْتَلِفَةِ وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّ تَمَامَ الذَّاتِیِّ الْمُشْتَرِکِ بَيْنَ الْحَقَائِقِ الْمُخْتَلِفَةِ هُوَالْجِنْسُ فَيَقَعُ الْجِنْسُ فِی الْجَوَابِ فَالْجِنْسُ لَا بُدَّلَهٗ اَنْ يَقَعَ جَوَابًا عَنِ الْمَاهِيَّةِ وَعَنْ بَعْضِ الْحَقَائِقِ الْمُخْتَلِفَةِ الْمُشَارِکَةِ اِيَّاهَا فِیْ ذَالِکَ الْجِنْسِ فَاِنْ کَانَ هُوَ ذَالِکَ جَوَابًا عَنِ الْمَاهِيَةِ وَعَنْ کُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْمَاهِيَّاتِ الْمُخْتَلِفَةِ الْمُشَارِکَةِ لَهَا فِیْ ذَالِکَ الْجِنْسِ فَالْجِنْسُ قَرِيْبٌ کَالْحَيَوَانِ حَيْثُ يَقَعُ جَوَابًا لِلسُّوَالِ عَنِ الْاِنْسَانِ وَعَنْ کُلِّ مَا يُشَارِکُهٗ فِی الْمَاهِيَّةِ

Marfat.com

الْحَيَوَانِيَّةِ وَاِنْ لَّمْ يَقَعْ جَوَابًا عَنِ الْمَاهِيَّةِ وَعَنْ كُلِّ مَايُشَارِكُهَا فِيْ ذَالِكَ الْجِنْسِ فَبَعِيْدٌ كَالْجِسْمِ حَيْثُ يَقَعُ جَوَابًا عَنِ السَّوَالِ بِالْاِنْسَانِ وَالْحَجَرِ وَلَا يَقَعُ جَوَابًا عَنِ السَّوَالِ بِالْاِنْسَانِ وَالشَّجَرِ وَالْفَرَسِ مَثَلًا۔

ترجمہ:۔قولہ فی جواب ما ھو جان لو بے شک ماھو تمام حقیقت سے سوال ہے سو اگر سوال میں امر واحد کے ذکر پر اکتفاء ہو تو سوال اس ماھیت کے تمام سے ہوگا جو اسی امر واحد کے ساتھ مختص ہے لہٰذا جواب میں نوع واقع ہوگا اگر سوال میں ایک امر شخصی مذکور ہو تو جواب میں حد تام واقع ہوگا اگر سوال میں ایک حقیقت کلیہ مذکور ہو اور اگر سوال میں چند امور کے مابین جمع کیے جاوے تو سوال اس ماھیت کے تمام سے ہوگا جو ان امور کے بین مشترک ہے پھر یہ امور اگر متفقۃ الحقیقۃ ہوں تو سوال اس ماھیت کے تمام سے ہوگا جو ان امور میں متحد اور متفق ہے لہٰذا جواب میں نوع بھی واقع ہوگی اگر وہ امور مختلفۃ الحقیقۃ ہوں تو سوال تمام حقیقت سے ہوگا جو مشترک ہوں ان مختلف حقیقتوں کے درمیان، اور تم نے پہلے پہچان لیا ہے وہ ذاتی جو مختلف حقیقتوں کے درمیان اور وہ جنس ہے لہٰذا جواب میں جنس واقع ہوگی پس جنس جواب میں واقع ہونا ضروری ہے ماھیت معینہ اور بعض ان حقائق مختلفہ کے سوال پر جو اسی ماھیت معینہ کے شریک ہیں اس جنس میں پس اگر یہی جنس جواب میں واقع ہو اس ماھیت معینہ کے سوال اور ہر اس ماھیت کے سوال پر جو ماھیت مشارک ہے ماھیت معینہ کا اسی جنس میں تو جنس قریب ہے جیسے حیوان کیوں کہ ماھیت انسان کے ساتھ ماھیت حیوانیہ میں جتنی ماھیات شریک ہیں ان میں سے جس کو بھی انسان کے ساتھ ملا کے سوال کیا جاوے تو جواب میں یہی حیوان واقع ہوتا ہے اور اگر جتنی ماھیات اس ماھیت معینہ کے ساتھ اس جنس میں مشارک ہیں ان ماھیات سے ہر ایک کو ماھیت معینہ کو ساتھ ملا کے سوال کرنے کی صورت میں جواب میں وہ جنس محمول نہ ہو تو جنس بعید ہے جیسے جسم کیوں کہ انسان اور حجر کو ملا کے سوال کرنے کی صورت میں یہی جسم واقع ہوتا ہے اور انسان اور شجر اور فرس کو ملا کے سوال کرنے کی صورت میں جواب میں جنس واقع نہیں ہوتا بلکہ جسم نامی واقع ہوتا ہے لہٰذا حیوان جنس قریب ہے اور جسم جنس بعید ہے۔

اغراضِ شارح:۔اس قول کی غرض تشریحِ متن ہے وہ یہ ہے کہ کائنات میں جب کوئی انسان کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تصور مجہول کے بارے میں سوال ہوگا یا وہ تصدیق مجہول کے بارے میں سوال کرے گا تصدیق کے بارے میں سوال اور اس سوال کی غرض کی بحث بڑی کتابوں یعنی سلم وغیرہ میں آئے گی۔ یہاں صرف سائل کے تصور مجہول کے بارے میں سوال کرنے احکام ذکر کیے جائیں گے جب بھی کوئی آدمی دوسرے سے سوال کرتا ہے

Marfat.com

اس کے سوال کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے جب مخاطب اس کی غرض سمجھ لیتا ہے تو جواب دینا اس کیلئے آسان ہو جاتا ہے منطقیوں نے تصور مجہول کے بارے میں سوال کرنے کے دو آلے بتائے ہیں وہ دو آلے ما ھو اور ای شی ہیں ان دونوں میں اصل تو ما اور ای ہے ھو اور شی بطور تابع کے سوال میں ذکر کئے جاتے ہیں جب سائل سوال ای شئ کے ساتھ کرے گا تو اس کی غرض اس وقت کیا ہوگی۔ یہ آگے ذکر کریں گے یہاں ہم نے اس بات کو بیان کرنا ہے کہ جب وہ سوال میں ما ھو کو ذکر کرے تو اس وقت سائل کی غرض کیا ہوگی اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بھی کوئی سائل ماھو کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا تو وہ سوال دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو وہ سوال میں ایک چیز کو ذکر کرے گا یا بہت سی چیزوں کو ذکر کرے گا اگر سوال میں ایک چیز کو ذکر کرے تو اس وقت سائل کی غرض سوال سے یہ ہوگی کہ اس شی کی تمام ماہیت بیان کر دے تو مجیب اس کی نوع کو جواب میں بیان کرے گا اگر سوال میں سائل ایک شی کلی ذکر کی ہو تو جواب میں وہ حد تام واقع ذکر کریگا جیسے کوئی سوال کرے کہ الانسان ماھو تو جواب میں اس کی حد تام حیوان ناطق واقع ہوگی اور اگر ایک شی جزئی ذکر کرے تو جواب میں نوع واقع ہوگی جیسے کوئی سوال کرے زید ماھو تو جواب میں نوع انسان واقع ہوگا کہ ھو انسان اور اگر سائل سوال میں ایک سے زیادہ اشیاء کو ذکر کرے خواہ وہ اشیاء کلی ہوں یا جزئی ہوں تو دیکھیں گے کہ آیا ان اشیاء کثیرہ کی حقیقتیں مختلف ہیں یا متفق اگر ان اشیاء کثیرہ کی حقیقتیں مختلف ہوں گی تو اس وقت سائل کی غرض یہ ہوگی کہ ان کی حقیقت مشترکہ بتاؤ تو جواب میں مجیب حقیقت مشترکہ جنس کو ذکر کرے گا جیسے کوئی انسان سوال کرے الانسان والفرس والغنم ما ھم تو جواب میں جنس واقع ہوگی کہ ھم حیوان جو کہ ان سب میں حقیقت تمام مشترکہ ہے اور اگر سائل اشیاء کثیرہ کو ذکر کرے جو متفق الحقائق ہوں تو اس وقت بھی جواب میں نوع آئیگی جیسے کوئی سوال کرے زید و بکر و عمر ماھم تو جواب میں نوع واقع ہوگی ھم انسان۔

فان کان ھو ذالک جوابا الخ:۔ اس سے پہلے تو صرف مثالوں سے یہ چیز واضح کی گئی تھی کہ حیوان یہ جنس قریب ہے اور جسم نامی جسم مطلق اور جوہر یہ جنس بعید ہیں اب یہاں سے جنس قریب اور جنس بعید کی تفصیلی تعریف بیان کر رہے ہیں جنس قریب اور بعید کی تعریفوں کے سمجھنے سے قبل یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ جنس کے نیچے افراد کلی ہوتے ہیں اور نوع کے نیچے افراد جزئی ہوتے ہیں جنس کے نیچے افراد کلی ہوں جیسے حیوان کہ اس کے نیچے انسان، فرس، حمار، غنم وغیرہ افراد ہیں اور یہ کلی ہیں اور نوع میں افراد جزئیہ ہوں جیسے انسان ان کے نیچے زید، عمر، بکر وغیرہ یہ افراد جزئیہ ہیں اب آپ تعریفیں سمجھیں۔

Marfat.com

جنس قریب:۔اس جنس کو کہتے ہیں کہ اس کے افراد میں سے کسی فرد (ماہیت) کو پکڑ کر اس کے ساتھ کسی بھی دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کیا جائے ماھما کے ذریعے تو جواب میں یہی جنس واقع ہو جیسے حیوان اس کے افراد کلیہ نوعیہ 'انسان 'فرس 'غنم 'بقر وغیرہ ان میں کسی ایک ماہیت مثلاً انسان کو پکڑیں اور اس کے ساتھ اس جنس کے تمام افراد میں سے جو بھی کائنات میں موجود ہیں کسی کو پکڑ کر اس انسان کے ساتھ ملا کر سوال کریں جیسے انسان کے ساتھ مثلاً فرس کو ملائیں اور ماھما کے ذریعے سوال کریں کہ الانسان و الفرس ماھما تو جواب میں حیوان آئے گا تو حیوان کو جنس قریب کہتے ہیں۔

جنس بعید:۔اس جنس کو کہتے ہیں کہ اس کے افراد میں سے کسی ماہیت کو پکڑ کر اس کے ساتھ اس کے دوسرے ماہیت (افراد) میں سے بعض کو ملا کر سوال ماھما سے کریں تو جواب میں یہ جنس آئے اور دوسرے بعض کو ملا کر سوال کریں تو یہ جنس نہ آئے جیسے جسم نامی یہ جنس ہے اس کے افراد نوعیہ کلیہ 'انسان' فرس' غنم 'بقر اور شجر وغیرہ ہیں اب ان میں سے ایک ماہیت مثلاً انسان کو پکڑ کر اس کے دورے افراد میں بعض یعنی شجر کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں جسم نامی آتا ہے یوں کہا جائے الانسان و الشجر ماھما تو جواب مین جسم نامی آئے گا لیکن اس شجر کے علاوہ اگر دوسری ماہیت میں سے کسی کو ملا کر سوال کریں مثلاً الانسان و الفرس او الغنم او البقر ماھما کہیں تو جواب میں حیوان آئے گا جسم نامی نہیں آئے گا اس لئے جسم نامی کو جنس بعید کہیں گے ایسے ہی جسم مطلق میں اس کے افراد انسان 'فرس 'شجر 'حجر وغیرہ ہیں ان میں کسی ماہیت مثلاً انسان کے ساتھ حجر کو ملا کر ماھما کے ساتھ سوال کریں تو جواب میں جسم مطلق آتا ہے اور فرس وغنم وغیرہ یا شجر کو ملا کر سوال کریں تو جوام میں جسم مطلق نہیں آتا اس لئے جسم مطلق بھی جنس بعید ہے ایسے ہی جوہر اس کے افراد انسان 'فرس 'شجر 'حجر 'عقل وغیرہ ہیں اگر انسان ماہیت کے ساتھ عقل کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں جوہر واقع ہوتا ہے اور اگر انسان کے ساتھ کسی اور کو مثلاً فرس یا غنم یا بقر یا شجر یا حجر کو ملا کر سوال کریں تو جوہر جواب میں واقع نہیں ہوتا اس لئے جوہر کو بھی جنس بعید کہیں گے۔

ooooooooooooooooooooo

متن: الثَّانِیُ النَّوعُ وَھُوَ الْمَقُولُ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مُتَّفِقِیْنَ بِالْحَقَائِقِ فِیْ جَوَابِ مَا ھُوَ وَقَدْ یُقَالُ عَلَی الْمَاھِیَّۃِ الْمَقُوْلِ عَلَیْھَا وَعَلٰی غَیْرِھَا الْجِنْسُ فِیْ جَوَابِ

Marfat.com

مَا هُوَ وَمُخْتَصٌّ بِالْاِسْمِ الْاِضَافِيِّ كَالْاَوَّلِ بِالْحَقِيْقِيِّ وَبَيْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مِنْ وَجْهٍ لِتَصَادُقِهِمَا عَلَى الْاِنْسَانِ وَتَفَارُقِهِمَا فِي الْحَيْوَانِ وَالنُّقْطَةِ ثُمَّ الْاَجْنَاسُ قَدْ تَتَرَتَّبُ مُتَصَاعِدَةً اِلَى الْعَالِيْ كَالْجَوْهَرِ وَيُسَمّٰى جِنْسُ الْاَجْنَاسِ وَالْاَنْوَاعُ مُتَنَازِلَةً اِلَى السَّافِلِ وَيُسَمّٰى نَوْعُ الْاَنْوَاعِ وَمَا بَيْنَهُمَا مُتَوَسِّطَاتٌ

ترجمہ متن: ۔دوسری کلی نوع ہے اور وہ وہ ہے جو ماھو کے جواب میں بولی جائے ایسے کثیر افراد پر جو حقیقتوں کے لحاظ سے متفق ہوں اور کبھی اس ماہیت کو نوع کہا جاتا ہے کہ اس پر اس کے غیر پر ماھو کے جواب میں جنس محمول ہو اور نوع کی یہ قسم اضافی والے نام کے ساتھ خاص ہے جس طرح اول حقیقی والے نام کے ساتھ خاص ہے اور نوع اضافی اور حقیقی کے درمیان نسبت عموم وخصوص من وجہ کی ہے۔ انسان پر دونوں صادق آنے اور حیوان ونقطہ میں دونوں کے جدا جدا ہونے کی وجہ سے۔ پھر اجناس جنس عالی (جیسے جوہر) کی طرف چڑھنے کے لحاظ سے مترتب ہوتی ہے اور اور سب سے اوپر کی جنس کا نام جنس الاجناس رکھا جاتا ہے اور جو عالی اور سافل کے درمیان ہیں انکو متوسطات کہا جاتا ہے۔

تشریح متن: ۔اس عبارت میں کلی کی دوسری قسم نوع کی تعریف ہے۔

نوع کی تعریف: ۔کہ کلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق فی جواب ماھو وہ ایک کلی ہے جو کہ کثیر افراد پر سچی آتی ہے جن کی حقیقت ایک ہوتی ہے اور ماھو کے جواب میں واقع ہو۔نوع کی اس تعریف میں مقول علی کثیرین کی قید لگا کر اس سے کلیات فرضیہ کو نکال دیا متفقین بالحقائق کی قید سے جنس کو نکال دیا اور فی جواب ماھو کی قید سے خاصہ اور عرض عام نکل گئے متن کی اس عبارت کا مطلب بالکل واضح تھا اس لئے یزدی نے اس کی شرح نہیں کی۔

قد یقال علی الماھیت الخ۔متن کی اس عبارت میں نوع کی ایک دوسری تعریف کی ہے اور نوع کی پہلی تعریف اور اس کا آپس میں تعلق بیان کیا ہے۔

نوع کی دوسری تعریف: ۔وہ ماہیت ہے کہ اس کے ساتھ دوسری ماہیت کو ملا کر ماھما کے ذریعے سوال کیا جائے تو جواب

Marfat.com

میں کوئی نہ کوئی جنس واقع ہوتو وہ پہلی ماہیت نوع کہتے ہیں لیکن اس نوع کونوع اضافی کہتے ہیں اور نوع کی جو پہلے تعریف کی گئی اس کونوع حقیقی کہتے ہیں نوع اضافی کی مثال جیسے انسان اور اس کے ساتھ کسی اور ماہیت مثلا فرس کوملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس واقع ہوگی جیسے یوں کہا جائے الانسان والفرس ماھما تو جواب مین حیوان آئے گا اس انسان کونوع اضافی کہیں گے نوع اضافی کی تعریف میں یہ تین جنسیں حیوان' جسم نامی اور جسم مطلق بھی داخل ہو جائیں گی کیوں کہ جب بھی ان کے ساتھ کسی دوسری ماہیت کوملا کر سوال کرتے ہیں تو جواب میں جنس واقع ہوتی ہے مثلا حیوان کے ساتھ ایک دوسری ماہیت شجر کوملا کر سوال ماھما کے ذریعے کریں تو جواب میں جنس آتی ہے کہ الحیوان و الشجر ماھما تو جواب میں جسم نامی آتی ہے اسی طرح جسم نامی اور دوسری ماہیت مثلا حجر کوملا کر یوں سوال کر الجسم النامی و الحجر ماھما تو جواب مین جنس آتی ہے۔ ھما جسم مطلق اسی طرح جسم مطلق اور دوسری ماہیت مثلا عقل کوملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس آتی ہے سوال اس طرح ہوگا الجسم المطلق و العقل ماھما تو جواب مین جنس جوہر آئے گا ہاں البتہ جوہر کونوع اضافی نہیں کہتے کیوں کہ اس کے ساتھ کسی دوسری ماہیت کوملا کر سوال کریں تو جواب مین جنس نہیں آتی کیوں کہ اس کے اوپر کوئی جنس نہیں۔

نوع حقیقی اور اضافی میں نسبت:۔ نوع حقیقی اور نوع اضافی میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے ایک مادہ اجتماعی اور دو مادے افتراقی (۱) مادہ اجتماعی انسان ہے یہ نوع حقیقی بھی ہے کیوں کہ اس پر نوع حقیقی کی تعریف سچی آتی ہے اور نوع اضافی بھی ہے کیوں کہ اس کے ساتھ دوسری ماہیت فرس وغیرہ کوملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس حیوان آتی ہے تو اس پر گویا کہ نوع اضافی اور حقیقی دونوں کی تعریفیں سچی آ گئیں اس لئے مادہ اجتماعی ہے۔ مادہ افتراقی (۱) حیوان پر نوع اضافی سچی آتی ہے کیوں کہ حیوان اور شجر کوملا کر سوال کریں تو جواب میں جسم نامی آتی ہے نوع اضافی کی تعریف اس پر سچی آ گئی نوع حقیقی کی تعریف یہاں سچی نہیں آتی کیوں وہ تو متفقین بالحقائق پر بولی جاتی ہے اور حیوان مختلف بالحقائق پر بولا جاتا ہے نقطہ پر نوع حقیقی کی تعریف سچی آتی ہے نوع اضافی نہیں اس کی تفصیل سمجھنے کیلئے پہلے نقطہ کا معنی سمجھیں نقطہ خط کے کنارے کو کہتے ہیں اور خط سطح کے کنارے کو کہتے ہیں اور سطح جسم کے کنارے کو کہتے ہیں۔ جسم اس کو کہتے ہیں جس کیلئے طول' عرض' عمق ہو منطقی الفاظ اس طرح ہیں النقطة طرف الخط والخط طرف السطح والسطح طرف الجسم والجسم ما له طول و عرض و عمق تفصیل اگلے قول میں آ رہی ہے مثال مثلا یہ کتاب کا ورق اس کے سفید حصے پر لکھا جاتا ہے یہ سطح ہے اور جہاں پر ختم ہوتا ہے اس کو خط کہتے ہیں اور خط...... کنارہ یعنی ورق کا کونہ ایک ہی جیسا ہے اور اگر ورق کے کونے کی طرف اشارہ کر کے کہا جائے ھذا الشی ماھو تو جواب میں آئے گا نقطہ تو اس نقطہ پر نوع حقیقی کی تعریف سچی آتی ہے

Marfat.com

لیکن نوع اضافی کی تعریف سچی نہیں آتی کیوں کہ نوع اضافی تو اس کو کہتے ہیں کہ ایک ماہیت مرکب کے ساتھ دوسری ماہیت کوملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس آئے نقطہ چونکہ بسیط ہے مرکب نہیں اس لئے اس کے ساتھ دوسری کسی ماہیتکو ملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس نہیں آتی کیوں کہ جنس تو اس ماہیت کے جواب میں آتی ہے جو مرکب ہو اور نقطہ کی ماہیت ماہیت بسیطہ ہے۔

ооооооооооооооооо

قَوْلُهُ۔ اَلْمَاهِيَةُ الْمَقُوْلُ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا الْجِنْسُ: اَیِ الْمَاهِيَةِ الْمَقُوْلُ فِیْ جَوَابِ مَا هُوَ فَلَا يَكُوْنُ اِلَّا كُلِّيًّا ذَاتِيًا لِمَا تَحْتَهٗ لَا جُزْئِيًّا وَلَا عَرَضِيًّا فَالشَّخْصُ كَزَيْدٍ وَالصِّنْفُ كَالرُّوْمِيِّ مَثَلًا خَارِجَانِ عَنْهَا فَالنَّوْعُ الْاِضَافِيُّ دَائِمًا اِمَّا اَنْ يَكُوْنَ نَوْعًا حَقِيْقِيًّا مُنْدَرِجًا تَحْتَ جِنْسٍ كَالْاِنْسَانِ تَحْتَ الْحَيَوَانِ وَاِمَّا جِنْسًا مُنْدَرِجًا تَحْتَ جِنْسٍ اٰخَرَ كَالْحَيَوَانِ تَحْتَ الْجِسْمِ النَّامِيِّ فَفِی الْاَوَّلِ يَتَصَادَقُ النَّوْعُ الْحَقِيْقِيُّ وَالْاِضَافِيُّ وَفِی الثَّانِیْ يُوْجَدُ الْاِضَافِيُّ بِدُوْنِ الْحَقِيْقِيِّ وَيَجُوْزُ اَيْضًا تَحَقُّقُ الْحَقِيْقِيِّ بِدُوْنِ الْاِضَافِيِّ فِيْمَا اِذَا كَانَ النَّوْعُ بَسِيْطًا لَا جُزْءَ لَهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ جِنْسًا وَقَدْ مُثِّلَ بِالنُّقْطَةِ وَفِيْهِ مُنَاقَشَةٌ وَبِالْجُمْلَةِ فَالنِّسْبَةُ بَيْنَهُمَا هِیَ الْعُمُوْمُ مِنْ وَجْهٍ۔

ترجمہ: یعنی جو کلی ماھو کے جواب میں محمول ہو (اور اسکے افراد متفق الحقائق ہوں تو وہ اپنے ماتحت افراد کیلئے کلی ذاتی ہوتی ہے) وہ نوع ہے اس سے معلوم ہوا کہ نوع صرف کلی ذاتی ہوتی ہے اپنے افراد کیلئے نہ نوع جزئی ہوتی ہے نہ عرضی پس شخص جیسے زید اور صنف جیسے زید اور رومی دونوں اس ماہیت سے خارج ہیں جس کو نوع کہا جاتا ہے پس نوع اضافی ہمیشہ یا تو ایسا نوع حقیقی ہوتا ہے جو کسی جنس کے ماتحت داخل ہو جیسے انسان نوع حقیقی ہے جو حیوان جنس کے ماتحت داخل ہے یا تو نوع اضافی وہ جنس ہوتی ہے جو اور ایک جنس کے ماتحت داخل ہو جیسا کہ حیوان جسم نامی کے ماتحت داخل ہو سو پہلی صورت میں نوع حقیقی اور نوع اضافی ایک ساتھ دونوں صادق آئیں گی اور ثانی صورت میں نوع اضافی نوع حقیقی کے بغیر صادق آئیگا نیز نوع حقیقی نوع اضافی کے بغیر اس صورت میں پایا جاتا ہے کہ نوع بسیط ہو جس کی جزو نہیں تا کہ اس کی جنس کو اور نقطہ کے ساتھ اس کی مثال دی ہے اور اس میں مناقشہ ہے اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی کے مابین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

****

Marfat.com

اغراضِ شارح:۔اس پورے قول کی غرض چند اعتراضات کے جوابات دینے ہیں ایک اعتراض نوع اضافی کی تعریف پر دوسرا اعتراض نوع اضافی کی نسبت پر ہے اعتراضات کے سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ نوع جو ہوتی ہے اس کے نیچے دو چیزیں ہوتی ہے (۱) اصناف (۲) اشخاص (جزئیات) مثلاً جیسے انسان ایک نوع ہے اس کے نیچے اصناف ہیں رومی 'پاکستانی' کشمیری وغیرہ اور پھر اس کے نیچے اشخاص ہیں زید' عمر 'بکر وغیرہ نوع اور صنف کا فرق سمجھیں۔

نوع:۔اس ماہیت کلی کو کہتے ہیں جو مقید ہو قید ذاتی کے ساتھ جیسے انسان یہ ایک ماہیت ہے یہ ایسی ماہیت ہے جو کہ مقید ہے قید ذتی کے ساتھ کیوں کہ انسان کی ماہیت حیوان کلی ہے جو مقید ہے ساتھ قید ناطق کے جو کہ انسان کی ذاتی ہے ذاتی اس کو کہتے ہیں جو کہ ماہیت میں داخل ہو۔

صنف:۔اس ماہیت کلی کو کہتے ہیں جو مقید ہو ساتھ قید عرضی کے جیسے رومی اس سے مراد روم کا رہنے والا انسان ہے جو کہ ایک ماہیت کلی حیوان ناطق ہے یہ مقید ہے ساتھ قید رومی کے لیکن روم کا رہنے والا ہونا اس انسان کی ذاتی نہیں بلکہ یہ تو ایک عرضی چیز ہے جب ان دونوں باتوں کو آپ نے ذہن نشین کر لیا تو اب پہلا اعتراض جو کہ نوع اضافی کی تعریف پر ہوتا ہے اس کو سمجھیں۔

اعتراض:۔آپ نے نوع اضافی کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ ماہیت کہ جس کے ساتھ کسی دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس واقع ہو صنف اور جزئی بھی تو ایسی جزئیات ہیں کہ ان کے ساتھ دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کرو تو جواب میں جنس آتی ہے۔

صنف کی مثال:۔رومی اور فرس کو ملا کر سوال کیا جائے یوں کہا جائے الرومی والفرس ماھو تو جواب میں آئے گا ھما حیوان۔

جزئی کی مثال:۔جیسے زید کے ساتھ کسی دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کریں کہ الزید والفرس ماھما تو جواب میں جنس حیوان آئے گی جب صنف اور جزئی کو دوسرا ماہیت کے ساتھ ملا کر سوال کرنے سے جواب میں جنس آتی ہے تو صنف اور جزئی کو بھی نوع اضافی کہنا چاہیے حالانکہ مناطقہ میں سے کوئی بھی ان دونوں کے نوع اضافی ہونے کا قول نہیں کرتا۔

جواب:۔ہم نے جو کہا تھا کہ اس ماہیت کے ساتھ دوسری ماہیت کو ملا کر سوال کیا جائے تو اس ماہیت سے مراد ماہیت خاص ہے یعنی وہ ماہیت مراد ہے جو کہ ما ھو کے جواب میں واقع ہو سکے ما ھو کے جواب میں جنس' نوع' اور حد تام واقع ہوتی ہیں

Marfat.com

صنف نہ تو نوع ہے اور نہ جنس اور نہ حد تام اور زید تو جزئی یہ بھی نہ نوع ہے نہ جنس نہ حد تام لہذا یہ ماہیت ما ھو کے جواب میں نہیں آسکتی جب یہ ما ھو کے جواب میں واقع نہیں ہوسکتی تو ان کو نوع اضافی کہنا بھی درست نہیں۔

اب آگے ایک قاعدہ بتایا یزدی صاحب نے کہ نوع اضافی یا تو ہمیشہ نوع حقیقی ہوگی جو کہ کسی نہ کسی جنس کے نیچے داخل ہوگی جس طرح انسان یہ نوع اضافی ہے اور حقیقی بھی اور حیوان جنس کے نیچے داخل ہے اور یا نوع اضافی جنس ہوگی جو کسی دوسرے جنس کے نیچے داخل ہوگی جیسے حیوان یہ نوع اضافی جنس ہے اور دوسری جانب جسم نامی کے نیچے داخل ہے جب نوع اضافی نوع حقیقی ہو کر نیچے داخل ہو تو اس وقت نوع اضافی حقیقی اور اضافی دونوں سچی آتی ہیں یہ مادہ اجتماعی ہے جیسے انسان اور جب نوع اضافی جنس ہو کر جنس کے نیچے داخل ہو جیسے حیوان یہ نوع اضافی ہوتی ہے نوع حقیقی نہیں ہوتی یہ ایک افتراقی کی مثال ہے۔ مادہ افتراقی (۲) دوسری افتراقی مثال کہ نوع حقیقی ہو اور اضافی نہ ہو جیسے نقطہ یہ نوع حقیقی ہے نوع اضافی نہیں کیوں کہ اضافی تو اس کو کہتے ہیں جس کے جواب میں جنس واقع ہو اور جنس تو ماہیت مرکبہ کے جواب میں واقع ہوتی ہے کیوں کہ اس ماہیت کے جنس جزئی ہوتی ہے نقطہ یہ بسیط ہے اس کے جواب میں جنس واقع نہیں ہوگی جب اس کے جواب میں جنس واقع نہیں ہوگی تو یہاں نوع اضافی بھی نہیں ہوگی۔

وفیہ مناقشۃ:۔ اس عبارت سے یزدی صاحب اعتراض کر رہے ہیں یہاں تین اعتراض ہیں۔

اعتراض ﴿۱﴾:۔ نقطہ کے وجود خارج کے بارے میں اختلاف ہے آیا اس کا خارج میں وجود ہے یا نہیں جب اس نقطے کا وجود ہی مسلم نہیں بلکہ موہوم ہے تو ایک موہوم چیز کو نوع حقیقی کی مثال کیوں بنایا ہے۔

اعتراض ﴿۲﴾:۔ آپ نے کہا ہے کہ نوع حقیقی یعنی اس کے تمام افراد متفق الحقائق ہیں جب اس نقطے کا وجود موہوم ہے تو اس کے افراد میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مختلف الحقائق ہوں جب اس میں احتمال مختلف الحقائق ہونے کا پایا جاتا ہے تو پھر اس کو نوع حقیقی کہنا کیسے درست ہے۔

اعتراض ﴿۳﴾:۔ آپ نے نوع اضافی اور نوع حقیقی میں نسبت عموم وخصوص من وجہ کی بیان کی ہے حالانکہ قدماء مناطقہ اس بات کی طرف چلے گئے کہ ان میں نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے انسان مادہ اجتماعی اور حیوان مادہ افتراقی ہے جب نقطے کا وجود ہی موہوم ہے تو اس کو نوع حقیقی بنا کر دوسرا مادہ افتراقی بنانا ان مفسدات کے وقت درست نہیں ان تین اعتراضات کے جوابات نہیں ہیں۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ۔ وَالنُّقْطَةُ: النُّقْطَةُ طَرَفُ الْخَطِّ وَالْخَطُّ طَرَفُ السَّطْحِ وَالسَّطْحُ طَرَفُ الْجِسْمِ فَالسَّطْحُ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ فِي الْعُمْقِ وَالْخَطُّ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ فِي الْعَرْضِ وَالْعُمْقِ وَالنُّقْطَةُ غَيْرُ مُنْقَسِمَةٍ فِي الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ وَالْعُمْقِ فَهِيَ عَرَضٌ لَا يَقْبَلُ الْقِسْمَةَ اَصْلًا وَاِذَا لَمْ تَقْبَلِ الْقِسْمَةَ اَصْلًا لَمْ يَكُنْ لَهَا جُزْءٌ فَلَا يَكُوْنُ لَهَا جِنْسٌ وَفِيْهِ نَظَرٌ فَاِنَّ هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَا جُزْءَ لَهَا فِي الْخَارِجِ وَالْجِنْسُ لَيْسَ جُزْءًا خَارِجِيًّا بَلْ هُوَ مِنَ الْاَجْزَاءِ الْعَقْلِيَّةِ فَجَازَ اَنْ يَكُوْنَ لِلنُّقْطَةِ جُزْءٌ عَقْلِيٌّ وَهُوَ جِنْسٌ لَهَا وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جُزْءٌ فِي الْخَارِجِ۔

ترجمہ:۔ خط کی انتہا نقطہ ہے اور سطح کے انتہا خط ہے اور جسم کے انتہا سطح ہے پس سطح گہرائی میں منقسم نہیں (کیوں کہ سطح کیلئے گہرائی نہیں) اور خط چوڑائی اور گہرائی میں منقسم نہیں (کیوں کہ خط کیلئے چوڑائی و گہرائی نہیں) اور خط چوڑائی ولمبائی و گہرائی میں منقسم نہیں (کیوں کہ نقطہ کیلئے نی طوڑائی ہوتی ہے نہ لمبائی نہ گہرائی) پس نقطہ ایسا عرض ہے جو تقسیم کو بالکل قبول نہیں کرتا اور جب وہ تقسیم کو بالکل قبول نہیں کرتا تو (معلوم ہوا کہ) اس کیلئے جزو نہیں اس لئے اس کی جنس نہ ہوگی اور ماتن کے اس قول میں نظر ہے کیوں کہ ماتن کا قول اس بات پر دال ہے کہ خارج میں نقطہ کی جزو نہیں اور جنس بھی خارجی جزو نہیں بلکہ وہ اجزاء عقلیہ سے ہے لہذا جائز ہے کہ نقطہ کیلئے ایسے جزو عقلی ہو اس کی جنس ہے اگر چہ اسکی کوئی جزو خارجی نہیں ہے۔

اغراضِ شارح:۔ قولہ النقطۃ سے لیکر وفی مناقشۃ تک غرض تشریح متن ہے اور فیہ مناقشۃ سے الخ اعتراض ذکر کرنا ہے وہ یہ کہ یہاں نقطہ کی تعریف کریں گے فرماتے ہیں کہ نقطہ خط کے کنارے کو کہتے ہیں اور خط سطح کے کنارے کو کہتے ہیں اور سطح جسم کے کنارے کو کہتے ہیں عربی عبارت فالسطح ما ليس له عمق وله طول وعرض فقط ـ الخط ما ليس له عرض ولا عمق له طول فقط ـ والنقطة ما ليس له طول ولا عرض ولا عمق ـ والجسم ما له طول وعرض وعمق ـ نقطہ کا نہ طول نہ عرض اور نہ موٹائی ہے تو گویا کہ یہ ایک بسیط چیز ہے اس کی کوئی جزو نہیں لہذا اس کی کوئی جنس نہیں وفیہ مناقشۃ سے علامہ یزدی اعتراض کر رہے ہیں۔

اعتراض:۔ آپ نے یہ کہا کہ نقطہ کا چونکہ کوئی جزو خارج نہیں اس لئے اس کیلئے جنس بھی نہیں حالانکہ جنس امور خارجیہ میں سے نہیں بلکہ یہ تو امور ذہنیہ عقلیہ میں سے ہے نقطہ کیلئے بھی تو ذہن میں جنس ہوسکتی ہے جیسے انسان کیلئے حیوان ذہن میں جنس

Marfat.com

ہے خارج میں تو نہیں اس اعتراض کے جواب کے سمجھنے سے پہلے ایک بات سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ منطقیوں کے ہاں تین درجے ہیں (۱) بشرط شیٔ یعنی وجودی چیز کو شرط لگانا (۲) بشرط لا شیٔ یعنی عدمی چیز کو شرط لگانا (۳) لا بشرط شیٔ یعنی نہ عدمی چیز شرط ہو اور نہ وجودی چیز یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ امور ذہنیہ اور خارجیہ ایک ہی ہوتے ہیں صرف حیثیت کا فرق ہوتا ہے حقیقت میں تو ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہوتے ہیں جو چیز خارج میں ہوتی ہے وہ ذہن میں ہوتی ہے اور جو ذہن میں ہوتی ہے وہ خارج میں ہوتی ہے۔

جواب:۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ اس نقطہ کیلئے جزو خارج میں نہیں لیکن یہ جنس اور فصل امور ذہنیہ ہیں ان میں جب لابشرط شیٔ کا اعتبار کیا جائے تو ان کا وجود ذہنی ہوتا ہے خارجی نہیں اور جب لا بشرط شیٔ کا لحاظ نہ ہو تو اس وقت ان کا وجود خارجی ہوتا ہے اس وقت اسی جنس اور فصل کو ہیولی اور صورت جسمیہ بھی کہتے ہیں یہ جنس اور فصل میں فرق ذہنی اور خارجی ہونے کا اعتباری ہے ورنہ حقیقت اور نفس الامر میں جو خارج میں ہے وہ ذہن میں اور جو خارج میں نہیں وہ ذہن میں بھی نہیں جب آپ یہ مانتے نہیں کہ اس نقطہ کیلئے خارج میں جنس نہیں تو پھر اس کیلئے لازم ہے کہ ذہن میں اس کی جنس نہ ہو کیوں کہ یہ ایک کو دوسرے کو لازم ہیں۔

قَوْلُهٗ۔ مُتَصَاعِدَةٌ: بِاَنْ يَكُوْنَ التَّرَقِّيْ مِنَ الْخَاصِ اِلَى الْعَامِ وَذَالِكَ لِاَنَّ جِنْسَ الْجِنْسِ اَعَمُّ مِنَ الْجِنْسِ وَهٰكَذَا اِلٰى جِنْسٍ لَا جِنْسَ لَهٗ فَوْقَهٗ هٰذَا هُوَ الْعَالِيْ وَجِنْسُ الْاَجْنَاسِ كَالْجَوْهَرِ۔

ترجمہ:۔ اوپر چڑھنے والے ہونے کی حالت میں ترتب کی صورت یہ ہیکہ خاص سے عام کیطرف ترقی ہو اور یہ اس لئے کہ جنس کی جنس عام ہوتی ہے اسی طرح یہ ترقی اس جنس تک چلی جائے گی جس کے اوپر کوئی جنس نہیں اور یہی جنس جنس عالی اور جنس الاجناس ہے جیسے جوہر۔

قولہ متصاعدۃ الخ۔ اس قول کے متن اور شرح کی تشریح اکٹھی ہے اس قول کی غرض تشریح متن ہے

تشریح:۔ جنس میں ترتیب کیا ہے جنس کے اندر عموم کا لحاظ کیا گیا ہے خاص سے عام کی طرف ترقی ہے جو جنس خاص ہے وہ نیچے اور جو سب سے زیادہ عام ہے اس کو اوپر رکھا ہے جنس الجنس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو اس کو جنس عالی کہتے ہیں اور جس کے نیچے کوئی جنس نہ ہو اس کو جنس سافل کہتے ہیں عالی جیسے جوھر اس کو جنس الاجناس بھی کہتے ہیں کیوں کہ یہ اتنی عام ہے کہ تمام اجناس پر بچی آتی ہے جنس سافل جیسے حیوان اس کے نیچے جنس نہیں بلکہ نوع انسان ہے۔

Marfat.com

قَوْلُہٗ۔ مُتَنَازِلَۃً بِاَنْ یَکُوْنَ التَّنَزُّلُ مِنَ الْعَامِ اِلَی الْخَاصِ وَذَالِکَ لِاَنَّ نَوْعَ النَّوْعِ یَکُوْنُ الْاَخَصُّ مِنَ النَّوْعِ وَھٰکَذَا اِلٰی اَنْ یَنْتَھِیَ اِلٰی نَوْعِ الْاَنْوَاعِ لَہٗ تَحْتَہٗ وَھُوَ السَّافِلُ وَنَوْعُ الْاَنْوَاعِ کَالْاِنْسَانِ۔

ترجمہ:۔ متنازلۃ: نیچے اترنے کی حالت میں ترتب کی صورت عام سے خاص کی طرف تنزل کرنا ہے اور یہ اس لئے کہ نوع کی نوع، نوع سے اخص ہوتی ہے اور اسی طرح یہ تنزل اس نوع تک چلتا رہے گا جس کے نیچے نوع نہیں اور وہ نوع سافل ہے اور نوع الانواع ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کے متن اور شرح کی تشریح اکٹھی ہے وہ بھی توضیح متن ہے اس......قول کی غرض انواع میں ترتیب کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ انواع کی ترتیب میں خصوص کا لحاظ ہے جو نوع سب سے زیادہ خاص ہوگی اس کو نیچے اور جو سب سے زیادہ اعم ہو اس کو اوپر رکھا ہے ایسا نہیں بلکہ تنزل عام سے خاص کی طرف ہے نوع کی نوع اخص ہوتی ہے جیسا کہ جسم مطلق یہ نوع ہے اس کی نوع جسم نامی اخص ہے اور اس کی نوع حیوان یہ اخص ہے جس نوع کے نیچے کوئی نوع نہ ہو اس کو نوع الانواع کہتے ہیں انسان کے نیچے کوئی نوع نہیں ہے اس لئے اس کو نوع الانواع کہیں گے۔

قَوْلُہٗ وَبَیْنَھُمَا مُتَوَسِّطَاتٌ: اَیْ مَابَیْنَ الْعَالِیْ وَالسَّافِلِ فِیْ سِلْسِلَتَیِ الْاَنْوَاعِ وَالْاَجْنَاسِ تُسَمّٰی مُتَوَسِّطَاتٌ فَمَا بَیْنَ الْجِنْسِ الْعَالِیْ وَالْجِنْسِ السَّافِلِ اَجْنَاسٌ مُتَوَسِّطَۃٌ وَمَا بَیْنَ النَّوْعِ الْعَالِیْ وَالنَّوْعِ السَّافِلِ اَنْوَاعٌ مُتَوَسِّطَۃٌ ھٰذَا اِنْ رَجَعَ الضَّمِیْرُ اِلٰی مُجَرَّدِ الْعَالِیْ وَالسَّافِلِ وَاِنْ عَادَ اِلَی الْجِنْسِ الْعَالِیْ وَالنَّوْعِ السَّافِلِ الْمَذْکُوْرَیْنِ صَرِیْحًا کَانَ الْمَعْنٰی مَا بَیْنَ الْجِنْسِ الْعَالِیْ وَالنَّوْعِ السَّافِلِ مُتَوَسِّطَاتٌ اِمَّا جِنْسٌ مُتَوَسِّطٌ فَقَطْ کَالنَّوْعِ الْعَالِیْ اَوْنَوْعٌ مُتَوَسِّطٌ فَقَطْ کَالْجِنْسِ السَّافِلِ اَوْ جِنْسٌ مُتَوَسِّطٌ وَنَوْعٌ مُتَوَسِّطٌ مَعًا کَالْجِسْمِ النَّامِیْ ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْمُصَنِّفَ لَمْ یَتَعَرَّضْ لِلْجِنْسِ الْمُفْرَدِ وَالنَّوْعِ الْمُفْرَدُ اِمَّا لِاَنَّ الْکَلَامَ فِیْ مَا یَتَرَتَّبُ وَالْمُفْرَدُ لَیْسَ دَاخِلًا فِیْ سِلْسِلَۃِ التَّرْتِیْبِ وَاِمَّا لِعَدَمِ تَیَقُّنِ وُجُوْدِہٖ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔یعنی انواع واجناس کے دونوں سلسلوں میں عالی وسافل کے مابین جوانواع واجناس ہیں ان کا نام متوسطات رکھا جاتا ہے پس جواجناس جنس عالی وسافل کے مابین ہیں وہ اجناس متوسطہ ہیں اور جوانواع نوع عالی اور نوع سافل کے مابین ہیں وہ انواع متوسطی ہیں یہ ترجمہ مابینہما کی ضمیر فقط عالی وسافل کی طرف لوٹنے کی صورت میں ہے اور اگر ضمیر اس جنس عالی اور جنس سافل کی طرف عائد ہو جو صراحۃ مذکور ہیں تو معنی یہ ہوجائیں گے کہ جنس عالی اور نوع سافل کے درمیان متوسطات ہیں یا فقط جنس متوسط ہے جیسے نوع عالی یا فقط نوع متوسط ہے جیسے جنس سافل یا ایک ہی ساتھ جنس متوسط اور نوع متوسط دونوں ہیں جیسے جسم نامی پھر جان لو کہ مصنف جنس مفرد اور نوع مفرد کا در پے نہیں ہوئے یا تو اسلئے کہ گفتگو ترتیب میں ہے اور نوع مفرد اور جنس مفرد ترتیب میں داخل نہیں یا تو ان دونوں کا وجود یقینی نہ ہونے کی وجہ سے۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض بینھما کی ضمیر کا مرجع بیان کرنا ہے۔اور متن کی توضیح ہے۔واعلم ان المصنف سے یزدی صاحب متن پر ایک اعتراض کر رہے ہیں۔

تشریح:۔اس قول کے متن اور شرح کی تشریح بھی اکٹھی ہے۔بینھما کی ضمیر کا مرجع محض عالی اور محض سافل ہے اس وقت اس کے دو اقسام نکالنے ہونگے ایک سلسلہ اجناس کیلئے ایک انواع کیلئے اجناس کا سلسلہ اس طرح ہوگا جو جنس عالی اور سافل کے درمیان میں وہ اجناس متوسطات ہیں جسم مطلق جسم نامی اور نوع کا سلسلہ اس طرح ہوگا کہ جو عالی اور سافل کے درمیان ہیں وہ انواع متوسطہ ہیں وہ جسم مطلق، جسم نامی، حیوان ہیں دوسرا مرجع بینھما کی ضمیر کا صراحۃ جو متن میں آیا ہے العالی اور السافل ہے ان دونوں میں الف لام عہد خارجی کا ہے ان سے مراد جنس عالی اور نوع سافل ہے اب مطلب یہ ہوگا کہ جنس عالی اور نوع سافل کے درمیان متوسطات ہیں پھر وہ متوسطات تو اجناس متوسطات ہونگے جیسے نوع عالی مثلاً جسم مطلق یہ جنس متوسط ہے اور نوع عالی ہے یا وہ نوع متوسط ہو فقط جیسے نوع سافل مثلاً حیوان یہ نوع متوسط اس لئے ہے کہ اس کے نیچے نوع حقیقی اور اوپر نوع اضافی ہے اور جنس سافل ہے کیوں کہ اس کے نیچے نوع تو انسان ہے، لیکن جنس نہیں ہے اور یا وہ متوسطات جنس متوسط اور نوع متوسط ہونگے جیسے جسم نامی یہ نوع متوسط ہے کیوں کہ اس کے اوپر نوع اضافی جسم مطلق اور نیچے بھی نوع اضافی حیوان ہے اور جنس متوسط بھی ہے کیوں کہ اس کے اوپر جنس جسم مطلق اور نیچے جنس حیوان ہے خلاصہ یہ ہے کہ جنس عالی اور نوع سافل کے درمیان میں متوسطات تین طرح کے ہونگے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

واعلم ان المصنف الخ:۔اس عبارت سے یزدی صاحب متن پر ایک اعتراض کر رہے ہیں۔

اعتراض:۔آپ نے اجناس اور انواع کے تین تین درجے بیان کئے ہیں (جنس عالی، سافل، متوسط) (نوع عالی، نوع

Marfat.com

سافل، نوع متوسط) حالانکہ قطبی والے نے اور باقی تمام منطق کی کتابوں میں تو جنس اور نوع کے چار درجے بیان کئے گئے ہیں اور تین کے علاوہ ایک درجہ اور جنس مفرد اور نوع مفرد کا بھی بیان کیا گیا آپ نے جنس مفرد اور نوع مفرد کو کیوں نہیں بیان کیا اس اعتراض کے جواب کے سمجھنے سے پہلے جنس مفرد اور نوع مفرد کا مطلب سمجھ لینا ضروری ہے۔

جنس مفرد:۔ جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو اور نیچے کوئی جنس ہو اور نوع مفرد اس کو کہتے ہیں کہ نہ اس کے اوپر کوئی نوع ہو اور نہ اس کے نیچے کوئی نوع ہو منطقیوں نے ان دونوں کی فرضی مثالیں بھی دی ہیں جنس مفرد کی مثال جیسے جوھر کو جنس نہ بنایا جائے بلکہ اس کو عقول عشرہ کیلئے عرض مان لیا جائے اور عقل کو جنس ثابت کیا جائے اور اس کے نیچے عقول عشرہ کو اس جنس کے افراد نوعیہ بنایا جائے جیسا کہ جنس کے نیچے انواع ہوتے ہیں ان عقول عشرہ کی حقیقتیں مختلف فرض کر لی جائیں تا کہ یہ عقل کیلئے انواع بن سکیں اس وقت عقل ایک ایسی شی ہے کہ جس کے اوپر بھی کوئی جنس نہیں کیوں کہ اوپر جوہر ہے جو کہ عرض مان لیا گیا ہے اور نیچے بھی کوئی جنس نہیں کیوں کہ عقول عشرہ کو اس کیلئے انواع بنایا گیا ہے اس لئے اس وقت عقل کو جنس مفرد کہیں گے اور نوع مفرد کی بھی یہی عقل مثال ہے جب کہ جوہر کو عقل کیلئے جنس فرض کر لیں اور عقل کو نوع بنا لیں اور ان عقول عشرہ کو اس کیلئے افراد متفق الحقائق بنا دیں تو اس وقت یہ عقل نوع مفرد ہو گی کیوں کہ اس کے اوپر کوئی نوع نہیں بلکہ اوپر جنس (جوہر) ہے اور نیچے بھی کوئی نوع نہیں بلکہ نیچے تو عقول عشرہ افراد ہیں اس وقت عقل یہ نوع مفرد ہو گی یہ مثالیں مناطقہ نے فرض کی ہیں سمجھانے کیلئے ورنہ حقیقت میں ایک ہی عقل نوع مفرد اور جنس مفرد کی مثال کیسے بن سکتی ہے اگر جنس مفرد بنائیں تو عقول عشرہ مختلف الحقائق ہونگے اور اگر نوع مفرد بنائیں تو عقول عشرہ متفق الحقائق ہونگے عقول عشرہ متفق الحقائق اور مختلف الحقائق دونوں طرف تقسیم ہونگے اب اس اعتراض کا جواب سمجھیں۔

جواب ﴿۱﴾:۔ یزدی صاحب نے اس کے دو جواب دیئے ہیں پہلا یہ کہ ہم جو یہاں اجناس اور انواع کو بیان کر رہے ہیں ان اجناس اور انواع سے وہ اجناس اور انواع مراد ہیں کہ جن کے درمیان ترتیب کا سلسلہ قائم ہو سکے اور ترتیب تو کم از کم دو افراد میں ہوتی ہے نوع مفرد اور جنس مفرد بھی مفرد ہیں پس ترتیب نہیں ہو سکتی اس لئے اس کو یہاں بیان نہیں کیا۔

جواب ﴿۲﴾:۔ ان دونوں کا وجود بھی یقینی نہیں تھا اس لئے ان کو نہیں بیان کیا ان کا وجود اس لئے یقینی نہیں کیوں کہ ایک ہی عقل جنس مفرد اور نوع مفرد کیسے ہو سکتی ہے جیسا کہ جواب سے پہلے سوال کے بعد والی عبارت میں تفصیل سے گزرا۔

Marfat.com

متن: الثَّالِثُ الْفَصْلُ وَهُوَ الْمَقُوْلُ عَلَى الشَّيْءِ فِيْ جَوَابِ اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ فَاِنْ مَيَّزَهٗ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ فَقَرِيْبٌ وَاِلَّا فَبَعِيْدٌ وَاِذَا نُسِبَ اِلٰى مَا يُمَيِّزُهٗ فَمُقَوِّمٌ وَاِلٰى مَا يُمَيِّزُ عَنْهُ فَمُقَسِّمٌ وَالْمُقَوِّمُ لِلْعَالِيْ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ وَلَا عَكْسَ وَالْمُقَسِّمُ بِالْعَكْسِ

ترجمہ متن:۔ تیسری کلی فصل ہے اور وہ محمول ہوتی ہے ای شیء ھو فی ذاته کے جواب میں، پس اگر یہ کلی جدا کرے اس شی کو جنس قریب کے مشارکات سے تو فصل قریب ہے ورنہ (اگر جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرتے) تو فصل بعید ہے اور جب اس کو منسوب کیا جائے اس چیز کی طرف جس کو یہ جدا کرتی ہے اس کیلئے مقوم ہے اور جس سے جدا کرتی ہے، اس کی بنسبت مقسم ہوگی۔ اور عالی کا مقوم سافل کا مقوم ہوتا ہے اس کا برعکس نہیں (کہ ہر سافل کا مقوم عالی کا مقوم ہو) اور مقسم اس (مقوم) کے برعکس ہے۔

مختصر تشریح متن:۔ متن کی اس عبارت میں کلیات خمس میں سے تیسری کلی فصل کی تعریف کر رہے ہیں کہ کلی فصل وہ کلی ہے کہ ای شیء ھو فی ذاته کے جواب میں واقع ہوتی ہے یعنی جب سائل ای شیء ھو فی ذاته سے سوال کرے اور ایک چیز سوال میں ذکر کرے تو جواب میں کلی فصل واقع ہوتی ہے۔

فوائد قیود:۔ المقول علی الشی کی قید سے کلیات فرضیہ نکل گئے فی جواب ای شیء سے جنس اور نوع اور عرض عام نکل گئے اور فی ذاته کی قید سے خاصہ نکل گیا کیوں کہ وہ ای شیء ھو فی عرضه کے جواب میں واقع ہوتا ہے فصل کا کام یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ذاتی بن کر اپنے افراد کو غیر سے تمیز دیتی ہے ناطق نے انسان کی ذات میں داخل ہو کر انسانی افراد کو اغیار (حیوانات) سے جدا کیا اور خاصہ یہ خارج ہو کر اپنے افراد کو اغیار سے تمیز دیتا ہے جیسے ضاحک نے انسانی افراد کو اغیار گائے، بھینس سے جدا کیا ہے لیکن خارج ہے کیوں کہ یہ انسان کی ذات میں داخل نہیں

فان ممیزه عن الالمشارکات فی الجنس القریب الخ:۔ متن کی اس عبارت میں والا فبعید تک فصل کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک فصل قریب اور دوسری فصل بعید تفصیل شرح میں آ رہی ہے۔

Marfat.com

واذا نسب الی ما یمیزه الخ:۔ یہاں سے فصل کا تعلق نوع اور جنس کے ساتھ بیان کیا ہے کہ فصل کا نوع کے ساتھ تعلق مقوم کا ہے اور جنس کے ساتھ مقوم کا ہے مقوم ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ فصل اس نوع کی ماہیت میں داخل ہوگی جیسے ناطق یہ انسان کا مقوم ہے اور اس کی ماہیت میں داخل ہے اور مقسم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فصل جنس کو تو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے جیسے ناطق اس نے حیوان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حیوان ناطق اور دوسرا حیوان غیر ناطق' والمقوم للعالی سے ولا عکس تک دو ضابطے بیان کیے ہیں۔ و المقسم بالعکس میں تیسرا اور چوتھا ضابطہ بیان کیا۔

ضابطہ﴿۱﴾:۔ ہر عالی کا مقوم سافل کا مقوم ہوگا۔

ضابطہ﴿۲﴾:۔ ہر سافل کے مقوم کیلئے ضروری نہیں کہ وہ عالی کا مقوم ہو۔

ضابطہ﴿۳﴾:۔ ہر سافل کا مقسم عالی کا مقسم ہوگا۔

ضابطہ﴿۴﴾:۔ ہر عالی کا مقسم ضروری نہیں کہ سافل کا مقسم ہو۔ ہر ایک کی تشریح شرح میں آ رہی ہے۔

قَوْلُهُ: اَیُّ شَیْءٍ: اِعْلَمْ اَنَّ کَلِمَةَ اَیٍّ مَوْضُوْعَةٌ فِی الْاَصْلِ لِیُطْلَبَ بِهَا مَا یُمَیِّزُ الشَّیْءَ عَمَّا یُشَارِکُهُ فِیْ مَا اُضِیْفَ اِلَیْهِ هٰذِهِ الْکَلِمَةُ مَثَلًا اِذَا اَبْصَرْتَ شَیْئًا مِنْ بَعِیْدٍ وَتَیَقَّنْتَ اَنَّهُ حَیَوَانٌ لٰکِنْ تَرَدَّدْتَ فِیْ اَنَّهُ هَلْ هُوَ اِنْسَانٌ اَوْ فَرَسٌ اَوْ غَیْرُهُمَا تَقُوْلُ اَیُّ حَیَوَانٍ هٰذَا فَیُجَابُ عَنْهُ بِمَا یُخَصِّصُهُ وَیُمَیِّزُهُ عَنْ مُشَارِکَاتِهِ فِی الْحَیَوَانِ اِذَا عَرَفْتَ هٰذَا فَنَقُوْلُ اِذَا قُلْنَا الْاِنْسَانُ اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ ذَاتِهِ کَانَ الْمَطْلُوْبُ ذَاتِیًا مِنْ ذَاتِیَاتِ الْاِنْسَانِ یُمَیِّزُهُ عَمَّا یُشَارِکُهُ فِی الشَّیْئِیَّةِ فَیَصِحُّ اَنْ یُجَابَ بِاَنَّهُ حَیَوَانٌ نَاطِقٌ کَمَا یَصِحُّ اَنْ یُجَابَ بِاَنَّهُ نَاطِقٌ فَیَلْزَمُ صِحَّةُ وُقُوْعِ الْحَدِّ فِیْ جَوَابِ اَیِّ شَیْءٍ وَاَیْضًا یَلْزَمُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ تَعْرِیْفُ الْفَصْلِ مَانِعًا لِصِدْقِهِ عَلَی الْحَدِّ وَهٰذَا مِمَّا اسْتَشْکَلَهُ الْاِمَامُ الرَّازِیُّ فِیْ هٰذَا الْمُقَامِ وَاَجَابَ عَنْ هٰذَا صَاحِبُ الْمُحَاکَمَاتِ بِاَنَّ مَعْنٰی اَیٍّ وَاِنْ کَانَ بِحَسْبِ اللُّغَةِ طَلَبَ الْمُمَیِّزِ مُطْلَقًا لٰکِنَّ اَرْبَابَ الْمَعْقُوْلِ اصْطَلَحُوْا عَلٰی اَنَّهُ لِطَلَبِ مُمَیِّزٍ لَا یَکُوْنُ مَقُوْلًا فِیْ جَوَابِ مَا هُوَ وَبِهٰذَا یَخْرُجُ الْحَدُّ وَالْجِنْسُ اَیْضًا

Marfat.com

وَلِلْمُحَقِّقِ الطُّوْسِیِّ هٰهُنَا مَسْلَكٌ آخَرُ اَدَقُّ وَاَتْقَنُ وَهُوَ اِنَّا لَا نَسْأَلُ عَنِ الْفَصْلِ اِلَّا بَعْدَ اَنْ نَعْلَمَ اَنَّ لِلشَّیْءِ جِنْسًا بِنَاءً عَلٰی اَنَّ مَا لَا جِنْسَ لَهٗ لَا فَصْلَ لَهٗ وَاِذَا عَلِمْنَا الشَّیْءَ بِالْجِنْسِ فَنَطْلُبُ مَا يُمَيِّزُهٗ عَنْ مُشَارِكَاتِهٖ فِیْ ذَالِكَ الْجِنْسِ فَنَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اَیُّ حَيَوَانٍ هُوَ فِیْ ذَاتِهٖ فَتَعَيَّنَ الْجَوَابُ بِالنَّاطِقِ لَا غَيْرَ فَكَلِمَةُ شَیْءٍ فِی التَّعْرِيْفِ كِنَايَةٌ عَنِ الْجِنْسِ الْمَعْلُوْمِ الَّذِیْ يَطْلُبُ مَا يُمَيِّزُ الشَّیْءَ عَنْ مُشَارِكَاتِهٖ فِیْ ذَالِكَ الْجِنْسِ وَحِيْنَئِذٍ يَنْدَفِعُ الْاَشْكَالُ بِهٰذَافِيْرِهٖ۔

ترجمہ:۔ جان لو کہ ایّ کلمہ موضوع ہے اس چیز کو طلب کرنے کیلئے جو شی کو ان چیزوں سے تمیز دیدے جو چیزیں اس ایّ کے مضاف الیہ میں اس شی کے مشارک ہیں مثلاً جب دور سے تو کسی چیز کو دیکھ لے اور تجھے یقین ہو کہ وہ حیوان ہے لیکن تجھے تردد ہوا کہ وہ انسان ہے یا فرس یا ان کا غیر تو تو پوچھتا ہے کہ یہ کونسا حیوان ہے پس اس چیز کے ساتھ جواب دیا جائے گا جو اسکو خاص کردے اور حیوان ہونے میں جتنی چیزیں اس کے شریک ہیں ان تمام شریکوں سے اس کو ممتاز بنادے جان لو کہ جب تم نے اس تمہید کو جان لیا پس ہم کہتے ہیں کہ جب ہم الانسان ای شیٔ ھو فی ذاته کہیں تو انسان کی ذاتیات سے ایسی ذاتی مطلوب ہے جو انسان کو تمیز دے ان چیزوں سے جو چیزیں شی ہونے میں انسان کے شریک ہوں لہذا حیوان ناطق کے ساتھ بھی اس سوال کا جواب دیا جانا صحیح ہوگا جیسے صرف ناطق .کے ساتھ اس کا جواب دیا جانا صحیح ہے لہذا لازم آتا ہے کہ ای شیٔ فی ذاته کے جواب میں حد واقع ہونا صحیح ہو نیز لازم آتا ہے کہ فصل کی تعریف مانع نہ ہو کیونکہ یہ تعریف حد پر صادق ہے اور یہ وہ اشکال ہے جس کو اس موقع پر امام رازی نے واقع کیا ہے۔ اور صاحب محاکمات نے اس اشکال کا بایں طور جواب دیا ہے کہ ایّ کے معنی لغت میں اگرچہ مطلق ممیز کو طلب کرنا ہے لیکن منطقیوں کا اصطلاح اس پر ہے کہ اس کے ساتھ ایسا ممیز طلب کیا جائے جو ما ھو کے جواب میں محمول نہ ہو اور اس قید سے فصل کی تعریف سے حد اور جنس نکل گیا۔

اور یہاں محقق طوسی کا اور ایک مسلک ہے جو زیادہ دقیق اور محکم ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم فصل کے متعلق سوال نہیں کرتے مگر اس بات کو جاننے کے بعد کہ شی کی ضرور جنس ہے اس ضابطہ پر مبنی کر کے کہ جس کی جنس نہیں اس کی فصل نہیں ہوتی اور جب عین شی کی جنس معلوم ہو جائے تو ہم وہ چیز طلب کرتے ہیں جو شی کو تمیز دیدے اس جنس میں شی کے جو شرکاء ہیں ان سے پس ہم دریافت کرتے ہیں کہ مثلاً انسان اس کی ذات میں کونسا حیوان ہے پس اس سوال کا جواب صرف ناطق کے ساتھ متعین ہے پس ای شیٔ کے سوال میں لفظ شی کنایہ ہے اس جنس معلوم سے جس جنس کے مشارکات سے ماھیت کو تمیز دینے

Marfat.com

عالی چیز کا مطالبہ ہوتا ہے پس اس وقت اشکال بتمامہ مندفع ہو جاتا ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض فصل کی جو تعریف ماتن نے کی ہے اس پر ایک اعتراض کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے۔ اعلم ان کلمة کی عبارت سے لیکر واجاب صاحب المحاکمات عن هذا کی عبارت تک یہ اعتراض ہے اور واجاب سے للمحقق الطوسی تک ایک جواب اور للمحقق الطوسی آخری عبارت تک دوسرا جواب ہے۔ فکلمة شیٔ فی التعریف سے لفظ شی کی وضاحت کی ہے۔

تشریح:۔ یہ اعتراض جو فصل کی تعریف پر وارد ہوتا ہے یہ امام رازی صاحب نے کیا ہے۔ اعتراض کے سمجھنے سے پہلے ایک قاعدہ سمجھنا ضروری ہے پھر امام رازی کا اعتراض سمجھ میں آ جائے گا۔

قاعدہ:۔ ایّ کا کلمہ یہ ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ درمیان میں واقع ہوتا ہے اس سے پہلے مبتدا ہوتا ہے اور اس کے بعد ہمیشہ مضاف الیہ ہوتا ہے اور یہ اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ثانی بنتا ہے اور فی ذاته جو اس کے آخر میں ذکر کیا جاتا ہے وہ اس مبتدا ثانی کیلئے خبر بنتا ہے اور یہ مبتدا خبر مل کر پہلے مبتدا کیلئے خبر بنتے ہیں خلاصہ یہ نکلا کہ ایّ سے پہلے ایک چیز ہوگی اور ایک چیز بعد میں اور جب سائل ایّ سے سوال کرے گا تو اس وقت اس کی غرض یہ ہوگی کہ ای کا جو ماقبل ہے اس کو ای کے مدخول کے مشارکات سے جدا کرنا مقصود ہوگا مثلاً جس وقت آپ نے دور سے ایک چیز کو دیکھا اور آپ نے یہ یقین کر لیا کہ یہ کوئی حیوان ہے لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ کون سا حیوان ہے تو اس وقت آپ یوں سوال کر دیں گے هذا ایّ حیوان اس وقت سائل کی غرض یہ ہے کہ ایّ کے ماقبل یعنی متعین حیوان کو اس کے مدخول حیوان کے مشارکات سے جدا کیا جائے تو اب اس کے جواب میں مجیب جواب میں مثلاً کہے گا هو حیوان او فرس او حمار یہ تینوں حیوان کے مشارکات میں سے ہیں فرس کہہ کر اس نے متعین کر لیا کہ هذا سے مراد فرس ہے اب اعتراض سمجھیں۔

اعتراض:۔ فصل کی آپ جو مثال دیتے ہیں الانسان ای شیٔ هو فی ذاته اس میں بھی تو غرض سائل کی یہ ہوتی ہے کہ ایّ کے ماقبل انسان کو اس کے مدخول شی (شیئیت) کے مشارکات سے جدا کرنے والی چیز کو بیان کرو یعنی انسان ممیز بیان کرو جو انسان کو شیئت کے مشارکات سے جدا کرے اس وقت اس کے جواب میں ہر وہ چیز واقع ہو سکتی ہے جو کہ انسان کو مشارکات شیئت سے جدا کریں مثلاً حیوان جنس بھی واقع ہو سکتی ہے کیوں کہ یہ بھی تو شیئت کے تمام مشارکات سے انسان کو جدا کر کے حیوان کو متعین کرتی ہے اس طرح حیوان ناطق بھی انسان کو مشارکات فی الشی سے جدا کرتا ہے کہ انسان مشارکات فی الشی میں سے حیوان ناطق ہے اس طرح حیوان ناطق بھی جواب میں آ سکتی ہے خلاصہ اعتراض کا یہ نکلا کہ فصل کی آپ نے جو

Marfat.com

تعریف کی تھی وہ اپنے اغیار سے جدا کرتی ہے یہ تعریف جنس اور حدتام پر بھی تو بچی آئیگی تو آپ کی فصل کی تعریف مانع نہ رہی گویا کہ الانسان ای شیٔ فی ذاتہ کے جواب میں جنس بھی واقع ہوسکتی ہے جیسا کہ فصل واقع ہوسکتی تھی اسی طرح حدتام بھی اس کے جواب میں واقع ہوسکتی ہے تو اب تعریف فصل کی مانع نہ رہی بلکہ حدتام اور جنس دونوں پر بچی آگئی۔

واجاب صاحب المحاکمات:۔اس عبارت سے یزدی نے پہلا جواب دیا۔ وللمحقق الطوسی سے دوسرا جواب دیا۔

جواب ﴿۱﴾:۔امام رازی صاحب کا قاعدہ بھی لغت کے اعتبار سے اپنے مقام میں صحیح ہے لیکن مناطقہ کی چونکہ اصطلاح بن چکی ہے کہ ای شیٔ کے جواب میں ایسے ممیز کو ذکر کریں گے جو کہ ماھو کے جواب میں واقع نہ ہوتا ہو جنس اور حدتام چونکہ ماھو کے جواب میں واقع ہوتے ہیں اس لئے ان کو فصل نہیں کہیں گے صرف فصل ہی ایک ایسی کلی ہے جو کہ ماھو کے جواب میں واقع نہیں ہوتی اس لئے ای شیٔ کے جواب میں فصل ہی آتا ہے۔

جواب ﴿۲﴾:۔وللمحقق الطوسی سے دوسرا جواب دیا وہ یہ کہ جب بھی ہم کسی چیز کی فصل کے بارے میں سوال کریں گے تو لا محالہ اس سے پہلے اس کی جنس کا معلوم ہونا ضروری ہے کیوں کہ فصل تو المشارکات جنسیہ سے تمیز دیتا ہے اگر اس چیز کیلئے جنس نہیں ہوگی تو اس کی فصل بھی نہیں ہوسکتی جیسے نقطہ اس کی جنس میں نہیں تھا تو اس کی فصل بھی نہیں تھی خلاصہ یہ ہے کہ جس شی کی فصل معلوم کرنا ہوگی اس کی جنس کا پہلے معلوم ہونا ضروری ہے اب جب ای شیٔ سے سوال ہوگا تو اس وقت شیٔ سے مراد اس شی کی جنس ہی ہوگی جس کو تعبیر شیٔ سے کیا جائے گا تو جواب میں ہم ایسی چیز بیان کردیں گے جو اس کی جنس سے اس کو جدا کردے جب ہمیں انسان کی جنس (حیوان) معلوم ہے تو اب ہم سوال ای شیٔ سے کریں کہ الانسان ای شیٔ ھو فی ذاتہ اس وقت اس جواب میں جنس کا واقع کرنا درست نہیں کیوں کہ جنس تو ہمیں معلوم ہوچکی ہے اس طرح حدتام (حیوان ناطق) کا بھی واقع کرنا صحیح نہیں کیوں کہ اس میں جنس موجود ہے اس لئے اب اس کے جواب میں ناطق ہی واقع ہوگا حیوان اور حیوان ناطق واقع نہیں ہوسکتا۔

فکلمۃ شیٔ فی التعریف الخ:۔اس شیٔ میں جو شی کا لفظ ہے اس سے مراد اس شی کی وہ جنس ہوتی ہے۔ جو ہمیں معلوم ہوتی ہے الانسان ای شیٔ ھو فی ذاتہ میں شیٔ سے مراد انسان کی جنس حیوان مراد ہے اس جنس کو تعبیر شی سے کیا ہے کیوں کہ اجناس مختلف تھا اس لئے اس کو شی سے تعبیر کیا اب حیوان ایک ایسی جنس ہے جو مطالبہ کرتی ہے کہ انسان کو اس کے (جنس کے) المشارکات سے جدا کرنے والی چیز بیان کرو۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ۔ فَقَرِیْبٌ: كَالنَّاطِقِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاِنْسَانِ حَیْثُ مَیَّزَهٗ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِیْ جِنْسِهِ الْقَرِیْبِ وَهُوَ الْحَیَوَانُ۔

ترجمہ:۔ مثلاً انسان کی بہ نسبت ناطق فصل قریب ہے کیونکہ یہی ناطق انسان کو جنس قریب یعنی حیوان ہونے میں اس کے جتنے شرکاء ہیں ان شرکاء سے تمیز دیدتا ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض فصل قریب کی تعریف کرنی ہے۔

تشریح:۔ اگر فصل کسی ماہیت کو المشارکات فی الجنس القریب سے جدا کرے تو اس کو فصل قریب کہتے ہیں جیسے ناطق نے ماہیتِ انسانی کو جنس قریب یعنی حیوان سے جدا کیا۔

قَوْلُهٗ: فَبَعِیْدٌ: كَالْحَسَّاسِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاِنْسَانِ حَیْثُ مَیَّزَهٗ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِی الْجِنْسِ الْبَعِیْدِ وَهُوَ الْجِسْمُ النَّامِیُ

ترجمہ:۔ فبعید مثلاً انسان کی بہ نسبت حساس فصل بعید ہے کیونکہ جنس بعید یعنی جسم نامی ہونے میں انسان کے جتنے شرکاء ہیں ان شرکاء سے یہی حساس انسان کو تمیز دیدتا ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض فصل بعید کی تعریف کرنی ہے۔

تشریح:۔ فصل بعید وہ ہے کہ جو کہ ماہیت کو اس کے المشارکات فی الجنس البعید سے جدا کرے جیسے حساس یہ انسان کو مشارکات فی الجنس البعید یعنی جسم نامی سے جدا کرتا ہے۔

اب اس مقام میں وہ دو اعتراضات سمجھ لیں۔ پہلا اعتراض فصل بعید کی تعریف پر ہے۔

اعتراض ﴿۱﴾:۔ آپ نے فصل بعید کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ کلی ہے جو کہ اپنی ماہیت کو المشارکات فی الجنس البعید سے جدا کرتی ہے آپ کی یہ تعریف مانع نہیں کیوں کہ آپ کی یہ تعریف تو فصل قریب ناطق پر بھی سچی آتی ہے ناطق جیسے انسان کو مشارکات فی الجنس القریب (حیوان) سے جدا کرتا ہے ایسے ہی ناطق انسان کو مشارکات فی الجنس البعید (جسم نامی) سے بھی جدا کرتا ہے ناطق یہ فصل قریب تھا اس پر فصل بعید کی تعریف سچی آ گئی۔

جواب:۔ فصل بعید کی تعریف میں فقط کی قید بڑھا دو کہ فصل بعید وہ ہے جو کہ فقط المشارکات فی الجنس البعید سے جدا کرے، جیسے حساس یہ فقط المشارکات فی الجنس البعید (جسم نامی) سے انسان کو جدا کرتا ہے اور ناطق اس سے

Marfat.com

خارج ہو جائے گا کیوں کہ وہ المشارکات فی الجنس البعید کے ساتھ ساتھ المشارکات فی الجنس البعید سے بھی انسان کو جدا کرتا ہے۔

اعتراض ﴿۲﴾: کہ مناطقہ نے ناطق کی تعریف یہ کی ہے کہ جو مدرک بالکلیات ہو اللہ تعالیٰ کی ذات بھی تو مدرک بالکلیات ہے اس طرح تو ناطق اللہ تعالیٰ پر سچا آتا ہے حالانکہ نطق تو جسم کا تقاضہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں پھر آپ کا یہ کہنا کہ ناطق ہونا یہ انسان کے ساتھ خاص ہے یہ کیسے درست ہوگا۔

جواب: ناطق کا معنی مدرک بالکلیات نہیں بلکہ ناطق کا معنی ہے مبدأ النطق و الادراك اس کا مختصر معنی تو یہ ہے کہ جو چیز نطق اور ادراک کیلئے علت ہے نطق اور ادراک کیئے علت ایسی چیز بنتی ہے جس کا جسم ہو اللہ تعالیٰ چونکہ جسم سے پاک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پر ناطق سچا آئیگا۔

قَوْلُهٗ وَاِذَانُسِبَ آه اَلْفَصْلُ لَهٗ نِسْبَةٌ اِلَى الْمَاهِيَةِ الَّتِیْ هُوَ مُخَصِّصٌ وَ مُمَیِّزٌ لَهَا وَنِسْبَةٌ اِلٰی جِنْسِ الَّذِیْ یُمَیِّزُ الْمَاهِيَةَ عَنْهُ مِنْ بَیْنِ اَفْرَادِهٖ فَهُوَ بِالْاِعْتِبَارِ الْاَوَّلِ یُسَمّٰی مُقَوِّمًا لِاَنَّهٗ جُزْءًا لِلْمَاهِيَّةِ وَمُحَصِّلٌ لَهَا وَبِالْاِعْتِبَارِ الثَّانِیْ یُسَمّٰی مُقَسِّمًا لِاَنَّهٗ بِانْضِمَامِهٖ اِلٰی هٰذَا الْجِنْسِ وُجُوْدًا یَحْصُلُ قِسْمًا آخَرَ کَمَا تَرٰی فِیْ تَقْسِیْمِ الْحَیَوَانِ اِلَی الْحَیَوَانِ النَّاطِقِ وَالْحَیَوَانِ الْغَیْرِ النَّاطِقِ

ترجمہ: فصل کی ایک نسبت اس ماہیت کی طرف ہے کہ یہ فصل اس ماہیت کو تمیز دینے والا ہے اور ایک نسبت اس جنس کی طرف ہے کہ فصل اس جنس کے افراد کے درمیان سے ماہیت کو تمیز دیتا ہے پس پہلی نسبت کے لحاظ سے وہ فصل مقوم ہے کیونکہ یہ فصل اس ماہیت کے جزو اور اسکا محصل ہے (اور جزو ماہیت مقوم ماہیت ہوتی ہے) اور دوسری نسبت کے لحاظ سے فصل کا نام مقسم رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ فصل جنس کیطرف باعتبار وجود منظم ہونے کے لحاظ سے جنس کی ایک قسم بنا دیتا ہے اور باعتبار عدم منضم ہونے کے اعتبار سے جنس کی اور ایک قسم بنا دیتا ہے جیسے تم دیکھتے ہو حیوان کی تقسیم میں حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق کی طرف (کہ ناطق حیوان کے ساتھ مل کے حیوان کی ایک قسم حیوان ناطق بن گیا ہے اور ایک قسم حیوان غیر ناطق بن گیا ہے)

غرضِ شارح: اس قول کی غرض فصل کے نوع اور جنس کے ساتھ تعلق کو بیان کرنا ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔ فصل کا ایک تعلق نوع کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک تعلق جنس کے ساتھ نوع کے ساتھ اس کا تعلق مقوم ہونے کا ہوتا ہے مقوم بھی قوام سے نکلا ہے اس معنی ہے کہ ماہیت میں داخل ہونا یعنی فصل اس نوع کی ماہیت میں داخل ہوگی جیسے ناطق یہ انسان کا مقوم ہے کیوں کہ انسان کی ماہیت (حیوان ناطق) میں داخل ہے فصل کا ایک تعلق جنس کے ساتھ ہوتا ہے وہ تعلق مقسم ہونے کا ہے کہ یہ فصل جنس کو تقسیم کر دیتی ہے یہ فصل جنس کے ساتھ ملکر ایک قسم وجودی حاصل کرتی ہے اور ایک قسم عدمی جیسے ناطق نے حیوان کے ساتھ ملکر ایک قسم وجودی حیوان ناطق اور دوسرا قسم عدمی حیوان غیر ناطق کا حاصل کیا۔

قَوْلُهٗ :وَالْمُقَوِّمُ لِلْعَالِیْ: اَللَّامُ لِلْاِسْتِغْرَاقِ اَیْ کُلُّ فَصْلٍ مُقَوِّمٌ لِلْعَالِیْ فَهُوَ فَصْلٌ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ لِاَنَّ مُقَوِّمَ الْعَالِیْ جُزْءٌ لِلْعَالِیْ وَالْعَالِیْ جُزْءٌ لِلسَّافِلِ وَجُزْءُ الْجُزْءِ جُزْءٌ فَمُقَوِّمُ الْعَالِیْ جُزْءٌ لِلسَّافِلِ ثُمَّ اَنَّهٗ یُمَیِّزُ السَّافِلَ عَنْ کُلِّ مَایُمَیِّزُ الْعَالِیَ عَنْهُ فَیَکُوْنُ جُزْءً مُمَیِّزًا لَهٗ وَهُوَ الْمَعْنٰی بِالْمُقَوِّمِ وَلْیُعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَالِیْ هٰهُنَا کُلُّ جِنْسٍ اَوْ نَوْعٍ یَکُوْنُ فَوْقَ آخَرَ سَوَاءٌ کَانَ فَوْقَهٗ آخَرُ اَوْ لَمْ یَکُنْ وَکَذَا الْمُرَادُ بِالسَّافِلِ کُلُّ جِنْسٍ اَوْ نَوْعٍ یَکُوْنُ تَحْتَ آخَرَ سَوَاءٌ کَانَ تَحْتَهٗ آخَرُ اَوْلَا یَکُنْ حَتّٰی اَنَّ الْجِنْسَ الْمُتَوَسِّطَ عَالٍ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی مَاتَحْتَهٗ وَسَافِلٌ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی مَا فَوْقَهٗ۔

ترجمہ:۔ المقوم وغیرہ کی الف لام استغراق کیلئے ہے یعنی ہر وہ فصل جو عالی کا مقوم ہو وہ سافل کا بھی مقوم ہے کیونکہ عالی کا مقوم عالی کا جزو ہے اور عالی سافل کی جزو ہے اور جزو کی جزو جزو ہوتی ہے لہذا عالی کا مقوم سافل کی جزو ہے پھر وہ فصل سافل کو تمیز دیتا ہے ہر اس چیز سے کہ اس سے عالی کو تمیز دیتا ہے پس وہ فصل سافل کی جزو ممیز ہوگی اور مقوم ہے یہی جزو ممیز مراد ہے اور معلوم کر لینا چاہیے یہاں عالی سے مراد ہر وہ جنس یا نوع ہے جو دوسرے کے اوپر ہو برابر ہے اس جنس نوع کے اوپر دوسری جنس ونوع ہو یا نہ ہو اور اسی طرح سافل سے مراد ہر وہ جنس یا نوع ہے جس کے اوپر دوسری جنس یا نوع ہو برابر ہے کہ اس کے نیچے دوسری جنس یا نوع ہو یا نہ ہو حتی کہ جنس متوسط عالی ہے اس کے ماتحت کے لحاظ سے اور سافل ہے اس کے مافوق کے لحاظ سے۔

اغراض شارح:۔ اس قول کی تین غرضیں ہیں (۱) ایک تو یہ کہ العالی میں الف لام کونسا ہے (۲) دوسرا یہ مسئلہ بیان کیا کہ عالی کا مقوم اس عالی کو جن چیزوں سے جدا کرے گا سافل کو بھی انہی چیزوں سے جدا کرے گا (۳) قولہ ولیعلم سے آخر تک

Marfat.com

تیسری غرض قول کی بیان کی کہ عالی کا اور سافل کا معنی کیا ہے۔

تشریح: غرض ﴿۱﴾:۔ العالی میں الف لام استغراق کا ہے کہ ہر فصل جو مقوم عالی کا ہوگا وہ مقوم سافل کا ہوگا اس کی دلیل بھی یزدی صاحب نے دی کیوں جو عالی کا مقوم ہوگا یہ اس عالی کا جزو ہوگا اور عالی یہ خود سافل کا جزو ہوگا فصل یہ عالی کا جزو ہے اور عالی یہ سافل کا جزو ہے جزو کا جزو جزو ہوتا ہے اس لئے عالی کا مقوم سافل کا مقوم ہوگا جیسے حساس یہ عالی (حیوان) کا مقوم ہے اور سافل (انسان) کا بھی مقوم ہے۔

غرض ﴿۲﴾:۔ عالی کا مقوم اس عالی کو جن چیزوں سے جدا کرے گا سافل کو بھی انہی چیزوں سے جدا کرے گا مثلا حساس نے حیوان کو جن چیزوں (شجر) وغیرہ سے جدا کیا ہے انسان کو بھی انہی چیزوں (شجر) سے جدا کر رہا ہے اس کو ثم انہ یمیز السافل سے بیان کیا۔

غرض ﴿۳﴾:۔ عالی کا اور سافل کا معنی یہاں جنس عالی اور سافل جو مشہور ہے وہ مراد نہیں بلکہ عالی سے ہر وہ چیز مراد ہے جو کسی کے اوپر ہو خواہ اس کے اوپر ہو یا نہ ہو جیسے جنس متوسط جسم نامی ہے یہ جنس عالی ہے کیوں کہ حیوان کے اوپر ہے اور نوع عالی بھی ہے کیوں کہ انسان کے اوپر ہے اور سافل کا مطلب یہ ہے کہ جو کسی نہ کسی کے نیچے ہو خواہ اس کے نیچے ہو یا نہ ہو یہاں تک کہ یہی جسم نامی جنس سافل بھی ہے کیوں کہ جسم مطلق کے نیچے ہے اور نوع سافل بھی ہے کیوں کہ جسم مطلق کے نیچے ہے۔

قَوْلُهٗ۔ وَلَا عَكْسَ اَیْ كُلِّيًّا بِمَعْنٰى اَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ مَاهُوَ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ مُقَوِّمًا لِلْعَالِیْ فَاِنَّ النَّاطِقَ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ الَّذِیْ هُوَ الْاِنْسَانُ وَلَيْسَ مُقَوِّمًا لِلْعَالِیْ الَّذِیْ هُوَ الْحَيَوَانُ۔

ترجمہ:۔ اور عکس کلی نہیں بایں معنی کہ ہر سافل کا مقوم ہر عالی کا مقوم نہیں کیونکہ ناطق نوع سافل انسان کا مقوم ہے اور نوع عالی حیوان کا مقوم نہیں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔ آپ نے متن میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر عالی کا مقوم سافل کا مقوم ہوگا یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے اور اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے کہ بعض سافل کے مقوم عالی کے مقوم ہوتے ہیں جیسے حساس یہ سافل انسان کا مقوم ہے اور عالی (حیوان) کا بھی مقوم ہے حالانکہ آپ نے نفی کردی کہ اس کا عکس نہیں ہے۔

Marfat.com

جواب:۔ یہ ہے کہ ہم نے عکس لغوی کی نفی کی ہے عکس اصطلاحی کی نفی نہیں کی موجبہ کلیہ کا عکس لغوی بھی موجبہ کلیہ ہے ہم نے اس کی نفی کی ہے کہ ہر سافل کا مقوم عالی کا مقوم نہیں اصطلاحی عکس۔ موجبہ جزئیہ کی نفی نہیں بعض مقوم سافل کے عالی کے مقوم ہو سکتے ہیں سافل کا مقوم عالی کا مقوم نہ ہو اس کی مثال جیسے ناطق یہ انسان (سافل) کا مقوم ہے لیکن عالی (حیوان) کا مقوم نہیں بلکہ مقسم ہے۔

قَوْلُہٗ: وَالْمُقَسِّمُ بِالْعَكْسِ اَیْ كُلُّ مُقَسِّمٌ لِلسَّافِلِ مُقَسِّمٌ لِلْعَالِیْ وَلَا عَكْسَ اَیْ كُلِّیًّا اَمَّا الْاَوَّلُ فِلِاَنَّ السَّافِلَ قِسْمٌ مِنَ الْعَالِیْ فَكُلُّ فَصْلٍ حَصَلَ لِلسَّافِلِ قِسْمًا فَقَدْ حَصَلَ لِلْعَالِیْ قِسْمًا لِاَنَّ قِسْمَ الْقِسْمِ قِسْمٌ وَاَمَّا الثَّانِیْ فِلِاَنَّ الْحَسَّاسَ مَثَلًا مُقَسِّمٌ لِلْعَالِی الَّذِیْ هُوَ جِسْمُ النَّامِیْ وَلَیْسَ مُقَسِّمًا لِلسَّافِلِ الَّذِیْ هُوَ الْحَیَوَانُ۔

ترجمہ:۔ والمقسم بالعکس یعنی ہر سافل کا مقسم ہر عالی کا مقسم ہے اور عکس کلی نہیں اول کی یہ دلیل ہے کہ سافل عالی کی قسم ہے پس جس فصل نے سافل کی قسم پیدا کر دیا ہے اس نے عالی کی قسم پیدا کر دیا ہے کیونکہ قسم کی قسم قسم ہوتی ہے اور ثانی کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً حساس جنس عالی جنس نامی کا قسم ہے اور جنس سافل حیوان کا قسم نہیں۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں اگلے دو ضابطے بیان کیے کہ ہر سافل کا مقسم عالی کا مقسم ہوگا اور ہر عالی کا مقسم اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ سافل کا مقسم ہو۔

دلیل:۔ کہ ہر سافل کا مقسم عالی کا مقسم ہوگا وہ یہ ہے کہ چونکہ فصل کا مقسم جو بنتا ہے یہ سافل کیلئے مقسم ہوتا ہے اور سافل خود یہ عالی کا قسم ہے قسم کا قسم بھی قسم ہوتا ہے جیسے کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل حرف اور اسم کی دو قسمیں ہیں معرب اور مبنی معرب اور مبنی یہ اسم کی قسمیں اور اسم کا قسم وہ کلمہ کا بھی قسم ہوگا تو معرب و مبنی کلمہ کی بھی قسمیں ہیں کیونکہ قسم کا قسم قسم ہوتا ہے۔ اس لئے معرب اور مبنی جیسے اسم کی دو قسمیں ہیں کلمہ کی بھی دو قسمیں ہوں گی کلمہ معرب اور کلمہ مبنی سافل کا مقسم عالی کا مقسم ہو جیسے حساس سافل (حیوان) کا مقسم ہے کہ اس نے حیوان کو دو قسم کیا ہے حیوان حساس اور حیوان غیر حساس اسی طرح اس نے عالی (جسم مطلق) کو بھی دو قسم کیا ہے جسم مطلق حساس اور غیر حساس اس میں بھی عکس کلی نہیں ہے کہ جو عالی کا مقسم سافل کا مقسم ہو بلکہ بعض عالی کے مقسم سافل کے مقسم ہوتا ہیں جیسے ناطق یہ مقسم ہے عالی (جسم نامی) کا اور سافل (حیوان) کا بھی مقسم

Marfat.com

ہے یہاں بھی عکس لغوی ہے عکس اصطلاحی کی نفی نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

متن: **اَلرَّابِعُ: اَلْخَاصَّةُ وَهُوَ الْخَارِجُ الْمَقُوْلُ عَلٰى مَا تَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطْ اَلْخَامِسُ اَلْعَرَضُ الْعَامُّ وَهُوَ الْخَارِجُ الْمَقُوْلُ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا وَكُلٌّ مِّنْهُمَا اِنِ امْتَنَعَ اِنْفِكَاكُهُ عَنِ الشَّيْءِ فَلَازِمٌ بِالنَّظَرِ اِلَى الْمَاهِيَّةِ اَوِ الْوُجُوْدِ بَيِّنٌ يَلْزَمُ تَصَوُّرُهُ مِنْ تَصَوُّرِ الْمَلْزُوْمِ اَوْ مِنْ تَصَوُّرِهِمَا الْجَزْمُ بِاللُّزُوْمِ غَيْرُ بَيِّنٍ بِخِلَافِهِ وَاِلَّا فَعَرَضٌ مُفَارِقٌ يَدُوْمُ اَوْ يَزُوْلُ بِسُرْعَةٍ اَوْ بُطْءٍ۔**

ترجمہ متن: ۔چوتھی کلی خاصہ ہے اور وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور صرف ایک حقیقت کے افراد پر محمول ہو۔ پانچویں کلی عرض عام ہے اور وہ ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اس پر اور اس کے غیر پر محمول ہو۔ اور خاصہ اور عرض عام میں سے ہر ایک کا جدا ہونا اپنے معروض سے ممنوع ہو تو وہ لازم ہے، ماہیت یا وجود کی طرف نظر کر کے، پھر لازم بین ہے اگر اس کا تصور لازم ہو اس کے ملزوم کے تصور سے یا دونوں کے تصور سے لزوم کا یقین ہو جائے اور جو لازم ایسا نہ ہو وہ غیر بین ہے۔ اور اگر ان دونوں کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہو تو عرض مفارق ہے، دائمی ہو گا یا زائل ہو جائے گا جلدی سے یا دیر سے۔

مختصر تشریح متن: ۔متن کی اس عبارت میں تفتازانی نے کلیات خمسہ میں سے چوتھی کلی خاصہ اور پانچویں کلی عرض عام کو بیان کیا ہے اس سے پہلے جو تین کلیات بیان ہوئی ہیں وہ ذاتیات کہلاتی ہیں اور یہ دونوں عرضیات کہلاتی ہیں کیوں کہ یہ دونوں اپنے افراد کی ماہیت سے خارج ہوتی ہے یہ دونوں کلیات دو باتوں میں شریک ہیں ایک تو اس بات میں کہ یہ دونوں ماہیت افراد سے خارج ہوتی ہیں اور دوسری یہ کہ دونوں پھر عارض ہوتی ہیں ماہیت کو البتہ اتنا فرق ہے کہ خاصہ ایک حقیقت والے افراد کو عارض اور عرض عام کئی حقیقتوں والے افراد کو عارض ہوتا ہے۔

****

Marfat.com

خاصہ:۔اس کلی کو کہتے ہیں جو کہ ایک ماہیت کے افراد کو عارض ہو جیسے ضاحك ہونا یہ انسان کو عاض ہے اور انسان کے تمام افراد کی حقیقت ایک ہے۔

عرض عام:۔اس کلی کو کہتے ہیں جو کہ مختلف حقیقتوں کے افراد کو عاض ہو جیسے ماشی یہ انسان فرس حمار وغیرہ سب کو عارض ہے اور ان کی حقیقتیں مختلف ہیں۔

وكل منهما ان امتنع انفكاكه الخ : ۔اسکا مطلب یہ ہے کہ خاصہ اور عرض عام یہ عارض ہونے میں دونوں شریک تھے فرق تھا کہ خاصہ ایک حقیقت کے افراد کو لازم تھا اور عرض عام مختلف حقیقتوں کے افراد کو اب ان دونوں کو لازم سے تعبیر کریں گے اور جس کو یہ دونوں عارض ہوتے ہیں اس کو ملزوم کہیں گے لازم کا اگر ملاوم سے جدا ہونا محال ہو تو اس کو عرض لازم کہتے ہیں اور اگر ممکن ہو تو اس کو عرض مفارق کہتے ہیں اور آگے لازم کی تین قسمیں ہیں (۱) لزوم ماہیت (۲) لزوم خارجی (۳) لزوم ذہنی

پھر لزوم ذہنی کی دو قسمیں ہیں (۱) لازم بین (۲) لازم غیر بین۔ بین یہ پہلا قسم ہے اور غیر بین یہ دوسرا قسم ہے پہلے قسم میں بین اور غیر بین سے مراد بین بالمعنی الاخص اور غیر بین بالمعنی الاخص ہے اور دوسرے قسم میں بین اور غیر بین سے مراد لازم بین بالمعنی الاعم اور لازم غیر بین بالمعنی الاعم پھر آگے عرض مفارق کی تقسیم کی ہے اگر لازم کا اپنے ملزوم سے جدا ہونا ممکن ہو لیکن ہوا نہ ہو تو اس کو عرض مفارق دوامی کہتے ہیں اور اگر جدا ہونا ممکن ہو اور فورا جدا ہو جائے تو اس کو عرض مفارق سریعی کہتے ہیں اور اگر دیر سے جدا ہو تو اس کو عرض مفارق بطیع کہتے ہیں مثالیں اور مزید تشریح شرح میں آرہی ہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

قَوْلُهٗ۔ وَهُوَ الْخَارِجُ: اَیِ الْكُلِّيُّ الْخَارِجُ فَاِنَّ الْمَقْسَمَ مُعْتَبَرٌ فِيْ جَمِيْعِ مَفْهُوْمَاتِ الْاَقْسَامِ اِعْلَمْ اَنَّ الْخَاصَّةَ تَنْقَسِمُ اِلٰى خَاصَّةٍ شَامِلَةٍ لِجَمِيْعِ مَا هِيَ خَاصَّةٌ لَهٗ كَالْكَاتِبِ بِالْقُوَّةِ لِلْاِنْسَانِ وَاِلٰى غَيْرِ شَامِلَةٍ لِجَمِيْعِ اَفْرَادِهٖ كَالْكَاتِبِ بِالْفِعْلِ لِلْاِنْسَانِ۔

ترجمہ:۔خارج سے مراد کلی خارج ہے کیونکہ اقسام کے سارے مفہومات میں مقسم معتبر ہوتا ہے اور جان لو کہ خاصہ منقسم ہے اس خاصہ کی طرف جو شامل ہے اس شی کے تمام افراد کو کہ یہ خاصہ کسی شی کا خاصہ ہے جیسے کاتب بالقوۃ انسان کا خاصہ شاملہ ہے اور اس خاصہ کی طرف جو شامل نہیں اس کے تمام افراد کو جیسے کاتب بالفعل انسان کا خاصہ غیر شاملہ ہے۔

Marfat.com

غرضِ شارح: اس قول کی غرض دو فائدے بتانے ہیں پہلا فائدہ اعلم تک ہے۔

فائدہ ﴿۱﴾: الخارج میں خارج مراد کلی خارج ہے مطلق خارج مراد نہیں۔

اعتراض: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہاں آپ نے خارج سے کلی خارج مراد لیا ہے اور کوئی خارج مراد نہیں لیا

جواب: فان المقسم سے دیا کیوں کہ یہ تقسیم کلی کی ہو رہی تھی اور یہ خاصہ بھی کلی کی ایک قسم تھا مقسم ہمیشہ اپنے قسموں میں معتبر ہوتا ہے اس لئے یہاں بھی ہم نے مقسم کا اعتبار کر کے الکلی الخارج کہا۔

فائدہ ﴿۲﴾: اعلم سے دوسرا فائدہ بیان کیا کہ خاصہ کی دو قسمیں ہیں (۱) خاصہ شاملہ (۲) خاصہ غیر شاملہ۔ ایک خاصہ ہوتا ہے اور ایک ذی الخاصہ۔ ذی الخاصہ اس ذات کو کہتے ہیں جس کو خاصہ عارض ہوتا ہے خاصہ شاملہ اس خاصہ کو کہتے ہیں جو ذوالخاصہ کے تمام افراد کو شامل ہو جیسے ضاحك بالقوة ہونا اپنے ذوالخاصہ (انسان) کے تمام افراد کو عارض ہے خاصہ غیر شاملہ اس خاصہ کو کہتے ہیں جو کہ اپنے ذوالخاصہ کے تمام افراد کو عارض نہ ہو بلکہ بعض کو عارض ہو اور بعض کو عارض نہ ہو جیسے بالفعل ضاحك ہونا یہ اپنے ذی الخاصہ (انسان) کے تمام افراد کو عارض نہیں بلکہ بعض افراد انسان کے بالفعل ہنس رہے ہیں اور بعض نہیں۔

قَوْلُهُ: حَقِيقَةٌ وَاحِدَةٌ نَوْعِيَّةٌ أَوْ جِنْسِيَّةٌ فَالْأَوَّلُ خَاصَّةُ النَّوْعِ وَالثَّانِيْ خَاصَّةُ الْجِنْسِ فَالْمَاشِيْ خَاصَّةٌ لِلْحَيَوَانِ وَعَرَضٌ عَامٌّ لِلْإِنْسَانِ فَافْهَمْ۔

ترجمہ: حقیقت واحدہ یعنی ایک حقیقت نوعیہ یا ایک حقیقت جنسیہ (کے ماتحت جو افراد ہیں ان افراد پر محمول ہو) پس اول خاصہ نوع اور ثانی خاصہ جنس ہے پس ماشی حیوان کا خاصہ ہے انسان کا عرض عام ہے اس کو سمجھ لو۔

اغراضِ شارح: اس قول کی غرض دو اعتراضوں کا جواب دینا ہے۔

اعتراض ﴿۱﴾: آپ نے یہ کہا کہ خاصہ اس کلی کو کہتے ہیں جو کہ ایک ماہیت کے افراد کو عارض ہو ماشی یہ بھی تو ایک ہی ماہیت حیوانی کے افراد کو عارض ہے لہذا اس کو بھی خاصہ کہو حالانکہ آپ اس کو عرض عام کہتے ہو۔

جواب: خاصہ کی تعریف میں ایک قید لگائی جائے تو یہ اعتراض دور ہو جائے گا وہ قید یہ ہے کہ نوعیۃ لاجنسیۃ ایک حقیقت کے افراد کو عارض ہو خواہ وہ ایک حقیقی نوع ہو یا حکمی اگر حقیقی نوع کے افراد کو عارض ہو تو اس کو خاصۃ النوع کہیں گے جیسے انسان کو ضحک عارض ہے اور اگر حقیقت جنسی کے افراد کو عارض ہو تو اس کو خاصۃ الجنس کہیں گے جیسے ماشی ہونا یہ حقیقت جنسی

Marfat.com

(حیوان) کے افراد کو عارض ہے

اعتراض ﴿۲﴾: ۔اس تعمیم سے تو ماشی جو کہ عرض عام تھا وہ خاصہ بھی بن گیا حالانکہ خاصہ اور عرض عام میں تباین ہے یہ دونوں کیسے جمع ہو گئے۔

جواب: ۔یہ متباین چیزیں حیثیت کے اختلاف کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں جیسے ایک ہی آدمی باپ بیٹا ہو سکتا ہے مثلاً زید باپ اور بیٹا دونوں ہو سکتے ہیں لیکن حیثیت کا فرق ہے زید باپ ہے اس حیثیت سے کہ عمر اس کا بیٹا ہے اس حیثیت سے کہ یہ خود بکر کا بیٹا ہے اس طرح ماشی یہ خاصہ ہے اس حیثیت سے کہ ماہیت حیوان کے افراد کو عارض ہے اور عرض عام ہے اس حیثیت سے کہ انسان کے افراد کو بھی عارض ہے اس جواب کی طرف فافہم سے اشارہ کیا۔

قَوْلُهُ ۔ وَعَلٰی غَیْرِهَا كَالْمَاشِیْ فَاِنَّهٗ یُقَالُ عَلٰی حَقِیْقَةِ الْاِنْسَانِ وَعَلٰی غَیْرِهَا مِنَ الْحَقَائِقِ الْحَیَوَانِیَّةِ ۔

ترجمہ: ۔وعلی غیرھا یعنی عرض عام وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور یہ کلی اسی حقیقت اور اس کے غیر پر محمول ہو جیسے ماشی کیونکہ یہ محمول ہے حقیقت انسان پر اور اس کے غیر دوسرے حقائق حیوانیہ پر۔

اغراضِ شارح: ۔اس قول کی غرض صرف غیرھا کی ضمیر کا مرجع بتانا ہے اور عرض عام کی مثال دینی ہے۔

تشریح: ۔عرض عام اس کو کہتے ہیں جو کہ ایک حقیقت کے افراد اور ایک حقیقت کے غیر کو عارض ہو غیرھا میں ھا ضمیر کا مرجع حقیقت ہے جیسے ماشی ایک حقیقت کے افراد (انسان) کو بھی عارض ہے اور دوسری حقیقتوں کے افراد فرس، حمار کو بھی عارض ہے۔

قَوْلُهُ: وَكُلٌّ مِنْهُمَا اَیْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْخَاصَّةِ وَالْعَرْضِ الْعَامِ وَبِالْجُمْلَةِ الْكُلِّیِّ الَّذِیْ هُوَ عَرَضِیٌّ لِاَفْرَادِهٖ اِمَّا لَازِمٌ وَاِمَّا مُفَارِقٌ اِذْ لَا یَخْلُوْ اِمَّا اَنْ یَسْتَحِیْلَ اِنْفِكَاكُهٗ عَنْ مَعْرُوْضٍ اَوْ لَا فَالْاَوَّلُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالثَّانِیْ هُوَ الثَّانِیْ ثُمَّ اللَّازِمُ یَنْقَسِمُ بِقِسْمَیْنِ اَحَدُهُمَا اَنَّ لَازِمَ الشَّیْءِ اِمَّا لَازِمٌ لَهٗ بِالنَّظْرِ اِلٰی نَفْسِ الْمَاهِیَّةِ مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ عَنْ خُصُوْصِ وُجُوْدِهَا فِی الْخَارِجِ اَوْ فِی الذِّهْنِ وَذٰلِكَ بِاَنْ یَكُوْنَ هٰذَا الشَّیْءُ بِحَیْثُ كُلَّمَا تَحَقَّقَ فِی الذِّهْنِ اَوْ فِی الْخَارِجِ كَانَ هٰذَا اللَّازِمُ ثَابِتًا لَهٗ وَاِمَّا لَازِمٌ لَهٗ بِالنَّظْرِ اِلٰی وُجُوْدِهٖ اَیْ

Marfat.com

اِلٰی خُصُوْصِ وُجُوْدِهِ الْخَارِجِيِّ اَوِ الذِّهْنِيِّ فَهٰذَا الْقِسْمُ بِالْحَقِيْقَةِ قِسْمَانِ حَاصِلَانِ فَاَقْسَامُ اللَّازِمِ بِهٰذَا التَّقْسِيْمِ ثَلَاثَةُ الْمَاهِيَّةِ كَزَوْجِيَةِ الْاَرْبَعَةِ وَلَازِمُ الْوُجُوْدِ الْخَارِجِيِّ كَاِحْرَاقِ النَّارِ وَلَازِمُ الْوُجُوْدِ الذِّهْنِيِّ كَكَوْنِ حَقِيْقَةِ الْاِنْسَانِ كُلِّيَّةً وَهٰذَا الْقِسْمُ يُسَمّٰى مَعْقُوْلًا ثَانِيًا اَيْضًا وَالثَّانِيْ اَنَّ اللَّازِمَ اِمَّا بَيِّنٌ اَوْ غَيْرُ بَيِّنٍ وَالْبَيِّنُ لَهٗ مَعْنَيَانِ اَحَدُهُمَا اللَّازِمُ الَّذِيْ يَلْزَمُ تَصَوُّرُهٗ مِنْ تَصَوُّرِ الْمَلْزُوْمِ كَمَا يَلْزَمُ تَصَوُّرُ الْبَصَرِ مِنْ تَصَوُّرِ الْعَمٰى فَهٰذَا مَايُقَالُ لَهُ الْبَيِّنُ بِالْمَعْنَى الْاَخَصِّ وَحِيْنَئِذٍ فَغَيْرُ الْبَيِّنِ هُوَ اللَّازِمُ الَّذِيْ لَا يَلْزَمُ تَصَوُّرُهٗ مِنْ تَصَوُّرِ الْمَلْزُوْمِ كَالْكِتَابَةِ بِالْقُوَّةِ لِلْاِنْسَانِ وَالثَّانِيْ مِنْ مَعْنَى الْبَيِّنِ هُوَ اللَّازِمُ الَّذِيْ يَلْزَمُ مِنْ تَصَوُّرِهٖ مَعَ تَصَوُّرِ الْمَلْزُوْمِ وَالنِّسْبَةُ بَيْنَهُمَا الْجَزْمُ بِاللُّزُوْمِ كَزَوْجِيَةِ الْاَرْبَعَةِ فَاِنَّ الْعَقْلَ بَعْدَ تَصَوُّرِ الْاَرْبَعَةِ وَالزَّوْجِيَّةِ وَنِسْبَةِ الزَّوْجِيَّةِ اِلَيْهَا يَحْكُمُ جَزْمًا بِاَنَّ الزَّوْجِيَّةَ لَازِمَةٌ لَهَا وَذَالِكَ يُقَالُ لَهُ الْبَيِّنُ بِالْمَعْنَى الْاَعَمِّ وَحِيْنَئِذٍ فَغَيْرُ الْبَيِّنِ هُوَ اللَّازِمُ الَّذِيْ لَا يَلْزَمُ مِنْ تَصَوُّرِهٖ مَعَ تَصَوُّرِ الْمَلْزُوْمِ وَالنِّسْبَةُ بَيْنَهُمَا الْجَزْمُ بِاللُّزُوْمِ كَالْحُدُوْثِ لِلْعَالَمِ فَهٰذَا التَّقْسِيْمُ الثَّانِيْ بِالْحَقِيْقَةِ تَقْسِيْمَانِ اِلَّا اَنَّ الْقِسْمَيْنِ الْحَاصِلَيْنِ عَلٰى كُلِّ تَقْدِيْرٍ اِنَّمَا يُسَمَّيَانِ بِالْبَيِّنِ وَغَيْرِ الْبَيِّنِ۔

ترجمہ:۔یعنی خاصہ وعرض عام سے ہر ایک اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ کلی جو اپنے افراد کیلئے عرضی ہے یا لازم ہوگی یا مفارق کیونکہ وہ عرض دو حال سے خالی نہ ہوگی، عرض کا اپنے معروض سے جدا ہونا محال ہوگا یا محال نہ ہوگا۔پس اول وہ اول ہے اور ثانی وہ ثانی ہے۔پھر لازم دو تقسیموں کے ساتھ منقسم ہوتا ہے ان دو تقسیموں سے ایک یہ کہ شی کا لازم شی کی ماھیت کے لحاظ سے لازم ہوگا اسی شی کے خارج میں وجود خاص یا ذہن میں وجود خاص سے قطع نظر کرکے اور اس کی صورت یہ ہیکہ یہ شی اس حیثیت سے ہو جاوے کہ جب کبھی ذہن یا خارج میں یہ شی متحقق ہو جاوے تو یہ لازم شی کیلئے ثابت ہو جاوے یا تو یہ لازم لازم ہوگا شی کے وجود خاص یعنی وجود خارجی یا وجود ذہنی کے لحاظ سے اور یہ قسم حقیقت میں دو قسم ہیں پس اس تقسیم کے ذریعہ لازم کی تین قسمیں ہیں (۱) لازم ماھیت جیسے اربعہ کا جوڑ ہونا (۲) لازم وجود خارجی جیسے آگ کا جلانا (۳) لازم وجود ذہنی جیسے انسان کی حقیقت کا کلی ہونا اور یہ قسم لازم وجود ذہنی کا نام معقول ثانی بھی رکھا جاتا ہے اور تقسیم ثانی یہ ہیکہ لازم یا بین ہے یا غیر بین ہے

Marfat.com

اور لازم بین کے دو معنے ہیں ایک وہ لازم جس کا تصور ملزوم کے تصور سے لازم آجاوے جیسے بصر کا تصور لازم آجاتا ہے اعمی کے تصور سے اور اس کو لازم بین بالمعنی الاخص کہا جاتا ہے اور اس وقت لازم غیر بین وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور سے نہ لازم آوے جیسے انسان کیلئے کتابت بالقوۃ لازم غیر بین ہے اور لازم بین کے ثانی معنی وہ لازم ہیں کہ اس کے تصور سے ملزوم کے تصور کے ساتھ اور نسبت کے تصور کیساتھ جو لازم وملزوم کے مابین ہے لزوم کا یقین لازم آجاوے جیسے چار کیلئے جوڑ ہونا ہے کیونکہ عقل طار اور جوڑ ہونے کو تصور کرنے کے بعد طار کی طرف زوجیت کی جو نسبت ہے اس کو تصور کرنے کے بعد یقینی حکم دیتی ہے کہ چار کیلئے زوجیت لازم ہے اور اس لازم کو لازم بین بالمعنی الاعم کہا جاتا ہے اور اس وقت غیر بین وہ لازم ہیکہ اس کے تصور سے ملزوم اور اس نسبت کے تصور کے ساتھ جو دونوں کے مابین ہے لزوم کا یقین نہ لازم آجاوے جیسے جہان کیلئے حدوث لازم ہونا لازم غیر بین ہے اور یہ دوسری تقسیم ہیں لیکن ہر تقدیر پر جو دو قسمیں حاصل ہونگی ان دونوں کا نام بین اور غیر بین رکھا جائیگا۔

اغراضِ شارح:۔ اس قول میں ثم اللازم تک عرض عام اور خاصہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں اور ثم اللازم سے الخ لزوم کی اقسام بیان کر رہے ہیں۔

تشریح:۔ عرض عام اور خاصہ کو لازم سے تعبیر کرتے ہیں یہ خاصہ اور عرض عام یا تو ان کا اپنے معروض سے جدا ہونا محال ہوگا یا ممکن اگر معروض سے جدا ہونا محال ہو تو اس کو عرض لازم کہتے ہیں خاصہ عرض لازم کی مثال جیسے کتابۃ بالقوۃ انسان کو عارض ہے اور اس کا انسانی افراد سے جدا ہونا محال ہے اور عرض عام لازم کی مثال جیسے ماشی بالقوۃ ہونا یہ افراد حیوانی کو عارض ہے اور اس کا جدا ہونا حیوانی افراد سے محال ہے خاصہ اور عرض عام مفارک کی مثال جیسے بالفعل کاتب ہونا افراد انسان کیلئے یہ بعض کو لازم ہے اور بعض سے جدا ہے اسی طرح عرض عام مفارق جیسے بالفعل ماشی ہونا یہ افراد حیوانی میں سے بعض کو بالفعل عارض ہے اور بعض کو بالقوۃ۔

ثم اللازم ینقسم اس عبارت سے لازم اور ملزوم میں جو لزوم کا تعلق ہوتا ہے اس کی تین قسمیں بیان کر رہے ہیں لازم اور ملزوم جو تعلق لزوم کا ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) لزوم ماہیت (۲) لزوم خارجی (۳) لزوم ذہنی۔

لزوم ماہیت:۔ اس لازم کو کہتے ہیں جو ملزوم کی ماہیت اور طبیعت کو لازم ہو طبیعت اور ماہیت کو لازم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ ملزوم کو ذہن میں سوچو تو اس کو لازم ہو خواہ خارج میں ملزوم موجود ہو تو اس کو لازم ہو جیسے زوجیت للاربعہ چار کے عدد کو زوج (جفت) ہونا لازم ہے چار کا عدد خواہ ذہن میں سوچو تو بھی اس کو زوج (جفت) ہونا لازم ہے اگر خارج میں چار کا عدد

Marfat.com

ہو مثلا چار کتابیں پڑی ہوں تو ان کو زوج ہونا لازم ہے۔

لزوم ذہنی: ۔اس کو کہتے ہیں کہ ملزوم کو اگر ذہن میں سوچیں تو یہ لازم اس کو لازم ہو اور اگر خارج میں ملزوم موجود ہو تو یہ لازم اس کو لازم نہ ہو جیسے انسان کو کلی ہونا لازم ہے جب کہ انسان کے معنی کو ذہن میں سوچا جائے خارج میں انسان کو کلی ہونا لازم نہیں کیوں کہ خارج میں تو انسان کے تمام افراد جزئی ہیں اس کو معقول ثانی بھی کہا جاتا ہے معقول ثانی کا مطلب یہ ہے کہ اس کو دوسری مرتبہ پر سوچا گیا ہو یہاں پہلے انسان کے معنی کو سوچا گیا پھر دوسری مرتبہ کلی ہونے کو سوچا گیا منطقی اس کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ معقول ثانی وہ لازم ہے کہ جس کا عارض ہونا صرف ذہن میں ہو جیسے کلی ہونا انسان کا اس کا ظرف صرف ذہنی ہے۔

لزوم خارجی: ۔اس لازم کو کہتے ہیں کہ ملزوم اگر خارج میں موجود ہو تو یہ لازم اس کو لازم ہو اور اگر ملزوم ذہن میں موجود ہو تو یہ اس کو لازم نہ ہو جیسے آگ کو جلانا لازم ہے جب کہ آگ خارج میں موجود ہو اگر آگ کو ذہن میں سوچا جائے تو اس کو جلانا لازم نہیں ورنہ تو ہمارا ذہن جل جائے۔

یہاں لازم کی ایک تقسیم کا بیان ہوا اب لازم کی دوسری قسم کو بیان کرتے ہیں آگے جو قسم لازم کی بیان ہوگی وہ باعتبار خبر ملزوم کے ہے اور باعتبار تصور ملزوم کے لازم کی چار قسمیں ہیں لازم بین۔لازم غیر بین۔لازم بین اور لازم غیر بین ہیں ان چاروں قسموں میں پہلے لازم بین اور غیر بین سے مراد لازم بین بالمعنی الاخص اور غیر بین بالمعنی الاخص اور دوسرے دو قسموں لازم بین اور غیر بین سے بین بالمعنی الاعم اور غیر بین بالمعنی الاعم مراد ہے ہر ایک کی تعریف یہ ہے۔

لازم بین بالمعنی الاخص: ۔اس لازم کو کہتے ہیں کہ فقط (صرف) ملزوم کے سوچنے سے لزوم کا تصور ذہن میں آجئے جیسے عمی کا معنی ودم البصر یہاں عدم یہ ملزوم ہے اور بصر اس کو لازم ہے یہاں جب ہم عمی کا معنی عدم کا فقط تصور کرتے ہیں تو لازم (بصر) کا یقین آجاتا ہے اس لازم بین بالمعنی الاخص کے مقابلے میں غیر بین بالمعنی الاخص وہ ہوگا کہ فقط ملزوم کے سوچنے سے لازم کے لزوم کا یقین نہ آئے بلکہ لازم کو بھی سوچنا پڑے جیسے کاتب بالقوۃ ہونا انسان کو لازم ہے یہاں انسان کے سوچنے سے لازم (کتابت بالقوۃ) کا یقین نہیں آتا بلکہ لازم کو بھی سوچنا پڑتا ہے۔

لازم بین بالمعنی الاعم: ۔وہ لازم ہے کہ فقط ملزوم کے سوچنے سے لازم کے لزوم کا یقین نہ آئے بلکہ لازم کو بھی سوچنا پڑے اور ان دونوں میں نسبت کو بھی سوچنا پڑے جیسے چار کے عدد کو زوج ہونا لازم ہے یہاں ملزوم (چار) کا معنی پہلے سوچنا پڑتا ہے کہ چار اس عدد کو کہتے ہیں جو متساوی میں تقسیم ہو سکے پھر لازم زوج کو بھی سوچنا پڑتا ہے کہ زوج اسے کہتے ہیں جس کے برابر

Marfat.com

حصے نکلیں اس کے بعد نسبت کو سوچنا پڑتا ہے کہ آیا یہ زوج ہونا یہ چار کے عدد پر سچا آتا ہے کہ نہیں اس لازم بین بالمعنی الاعم کے مقابلے میں۔

لازم غیر بین بالمعنی الاعم: ۔ وہ لازم ہے کہ جہاں ملزوم، لازم، نسبت اور ایک دلیل خارجی چار چیزوں کے سوچنے سے لزوم کا یقین آئے جیسے عالم کو حادث ہونا لازم ہے یہاں پہلے عالم کا معنی سوچنا ہوگا پھر حادث کا معنی سوچنا ہوگا اس کے بعد نسبت کو سوچنا ہوگا کہ آیا حادث ہونا یہ عالم پر سچا آتا ہے کہ نہیں اس کے بعد دلیل بھی دینی پڑتی ہے کہ العالم متغیر و کل متغیر حادث تو اب یقین آتا ہے کہ العالم حادث اس مقام میں ایک چھوٹی سی بات بطور فائدے کے سمجھ لیں۔

فائدہ: ۔ جہاں اخص ہوتا ہے وہاں اعم ضرور ہوتا ہے اور جہاں اعم ہو وہاں اخص کا ہونا ضروری نہیں اب یہاں بھی جہاں لازم بین بالمعنی الاخص ہوگا وہاں لازم بین بالمعنی الاعم ضرور ہوگا کیوں کہ لازم بین بالمعنی الاخص میں تو فقط ملزوم کے سوچنے سے لزوم کا یقین آتا ہے اور جب فقط ملزوم کے سوچنے سے لزوم کا یقین آتا ہے تو ملزوم لازم اور نسبت تینوں کے سوچنے سے لازم بین بالمعنی الاعم میں لزوم کا یقین ضروری آئے گا لیکن یہ ضروری نہیں کہ جہاں لازم بین بالمعنی الاعم ہو وہاں لازم بین بالمعنی الاخص ہو کیوں کہ جہاں تین چیزوں (ملزوم، لازم، نسبت) کے سوچنے سے لزوم کا یقین آتا ہے تو وہاں ایک چیز (ملزوم) کے سوچنے سے لزوم کا یقین آنا ضروری نہیں۔ دوسری نسبت: جہاں لازم غیر بین بالمعنی الاخص ہوگا وہاں لازم غیر بین بالمعنی الاعم بھی ضروری ہوگا کیوں کہ یہاں ملزوم اور لزوم دونوں کے تصور سے لزوم کا یقین آتا ہو وہاں (ملزوم، لازم، نسبت اور دلیل خارجی) کے سوچنے سے بدرجہ اولی لزوم کا یقین آئے گا لیکن جہاں لزوم غیر بین بالمعنی الاعم ہو وہاں لازم غیر بین بالمعنی الاخص کا ہونا ضروری نہیں کیوں کہ جہاں چار چیزوں (ملزوم، لازم، نسبت اور دلیل خارجی) کے سوچنے سے لزوم کا یقین آتا ہے وہاں فقط دو چیزوں (ملزوم اور لازم) کے سوچنے سے لزوم کا یقین آنا ضروری نہیں۔

قَوْلُهُ۔ يَدُوْمُ كَحَرَكَةِ الْفَلَكِ فَإِنَّهَا دَائِمَةٌ لِلْفَلَكِ وَإِنْ لَّمْ يَمْتَنِعْ اِنْفِكَاكُهَا عَنْهُ بِالنَّظَرِ اِلٰى ذَاتِهٖ۔

ترجمہ:۔ عرض مفارک دائمی ہونے کی مثال آسمان کی حرکت ہے کیونکہ یہ حرکت آسمان کیلئے دائمی ہے اگرچہ اس حرکت کا جدا ہونا آسمان سے اس کی ذات کے لحاظ سے ممنوع نہیں۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔اس میں عرض مفارق امتناعی کو بیان کیا جس عارض کا اپنے ملزوم سے جدا ہونا ممتنع ہو اس کو عارض امتناعی کہتے ہیں جیسے فلک الافلاک سے حرکت کا جدا ہونا ممتنع ہے اگر چہ فلک الافلاک سے حرکت کا جدا ہونا ممکن ہے لیکن جدا ہوئی نہیں اس لئے اس کو ممتنع الانفکاک کہتے ہیں۔

قَوْلُهٗ۔ بِسُرْعَةٍ كَحُمْرَةِ الْخَجَلِ وَصُفْرَةِ الْوَجَلِ۔

ترجمہ:۔بسرعۃ جیسے خوف زدہ کی زردی اور شرمندہ کی سرخی۔

غرض شارح:۔اس قول کی بھی توضیح متن ہے اس لئے اس عارض کا بیان ہے جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہے اور جدا ہوا بھی ہے لیکن جلدی سے جیسے غصہ والے آدمی کے چہرے کی سرخی یہ اس سے جلدی سے جدا ہو جاتی ہے اسی طرح شرمندہ آدمی کے چہرے کی زردی جو کہ اس کے چہرے سے جلدی زائل ہو جاتی ہے اس کو عرض مفارق سریعی کہتے ہیں۔

قَوْلُهٗ۔ اَوْ بَطُوْءٌ كَالشَّبَابِ۔

ترجمہ:۔او بطوء جیسے جوانی۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض بھی توضیح متن ہے۔

تشریح:۔اس میں اس قسم کے عارض کو بیان کیا ہے جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا ممکن ہے اور جدا بھی ہوتا ہے لیکن دیر سے جیسے شباب انسان کو عارض ہے لیکن یہ دیر سے جدا ہوتا ہے اس لئے اس کو عارض بطیء کہتے ہیں۔

متن: فَصْلٌ مَفْهُوْمُ الْكُلِّيِّ يُسَمّٰى كُلِّيًّا مَنْطِقِيًّا وَمَعْرُوْضُهٗ طَبْعِيًّا وَالْمَجْمُوْعُ عَقْلِيًّا وَكَذَا الْاَنْوَاعُ الْخَمْسَةُ وَالْحَقُّ اَنَّ وُجُوْدَ الطَّبْعِيِّ بِمَعْنٰى وُجُوْدِ اَشْخَاصِهٖ

ترجمہ متن:۔کلی کے مفہوم کا نام کلی منطقی رکھا جاتا ہے اور اسی معروض کا نام کلی طبعی رکھا جاتا ہے اور عارض معروض کے مجموعے کا نام کلی عقلی رکھا جاتا ہے اور اسی طرح کلی کے انواع خمسہ بھی منطقی طبعی عقلی ہوا کرتے ہیں اور حق بات یہ ہے کہ وجود طبعی اس کلی

Marfat.com

کے اشخاص کے وجود کے معنی میں ہے۔

تشریحِ متن:۔اس فصل کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں ایک ایسا فائدہ بیان کیا گیا جو تمام کائنات کی ماہیات اور الفاظ میں پایا جاتا ہے۔

فائدہ:۔تمام کلام عرب کے الفاظ اور ماہیت ان تینوں حالتوں سے خالی نہیں ایک تو یہ کہ وہ ماہیات اور الفاظ کلی منطقی ہوں گے دوسرا کہ وہ کلی طبعی ہو اور تیسرا یہ کہ وہ کلی عقلی ہوں گے جیسے تمام کائنات کے الفاظ اور ماہیت منطقی طبعی اور عقلی کے ساتھ موسوف ہوتے ہیں ایسے ہی انواع خمسہ (جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام) یہ کلی منطقی طبعی اور عقلی کے ساتھ موصوف ہوں گے اس طرح کے کلی اور جزئی بھی ان تین صفتوں کے ساتھ موصوف ہونگے کسی شی کی جو بھی تعریف کی جائے گی اس کو کلی منطقی کہیں گے اور اس تعریف کا جو مصداق خارج میں ہوگا اس کو کلی طبعی کہیں گے تعریف اور مصداق کے مجموعے کا نام کلی عقلی ہے تفصیل شرح میں دیکھیں۔

oooooooooooooooooooooooooo

قَوْلُهُ۔ مَفْهُوْمُ الْكُلِّيِّ اَيْ مَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ لَفْظُ الْكُلِّيِّ يَعْنِيْ الْمَفْهُوْمُ الَّذِيْ لَايَمْتَنِعُ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ يُسَمّٰى كُلِّيًّا مَنْطِقِيًّا فَاِنَّ الْمَنْطِقِيَّ يَقْصُدُ مِنَ الْكُلِّيِّ هٰذَا الْمَعْنٰى۔

ترجمہ:۔مفہوم کلی۔یعنی وہ چیز جس پر لفظ کل کو اطلاق کیا جاتا ہے اور اس چیز سے مراد وہ مفہوم ہے جو چند افراد پر صادق آنے کو فرض کر لینا عقلا ممنوع نہ ہو اس مفہوم کا نام کلی منطقی رکھا جاتا ہے کیونکہ ہر منطقی کل سے اس معنی کا قصد کرتا ہے۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض کلی منطقی کی تعریف کرنی ہے یعنی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔کلی منطقی کلی کی تعریف کو کہتے ہیں مثلاً کلی کی تعریف یہ ہے کہ وہ مضمون ہے جس کا صدق کثیرین پر ممتنع نہیں اس تعریف کو کلی منطقی کہتے ہیں کلی منطقی کو کلی منطقی کیوں کہتے ہیں کیوں کہ منطقی تصورات میں تعریف اشیاء سے بحث کرتے ہیں اور یہاں منطقی کلی کی ہی تعریف بیان کرتے ہیں۔

قَوْلُهُ۔ وَمَعْرُوْضُهٗ اَيْ مَايَصْدُقُ عَلَيْهِ مَفْهُوْمُ الْكُلِّيِّ كَالْاِنْسَانِ وَالْحَيَوَانِ يُسَمّٰى كُلِّيًّا طَبْعِيًّا لِوُجُوْدِهٖ فِي الطَّبَائِعِ يَعْنِيْ فِي الْخَارِجِ عَلٰى مَاسَيَجِئُ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ ومعروضہ۔ یعنی جس چیز پر یہ مفہوم کلی صادق آوے جیسے انسان اور حیوان اس کا نام کلی طبعی رکھا جاتا ہے یہ کلی طبیعتوں میں یعنی خارج میں موجود ہونے کی وجہ سے اس طریقے پر کہ عنقریب آرہا ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض بھی توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں کلی طبعی کی تعریف کی ہے کلی طبعی وہ کلی ہے کہ جس پر کلی کی تعریف سچی آتی ہے کلی کی مذکورہ بالا تعریف حیوان انسان فرس سب پر سچی آتی ہے اس لئے اس کو کلی طبعی کہتے ہیں طبعی کے معنی خارج کے ہیں کلی طبعی کو بھی طبعی اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ اس کے مصداق خارج میں موجود ہوتے ہیں جیسے حیوان انسان فرس یہ تمام مصداق کلی کے خارج میں موجود ہیں۔

قَوْلُهٗ۔ وَالْمَجْمُوْعُ اَیِ الْمُرَكَّبُ مِنْ هٰذَا الْعَارِضِ وَالْمَعْرُوْضِ كَالْاِنْسَانِ الْكُلِّيِّ وَالْحَيَوَانِ الْكُلِّيِّ يُسَمّٰى كُلِّيًّا عَقْلِيًّا اِذْلَا وُجُوْدَ لَهٗ اِلَّا فِي الْعَقْلِ۔

ترجمہ:۔ والمجموع یعنی اس عارض ومعروض کے مرکب جیسے انسان کلی اور حیوان کلی کا نام کلی عقلی رکھا جاتا ہے کیونکہ اسی مرکب کا وجود صرف عقل میں ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں کلی عقلی کی تعریف کی ہے کلی کی تعریف اور اس کے مصداق کے مجموعے کو کلی منطقی کہتے ہیں کلی کی تعریف کو کلی سے ہی تعبیر کرتے ہیں اور اس کا مصداق مثلاً انسان ہے اور اس کے مجموعے کو انسان الکلی کہیں گے اس کو کلی عقلی اس لئے کہتے ہیں کہ کلی ہونا یہ ایک صفت ہے جو انسان کو عقل میں عارض ہوتی ہے خارج میں انسان کے افراد جزئیات کی شکل میں ہیں۔

قَوْلُهٗ۔ وَكَذَا الْاَنْوَاعُ الْخَمْسَةُ: يَعْنِيْ كَمَا اَنَّ الْكُلِّيَّ يَكُوْنُ مَنْطِقِيًّا وَ طَبْعِيًّا وَعَقْلِيًّا كَذَالِكَ الْاَنْوَاعُ الْخَمْسَةُ يَعْنِي الْجِنْسَ وَالنَّوْعَ وَالْفَصْلَ وَالْخَاصَّةَ وَالْعَرَضَ الْعَامَ تَجْرِيْ فِيْ كُلِّيٍّ مِنْهَا هٰذِهِ الْاِعْتِبَارَاتُ الثَّلَاثُ مَثَلًا مَفْهُوْمُ النَّوْعِ اَعْنِي الْكُلِّيَّ الْمَقُوْلُ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُتَّفِقِيْنَ بِالْحَقِيْقَةِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ يُسَمّٰى نَوْعًا مَنْطِقِيًّا وَمَعْرُوْضُهٗ كَالْاِنْسَانِ وَالْفَرَسِ نَوْعًا طَبْعِيًّا وَمَجْمُوْعُ الْعَارِضِ وَالْمَعْرُوْضِ كَالْاِنْسَانِ النَّوْعِ نَوْعًا عَقْلِيًّا وَعَلٰى هٰذَا فَقِسِ الْبَوَاقِيْ بَلِ الْاِعْتِبَارَاتُ الثَّلَاثُ تَجْرِيْ فِي الْجُزْءِ

Marfat.com

اَیْضًا فَاِنَّا اِذَا قُلْنَا زَیْدٌ جُزْئِیٌّ فَمَفْهُوْمُ الْجُزْئِیِّ اَعْنِیْ مَا یَمْتَنِعُ فَرْضُ صِدْقِهٖ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ یُسَمّٰی جُزْئِیًّا مَنْطِقِیًّا وَمَعْرُوْضُهٗ اَعْنِیْ زَیْدًا یُسَمّٰی جُزْئِیًّا طَبْعِیًّا وَالْمَجْمُوْعُ اَعْنِیْ زَیْدًا الْجُزْئِیَّ یُسَمّٰی جُزْئِیًّا عَقْلِیًّا۔

ترجمہ:۔ یعنی جس طرح کلی منطقی طبعی عقلی ہوتی ہے اسی طرح کلی کی انواع خمسہ یعنی جنس نوع فصل خاصہ عرض عام ان میں سے ہرایک کے اندر یہ تینوں اعتبارات جاری ہوتے ہیں مثلاً مفہوم نوع یعنی اس کلی کو (جو ما ھو اسوال کے جواب میں ان افراد پر محمول ہو جو باعتبار حقیقت متفق ہیں) نوع منطقی کہا جاتا ہے اور اس مفہوم کے مصداق ومعروض مثلاً انسان اور فرس کو نوع طبعی کہا جاتا ہے اور عارض ومعروض کے مجموعہ مثلاً انسان نوع کو نوع عقلی کہا جاتا ہے اس پر ماقی چاروں کو قیاس کرلو بلکہ یہ تینوں اعتبار یں جزئی میں بھی جاری ہوتے ہیں کیونکہ جب ہم زید جزئی کہیں تو مفہوم جزئی کو (یعنی وہ مفہوم جس کے چند افراد پر صادق آنے کو عقل جائز نہ رکھے) جزئی منطقی اور اس کے معروض یعنی زید کو جزئی طبعی اور مجموعہ یعنی زید جزئی کو جزئی عقلی کہا جاتا ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ یعنی جیسے کلی منطقی طبعی اور عقلی ہوتی ہیں ایسے ہی کلی انواع خمسہ (جنس، نوع، فصل، خاصہ اور عرض عام) بھی ان تینوں کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں کیوں کہ ان انواع خمسہ میں سے ہرایک کی تعریف ہے اور ہرایک مصداق اور ایک مجموعہ۔ مثال کے طور پر نوع کو لے لو اس کی ایک تعریف یہ ہے کلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق یہ تعریف نوع منطقی کہلاتی ہے اور ایک اس تعریف کا مصداق مثلاً انسان یا فرس ہے ان کو نوع طبعی کہتے ہیں اور ایک دونوں کا مجموعہ الانسان النوع کو کلی عقلی کہتے ہیں ایسے ہی جنس فصل خاصہ اور عرض عام کو قیاس کرلیں جیسے یہ تین چیزیں کلی منطقی، طبعی اور عقلی انواع خمسہ میں اور تمام الفاظ عرب میں جاری ہوتی ہیں ایسے ہی تفتازانی کے مذہب کے مطابق یہ تینوں اعتبار جزئی میں بھی ہوتے ہیں۔ جزئی کی تعریف یعنی ھوا لمفھوم ما یمتنع فرض صدقه علی ما کثیرین اس کو جزئی منطقی کہتے ہیں اور اس کا مصداق مثلاً زید اس کو جزئی طبعی کہتے ہیں تعریف اور مصداق دونوں کے زید الجزئی کو جزئی عقلی کہتے ہیں۔

قَوْلُهٗ۔ وَالْحَقُّ اَنَّ وُجُوْدَ الطَّبْعِیِّ بِمَعْنٰی وُجُوْدِ اَشْخَاصِهٖ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَشُکَّ فِیْ اَنَّ الْکُلِّیَّ الْمَنْطِقِیَّ غَیْرُ مَوْجُوْدٍ فِی الْخَارِجِ فَاِنَّ الْکُلِّیَّةَ اِنَّمَا تَعْرِضُ لِلْمَفْهُوْمَاتِ فِیْ

Marfat.com

الْعَقْلِ وَلِذَا كَانَتْ مِنَ الْمَعْقُولَاتِ الثَّانِيَةِ وَكَذَا فِي اَنَّ الْعَقْلِيَّ غَيْرُ مَوْجُوْدٍ فِيْهِ فَاِنَّ اِنْتِفَاءَ الْجُزْءِ يَسْتَلْزِمُ اِنْتِفَاءَ الْكُلِّ وَاِنَّمَا النِّزَاعُ فِي اَنَّ الطَّبْعِيَّ كَالْاِنْسَانِ مِنْ حَيْثُ هُوَ اِنْسَانٌ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ الْكُلِّيَّةُ فِي الْعَقْلِ بَلْ هُوَ مَوْجُوْدٌ فِي الْخَارِجِ فِي ضِمْنِ اَفْرَادِهٖ اَمْ لَا بَلْ لَيْسَ الْمَوْجُوْدُ فِيْهِ اِلَّا الْاَفْرَادَ الْاَوَّلُ مَذْهَبُ جُمْهُوْرِ الْحُكَمَاءِ وَالثَّانِيْ مَذْهَبُ بَعْضِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ وَمِنْهُمُ الْمُصَنِّفُ فَلِهٰذَا قَالَ الْحَقُّ هُوَ الثَّانِيْ وَذَالِكَ لِاَنَّهٗ لَوْ وُجِدَ فِي الْخَارِجِ فِيْ ضِمْنِ اَفْرَادِهٖ لَزِمَ اِتِّصَافُ الشَّيْءِ الْوَاحِدِ بِالصِّفَاتِ الْمُتَضَادَةِ كَالْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ وَوُجُوْدِ الشَّيْءِ الْوَاحِدِ فِي الْاَمْكِنَةِ الْمُتَعَدِّدَةِ وَحِيْنَئِذٍ فَمَعْنٰى وُجُوْدِ الطَّبْعِيِّ هُوَ اَنَّ اَفْرَادَهٗ مَوْجُوْدَةٌ وَفِيْهِ تَاَمُّلٌ وَتَحْقِيْقُ الْحَقِّ فِي حَوَاشِي التَّجْرِيْدِ فَانْظُرْ فِيْهَا۔

ترجمہ:۔اس میں شک کرنا مناسب نہیں کہ کلی منطقی خارج میں موجود نہیں کیونکہ کلی ہونا عارض ہے مفہومات کے ساتھ عقل میں اسلئے یہ کلی ہونا معقولات ثانیہ سے ہے اسی طرح اس بارے میں بھی شک نہیں کہ کلی عقلی خارج میں موجود نہیں کیونکہ جز ویعنی کلی منطقی کا خارج میں منتفی ہونا کل یعنی کلی عقلی خارج میں منتفی ہونے کولازم کرلیتا ہےاور جز ایں نیست جھگڑا اس بارے میں ہے کہ کلی طبعی جیسے انسان کو بحیثیت انسان ہونے کے عقل میں کلیت عارض ہے کیا یہ کلی طبعی اس کے افراد کے ضمن میں خارج میں موجود ہے یا نہیں بلکہ خارج میں صرف افراد متحقق ہیں اول جمہور کا مذہب ہے اور ثانی بعض متاخرین کا مذہب ہےاوران متاخرین سے مصنف بھی ہیں اسی لئے کہا کہ ثانی حق ہےاوراس کی دلیل یہ ہے کہ افراد کے ضمن میں اگر کلی طبعی پائی جائے تو شی واحد کا صفات متضادہ کیساتھ متصف ہونا اور متعدد مکانات میں شی واحد کا پایا جانا لازم آئیگا اوراس وقت کلی طبعی متحقق ہونے کے معنی اس کے افراد کا موجود ہونا ہیں اوراس دلیل میں تامل ہےاس بات کی تحقیق تجرید کے حواشی میں ہے پس تم ان حواشی میں غور کرو۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض بھی تشریح متن ہے۔

تشریح:۔منطقی جب بھی اپنی کتابوں میں والحق کا لفظ بولتے ہیں تو وہاں یہ فیصل اور حاکم بنتے ہیں اس لفظ سے اشارہ اس بات کی طرف ہوتا ہے کہ یہاں کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہےاور ایک منطقی والحق سے اپنا فیصلہ سنا تا ہے کہ کون سی بات حق ہے جب بھی کوئی فیصل فیصلہ کرتا ہے تو وہ دوفریقین میں فیصلہ کرتا ہےاس لئے وہاں دوفریقین کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہےاب یہاں بھی

Marfat.com

تفتازانی نے والحق کا لفظ بول کر اختلاف کی طرف اشارہ کیا۔

اختلاف:۔ اس بات پر تو تمام مناطقہ کا اتفاق ہے کہ کلی منطقی یہ ذہن میں پائی جاتی ہے خارج میں نہیں پائی جاتی کیوں کہ کلی منطقی تو تعریفات کو کہتے ہیں اور تعریفات الاشیاء ذہن میں ہوتی ہیں خارج میں نہیں اسی وجہ سے کلی منطقی کو مقول ثانی بھی کہتے ہیں اس بات پر بھی تمام منطقہ کا اتفاق ہے کہ کلی طبعی ذہن میں موجود نہیں ہوتی بلکہ خارج میں موجود ہوتی ہے اس بات پر تمام منطقہ کا اتفاق ہے کہ کلی کا وجود اپنے افراد سے علیحدہ ہو کر کہیں نہیں پایا جاتا مثلاً ماہیت انسانی یہ اپنے افراد زید، عمر، بکر سے علیحدہ ہو کر خارج میں کہیں نہیں پائی جاتی اختلاف مناطقہ کا صرف اس بات میں ہے کہ آیا کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہوتی ہے کہ نہیں یا کہ خارج میں صرف افراد ہی ہوتے ہیں اس میں جمہور حکما کا مذہب یہ ہے کہ کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہوتی ہے خارج میں اپنے افراد کے ضمن میں پائی جاتی ہے مصنف اور متاخرین مناطقہ کا مذہب یہ ہے کہ کلی طبوی اپنے افراد کے ضمن میں موجود نہیں ہوتی ہے ماہیت انسانی پر کلی طبعی اپنے افراد زید، عمر، بکر کے اندر خارج میں موجود نہیں ہے یزدی نے متاخرین کے مذہب کو راجح قرار دیا اور ان کے مذہب کے راجح ہونے کی دو دلیلیں دیں۔

دلیل ﴿۱﴾:۔ اگر اس بات کو بالفرض مان لیا جائے کہ ماہیت کلی (کلی طبعی) یہ اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہوتی ہے تو اس سے ایک چیز کا صفات متضادہ کے ساتھ موصوف ہونا لازم آئیگا مثلاً آپ کہیں کہ ماہیت انسانی جو کلی طبعی ہے یہ زید، عمر، بکر کے ضمن میں موجود ہے ماہیت کلی یہ کلی ہے اور زید، عمر یہ جزئی ہیں اب ایک ہی زید کا دو صفات متضادہ (کلی، جزئی) کے ساتھ موصوف ہونا لازم آ گیا ایک چیز کا دو صفات متضادہ کے ساتھ موصوف ہونا یہ باطل ہے لہذا کلی طبعی کا بھی اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہونا باطل ہے۔

دلیل ﴿۲﴾:۔ اس کے سمجھنے سے پہلے فلاسفہ کا ایک مسئلہ سمجھنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ ایک ہی چیز ایک ہی وقت میں متعدد مقاموں میں نہیں پائی جا سکتی جب آپ نے یہ مسئلہ سمجھ لیا تو اب آپ دوسری دلیل سمجھیں ماہیت انسانی کے افراد مختلف امکنہ میں موجود ہیں کوئی [illegible] لا میں ہے کوئی لاہور میں ہے کوئی کراچی میں ہے اب اگر یہ بات مان لی جائے کہ کلی طبعی (ماہیت انسانی) اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہوتی ہے تو پھر ماہیت انسانی زید میں بھی موجود ہے جو کہ کبیر والا میں ہے اور اسی وقت ہی عمر میں بھی موجود ہوگی جو کہ لاہور میں ہے تو اب ایک ہی چیز (ماہیت انسانی) ایک ہی وقت میں متعدد امکنہ میں پائی گئی ایک ہی چیز کا ایک ہی وقت میں متعدد امکنہ میں پایا جانا باطل ہے لہذا کلی طبعی کا بھی اپنے افراد کے ضمن میں پایا جانا ضروری ہے ان دو دلیلوں سے یزدی نے متاخرین اور مصنفؒ کے مذہب کو راجح ثابت کیا ہے

****

Marfat.com

مصنفؒ چونکہ متاخرین کے ساتھ ہیں اس لئے ان پر اعتراض ہو سکتا ہے۔

اعتراض:۔ جب آپ کہتے ہیں کہ کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں موجود نہیں ہوتی تو پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ کلی طبعی خارج میں موجود ہوتی ہے۔

جواب:۔ ہم جو کہتے ہیں کہ کلی طبعی خارج میں موجود ہوتی ہے اس سے مراد اس کے افراد ہوتے ہیں کلی طبعی خارج میں موجود ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کلی طبعی کے خارج میں افراد موجود ہوتے ہیں والحق کا لفظ کہ کر تفتازانی نے متاخرین کے مذہب کو ترجیح دی ہے لیکن متاخرین کا یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔

جمہور حکما کی دلیل:۔ کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں موجود ہوتی ہے اگر ہم یہ کہیں کہ اپنے افراد کے ضمن میں موجود نہیں ہوتی تو پھر دنیا میں کوئی فرد کلی طبعی کا نہیں ہوگا کیوں کہ فرد تو اس ماہیت کلی کو کہتے ہیں جو کہ صورت مخصوص کے ساتھ مقید ہوتی ہے اگر متاخرین کی بات مان لی جائے تو پھر زید' عمر کو افراد انسانی کیسے کہا جا سکتا ہے جب کہ ان میں ماہیت انسانی ہے نہیں تو گدھا کو بھی انسانی فرد کہنا پھر صحیح ہونا چاہیے بہر حال متاخرین کا یہ اعتراض کہ کلی طبعی کو افراد کے ضمن میں مان لینے سے ایک ہی چیز کا صفات متضادہ کے ساتھ متصف ہونا اور ایک ہی چیز کا متعدد امکنہ میں پایا جانا لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس ایک چیز سے مراد جزئی چیز کا ایک ہی وقت میں صفات متضادہ کے ساتھ موصوف ہونا اور مختلف امکنہ میں پایا جانا ماہیت انسانی (کلی طبعی) یہ تو کلی چیز ہے اس کا متعدد امکنہ میں پایا جانا اور صفات متضادہ کے ساتھ موصوف ہونا تو باطل ہی نہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

المتن: فَصْلٌ: مُعَرِّفُ الشَّيْءِ مَا يُقَالُ عَلَيْهِ لِإِفَادَةِ تَصَوُّرِهٖ وَيُشْتَرَطُ اَنْ يَكُوْنَ مُسَاوِيًا لَهٗ اَوْ اَجْلٰى فَلَا يَصِحُّ بِالْاَعَمِّ وَالْاَخَصِّ وَالْمُسَاوِيْ مَعْرِفَةً وَجَهَالَةً وَالْاَخْفٰى وَالتَّعْرِيْفُ بِالْفَصْلِ الْقَرِيْبِ حَدٌّ وَبِالْخَاصَّةِ رَسْمٌ فَاِنْ كَانَ مَعَ الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ فَتَامٌّ وَاِلَّا فَنَاقِصٌ وَلَمْ يَعْتَبِرُوْا بِالْعَرَضِ الْعَامِّ وَقَدْ اُجِيْزَ فِي النَّاقِصِ اَنْ يَكُوْنَ اَعَمَّ

Marfat.com

كَاللَّفْظِيِّ وَهُوَ مَا يُقْصَدُ بِهٖ تَفْسِيْرُ مَدْلُوْلِ اللَّفْظِ

ترجمہ:۔فصل شئی کا معرف وہ ہے جو شئی پر اس کے تصور کا فائدہ دینے کیلئے محمول ہو اور معرف کیلئے شرط ہے کہ معرف کے مساوی ہو یا اس سے زیادہ واضح ہو لہذا اس چیز سے تعریف درست نہیں جو معرفت اور جہالت میں معرف سے اعم ہو یا اخص ہو یا اس کے مساوی ہو اور نہ اس چیز سے جو معرف سے زیادہ مخفی ہو اور فصل قریب کیساتھ تعریف حد ہے اور خاصہ کیساتھ اعم ہے پھر ان میں سے ہر ایک زیادہ اگر جنس قریب کے ساتھ ہو تو (حد رسم) تام ہے ورنہ ناقص ہے اور مناطقہ نے عرض عام کا اعتبار نہیں کیا اور حد ناقص میں معرف کیا اعم ہونے کو جائز قرار دیا گیا ہے لفظی کی طرح اور لفظی وہ ہے جس سے مقصود لفظ کی تعبیر کرنا ہو۔

مختصر تشریح متن:۔اس فصل میں اب کلیات خمس سے فارغ ہونے کے بعد تصورات کے اصل مقصود قول شارح کو بیان کرتے ہیں منطقیوں کا اصل مقصد تو قول شارح اور حجت سے بحث کرنا ہے اس سے پہلے ان چیزوں کا بیان تھا جو کہ قول شارح کیلئے موقوف علیہ تھیں اب اصل مقصود قول شارح کو یہاں بیان کر رہے ہیں قول شارح کا دوسرا نام تعریف، حد، رسم، معرف ہے جس کی تعریف کی جاتی ہے اس کو مقول علیہ الشارح معرف محدود، مرسوم کہتے ہیں تفصیل شرح میں دیکھیں

ویشترط الی والتعریف الخ۔متن کی عبارت میں ماتن نے تعریف کے شرائط بیان کئے ہیں تعریف کے چھ شرائط ہیں جن میں سے ماتن نے چار کو بیان کیا ہے جن کی تفصیل شرح میں آرہی ہے اور دو کو بیان نہیں کیا ان دونوں میں سے ایک بھی تعریف بالمبائن درست نہیں اور اس کو اس لئے نہیں بیان کیا کیونکہ تعریف کی تعریف میں اس نے ما یحتمل علی الشیء کا لفظ بولا تھا اس کا حمل معرف پر ہو مباین کا حمل مباین پر صحیح نہیں ہوتا اس لئے معرف کا مباین ہونا معرف سے یہ درست نہیں معرف معرف سے اعم من وجہ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے ماتن نے نہیں بیان کیا یہ اعم مطلق کے نیچے میں داخل ہو جاتا تھا، تو جب اسکی نفی کر دی تو اسکی بھی نفی ہو گئی۔

قَوْلُهٗ۔ مُعَرِّفُ الشَّيْءِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ بَيَانِ مَا يَتَرَكَّبُ مِنْهُ الْمُعَرِّفُ شَرَعَ فِي الْبَحْثِ عَنْهُ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِالذَّاتِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ هُوَ الْبَحْثُ عَنْهُ وَعَنِ الْحُجَّةِ وَعَرَّفَهٗ بِاَنَّهٗ مَا يَحْمِلُ عَلَى الشَّيْءِ اَيِ الْمُعَرَّفِ لِيُفِيْدَ تَصَوُّرَ هٰذَا الشَّيْءِ اِمَّا بِكُنْهِهٖ اَوْ

Marfat.com

بِوَجْهٍ يُمْتَازُ عَنْ جَمِيعِ مَا عَدَاهُ وَلِهٰذَا لَمْ يَجُزْ اَنْ يَكُونَ اَعَمَّ مُطْلَقًا لِاَنَّ الْاَعَمَّ لَا يُفِيدُ شَيْئًا مِنْهُمَا كَالْحَيَوَانِ فِيْ تَعْرِيفِ الْاِنْسَانِ فَاِنَّ الْحَيَوَانَ لَيْسَ كُنْهَ الْاِنْسَانِ لِاَنَّ حَقِيقَةَ الْاِنْسَانِ هُوَ الْحَيَوَانُ النَّاطِقُ وَاَيْضًا لَا يُمَيِّزُ الْاِنْسَانَ عَنْ جَمِيعِ مَا عَدَاهُ لِاَنَّ بَعْضَ الْحَيَوَانِ هُوَ الْفَرَسُ وَكَذَا الْحَالُ فِي الْاَعَمِّ مِنْ وَجْهٍ وَاَمَّا الْاَخَصُّ يَعْنِيْ مُطْلَقًا فَهُوَ وَاِنْ جَازَ اَنْ يُفِيدَ تَصَوُّرُهُ تَصَوُّرَ الْاَعَمِّ بِالْكُنْهِ اَوْ بِوَجْهٍ يُمْتَازُ عَمَّا عَدَاهُ كَمَا اِذَا تَصَوَّرْتَ الْاِنْسَانَ بِاَنَّهُ حَيَوَانٌ نَاطِقٌ فَقَدْ تَصَوَّرْتَ الْحَيَوَانَ فِيْ ضِمْنِ الْاِنْسَانِ بِاَحَدِ الْوَجْهَيْنِ لٰكِنَّ لَمَّا كَانَ الْاَخَصُّ اَقَلَّ وُجُودًا فِي الْعَقْلِ وَاَخْفٰى فِيْ نَظْرِهٖ وَشَاْنُ الْمُعَرِّفِ اَنْ يَكُونَ اَعْرَفَ مِنَ الْمُعَرَّفِ لَمْ يَجُزْ اَنْ يَكُونَ اَخَصَّ مِنْهُ اَيْضًا وَقَدْ عُلِمَ مِنْ تَعْرِيفِ الْمُعَرِّفِ بِمَا يُحْمَلُ عَلَى الشَّيْءِ اَنَّهُ لَا يَجُوزُ اَنْ يَكُونَ مُبَايِنًا لِلْمُعَرَّفِ فَتَعَيَّنَ اَنْ يَكُونَ مُسَاوِيًا لَهُ ثُمَّ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُونَ اَعْرَفَ مِنَ الْمُعَرَّفِ وَفِيهِ نَظَرُ الْعَقْلِ لِاَنَّهُ مَعْلُومٌ مُوْصِلٌ اِلٰى تَصَوُّرٍ مَجْهُولٍ هُوَ الْمُعَرَّفُ وَلَا اَخْفٰى وَلَا مُسَاوِيًا لَهُ فِي الْخَفَاءِ وَالظُّهُورِ۔

ترجمہ:۔جن چیزوں سے معرف مرکب ہوتا ہے ان چیزوں کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد مصنفؒ نے معرف کی بحث شروع فرمایا ہے اور تجھے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ فن منطق میں مقصود بالذات معرف و حجت کی بحث ہے اور مصنفؒ نے معرف کی تعریف بایں طور فرمایا ہے کہ جو چیز معرف پر محمول ہو اس کے تصور کا فائدہ دینے کیلئے وہی شیز معرف ہے خواہ معرف کا تصور بکنہہ کا فائدہ دے یا اس تصور بوجہ کا فائدہ دے کہ وہ ممتاز ہو جائے اس کے جمیع ماسواء سے اسی لئے معرف معرف سے اعم مطلق ہونا جائز نہیں کیونکہ اعم تصور بکنہہ اور تصور بوجہ کا فائدہ نہیں دیتا مثلاً تعریف انسان میں صرف حیوان انسان کی حقیقت نہیں کیونکہ انسان کی حقیقت ناطق سمیت حیوان ہے (فقط حیوان نہیں) نیز یہی حیوان انسان کو اس کے جمیع ماسواء سے تمیز نہیں دیتا کیونکہ بعض حیوان گھوڑا بھی ہے اور اعم منوجہ کا بھی یہی حال ہے (کہ وہ نہ معرف کی حقیقت کا فائدہ دیتا ہے نہ اس کو جمیع ماسوی سے تمیز دیتا ہے) اور اخص مطلق کا تصور اعم مطلق کے تصور بالکنہ کا مفید ہونا یا ایسے تصور بالوجہ کا مفید ہونا کہ وہ جمیع ماسوی سے ممتاز ہو جاوے اگرچہ جائز ہے مثلاً بایں طور انسان کا تصور کرے تو کہ وہ حیوان ناطق ہے پس انسان کے ضمن میں حیوان کا

Marfat.com

تصور بالوجہ یا بالکنہ کرلیا ہے لیکن جب عقل میں من حیث الوجود اخص اقل ہے وہی اخص عقل کی نظر میں زیادہ خفی ہے اور معرف کی شان یہ ہیکہ وہ معرف سے زیادہ معروف ہوتا ہے لہذا معرف معرف سے اعم ہونا بھی جائز نہیں اور ضرور معلوم ہوا ماتحمل علی الشی کے ذریعے معرف کی تعریف کرنے سے کہ معرف معرف کا مباین نہیں ہوسکتا لہذا متیقن ہوا کہ معرف معرف کا مساوی ہوگا پھر مناسب ہے کہ معرف زیادہ معروف ہو معرف سے عقل کی نظر میں کہ معرف ایسا تصور معلوم ہے جو تصور مجہول کیطرف یعنی معرف کی طرف موصل ہوتا ہے نہ معرف ظھور وخفا میں معرف کا مساوی ہوسکتا ہے نہ معرف سے بھی زیادہ خفی ہو سکتا ہے۔

اغراضِ شارح:۔ قوله معرف الشئی سے ولهذا تک تعریف کی تعریف بیان کرنا ہے اور ولهذا سے لیکر آخر تک شرائطِ تعریف کو بیان کیا ہے۔

تشریح:۔ منطقی کہتے ہیں کہ تمام کائنات میں جتنے علوم وفنون ہیں ان میں الفاظ کی تعریفات بیان کی جاتی ہیں مثلاً نحو میں اسم کی تعریف معرب مبنی کی تعریف بیان کی جاتی ہے منطقی سب سے پہلے اس تعریف کی تعریف بیان کرتے ہیں کہ تعریف کس چیز کا نام ہے اور اس تعریف کی حقیقت بیان کرتے ہیں اور اس تعریف کے شرائط بیان کرتے ہیں۔

تعریف کی تعریف:۔ معرف (جس کی تعریف کی جائے) کے ذاتیات پر مطلع ہونا یا اس معرف کو تمام اغیار سے جدا کرنے کا نام تعریف ہے ذاتیات پر مطلع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تعریف سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس معرف کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے جیسے انسان کی جب ہم نے تعریف کی کہ وہ حیوان ناطق ہے تو اس سے ہمیں اس کی حقیقت اور ماہیت معلوم ہوگئی اسی انسان کی جب ہم یوں تعریف کریں کہ وہ ضاحک ہے اس سے انسان کی حقیقت تو معلوم نہیں ہوتی لیکن ضاحك نے انسان کو باقی اغیار (حیوانات) سے جدا کردیا منطقی تعریف کی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ اطلاع علی الذاتیات اور امتیاز عن جمیع المشارکات یہ قضیہ منفصلہ مانعة الخلو ہے مانعة الخلو ہونے کا مطلب یہ ہیکہ اس میں دونوں جز وجمع ہوسکتے ہیں اٹھ نہیں سکتے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ تعریف سے اطلاع علی الذاتیات بھی ہو اور امتیاز عن جمیع المشارکات بھی ہو جیسے انسان کی تعریف جب حیوان ناطق سے کی جائے تو اطلاع علی الذاتیات بھی ہے اور امتیاز عن جمیع المشارکات بھی ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ تعریف سے نہ اطلاع علی الذاتیات ہو اور نہ امتیاز عن جمیع المشارکات ہو اطلاع علی الذاتیات خاص ہے اور امتیاز عن جمیع المشارکات عام ہے جہاں اطلاع علی الذاتیات ہوگا وہاں امتیاز عن جمیع المشارکات بھی ہوگا جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ساتھ ہے دونوں ہیں

Marfat.com

اور جہاں امتیاز عن جمیع المشارکات ہو وہاں اطلاع علی الذاتیات کا ہونا ضروری نہیں جیسے انسان کی تعریف ضاحک کے ساتھ ہے یہاں امتیاز عن جمیع المشارکات تو ہے لیکن اطلاع علی الذاتیات نہیں ہے وہ تعریف جس سے معرف کے ذاتیات پر اطلاع ہو جائے اس کو تصور بکنہ کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ساتھ اس تعریف کو تصور بالکنہ کہتے ہیں اور وہ تعریف جس سے معرف کے ذاتیات تو معلوم نہ ہوں مگر معرف اغیار سے ممتاز ہو جائے اس کو تصور بوجہ کہتے ہیں۔

ولہذا لم یجز ان یکون الخ:۔ اس عبارت سے آخر تک تعریف کے شرائط کو یزدی صاحب نے بالتفصیل بیان کیا ہے تعریف کی شرائط دو قسم کی ہیں ایک قسم کے شرائط مصداق کے اعتبار سے اور دوسری قسم کے شرائط مفہوم کے اعتبار سے ہیں بمصداق کے اعتبار سے تعریف کی جو شرائط ہیں وہ پانچ ہیں ان میں ایک وجودی اور چار عدمی ہیں۔ اور مفہوم کے اعتبار سے ایک شرط ہے کل چھ شرطیں ہیں۔

شرط ﴿۱﴾:۔ جو کہ وجودی ہے کہ معرف اپنے معرف سے مصداق کے اعتبار سے مساوی ہو مساوی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں معرف سچا آئے وہاں معرف سچا آئے اور جہاں معرف سچا آئے وہاں معرف بھی سچا آئے جیسے انسان یہ معرف ہے اور حیوان ناطق یہ معرف ہے جہاں انسان سچا آتا ہے وہاں حیوان ناطق بھی سچا آتا ہے جہاں حیوان ناطق سچا آتا ہے وہاں انسان بھی سچا آتا ہے یہ شرط وجودی تھی باقی چار شرطیں عدمی ہیں۔

شرط ﴿۲﴾:۔ معرف معرف سے مباین نہ ہو جیسے انسان کی تعریف مثلاً حجر سے کی جائے تو یہ تعریف درست نہیں کیونکہ تعریف کا معرف پر حمل ہوتا ہے اور یہاں حجر کا حمل انسان پر درست نہیں اس لئے مباین کے ساتھ تعریف درست نہیں ہوگی۔

شرط ﴿۳﴾:۔ معرف معرف سے اعم مطلق نہ ہو جیسے انسان کی تعریف مثلاً حیوان کے ساتھ کی جائے تو یہ درست نہیں کیونکہ تعریف کی غرض تو یہ ہے کہ معرف کے ذاتیات معلوم ہو جائیں یا وہ معرف جمیع ما عدا سے ممتاز ہو جائے انسان کی تعریف اگر حیوان سے کی جائے تو انسان کے ذاتیات بھی معلوم نہیں ہوتے کیونکہ انسان کے ذاتیات حیوان ناطق ہے نہ کہ فقط حیوان اسی طرح یہاں حیوان کے ساتھ تعریف کرنے سے جمیع مشارکات سے جدا بھی نہیں ہو رہا بلکہ انسان میں ابھی تک فرس حمار وغیرہ شریک ہیں اس لئے تعریف بالاعم بھی درست نہیں۔

شرط ﴿۴﴾:۔ معرف معرف سے اعم من وجہ بھی نہ ہو اعم من وجہ کے نیچے اخص من وجہ بھی داخل ہے مثلاً حیوان کی تعریف ابیض کے ساتھ کی جائے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہاں بھی تعریف کی غرض پوری نہیں ہو رہی حیوان کی تعریف ابیض کے ساتھ

Marfat.com

کرنے سے حیوان کے ذاتیات بھی معلوم نہیں ہوتے کیوں کہ حیوان کے ذاتیات جسم نامی حساس متحرك بالارادہ ہیں ان میں ابیض موجود ہی نہیں اسی طرح ابیض کے ساتھ حیوان جمیع مشارکات سے جدا بھی نہیں ہوا بلکہ اس میں سفید کپڑے سفید دیواریں شریک ہیں اس لئے تعریف اعم من وجہ اور اخص من وجہ کے ساتھ صحیح نہیں۔

شرط ﴿۵﴾:۔ معرف معرف سے اخص بھی نہ ہو اس کے پائے جانے کے مناطقہ نے یہ صورت بیان کی ہے یہ ہمیشہ کسی کے ضمن میں پایا جائے گا علیحدہ طور پر نہیں پایا جائے گا مثلاً انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ساتھ ہے انسان کے تصور کیلئے ہمیں حیوان ناطق کا تصور کرنا پڑا اب اس تعریف میں حیوان اور ناطق ان دونوں کا تصور بھی کرنا ہے جب حیوان کا معنی سمجھ میں آئیگا تو پھر انسان کا معنی بھی سمجھ میں آئیگا حیوان یہ اعم ہے انسان کی وجہ سے ہمیں حیوان کا معنی سمجھنا پڑا تو گویا کہ حیوان انسان کے ضمن میں سمجھا گیا اور حیوان کی تعریف انسان (اخص) کے ضمن میں سمجھی گئی یہی تعریف بالاخص ہے اور یہ درست نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ اخص کو وجود عقل میں کم ہے کیونکہ اخص کے وجود کیلئے شرائط زیادہ ہیں اور اعم کا وجود عقل میں زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اعم کی شرائط بہت کم ہیں اخص کا وجود یہ ہے کہ عقل میں کم ہے تو یہ اخفی ہوگا بنسبت اعم کے حالانکہ تعریف کیلئے ضروری ہے کہ معرف سے واضح اور روشن ہو اس لئے اخص کے ساتھ بھی تعریف صحیح نہیں۔

ضابطہ:۔ جب کسی معرف کا تصور بالکنہ حاصل ہوگا تو اس کے معرف کے اجزاء کا تصور بھی تصور بالکنہ کرنا ہوتا ہے جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ساتھ تعریف بالکنہ ہے اب حیوان اور ناطق جو تعریف کے اجزاء ہیں ان کا تصور بھی بالکنہ کرنا ہوگا حیوان کا تصور بالکنہ جسم نامی حساس متحرك بالارادہ ہے اسی طرح ناطق کا بھی تصور بالکنہ کرنا ہوگا اور اگر معرف کا تصور بوجہ ہو تو اس کے معرف کے اجزاء کا تصور بھی تصور بوجہ ہوگا جیسے انسان کی تعریف عرض عام ماشی کے ساتھ کی جائے تو اس وقت معرف ماشی کا تصور بھی تصور بوجہ کرنا ہوگا۔

شرط ﴿۶﴾:۔ یہ شرط باعتبار مفہوم کے ہے وہ ہیکہ معرف کا مفہوم معرف سے واضح اور روشن ہو اگر معرف کا مفہوم معرف سے کم یا برابر ہوگا تو پھر تعریف درست نہیں ہوگی برابر کی مثال جیسے اب کی تعریف من لہ ابن اور ابن کی تعریف من لہ اب کے ساتھ کی جائے یہ درست نہیں اور معرف کم ہو جیسے آگ کی تعریف جسم کالنفس سے کی جائے یہاں تعریف میں جو نفس کا لفظ موجود ہے یہ معرف آگ سے بھی زیادہ قوی ہے یہ خفی ہے مفہوم کے اعتبار سے اس لئے یہ تعریف درست نہیں۔

اعتراض:۔ آپ نے تعریف کیلئے تو پہلی شرط یہ بیان کی ہے کہ تعریف اپنے معرف کے مساوی ہو اور آخری شرط یہ بیان کی ہے کہ تعریف اپنے معرف سے واضح ہو ان دونوں باتوں میں تضاد ہے جب تعریف معرف سے واضح ہوگی تو مساوات باقی

Marfat.com

نہیں رہے گی

جواب:۔ یہاں حیثیت کی قید محذوف ہے معرف معرف کے مساوی ہو باعتبار مصداق کے اور معرف معرف سے واضح ہو باعتبار مفہوم کے۔

قَوْلُہٗ۔ بِالْفَصْلِ الْقَرِیْبِ: اَلتَّعْرِیْفُ لَا بُدَّ لَہٗ اَنْ یَشْمِلَ عَلٰی اَمْرٍ یَخْتَصُّ بِالْمُعَرَّفِ وَیُسَاوِیْہِ بِنَاءً عَلٰی مَا سَبَقَ مِنْ اِشْتِرَاطِ الْمُسَاوَاۃِ فَھٰذَا الْاَمْرُ اِنْ کَانَ ذَاتِیًا کَانَ فَصْلًا قَرِیْبًا وَاِنْ کَانَ عَرْضِیًّا کَانَ خَاصَّۃً لَا مَحَالَۃَ فَعَلَی الْاَوَّلِ یُسَمَّی الْمُعَرِّفُ حَدًّا وَعَلَی الثَّانِیْ رَسْمًا ثُمَّ کُلٌّ مِنْھُمَا اِنِ اشْتَمَلَ عَلَی الْجِنْسِ الْقَرِیْبِ یُسَمّٰی حَدًّا تَامًّا وَرَسْمًا تَامًّا وَاِنْ لَمْ یَشْتَمِلْ عَلَی الْجِنْسِ الْقَرِیْبِ سَوَاءٌ اِشْتَمَلَ عَلٰی جِنْسِ الْبَعِیْدِ اَوْ کَانَ ھُنَاکَ فَصْلٌ قَرِیْبٌ وَحْدَہٗ اَوْ خَاصَّۃٌ وَحْدَھَا یُسَمّٰی حَدًّا نَاقِصًا وَرَسْمًا نَاقِصًا ھٰذَا مُحَصَّلُ کَلَامِھِمْ وَفِیْہِ اَبْحَاثٌ لَا یَسَعُھَا الْمَقَامُ۔

ترجمہ:۔ تعریف کیلئے ایسے افراد پر مشتمل ہونا ضروری ہے جو معرف کیساتھ خاص ہو اور اس کے مساوی ہو بناء کرتے ہوئے مساوات والی شرط پر جو پہلے گزر چکی ہے پھر اگر یہ امر معرف کی ذاتی ہو تو اس کیلئے فصل قریب ہوگا اگر عرضی ہو تو اس کیلئے یقیناً خاصہ ہوگا پہلی صورت میں معرف کو حد اور دوسری صورت میں رسم کہیں گے پھر ان دو میں سے جو بھی اگر جنس قریب پر مشتمل ہو تو اس کا نام حد تام اور رسم تام رکھا جاتا ہے اگر جنس قریب پر مشمل نہ ہو برابر ہے کہ جنس بعید پر مشتمل ہو یا وہاں اکیلی فصل قریب ہو یا خاصہ ہو تو اس کا نام حد ناقص اور رسم ناقص رکھا جاتا ہے یہ ان کی کلام کا حاصل ہے اور اس میں ایسی بحثیں ہیں جن کی مقام گنجائش نہیں رکھتا۔

غرضِ شارح:۔ اس قولہ کی غرض توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ جب بھی دنیا مین کسی شی کی تعریف کی جائے گی تو تعریف۔ میں ایک ایسی چیز ضرور ہوگی جو معرف کے ساتھ مختص ہو گی اور معرف کے ساتھ مصداق میں مساوی ہوگی اگر وہ شی مختص ذاتی ہو معرف کی تو وہ ہمیشہ فصل ہوگی اور اگر وہ چیز عرضی ہوگی تو ہمیشہ خاصہ ہوگی اگر وہ شی مختص فصل قریب ہے تو اس کو حد کہیں گے اور اگر خاصہ ہے تو اس کو رسم کہین گے اگر اس فصل قریب کے ساتھ جنس قریب کو ملائیں گے تو یہ حد تام کہلائے گی جیسے ناطق فصل قریب کے ساتھ حیوان جنس قریب کو ملایا تو یہ حیوان

Marfat.com

ناطق ہوگا یہ انسان کی حد تام ہے خاصہ کے ساتھ جنس قریب کو ملائیں تو وہ رسم تام کہلائے گی جیسے ضاحک کے ساتھ حیوان کو ملایا تو حیوان ضاحک ہو گیا یہ انسان کی رسم تام ہے اگر فصل قریب اکیلی ہو جیسے ناطق فقط یا فصل قریب کے ساتھ فصل بعید کو ملائیں مثلاً ناطق کے ساتھ جنس بعید جسم کو ملا کر جسم ناطق کہیں تو یہ انسان کی حد ناقص کہلائے گی اور اگر فقط خاصہ کو یا خاصہ کے ساتھ جنس بعید کو ملائیں مثلاً ضاحک کے ساتھ جسم کو ملا کر جسم ضاحك کہیں تو یہ انسان کی رسم ناقص کہلائے گی۔

قَوْلُهُ۔ وَلَمْ يَعْتَبِرُوْا بِالْعَرَضِ الْعَامِ قَالُوْا اَلْغَرَضُ مِنَ التَّعْرِيْفِ اِمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلَى الْمُعَرَّفِ اَوْ اِمْتِيَازُهُ عَنْ جَمِيْعِ مَا عَدَاهُ الْعَرَضُ الْعَامُّ لَا يُفِيْدُ شَيْئًا مِنْهُمَا فَلِذَا لَمْ يَعْتَبِرُوْهُ فِيْ مَقَامِ التَّعْرِيْفِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ غَرَضَهُمْ مِنْ ذَالِكَ اَنَّهُ لَمْ يَعْتَبِرُوْهُ مُنْفَرِدًا وَاَمَّا التَّعْرِيْفُ بِمَجْمُوْعِ اُمُوْرٍ كُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَرَضٌ عَامٌّ لِلْمُعَرَّفِ لٰكِنَّ الْمَجْمُوْعَ يَخُصُّهُ كَتَعْرِيْفِ الْاِنْسَانِ بِمَاشٍ مُسْتَقِيْمِ الْقَامَةِ وَتَعْرِيْفُ الْخُفَّاشِ بِالطَّائِرِ الْوَلُوْدِ فَهُوَ تَعْرِيْفٌ بِخَاصَّةٍ مُرَكَّبَةٍ وَهُوَ مُعْتَبَرٌ عِنْدَهُمْ كَمَا صَرَّحَ بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِيْنَ۔

ترجمہ:۔ مناطقہ نے کہا ہے کہ غرض تعریف معرف کی حقیقت معلوم کرنی ہے یا معرف کو ممتاز ہو جانا ہے اس کے جمیع ما سوا سے اور عرض عام ان دونوں سے کسی کا مفید نہیں اس لئے مناطقہ نے مقام تعریف میں عرض عام کا اعتبار نہیں کیا اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے منطقیوں کی غرض یہ ہے کہ انھوں نے تنہا عرض عام کا اعتبار نہیں کیا لیکن ایسے چند امور کے ذریعہ تعریف کرنا جن میں سے ہر ایک معرف کا عرض عام ہو اور مجموعہ معرف کو خاص کر دیتا ہو جیسے ماشی مستقیم القامة کے ساتھ انسان کی تعریف اور زیادہ بچے دینے والا پرندہ کے ساتھ چمگادڑ کی تعریف پس وہ خاص مرکب کے ساتھ تعریف ہے جو مناطقہ کے نزدیک معتبر ہے چنانچہ بعض متاخرین نے اس کی تصریح کی ہے۔

غرض شارح:۔ قوله ولم يعتبروا سے لیکر والظاهر تک عرض عام کو تعریفات میں ذکر نہ کرنے کی وجہ بیان کرنی ہے اور والظاهر سے الخ فائدہ بیان کر رہے ہیں۔

تشریح:۔ مناطقہ کا دعویٰ ہے کہ کائنات میں جو بھی چیز موجود ہوگی اس کی پانچ کلیاں (جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام) ضرور ہونگی ان پانچ کلیوں میں نوع ہمیشہ معرف ہوتا ہے جنس، فصل اور خاصہ کو تعریف میں ذکر کیا جاتا ہے عرض عام کو منطقی تعریف میں ذکر نہیں کرتے اس کے ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تعریف کی غرض دو چیزیں ہیں اطلاع علی الذاتیات او

Marfat.com

امتیاز ہ عن جمیع المشارکات اور عرض عام سے ان میں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوتا مثلاً انسان کی تعریف عرض عام ماش کے ساتھ کی جائے تو نہ انسان کے اس سے ذاتیات معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انسان کے ذاتیات تو حیوان ناطق ہیں اور نہ امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہوتا ہے بلکہ انسان کے ساتھ ماشی ہونے میں اور بھی حیوانات فرس حمار وغیرہ شریک ہیں عرض عام کے ساتھ چونکہ تعریف کی غرض حاصل نہیں ہوتی اس لئے منطقی عرض عام کو تعریف میں ذکر نہیں کرتے۔

والظاھر ان غرضھم الخ:۔ اس عبارت میں ایک فائدہ بیان کیا ہے وہ فائدہ یہ ہے کہ منطقی جو یہ کہتے ہیں کہ عرض عام تعریف میں واقع ہوتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ منفرداً علیحدہ طور پر تو معرف کیلئے عرض عام ہوں لیکن مجموعی طور پر وہ خاصہ مرکبہ بنتے ہوں تو ایسے دو عرض عام سے تعریف کرنی درست ہوتی ہے کیونکہ اس وقت تعریف کی غرض امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہو جاتی ہے جیسے انسان یہ معرف ہے ماشی ہونا اور مستقیم القامۃ (سیدھے قد والا ہونا) اس کے دونوں علیحدہ علیحدہ عرض عام ہیں لیکن دونوں عرض عام مجموعی طور پر انسان کا خاصہ مرکبہ ہیں ماشی بھی ہو اور سیدھے قد والا بھی ہو یہ فقط انسان میں پایا جاتا ہے اور کسی بھی انسان میں نہیں پایا جاتا حیوان سارے ماشی ہیں لیکن سیدھے قد والے نہیں بلکہ جھکے ہوئے ہوتے ہیں درخت تمام مستقیم القامۃ ہیں لیکن ماشی نہیں اسی طرح خفاش (چمگادڑ) یہ معرف ہے پرندہ ہونا اس کا عرض عام ہے کیونکہ اس میں اور بھی پرندے اڑنے والے اس میں شریک ہیں اسی طرح ولود بچے پیدا کرنا یہ بھی اس کا عرض عام ہے کیوں اور حیوانات گائے بھینس وغیرہ بھی بچے پیدا کرتے ہیں لیکن یہ دونوں عرض عام مجموعی طور پر چمگادڑ کیلئے خاصہ مرکبہ ہیں چمگادڑ کے علاوہ اور کسی بھی پرندے میں یہ دونوں اکٹھے پائے جائیں کہ وہ اڑنے والا بھی ہو اور بچے بھی پیدا کرے اس کے علاوہ جتنے بھی اڑنے والے پرندے ہیں وہ انڈے دیتے ہیں بچے پیدا نہیں کرتے اور حیوانات گائے وغیرہ جتنے بھی ہیں وہ بچے تو پیدا کرتے ہیں لیکن اڑنے والے نہیں ہیں کیونکہ مجموعی عرض عام سے معرف کا امتیاز عن جمیع المشارکات حاصل ہو جاتا ہے اس لئے متاخرین حضرات نے مجموعی عرض عام جو کہ معرف کیلئے خاصہ مرکبہ بنے اس سے تعریف کرنے کو جائز رکھا ہے۔

قَوْلُهٗ۔ وَقَدْ اُجِیْزَ فِی النَّاقِصِ آه اَنْ یَّكُوْنَ اَعَمَّ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰی مَا اَجَازَهُ الْمُتَقَدِّمُوْنَ حَقَّقُوْا اَنَّهٗ یَجُوْزُ التَّعْرِیْفُ بِالذَّاتِیِّ الْعَامِّ كَتَعْرِیْفِ الْاِنْسَانِ بِالْحَیَوَانِ فَیَكُوْنُ حَدًّا نَاقِصًا اَوْ بِالْعَرَضِ الْعَامِّ كَتَعْرِیْفِهٖ بِالْمَاشِیْ فَیَكُوْنُ رَسْمًا نَاقِصًا بَلْ جَوَّزُوْا التَّعْرِیْفَ بِالْعَرَضِ الْاَخَصِّ اَیْضًا كَتَعْرِیْفِ الْحَیَوَانِ بِالضَّاحِكِ لٰكِنَّ الْمُصَنِّفَ لَمْ یَعْتَدَّ

Marfat.com

بِهٖ لَزِمَهٗ اَنَّهُ التَّعْرِيْفُ بِالْاَخْفٰى وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ اَصْلاً۔

ترجمہ:۔ یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف جس کو متقدمیں نے جائز رکھا ہے کیوانکہ انھوں نے ثابت کیا ہے کہ ذاتی اعم کے ساتھ تعریف جائز ہے جیسے حیوان کے ساتھ انسان کی تعریف پس یہ تعریف حد ناقص ہوگی یہ تعریف عرض عام کے ساتھ جیسے انسان کی تعریف ماشی کے ساتھ پس یہ تعریف رسم ناقص ہوجائگی بلکہ انھوں نے عرض کے ساتھ ہی تعریف کو جائز رکھا ہے جیسے ضاحك کے ساتھ حیوان کی تعریف لیکن مصنف نے اس کا اعتبار نہیں کیا یہ خیال کر کے وہ معرف سے زیادہ خفی کے ساتھ تعریف ہے جو بالکل جائز نہیں۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس قول میں بتلانا چاہتے ہیں ایک تعریف کامل ہوتی ہے جس کی چار اقسام کا ذکر ماقبل میں گزرا اس میں معرف کا معرف سے مساوی ہونا ضروری تھا اور ایک دوسری تعریف ناقص ہوتی ہے اس تعریف کے دوسرے قسم میں معرف اگر معرف سے اعم ہو جائے تو پھر بھی یہ تعریف ناقص صحیح ہوتی ہے مثلاً انسان کی تعریف حیوان (اعم) کے ساتھ کی جائے تو اس کو حد ناقص کہیں گے لیکن یہ حد ناقص تعریف ناقص کا قسم ہوگی تعریف کامل والا حد ناقص نہیں ایسے ہی انسان کی تعریف میں عرض عام کو ذکر کیا جائے جیسے انسان کی تعریف ماشی کے ساتھ کی جائے تو اس کو رسم ناقص کہیں گے جو کہ تعریف ناقص کا ایک قسم ہے ایسے ہی عرض عام اخص کے ساتھ بھی تعریف ناقص کی جاسکتی ہے حیوان کی تعریف ضاحک کے ساتھ یہ اعم کی تعریف اخص کے ساتھ ہے اس کو بھی رسم ناقص کہتے ہیں جو کہ تعریف ناقص کا ایک قسم ہے مصنف نے اس تعریف بالعرض العام الاخص کو اس لئے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ تو تعریف حقیقی کو ذکر کر رہا ہے اور تعریف حقیقی اخص کے ساتھ نہیں ہوسکتی کیونکہ اخص یہ اخفی ہوتا ہے تعریف کیلئے معرف سے واضح ہونا ضروری ہے۔

قَوْلُهٗ۔ كَاللَّفْظِيِّ اَيْ كَمَا اُجِيْزَ فِيْ تَعْرِيْفِ اللَّفْظِيِّ اَنْ يَّكُوْنَ اَعَمَّ قَوْلُهٗ اَلسَّعْدَانَةُ نَبْتٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی تعریف لفظی میں معرف سے تعریف عام ہونے کو جس طرح جائز رکھا گیا ہے مثلاً منطقیوں کا قول ہے کہ سعدانہ ایک گھاس ہے۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تعریف ناقص کو تعریف لفظی کے ساتھ تشبیہ دینا ہے۔

تشریح:۔ تعریف لفظی اس تعریف کو کہتے ہیں کہ غیر مشہور لفظ کی تعریف مشہور لفظ کے ساتھ کی جائے اس تعریف لفظی میں

Marfat.com

معرف کا اعم ہونا بھی صحیح ہے جیسے السعدانۃ کی تعریف نبت کی جائے سعدانہ ایک خاص گھاس کا نام ہے اور نبت ایک عام گھاس کو کہتے ہیں نبت اعم ہے سعدان سے تشبیہ تعریف ناقص کو تعریف لفظی کے ساتھ اس طریقے سے دی کہ جیسے تعریف لفظی اعم کے ساتھ درست ہے ایسے ہی تعریف ناقص بھی لفظ اعم سے ہوسکتی ہے۔

قَوْلُهٗ۔ تَفْسِيْرُ مَدْلُوْلِ اللَّفْظِ اَیْ تَعْيِيْنُ مُسَمَّى اللَّفْظِ مِنْ بَيْنِ الْمَعَانِیْ الْمَخْزُوْنَةِ فِی الْخَاطِرِ فَلَيْسَ فِيْهِ تَحْصِيْلُ مَجْهُوْلٍ عَنْ مَعْلُوْمٍ كَمَا فِی الْمُعَرِّفِ الْحَقِيْقِیِّ فَافْهَمْ۔

ترجمہ:۔ تفسیر مدلول اللفظ یعنی لفظ کے جو معانی دل میں مجتمع ہیں ان میں کسی معنی کو معین کر لینا تفسیر ہے پس تعریف لفظی میں معلوم سے کسی مجہول کو حاصل کرنا نہیں ہے جیسا کہ معرف حقیقی میں معلوم سے مجہول کو حاصل کرنا ہے سو تم اس بات کو سمجھ لو۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض تعریف لفظی کا معنی بتانا ہے۔

تشریح:۔ تعریف لفظی اس تعریف کو کہتے ہیں کہ معرف کے بہت سارے معانی انسان کے دل میں موجود ہوں ان بہت سارے معانی میں سے کسی ایک معنی کی تعین کر دینے کا نام تعریف لفظی ہے مثلاً سعدان کا معنی مثلاً گھاس بھی ہوسکتا تھا گائے بیل گھاس درخت بھی ہوسکتا تھا یہ معانی ایسے تھے جو کہ خزانہ دل میں موجود تھے نبت نے آ کر ایک معنی گھاس کو متعین کر دیا اور کوئی معنی مراد نہیں تعریف لفظی میں کوئی مجہول تصور حاصل نہیں ہوتا بخلاف تعریف حقیقی کے کہ اس میں مجہول تصور حاصل ہوتا ہے جیسے حیوان ناطق سے مجہول تصور (انسان) حاصل ہو گیا یہی تعریف لفظی اور ناقص کا فرق ہے

یہاں تک تصورات کی بحث ختم ہوتی ہے۔ اب آگے تصدیقات کو شروع کرتے ہیں۔

Marfat.com

فصل فی التصدیقات

(متن): اَلْقَضِیَّۃُ قَوْلٌ یَّحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْکِذْبَ فَاِنْ کَانَ الْحُکْمُ فِیْھَا بِثُبُوْتِ شَیْءٍ لِشَیْءٍ اَوْنَفْیِہٖ عَنْہُ فَحَمْلِیَّۃٌ مُوْجِبَۃٌ اَوْ سَالِبَۃٌ وَیُسَمّٰی الْمَحْکُوْمُ عَلَیْہِ مَوْضُوْعًا وَالْمَحْکُوْمُ بِہٖ مَحْمُوْلًا وَالدَّالُّ عَلَی النِّسْبَۃِ رَابِطَۃً وَقَدِ اسْتُعِیْرَلَھَا ھُوَ وَاِلَّافَشَرْطِیَّۃٌ وَیُسَمّٰی الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مُقَدَّمًا وَالثَّانِیْ تَالِیًا

ترجمہ متن: ۔ یہ فصل تصدیقات میں ہے۔قضیہ وہ قول ہے جو سچ اور جھوٹ کا احتمال رکھے پس اگر اس مین ایک شئی کے دوسری شئی کے لیے ثبوت یا ایک شئی کی دوسری سے نفی کے ساتھ حکم ہوتو حملیہ ہے خواہ موجبہ ہو یا سالبہ ہو اور محکوم کا نام رکھا جاتا ہے موضوع اور محکوم بہ کا محمول اور نسبت پر دلالت کرنے والے جز کا رابطہ اور اس رابطہ کے لیے ھو کو عاریۃ لیا گیا ہے ورنہ وہ شرطیہ ہے اور جزو اول کا نام مقدم اور جزو ثانی کا نام تالی رکھا جاتا ہے۔

مختصر تشریح متن: ۔ منطق میں اصل مقصود تو قول شارح اور حجت سے بحث کرنا ہوتی ہے قول شارح کی بحث ختم کرنے کے بعد اب حجت کی بحث کو شروع کیا۔حجت کی تین قسمیں ہیں (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل۔ان تینوں مین اصل قیاس ہے قیاس سمجھنا نقیض کی بحث پر موقوف ہے اور نقیض کی بحث کو سمجھنا عکس پر موقوف ہے اس لیے سب سے پہلے قضایا کی بحث شروع کی ہے۔قضیہ جملہ خبریہ کو کہتے ہیں جو صدق و کذب کا احتمال رکھے اگر اس میں ایک چیز کا ثبوت دوسری چیز کے لیے یا ایک چیز کی نفی دوسری چیز سے ہو تو اسکو قضیہ حملیہ کہتے ہین اگر ثبوت ہو تو سالبہ کہتے ہیں۔قضیہ حملیہ کے محکوم علیہ کو موضوع اور محکوم بہ کو محمول کہتے ہیں موضوع اور محمول میں جو نسبت ہوتی ہے اس پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں اور اس کے لیے منطقیوں نے ھو ضمیر کو عاریۃ لیا ہے اور اگر اس قضیہ میں ایک چیز کا ثبوت دوسری چیز کے لیے نہ ہو بلکہ ایک نسبت کا دوسری نسبت کے لیے ثبوت یا ایک نسبت کا سلب دوسری نسبت سے ہو تو اس کو شرطیہ کہتے ہین شرطیہ کے پہلے جز کو مقدم اور جز ثانی کو تالی کہتے ہین۔

****

Marfat.com

قَوْلُهُ: اَلْقَضِيَّةُ قَوْلٌ: اَلْقَوْلُ فِيْ عُرْفِ هٰذَا الْفَنِّ يُقَالُ لِلْمُرَكَّبِ سَوَاءٌ كَانَ مُرَكَّبًا مَعْقُوْلًا اَوْ مَلْفُوْظًا فَالتَّعْرِيْفُ يَشْمَلُ الْقَضِيَّةَ الْمَعْقُوْلَةَ وَالْمَلْفُوْظَةَ

ترجمہ:۔ قول اس فن (منطق) کی عرف میں مرکب کو کہا جاتا ہے برابر ہے کہ وہ مرکب معقول ہو یا ملفوظ تعریف شامل ہو جائے گی قضیہ معقول اور ملفوظ کو۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ایک سوال کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔ ماتن نے قضیہ کی تعریف یہ کی کہ وہ ایک قول ہے جو کہ صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہے اور قول اس چیز کو کہتے ہیں جو منہ سے بولی جاتی ہے ماتن کی یہ تعریف قضیہ ملفوظ (جس کو منہ سے بولا جاتا ہے) پر تو سچی آتی ہے قضیہ معقولہ (جس کو ذہن میں سوچا جائے) پر سچی نہیں آتی تعریف ایسی کرنی چاہیے تھی جو قضیہ کی تمام اقسام پر سچی آتی۔

جواب:۔ قول بمعنی مقول ہے اور مقول میں تو تعمیم ہے چاہے وہ معقولی ہے یا ملفوظی ہے اگر مقول معقولی ہوگا تو قضیہ معقولہ ہوگا اور اگر مقول ملفوظی ہوگا تو ملفوظہ ہوگا۔

فائدہ:۔ تمام کائنات میں جو قضیہ ہوگا اس میں تین چیزیں ضروری ہوں گی (۱) خارجی جہان میں اس کا وجود ہوگا اس کو قضیہ خارجیہ کہتے ہیں (۲) اس خارجی جہان میں اس موجود قضیہ کو الفاظ سے تعبیر کیا جائے گا وہ الفاظ جن سے اس کو تعبیر کیا جاتا ہے ان کو قضیہ ملفوظہ کہتے ہیں (۳) وہ مفہوم جو اس قضیہ کا ذہن میں موجود ہو اس کا نام قضیہ ملفوظہ ہے۔ مثلاً زید قائم یہ ایک قضیہ ہے اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ خارجی جہان میں زید کھڑا ہے اس کو قضیہ خارجیہ کہتے ہیں دوسرا اس میں وہ الفاظ ہیں جن سے ان کو تعبیر کیا جاتا ہے ان کو قضیہ ملفوظہ کہتے ہیں تیسرا زید قائم کا مفہوم جو کہ ذہن میں موجود ہے اس کا نام قضیہ معقولہ ہے۔

قَوْلُهُ يَحْتَمِلُ الصِّدْقَ: اَلصِّدْقُ هُوَ الْمُطَابَقَةُ لِلْوَاقِعِ وَالْكِذْبُ هُوَ اللَّامُطَابَقَةُ لَهُ وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يَتَوَقَّفُ مَعْرِفَتُهُ عَلٰى مَعْرِفَةِ الْخَبَرِ وَالْقَضِيَّةِ فَلَا يَلْزَمُ الدَّوْرُ

ترجمہ:۔ صدق وہ مطابق ہونا ہے واقع کے اور کذب وہ مطابق نہ ہونا ہے۔ اور اس معنی کی معرفت خبر اور قضیہ کی معرفت پر موقوف نہیں ہے۔ پس (یہاں) کوئی دور نہیں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض اور اعتراض کا جواب دینا ہے۔

Marfat.com

تشریح: ۔اعتراض کے سمجھنے سے قبل ایک لفظ منطقی استعمال کرتے ہیں اس کا معنی سمجھنا ضروری ہے اور وہ لفظ دور ہے۔

دور کی تعریف: ۔ توقف الشئی علی نفسہ آسان لفظوں میں یہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ معرف کو معرف میں ذکر کرنا۔ معرف کا حصول تو معرف کے بعد ہوتا ہے لیکن جب معرف کا معرف میں ذکر کیا گیا شیٔ (تعرف) اپنے حصول سے بھی پہلے حاصل ہو جائی گی اسی کا نام توقف الشئی علی نفسہ ہے۔

اعتراض: ۔آپ۔نے خبر اور قضیہ کی تعریف یہ کی ہے کہ جو صدق اور کذب کا احتمال رکھے اور صدق کا معنی یہ کہ خبر واقع کے مطابق ہو معرف خبر کا لفظ ہے اور تعریف میں صدق کا معنی خبر کیا تو جو معرف تھی اس کا ذکر معرف میں آ گیا اور یہ دور ہے اور یہ منطقیوں کے نزدیک باطل ہے۔

جواب (۱): ۔ہم صدق کا معنی یہ کرتے ہیں کہ وہ واقع کے مطابق ہو کیا چیز واقعہ کے مطابق ہو اس کا نام ہم نہیں لیتے اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ خبر واقع کے مطابق ہو تو دور والا اعتراض لازم آتا ہے لیکن ہم تعریف میں خبر کا لفظ نہیں لاتے کیونکہ حقیقت میں خبر واقع کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ خبر میں جو حکم ہوتا ہے وہ واقع کے مطابق ہوتا ہے۔

جواب (۲): ۔خبر جو کہ معرف ہے وہ صفت متکلم کی ہے اور وہ بمعنی الاخبار کے ہے اور جو خبر کا لفظ تعریف میں ہے یہ صفت کلام کی ہے جو معرف ہے (یعنی اخبار متکلم) وہ معرف نہیں جو معرف ہے (خبر صفۃ الکلام وہ معرف (اخبار متکلم) نہیں لہذا اخذ المعرف فی المعرف یا دور کی خرابی لازم آتی ہے۔

قَوْلُہٗ مَوْضُوْعًا: لِاَنَّہٗ وُضِعَ وَعُیِّنَ لِیُحْکَمَ عَلَیْہِ

ترجمہ: ۔اس لیے کہ وہ وضع کیا گیا ہے اور معین کیا گیا ہے تا کہ اس پر حکم لگایا جائے۔

غرض شارح: ۔اس قول کی غرض قضیہ کے موضوع کی وجہ تسمیہ بتانا ہے۔

تشریح: ۔موضوع کا معنی ہے رکھا ہوا۔ موضوع کو موضوع اس لیے کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کو رکھا گیا ہے، متعین کیا گیا ہے اس بات کے لیے کہ اس پر کوئی حکم لگایا جائے۔

فائدہ: ۔موضوع کی وجہ تسمیہ میں یزدی نے وضع (رکھنا) اور عین (متعین کرنا) کے دو لفظ بولے ہیں حالانکہ وجہ تسمیہ بیان کرنے کے لیے صرف وضع کا لفظ کافی تھا اس میں یزدی نے اشارہ اس بات کی طرف کیا کہ وضع سے قضیہ ملفوظہ کے موضوع

Marfat.com

کی وجہ تسمیہ بیان ہوتی ہے اور عین سے قضیہ معقولہ کے موضوع کی وجہ تسمیہ، کیونکہ قضیہ معقولہ میں تو لفظ کو رکھا نہیں جاتا بلکہ وہاں لفظ کو موضوع کے لیے متعین کیا جاتا ہے

قَوْلُهٗ مَحْمُوْلًا : لِاَنَّهٗ اَمْرٌ جُعِلَ مَحْمُوْلًا لِمَوْضُوْعِهٖ

ترجمہ:۔ اس لیے کہ وہ ایسا امر ہے جس کو محمول بنایا گیا ہے اس کے موضوع کیلئے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض محمول کی وجہ تسمیہ بتانی ہے۔

تشریح: محمول کے معنی ہیں سچا کیا ہوا۔ محمول کو بھی محمول اس کہتے ہیں کیونکہ اس کو موضوع پر سچا کیا جاتا ہے۔

قَوْلُهٗ وَالدَّالُ عَلَى النِّسْبَةِ: اَيِ اللَّفْظَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الْقَضِيَّةِ الْمَلْفُوْظَةِ الَّتِيْ تَدُلُّ عَلَى النِّسْبَةِ الْحُكْمِيَّةِ تُسَمّٰى رَابِطَةً تَسْمِيَةَ الدَّالِ بِاسْمِ الْمَدْلُوْلِ فَاِنَّ الرَّابِطَةَ حَقِيْقَةً هُوَ النِّسْبَةُ الْحُكْمِيَّةُ وَفِيْ قَوْلِهٖ وَالدَّالُ عَلَى النِّسْبَةِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ الرَّابِطَةَ اَدَاةٌ لِدَلَالَتِهَا عَلَى النِّسْبَةِ الَّتِيْ هُوَ مَعْنًى حَرْفِيٌّ غَيْرُ مُسْتَقِلٍّ وَاعْلَمْ اَنَّ الرَّابِطَةَ قَدْ تُذْكَرُ فِي الْقَضِيَّةِ وَقَدْ تُحْذَفُ فَالْقَضِيَّةُ عَلَى الْاَوَّلِ تُسَمّٰى ثُلَاثِيَّةً وَعَلَى الثَّانِيْ ثُنَائِيَّةً

ترجمہ:۔ یعنی وہ لفظ جو قضیہ ملفوظہ میں مذکور ہوتا ہے وہ جو نسبت حکمیہ پر دلالت کرتا ہے اس کا نام رابطہ رکھا جاتا ہے مثل نام رکھنے دال کے مدلول کے ساتھ۔ پس بلا شبہ رابطہ حقیقت میں وہی نسبت حکمیہ ہے اور اس کے قول والدال علی النسبة میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ رابطہ حرف ہے بوجہ دلالت کرنے اس کے ایسی نسبت پر جو کہ معنی حرفی غیر مستقل ہے۔ اور جان لیجئے کہ رابطہ کبھی قضیہ میں ذکر کیا جاتا ہے۔

اغراض شارح:۔ اس قول کی چار اغراض ہیں (۱) والدال علی النسبة سے قضیہ کے ایک جز رابطہ کی تعریف کی ہے۔

(۲) تسمی رابطة تسمية الدال الخ سے رابطہ کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔

(۳) وفی قوله والدال علی النسبة الخ یہ بتارہے ہیں کہ یہ رابطہ اداۃ (حرف) ہوگا

(۴) واعلم ان الرابطه قد تذکر الخ سے یہ بتانا ہے کہ یہ رابطہ کبھی کبھی حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔

اول غرض:۔ قضیہ میں موضوع اور محمول کے درمیان نسبت ہوکرتی ہے اس نسبت پر جو حرف دلالت کرتا ہے اس لفظ کو رابطہ

****

Marfat.com

کہتے ہیں۔

دوسری غرض: رابطہ کی وجہ تسمیہ:۔ اصل میں رابطہ تو اس نسبت کا نام ہے جو کہ موضوع اور محمول کے درمیان ہے لفظ تو اس نسبت پر دلالت کرتا ہے اور وہ نسبت مدلول ہوتی ہے لیکن یہاں جو مدلول کا نام تھا وہ دال کا نام رکھ دیا اس کو تسمیۃ الدال باسم المدلول کہتے ہیں یہ مجاز مرسل چوبیس کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔

تیسری غرض:۔ یہ رابطہ ہمیشہ اداۃ ہوگا کیونکہ وہ نسبت جس پر یہ رابطہ دلالت کرتا ہے وہ غیر مستقل ہوتی ہے اور غیر مستقل چیز پر جو لفظ دلالت کرتا ہے وہ بھی غیر مستقل ہے لہذا رابطہ ہمیشہ اداۃ ہوگا۔

چوتھی غرض:۔ یہ رابطہ کبھی حذف کیا جاتا ہے اور کبھی ذکر کیا جاتا ہے تو اس وقت قضیہ کے اجزا تین ہوتے ہیں (۱) موضوع (۲) محمول (۳) رابطہ اس وقت قضیہ کو ثلاثیہ کہتے ہیں۔

قَوْلُهُ وَقَدِ اسْتُعِيرَ لَهَا هُوَ : اِعْلَمْ اَنَّ الرَّابِطَةَ تَنْقَسِمُ اِلٰى زَمَانِيَّةٍ تَدُلُّ عَلٰى اِقْتِرَانِ النِّسْبَةِ الْحُكْمِيَّةِ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ وَغَيْرِ زَمَانِيَّةٍ بِخِلَافِ ذٰلِكَ وَذَكَرَ الْفَارَابِيُّ اَنَّ الْحِكْمَةَ الْفَلْسَفِيَّةَ لَمَّا نُقِلَتْ مِنَ اللُّغَةِ الْيُوْنَانِيَّةِ اِلَى الْعَرَبِيَّةِ وُجِدَ الْقَوْمُ اَنَّ الرَّابِطَةَ الزَّمَانِيَّةَ فِيْ لُغَةِ الْعَرَبِ هِيَ اَفْعَالُ النَّاقِصَةِ وَلٰكِنْ لَمْ يَجِدُوْا فِيْ تِلْكَ اللُّغَةِ رَابِطَةً غَيْرَ زَمَانِيَّةٍ تَقُوْمُ مُقَامَ هَسْتٍ فِي الْفَارْسِيَّةِ وَاَسْتَنْ فِي الْيُوْنَانِيَّةِ فَاسْتَعَارُوْا لِلرَّابِطَةِ الْغَيْرِ الزَّمَانِيَّةِ لَفْظَةَ هُوَ وَهِيَ وَنَحْوُهُمَا مَعَ كَوْنِهِمَا فِي الْاَصْلِ اَسْمَاءٌ لَا اَدَوَاتٌ فَهٰذَا مَا اَشَارَ اِلَيْهِ الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهٖ وَقَدِ اسْتُعِيْرَ لَهَا هُوَ وَقَدْ يُذْكَرُ لِلرَّابِطَةِ الْغَيْرِ الرَّابِطَةِ اَسْمَاءٌ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الْاَفْعَالِ النَّاقِصَةِ نَحْوُ كَائِنٌ وَمَوْجُوْدٌ فِيْ قَوْلِنَا زَيْدٌ كَائِنٌ قَائِمًا اَوْ اَمِيْرُس مَوْجُوْدٌ شَاعِرًا

ترجمہ:۔ تو جان لے کہ رابطہ تقسیم ہوتا ہے زمانیہ کی طرف جو کہ نسبت حکمیہ کے تین زمانوں میں سے کسی ایک ساتھ مقترن ہونے پر دلالت کرتا ہے اور (تقسیم ہوتا ہے) غیر زمانیہ کی طرف جو زمانیہ کے خلاف ہے۔ اور فارابی نے ذکر کیا ہے کہ حکمت فلسفیہ جب یونانی زبان سے عربی کی طرف نقل کی گئی تو قوم نے پایا کہ رابطہ زمانیہ عربی زبان میں وہ افعال ناقصہ ہیں لیکن انہوں

Marfat.com

نے اس عربی زبان غیر زمانیہ کو نہ پایا جو فارسی زبان کے لفظ "ہست" اور یونانی زبان کے لفظ "استن" کے مقام ہوتو انہوں نے رابطہ غیر زمانیہ کے لیے لفظ ھو اور ھی اور کی مثل کو مستعار لیا باوجودیکہ یہ دونوں اسماء ہیں نہ کہ ادوات (حروف) پس یہی وہ بات ہے جس کی طرف مصنف نے اپنے قول وقد استعیر لھا ھو کے ساتھ اشارہ کیا ہے اور رابطہ غیر زمانیہ کے لیے وہ اسماء ذکر کیے جاتی ہیں جو افعال سے مشتق ہیں جیسے کائن اور موجود ہمارے قول زید کائن قائما اور امیر۔س موجود شاعرا میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

اعتراض:۔ ابھی ماقبل میں آپ نے بیان کیا ہے کہ رابطہ ہمیشہ اداۃ ہوتا ہے زید ھو قائم یہ قضیہ ہے اس میں رابطہ ھو ہے اور یہ اداۃ نہیں بلکہ اسم ہے۔

جواب سے پہلے ایک فائدہ سمجھے۔

فائدہ:۔ رابطہ کی دو قسمیں ہیں رابطہ زمانی اور رابطہ غیر زمانی۔

رابطہ زمانی:۔ جو رابطہ کے ساتھ ساتھ زمانے پر بھی دلالت کرے جیسے زید کان قائما زید کھڑا ہے یہاں کان رابطہ بھی ہے اور زمانہ ماضی پر دلالت کرنے والا بھی ہے

رابطہ غیر زمانیہ:۔ اس کو کہتے ہیں جو کہ فقط رابطہ کا کام دے زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے زید ھو قائم اس میں ھو رابطہ ہے لیکن کسی زمانے پر دلالت نہیں کرتا

جواب:۔ اصل میں یہ علوم (منطق وفلسفہ وغیرہ) لغت یونانی میں تھے جب ان علوم کو لغت یونانی سے لغت عربی کی طرف نقل کیا گیا اس وقت عربی میں رابطہ زمانی کیلئے تو افعال ناقصہ کو پایا گیا اور ان کو رابطہ زمانیہ بنا دیا گیا لیکن رابطہ غیر زمانیہ کیلئے ان کا کوئی ایسا لفظ نہیں ملا جو کہ لغت یونانی کے رابطہ غیر زمانیہ استن (بمعنی ہے) فارسی کے رابطہ غیر زمانیہ ہست کا عربی میں قائم مقام ہو اس لیے انہوں مجبور ہو کر ھو اور ھی ضمائر کو رابطہ غیر زمانیہ کیلئے عاریۃ لے لیا یہ ٹھیک ہے کہ ھو اور ھی یہ اسماء ہیں لیکن منطقیوں نے مجبور ہو کر ان کو رابطہ غیر زمانیہ کیلئے لے لیا ہے افعال ناقصہ کے اسماء مشتقہ کو بھی کبھی کبھی رابطہ غیر زمانیہ کیلئے ذکر کیا جاتا ہے جیسے زید کائن قائما، امیر۔س موجود شاعرا کہا جاتا ہے لیکن مستقل طور پر غیر زمانیہ کیللے ھو اور ھی کے علاوہ کوئی لفظ ہے۔

***

Marfat.com

قَوْلُهٗ وَالَّافَشَرْطِيَّةٌ :اَیْ وَاِنْ لَّمْ يَكُنِ الْحُكْمُ بِثُبُوْتِ شَيْءٍ لِشَيْءٍ اَوْنَفْيِهٖ عَنْهُ فَالْقَضِيَّةُ شَرْطِيَّةٌ سَوَاءٌ كَانَ الْحُكْمُ فِيْهَا بِثُبُوْتِ نِسْبَةٍ عَلٰى تَقْدِيْرِ نِسْبَةٍ اُخْرٰى اَوْ نَفْيِ ذٰلِكَ الثُّبُوْتِ اَوْ بِالْمُنَافَاةِ بَيْنَ النِّسْبَتَيْنِ اَوْ سَلْبِ تِلْكَ الْمُنَافَاةِ فَالْاُوْلٰى شَرْطِيَّةٌ مُتَّصِلَةٌ وَالثَّانِيَةُ شَرْطِيَّةٌ مُنْفَصِلَةٌ وَاعْلَمْ اَنَّ حَصْرَ الْقَضِيَّةِ فِي الْحَمْلِيَّةِ وَالشَّرْطِيَّةِ عَلٰى مَا قَرَّرَهُ الْمُصَنِّفُ عَقْلِيٌّ دَائِرٌ بَيْنَ النَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ وَاَمَّا حَصْرُ الشَّرْطِيَّةِ فِي الْمُنْفَصِلَةِ فَاسْتِقْرَائِيٌّ

ترجمہ:۔یعنی اگر قضیہ میں ثبوت شئی لشئی یا نفی شئی عن الشئی کیساتھ حکم ہوتو وہ قضیہ شرطیہ ہے برابر ہے قضیہ میں حکم ایک نسبت کے ثبوت کے ساتھ ہو دوسری نسبت کی تقدیر پر یا ایسے ثبوت کی نفی کے ساتھ ہو یا حکم دونسبتوں کے درمیان منافات کے ساتھ ہو یا ایسی منافات کے سلب کے ساتھ ہو پس قضیہ شرطیہ متصلہ اور دوسرا شرطیہ منفصلہ ہے اور جان لے کہ قضیہ کا حصر کرنا حملیہ اور شرطیہ میں مصنف کی تقریر پر حصر عقلی ہے جو نفی اور اثبات کے درمیان دائر ہوتا ہے اور بہر حال شرطیہ کا حصر متصلہ اور منفصلہ میں پس وہ استقرائی ہے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض یہ بتانا ہے کہ یہ الا استثنائیہ نہیں بلکہ یہ الا مرکبہ ہے نیز قضیہ شرطیہ کی تعریف اور اس کی اقسام کو ذکر کرنا ہے۔

تشریح:۔متن کی عبارت میں الا استثنائیہ نہیں بلکہ یہ الا مرکبہ ہے اصل عبارت یہ ہے کہ اگر ثبوت ایک شئی کا دوسری شئی کیلئے نہ ہو بلکہ ایک نسبت کا ثبوت دوسری نسبت کی تقدیر پر موقوف ہو یا ایک نسبت کی نفی دوسری نسبت کی تقدیر پر موقوف ہو تو اس کو منافات ثابت کیا جائے تو شرطیہ منفصلہ موجبہ اور اگر منافات کی نفی کی جائے تو منفصلہ سالبہ ہے۔

فائدہ:۔قضیہ کا دو حصوں میں تقسیم کرنا کہ قضیہ یا حملیہ ہوگا یا شرطیہ ہوگا یہ حصر عقلی ہے حصر عقلی اس کو کہتے ہیں کہ ان مذکورہ احتمالات کے علاوہ اور کوئی احتمال نہیں نکل سکتا اور قضیہ شرطیہ کی اقسام (متصلہ ومنفصلہ) کا حصر استقرائی ہے عقلی نہیں استقرائی کا معنی یہ ہے کہ یہ حصر تتبع اور تلاش کر کے منطقیوں نے نکالا ہے ہوسکتا ہے کی کوئی اور قسم بھی نکل آئے کہ جس میں نہ اتصال حکم ہو اور نہ ہی انفصال حکم ہو۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ مُقَدَّمًا :لِتَقَدُّمِهٖ فِی الذِّکْرِ

ترجمہ:۔اس کے ذکر میں مقدم ہونے کی وجہ سے

غرض شارح:۔اس قول کی غرض قضیہ شرطیہ کی پہلی جزو مقدم کی وجہ بتانا ہے۔

تشریح:۔قضیہ شرطیہ جز اول کو مقدم کہتی ہیں اسلئے کہ یہ ذکر میں پہلی ہوتا ہی یہ قضیہ شرطیہ ملفوظہ کی پہلی جزو کی وجہ تسمیہ ہی ایسی ہی قضیہ معقولہ میں الفاظ میں تو وہ نہیں لیکن تصور میں پہلی جزو کو مقدم کیا جائی گا ایسی ہی قضیہ معقولہ کی دوسری جزو (تالی) کو تصور میں مؤخر کیا جائیگا۔

قَوْلُهٗ تَالِیًا :لِتِلُوِهٖ عَنِ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ

ترجمہ:اس کی جزو اول سے پیچھے آنے کی وجہ سے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض قضیہ شرطیہ کی دوسری جزو تالی کی وجہ تسمیہ بتانا ہے

تشریح:قضیہ شرطیہ کی دوسری کو جزو کو تالی کہتی ہیں کیونکہ یہ تلو سے نکلا ہے اس کی معنی پیچھے ہونے کے آتے ہیں اور تالی کو بھی تالی اسلئے کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی ذکر میں پیچھے ہوتا ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

المتن : وَالْمَوْضُوْعُ اِنْ كَانَ شَخْصًا مُعَيَّنًا سُمِّيَتِ الْقَضِيَّةُ شَخْصِيَّةً وَمَخْصُوْصَةً وَاِنْ كَانَ نَفْسَ الْحَقِيْقَةِ فَطَبْعِيَّةٌ وَاِلَّا فَاِنْ بُيِّنَ كَمِّيَّةُ اَفْرَادِهٖ كُلًّا اَوْ بَعْضًا فَمَحْصُوْرَةٌ كُلِّيَّةٌ اَوْ جُزْئِيَّةٌ وَمَا بِهِ الْبَيَانُ سُوْرٌ وَاِلَّا فَمُهْمَلَةٌ وَتُلَازِمُ الْجُزْئِيَّةَ

ترجمہ:۔اور موضوع اگر شخص معین ہو تو قضیہ کا شخصیہ اور مخصوصہ نام رکھا جاتا ہے اور اگر نفس حقیقت ہو پس طبعیہ ہے ورنہ پس اس کی افراد کی کمیت کو کلا یا بعضا بیان کیا جاے تو محصورہ کلیہ یا جزئیہ ہی اور وہ چیز جس کی ساتھ اس کا بیان ہو وہ سور ہے

****

Marfat.com

ورنہ پس مہملہ ہے جزئیہ کیساتھ متلازم ہے۔

تشریح:۔ اس کی تشریح شرح میں آجائے گی۔

قَوْلُهٗ وَالْمَوْضُوْعُ : هٰذَا تَقْسِيْمٌ لِلْقَضِيَّةِ الْحَمْلِيَّةِ بِاِعْتِبَارِ الْمَوْضُوْعِ وَلِذَا لُوْحِظَ فِيْ تَسْمِيَةِ الْاَقْسَامِ حَالُ الْمَوْضُوْعِ فَيُسَمّٰى مَا مَوْضُوْعُهٗ شَخْصٌ شَخْصِيَّةً وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ وَمُحَصَّلُ التَّقْسِيْمِ اَنَّ الْمَوْضُوْعَ اِمَّا جُزْئِيٌّ حَقِيْقِيٌّ كَقَوْلِنَا هٰذَا اِنْسَانٌ اَوْ كُلِّيٌّ وَعَلَى الثَّانِيْ فَاِمَّا اَنْ يَكُوْنَ الْحُكْمُ عَلٰى نَفْسِ حَقِيْقَةِ هٰذَا الْكُلِّيِ وَطَبْعِيَّتِهٖ مِنْ حَيْثُ هِيَ هِيَ اَوْ عَلٰى اَفْرَادِهٖ وَعَلَى الثَّانِيْ فَاِمَّا اَنْ يُّبَيَّنَ كَمِيَّةُ اَفْرَادِ الْمَحْكُوْمِ عَلَيْهِ بِاَنْ يُّبَيَّنَ فِيْهَا اَنَّ الْحُكْمَ عَلٰى كُلِّهَا اَوْ عَلٰى بَعْضِهَا اَوْ لَا يُبَيَّنُ ذٰلِكَ بَلْ يُهْمَلُ فَالْاَوَّلُ شَخْصِيَّةٌ وَالثَّانِيْ طَبْعِيَّةٌ وَالثَّالِثُ مَحْصُوْرَةٌ وَالرَّابِعُ مُهْمَلَةٌ

ثُمَّ الْمَحْصُوْرَةُ اِنْ بُيِّنَ فِيْهَا اَنَّ الْحُكْمَ عَلٰى كُلِّ اَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ فَكُلِّيَّةٌ وَاِنْ بُيِّنَ اَنَّ الْحُكْمَ عَلٰى بَعْضِ اَفْرَادِهٖ فَجُزْئِيَّةٌ وَكُلٌّ مِنْهُمَا اِمَّا مُوْجِبَةٌ اَوْ سَالِبَةٌ وَلَا بُدَّ فِيْ كُلٍّ مِنْ تِلْكَ الْمَحْصُوْرَاتِ الْاَرْبَعِ مِنْ اَمْرٍ يُبَيِّنُ كَمِيَّةَ اَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ يُسَمّٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ بِالسُّوْرِ اُخِذَ مِنْ سُوْرِ الْبَلَدِ اِذْ كَمَا اَنَّ سُوْرَ الْبَلَدِ مُحِيْطٌ بِهٖ كَذٰلِكَ هٰذَا الْاَمْرُ مُحِيْطٌ بِمَا حُكِمَ عَلَيْهِ مِنْ اَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ فَسُوْرُ الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ هُوَ كُلٌّ وَلَامُ الْاِسْتِغْرَاقِ وَمَا يُفِيْدُ مَعْنَاهُمَا اَيِّ لُغَةٍ كَانَتْ وَسُوْرُ الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ بَعْضٌ وَوَاحِدٌ وَمَا يُفِيْدُ مَعْنَاهُمَا وَسُوْرُ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ لَا شَيْءَ وَلَا وَاحِدَ وَنَظَائِرُهُمَا وَسُوْرُ السَّالِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ هُوَ لَيْسَ بَعْضُ وَبَعْضُ لَيْسَ وَلَيْسَ كُلٌّ وَمَا يُرَادِفُهَا

ترجمہ:۔ یہ قضیہ حملیہ کی باعتبار موضوع کی تقسیم ہے اور اسی وجہ سے اس کی اقسام کا نام رکھنے اور موضوع کے حال کا لحاظ کیا گیا ہے پس اس قضیہ کا جس کا موضوع شخص ہو شخصیہ نام رکھا جاتا ہے اور باقی کو اسی پر قیاس کرلو اور تقسیم کا حاصل یہ کہ موضوع

Marfat.com

یا تو جزئی حقیقی ہوگا جیسے ہمارا قول هذا انسان یا کلی ہوگا پس یا تو حکم اس کلی کی نفس حقیقت اور طبیعت من حیث هی هی پر ہوگا یا اس کے افراد او دوسری صورت پر پس یا تو بیان کیا جائے گا محکوم علیہ کے افراد کی مقدار پر بایں طور کہ بیان کیا جائے گا کہ حکم کل افراد پر ہے یا بعض پر یہ بیان نہیں کیا جائے گا بلکہ مجمل چھوڑ دیا جائے گا پس پہلا قضیہ شخصیہ ہے اور دوسرا طبعیہ ہے اور تیسرا محصورہ ہے اور چوتھا مہملہ ہے۔

پھر محصورہ اگر اس میں بیان کیا جائے کہ حکم موضوع کے کل افراد پر ہے تو وہ کلیہ ہے اور اگر بیان کیا جائے کہ حکم بعض افراد پر ہے تو وہ جزئیہ ہے اور ہر ایک ان میں سے موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا اور ضروری ہے ان چار میں محصورات میں سے ہر ایک میں ایک ایسا امر جو موضوع کے افراد کے مقدار کو بیان کرے اس امر کا نام سور رکھا جاتا ہے اور وہ لیا گیا ہے سور البلد سے اس لیے کہ جیسے شہر کی دیوار احاطہ کرنے والی ہوتی ہے شہر کو اسی طرح یہ امر احاطہ کرنے کا ہوتا ہے موضوع کے ان افراد کو جن پر حکم لگایا ہے پس موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل اور لام استغراق ہے اور وہ جو ان کے معنی کا فائدہ دیتا ہو جس زبان سے بھی ہو اور موجبہ جزئیہ کا سور لفظ بعض اور واحد ہے اور جو ان کے معنی کا فائدہ دیتا ہے اور سالبہ کلیہ کا سور لا شئی اور لا واحد ہے اور جو لفظ ان کی مثل ہو اور سالبہ جزئیہ کا سور لیس بعض اور بعض لیس اور لیس کل ہے اور وہ لفظ جو ان کے ہم معنی ہو۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس قول میں قضیہ کے باعتبار موضوع کی اقسام بیان کی گئی ہیں قضیہ کی ان اقسام کے نام اور معنی میں قضیہ کے موضوع کا لحاظ کیا گیا ہے مثلاً قضیہ کا موضوع اگر جزئی اور شخص معین ہو تو اس کو قضیہ شخصیہ اور اگر نفس طبیعت ہو تو اس کو طبعیہ کہتے ہیں وغیرہ۔

باعتبار موضوع کے قضیہ کی پانچ قسمیں ہیں (۱) شخصیہ (۲) طبعیہ (۳) محصورہ کلیہ (۴) محصور (۵) مہملہ

وجہ حصر: جو بھی قضیہ ہوگا اس کا موضوع کلی ہوگا یا جزئی اگر موضوع جزئی ہے تو اس کو قضیہ شخصیہ کہیں گے اور اگر موضوع کلی ہے تو پھر دیکھیں گے کہ حکم کلی کی طبعیت پر ہے یا افراد پر اگر حکم کلی کی طبعیت پر ہے اس کو قضیہ طبعیہ کہیں گے جیسے الانسان نوع (اس میں نوع والا حکم انسان کی طبعیت پر ہے افراد انسانی پر نہیں) اور حکم افراد پر ہوگا تو پھر دیکھیں گے افراد کی تعداد بیان کی گئی ہے یا نہیں اگر افراد کی تعداد بیان نہیں کی گئی تو اس کو قضیہ مہملہ کہیں گے جیسے الانسان حیوان اگر افراد کی تعداد بیان کی گئی ہو تو اس کو قضیہ محصورہ کہیں گے پھر اگر حکم موضوع کے تمام افراد پر ہوگا تو اس کو قضیہ محصورہ کہیں گے جیسے کل انسان حیوان اور اگر حکم بعض افراد موضوع پر ہوگا تو اس کو قضیہ جزئیہ کہیں گے جیسے بعض الانسان حیوان ان پانچوں قسموں میں

Marfat.com

سے ہر ایک موجبہ ہوگا یا سالبہ ہوگا اس طرح یہ کل قسمیں موضوع کی اعتبار سے دس بن جائیں گی پانچ موجبات کی اور پانچ سوالب کی۔

ولا بد فی کل من تلك المحصورات الخ: اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قضیہ محصورہ میں جو افراد کی تعداد بیان کی جائے ان افراد کی تعداد بیان کرنے کیلئے ضرور کوئی نہ کوئی لفظ ہوگا وہ لفظ جو افراد کی تعداد بیان کرے اس کو سور کہیں گے سور یہ سور البلد سے مشتق ہے سور البلد شہر کی اس دیوار کو کہا جاتا ہے جو پرانے زمانے میں شہر کے گرد حفاظت کیلئے بنائی جاتی تھی وہ دیوار تمام شہر کو گھیر لیتی تھی اسی طرح قضیہ کا جو سور ہوتا ہے یہ بھی اس حکم کو گھیر لیتا ہے جو حکم موضوع کے افراد پر لگایا جاتا ہے۔

محصورات اربعہ کے سور: (۱) موجبہ کلیہ کا سور کل اور لام استغراق کا ہے اور جو لفظ بھی ان سوروں کا ہم معنی ہو خواہ کسی بھی زبان کا لفظ ہو جیسے اردو زبان میں موجبہ کلیہ کا سور لفظ ہر ہے (۲) سالبہ کلیہ کا سور لاشیء اور لا واحد ہے اور نکرہ تحت النفی بھی سالبہ کلیہ کا سور ہیں (۳) موجبہ جزئیہ کا سور بعض اور واحد کا لفظ ہے اور نکرہ جو اثبات میں واقع ہو (۴) سالبہ جزئیہ کا سور بعض لیس اور لیس بعض اور لیس کل ہے۔

قَوْلُهُ وَتَلَازُمُ الْجُزْئِيَّةِ: اِعْلَمْ اَنَّ الْقَضَايَا الْمُعْتَبَرَةَ فِي الْعُلُوْمِ هِيَ الْمَحْصُوْرَاتُ الْاَرْبَعُ لَاغَيْرَ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُهْمَلَةَ وَالْجُزْئِيَّةَ مُتَلَازِمَانِ اِذْ كُلَّمَا صَدَقَ الْحُكْمُ عَلٰى اَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ فِي الْجُمْلَةِ صَدَقَ عَلٰى بَعْضِ اَفْرَادِهٖ وَبِالْعَكْسِ فَالْمُهْمَلَةُ مُنْدَرِجَةٌ تَحْتَ الْجُزْئِيَّةِ وَالشَّخْصِيَّةُ لَا يُبْحَثُ عَنْهَا بِخُصُوْصِهَا لِاَنَّهٗ لَا كَمَالَ فِي مَعْرِفَةِ الْجُزْئِيَّاتِ لِتَغَيُّرِهَا وَعَدَمِ ثَبَاتِهَا بَلْ اِنَّمَا يُبْحَثُ عَنْهَا فِي ضِمْنِ الْمَحْصُوْرَاتِ الَّتِي يُحْكَمُ فِيْهَا عَلَى الْاَشْخَاصِ اِجْمَالًا وَالطَّبْعِيَّةُ لَايُبْحَثُ عَنْهَا فِي الْعُلُوْمِ اَصْلًا فَاِنَّ الطَّبَائِعَ الْكُلِّيَّةَ مِنْ حَيْثُ نَفْسِ مَفْهُوْمِهَا كَمَا هُوَ مَوْضُوْعُ الطَّبْعِيَّةِ لَامِنْ حَيْثُ تَحَقُّقِهَا فِي ضِمْنِ الْاَشْخَاصِ غَيْرُ مَوْجُوْدَةٍ فِي الْخَارِجِ فَلَا كَمَالَ فِي مَعْرِفَةِ اَحْوَالِهَا فَانْحَصَرَ الْقَضَايَا الْمُعْتَبَرَةُ فِي الْمَحْصُوْرَاتِ الْاَرْبَعِ

Marfat.com

ترجمہ:۔ جان لے کہ علوم میں معتبر قضیے یہی محصورات اربع ہیں نہ کے ان کے علاوہ اور یہ اس لیے کہ مھملہ اور جزئیہ ایک دوسرے کو لازم ہیں اس لیے کہ جب حکم فی الجملہ موضوع کے افراد پر سچا آئے گا تو اس کے بعض افراد پر بھی سچا آئے گا اور ایسے ہی برعکس ہے پس مہملہ جزئیہ کے ماتحت داخل ہے اور شخصیہ سے نہیں بحث کی جاتی خصوصیت کے ساتھ کیونکہ بلاشبہ جزئیات کی معرفت میں کوئی کمال نہیں ان جزئیات کے تبدیل ہونے اور ثابت نہ رہنے کی وجہ سے بلکہ سوائے اس کے نہیں کہ شخصیہ سے بحث کی جاتی ہے ان محصورات کے ضمن میں کہ جن میں اشخاص پر اجمالا حکم لگایا جاتا ہے اور قضیہ طبعیہ سے علوم میں بالکل بحث نہیں کی جاتی پس بلاشبہ طبائع کلیہ اپنی نفس مفہوم کی حیثیت سے ایسے ہیں جیسے وہ قضیہ طبعیہ کا موضوع ہیں بغیر اپنے تحقق کی حیثیت کے اشخاص کے ضمن میں خارج میں موجود نہیں پانہیں ہے کوئی کمال ان کے احوال کی معرفت میں پس منحصر ہوگئی معتبر قضیے محصورات اربع میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض اس سوال کا جواب دینا ہے کہ مناطقہ صرف محصورات اربع (موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ جزئیہ) سے ہی بحث کیوں کرتے ہیں باقی چھ اقسامِ قضایا سے کیوں بحث نہیں کرتے۔

تشریح:۔ محصورات اربع (موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ جزئیہ) سے مناطقہ اپنی کتابوں میں بحث کرتے ہیں ان کے علاوہ شخصیہ موجبہ اور شخصیہ سالبہ طبعیہ موجبہ اور سالبہ اور مہملہ موجبہ اور سالبہ ان چھ سے بحث نہیں کرتے یزدی نے ان کی وجہ بیان کی ہے کہ قضیہ مہملہ سے منطقی بحث اس لیے نہیں کرتے کیونکہ یہ جزئیہ محصورہ میں داخل ہے وہ اس طرح کہ جزئیہ محصورہ اور مہملہ ایک دوسرے کو لازم ہیں جہاں مہملہ ہوگا وہاں جزئیہ محصورہ ضرور ہوگا اور جہاں جزئیہ محصورہ ہوگا وہاں مہملہ ہوگا مہملہ میں حکم افراد پر ہوتا ہے افراد کی تعداد بتانا ضروری نہیں اور جزئیہ میں بھی حکم بعض افراد پر ہوتا ہے جب حکم فی الجملہ افراد پر ہوگا تو مہملہ ہوگا اور وہاں جزئیہ بھی ہوگا کیونکہ بعض پر بھی تو وہاں حکم لگ رہا ہے اس لیے مہملہ بھی پایا گیا کیونکہ مہملہ جزئیہ کو لازم تھا اس لیے اس کو جزئیہ کے تحت داخل کیا اور اس کو اس لیے ذکر نہیں کیا اور قضیہ شخصیہ کو اس لیے ذکر نہیں کرتے کیونکہ اس میں حکم جزئی پر ہوتا ہے اور جزئی میں تغیر وتبدل آتا رہتا ہے اس لیے منطقی جزئیات سے بحث نہیں کرتے بلکہ کلیات سے بحث کرتے ہیں نیز قضیہ شخصیہ سے اس لیے مستقل علیحدہ بحث نہیں کرتے کیونکہ کلیہ کے ضمن میں اس سے طبعا بحث ہوجاتی ہے کیونکہ حکم تو کلیہ میں اشخاص پر ہی ہوتا ہے طبعیہ سے اس لیے بحث نہیں کرتے کیونکہ اس میں حکم تو کلی کی طبعیت پر ہوتا ہے منطقی تو خارجی جہان میں موجود چیزوں سے بحث کرتے ہیں اگرچہ کلی طبعی کا وجود ایک قول کے مطابق خارجی ہے لیکن وہ بھی علیحدہ نہیں بلکہ افراد کے ضمن میں ہے۔

Marfat.com

متن: وَلَابُدَّ فِی الْمُوْجِبَةِ مِنْ وُجُوْدِ الْمَوْضُوْعِ اِمَّا مُحَقَّقًا فَهِیَ الْخَارِجِیَّةُ اَوْ مُقَدَّرًا فَالْحَقِیْقِیَّةُ اَوْ ذِهْنًا فَالذِّهْنِیَّةُ

ترجمہ متن:۔ اور موجبہ میں وجود موضوع ضروری ہے یا محققا پس وہ خارجیہ ہے یا مقدرا پس وہ حقیقیہ ہے یا ذہنا پس وہ ذہنیہ ہے۔

قَوْلُهٗ وَلَا بُدَّ فِی الْمُوْجِبَةِ: اَیْ فِیْ صِدْقِهَا مِنْ وُجُوْدِ الْمَوْضُوْعِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْحُكْمَ فِی الْمُوْجِبَةِ ثُبُوْتُ شَیْءٍ لِشَیْءٍ وَثُبُوْتُ شَیْءٍ لِشَیْءٍ فَرْعُ ثُبُوْتِ الْمُثْبَتِ لَهٗ اَعْنِی الْمَوْضُوْعَ فَاِنَّمَا يَصْدُقُ هٰذَا الْحُكْمُ اِذَا كَانَ الْمَوْضُوْعُ مُحَقَّقًا مَوْجُوْدًا اِمَّا فِی الْخَارِجِ اِنْ كَانَ الْحُكْمُ بِثُبُوْتِ الْمَحْمُوْلِ لَهٗ هُنَاكَ اَوْ فِی الذِّهْنِ كَذٰلِكَ

ثُمَّ الْقَضَايَا الْحَمْلِیَّةُ الْمُعْتَبَرَةُ بِاِعْتِبَارِ وُجُوْدِهَا مَوْضُوْعُهَا لَهَا ثَلَاثَةُ اَقْسَامٍ لِاَنَّ الْحُكْمَ فِيْهَا اِمَّا عَلَى الْمَوْضُوْعِ الْمَوْجُوْدِ فِی الْخَارِجِ مُحَقَّقًا نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِمَعْنٰى كُلُّ اِنْسَانٍ مَوْجُوْدٌ فِی الْخَارِجِ حَيَوَانٌ فِی الْخَارِجِ اِمَّا عَلَى الْمَوْضُوْعِ الْمَوْجُوْدِ فِی الْخَارِجِ مُقَدَّرًا نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِمَعْنٰى اَنَّ كُلَّ مَا لَوْ وُجِدَ فِی الْخَارِجِ وَكَانَ اِنْسَانًا فَهُوَ عَلٰى تَقْدِيْرِ وُجُوْدِهٖ حَيَوَانٌ وَهٰذَا الْمَوْجُوْدُ الْمُقَدَّرُ اِنَّمَا اعْتَبَرُوْهُ فِی الْاَفْرَادِ الْمُمْكِنَةِ لَا الْمُمْتَنِعَةِ كَاَفْرَادِ اللَّاشَیْءِ وَشَرِيْكِ الْبَارِیْ وَاِمَّا عَلَى الْمَوْضُوْعِ الْمَوْجُوْدِ فِی الذِّهْنِ كَقَوْلِكَ شَرِيْكُ الْبَارِیْ مُمْتَنِعٌ بِمَعْنٰى اَنَّ كُلَّ مَا لَوْ وُجِدَ فِی الْعَقْلِ وَيَفْرِضُهُ الْعَقْلُ شَرِيْكَ الْبَارِیْ فَهُوَ مَوْصُوْفٌ فِی الذِّهْنِ بِالْاِمْتِنَاعِ وَهٰذَا اِنَّمَا اعْتَبَرُوْهُ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ الَّتِیْ لَيْسَتْ لَهَا اَفْرَادٌ مُمْكِنَةُ التَّحَقُّقِ فِی الْخَارِجِ

Marfat.com

ترجمہ:۔ یعنی قضیہ موجبہ کے سچے آنے میں موضوع کا وجود ضروری ہے اور یہ بات اس لیے ہے کہ قضیہ موجبہ میں حکم ایک شئی کا دوسری شئی کیلئے ثبوت ہوتا ہے اور ثبوت شئی لشئی فرع ہے ثبوت مثبت لہ (یعنی جس چیز کی لیے ثابت کیا جائے) کی مراد لیتا ہوں میں موضوع کو پس سوا اس کے نہیں لہ یہ حکم اس وقت سچا آئے گا جب موضوع خارج میں محقق ہو اگر حکم اس کے ثبوت کے مناتہ ہو وہاں (خارج میں) یا موضوع ذہن میں اسی طرح ہو۔

پھر وہ قضایا حملیہ جو معتبر ہیں اپنے وجود موضوع کے اعتبار سے تین قسم پر ہیں کیونکہ حکم ان میں یا تو ایسے موضوع پر ہو گا جو خارج میں حقیقتا موجود ہو گا جیسے کل انسان حیوان اس معنی کی ہر انسان جو خارج میں موجود ہے وہ خارج حیوان ہے اور یہ حکم ایسے موضوع پر ہو گا جو خارج میں تقدیرا موجود ہے جیسے کل انسان حیوان اس معنی کے اعتبار سے کہ ہر ایک جو چیز خارج پائی جاتی ہو تو وہ انسان ہوتی پس وہ خارج میں موجود ہونے کی تقدیر پر حیوان ہے اور وجود مقدر کا اعتبار ان مناطقہ نے صرف افراد ممکنہ ہی کیا ہے نہ کہ افراد ممتنعہ میں مثل لاشئی اور شریک باری تعالی کے افراد کی اور یا حکم ایسے موضوع پر ہو گا جو ذہن میں موجود ہے جیسے تیرا قول شریك البارى تعالى ممتنع اس معنی کے ساتھ کہ ہر وہ شئی کہ اگر عقل میں پائی جائے اور عقل اس کو شریک باری تعالی فرض کر لے پس وہ موصوف ہے ذہن میں صفت امتناع کے ساتھ اور سوا اس کے نہیں کہ اس کا اعتبار کیا ہے انہوں نے ان موضوعات میں جن کے ایسے افراد نہیں ہیں جن کا خارج میں پایا جانا ممکن ہو۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے متن میں علامہ تفتازانیؒ نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے شارح اس کی وضاحت کر رہے ہیں

تشریح:۔ متن میں علامہ تفتازانیؒ نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے کہ دنیا میں جو بھی قضیہ موجبہ ہو گا اس میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ قضیہ موجبہ میں محمول کو موضوع کیلئے ثابت کیا جاتا ہے اور کسی شئی کا ثابت کرنا یہ فرع ہوتا ہی مثبت لہ (جس کی لیے ثابت کیا جائے) کے وجود کی یعنی پہلی مثبت لہ موجود ہوتا ہی پھر اس کیلئے کسی چیز کو ثابت کیا جاتا ہی یہاں بھی موضوع مثبت لہ ہے اور محمول کو اس کیلئے ثابت کیا جاتا ہے اس لے موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے پھر موضوع کے موجود ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

(ا) موضوع خارجی جہان میں موجود ہو حقیقتہ اس کی لیے محمول کو ثابت کیا گیا ہو جیسے کل انسان حیوان یہاں انسان کے افراد زید عمرو بکر خارج میں حقیقتا موجود ہین اور ان کے لیے حیوانیت کو ثابت کیا گیا ہے جب موضوع خارج میں حقیقتا موجود ہو تو اس کو قضیہ خارجیہ کہتے ہیں

Marfat.com

(۲) دوسری صورت قضیہ کے موجود ہونے کی یہ ہے کہ حقیقتاً تو خارج میں موجود تو نہ ہو لیکن خارج میں موضوع کے وجود کو فرض کیا گیا ہو جیسے کل عنقاء طائر یہاں موضوع عنقاء حقیقتاً خارج میں موجود نہیں لیکن اس کے وجود کو خارج میں فرض کیا گیا ہے کہ اگر کوئی فرد عنقاء کا اس خارجی جہان میں پایا گیا اور وہ عنقاء ہو تو طائر ہوگا اس کی دوسری مثال جو ماتن نے دی ہے وہ کل انسان حیوان ہے کہ یہاں حیوانیت کو انسان کے ان افراد کیلئے بھی ثابت کیا گیا ہے جو ابھی خارج میں موجود نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہونے والے ہیں ان مفروض الوجود (جنکا وجود فرض کیا گیا ہے) افراد کیلئے حیوانیت کو ثابت کیا گیا ہے جب موضوع کو خارج میں فرض کیا گیا ہو تو اس قضیہ حقیقیہ کہتے ہیں۔

(۳) تیسری صورت موضوع کے موجود ہونے کی یہ ہے کہ موضوع حقیقتاً خارج میں نہ ہو اور نہ تقدیراً خارج میں ہو بلکہ ذہن میں فرض کیا گیا ہو جیسے شریک باری تعالی کا کوئی فرد نہ حقیقۃ خارج میں موجود ہے اور نہ تقدیراً بلکہ ذہن میں اس کو فرض کیا گیا ہے کہ اگر بالفرض عقل میں شریک الباری ہو تو امتناع والا حکم اس کیلئے ثابت ہوگا خارج میں یہ نہ تو حقیقتاً موجود ہے اور نہ تقدیراً یہ تقسیم تینوں قسموں کی طرف قضیہ کی باعتبار وجود موضوع کی ہے۔

فائدہ:۔ کیونکہ خارج اخص مطلق ہے اور ذہن اعم مطلق ہے اس قول کے تحت جو چیز بھی خارج میں ہوگی وہ ذہن میں ہوگی اور جو ذہن میں ہو ضروری نہیں کہ وہ خارج میں بھی ہو جیسے شریک الباری کو ذہن میں فرض کرلو لیکن یہ خارج میں تو نہیں ہے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

متن: وَقَدْ يُجْعَلُ حَرْفُ السَّلْبِ جُزْءًا مِنْ جُزْءٍ فَيُسَمّٰى مَعْدُوْلَةً وَإِلَّا فَمُحَصَّلَةً

ترجمہ متن:۔ اور کبھی حرف سلب کو اس کی دو جزؤں میں سے کسی ایک کا جز بنا دیا جاتا ہے پس اس کا نام معدلہ رکھا جاتا ہے ورنہ پس وہ محصولہ ہے۔

مختصر تشریح متن:۔ اس عبارت سے علامہ تفتازانیؒ قضیہ کی ایک دوسری تقسیم باعتبار حرف سلب کی ذکر کررہے ہیں حرف سلب لا اور لیس اور ہر وہ حرف ہے جس کے معنی میں حرف نفی موجود ہو جیسی لن اور لم وغیرہ مزید تشریح شرح میں ملاحظہ کریں۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

Marfat.com

قَوْلُهٗ حَرْفُ السَّلْبِ : كَلَا وَ لَيْسَ وَغَيْرَ هُمَا مِمَّا يُشَارِكُهُمَا فِي مَعْنَى السَّلْبِ

ترجمہ:۔ حرف سلب جیسے لا اور لیس اور ان دونوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ معنی سلب میں شریک ہوں۔

قَوْلُهٗ مِنْ جُزْءٍ: اَىْ مِنَ الْمَوْضُوْعِ فَقَطْ اَوْ مِنَ الْمَحْمُوْلِ كِلَيْهِمَا فَالْقَضِيَّةُ عَلَى الْاَوَّلِ تُسَمّٰى مَعْدُوْلَةَ الْمَوْضُوْعِ وَعَلَى الثَّانِىْ مَعْدُوْلَةَ الْمَحْمُوْلِ وَ عَلَى الثَّالِثِ مَعْدُوْلَةَ الطَّرْفَيْنِ

ترجمہ:۔ یعنی صرف موضوع کا جزو یا صرف محمول کا جزو یا دونوں کا جزو پس قضیہ اول صورت پر نام رکھا جاتا ہے معدولۃ الموضوع اور دوسری صورت پر نام رکھا جاتا ہے معدولۃ المحمول اور تیسری صورت پر معدولۃ الطرفین

غرض شارح:۔ اس قول غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس قول میں قضیہ کی باعتبار حرف سلب کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

قضیے کی دو جزئیں ہوتی ہیں موضوع اور محمول کبھی حرف سلب کو موضوع یا محمول یا دونوں کا جزو بنا دیتے ہیں جس قضیے میں حرف سلب جزو بنا ہوتا ہے اس کو معدولۃ کہتے ہیں وجہ تسمیہ دوسرے قولہ میں آرہی ہے پھر اگر موضوع کا جزو بنائیں جیسے الاحی جماد اس کو قضیہ معدولۃ الموضوع کہتے ہیں اور اگر حرف سلب کو محمول کا جزو بنائیں جیسے الحی لا جماد اس کو قضیہ معدولۃ المحمول کہتے ہیں اور اگر حرف سلب کو موضوع اور محمول دونوں کا جزو بنائیں جیسے اللاحی لاجماد اس کو قضیہ معدولۃ الطرفین کہتے ہیں

ضابطہ:۔ قضیہ میں ایک حرف سلب ہو یا دو ہوں اگر وہ موضوع یا محمول کا جزو بنے ہوئے ہوں تو وہ قضیہ موجبہ ہوتا ہے جب حرف سلب موضوع یا محمول کا جزو بن جاتا ہے اس وقت اس کا نفی والا معنی ختم ہو جاتا ہے۔

قَوْلُهٗ مَعْدُوْلَةً: لِاَنَّ حَرْفَ السَّلْبِ مَوْضُوْعٌ لِسَلْبِ النِّسْبَةِ فَاِذَا اسْتُعْمِلَ لَا فِىْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَانَ مَعْدُوْلًا عَنْ مَعْنَاهُ الْاَصْلِىِّ فَسُمِّيَتِ الْقَضِيَّةُ الَّتِىْ هٰذَا الْحَرْفُ جُزْءٌ مِنْ جُزْئِهَا مَعْدُوْلَةً تَسْمِيَةً لِلْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ وَالْقَضِيَّةُ الَّتِىْ لَا يَكُوْنُ حَرْفُ السَّلْبِ جُزْءًا مِنْ طَرْفَيْهَا تُسَمّٰى مُحَصَّلَةً

Marfat.com

ترجمہ:۔ اس لیے کہ حرف سلب وضع کیا گیا ہے نسبت کی نفی کے لیے پس جب اس معنی کے علاوہ میں استعمال ہوگا تو معدول ہوگا اپنے معنی اصلی سے پس جب نام رکھا جائے گا اس قضیہ کا کہ یہ حرف اس کے ایک جزو کا جزو ہے معدولہ مثل نام رکھنے کا کل کے جزو کے نام کے ساتھ اور وہ قضیہ جس میں حرف سلب اس کی دوطرفوں میں سے کسی کی جزو نہ ہو اس (قضیہ) کا نام محصلہ رکھا جاتا ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ معدولہ کی وجہ تسمیہ بتانی ہے۔

تشریح:۔ حرف سلب کی اصل وضع تو اس لیے کی گئی ہے تاکہ یہ محمول کی موضوع سے نفی کرے جب یہ معنی حرف سلب کا اس کے جزو بننے کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے تو اس وقت اس حرف سلب کو معدول کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی اپنے معنی سے پھر جاتا ہے اصل میں معدول اسی حرف سلب کو کہتے ہیں جو کہ قضیہ کی جزو ہوتا ہے پھر مجازاً اس قضیے کو جس میں حرف سلب جزو بنا ہوا ہوتا ہے معدولہ کہہ دیتے ہیں یہ مجاز مرسل کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہوتا ہے اس کو تسمیۃ الکل باسم الجزء کہتے ہیں اگر قضیہ میں حرف سلب نہ ہو جیسے زید قائم یا تو ہو سہی لیکن جزو نہ بنا ہو تو اس قضیے کو محصلہ کہتے ہیں چاہے وہ موجبہ یا سالبہ ہو بعض حضرات نے فرق کیا ہے کہ اگر موجبہ ہو تو اس کو محصلہ اور اگر سالبہ ہو تو اس کو بسیطہ کہتے ہیں اس لیے کہ بسیط کے معنی مفرد کے ہیں اور اس میں بھی حرف سلب ایک ہی ہوتا ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

متن: وَقَدْ يُصَرَّحُ بِكَيْفِيَّةِ النِّسْبَةِ فَمُوَجَّهَةٌ وَمَا بِهِ الْبَيَانُ جِهَةٌ وَإِلَّا فَمُطْلَقَةٌ فَإِنْ كَانَ الْحُكْمُ فِيْهَا بِضَرُوْرَةِ النِّسْبَةِ مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مَوْجُوْدَةً فَضَرُوْرِيَّةٌ مُطْلَقَةٌ أَوْ مَا دَامَ وَصْفُهُ فَمَشْرُوْطَةٌ عَامَّةٌ أَوْ فِيْ وَقْتٍ مُعَيَّنٍ فَوَقْتِيَّةٌ مُطْلَقَةٌ أَوْ غَيْرَ مُعَيَّنٍ فَمُنْتَشِرَةٌ مُطْلَقَةٌ أَوْ بِدَوَامِهَا مَادَامَ الذَّاتُ فَدَائِمَةٌ مُطْلَقَةٌ أَوْ مَا دَامَ الْوَصْفُ

****

Marfat.com

فَعُرْفِيَّةٌ عَامَّةٌ أَوْ بِفِعْلِيَّتِهَا فَمُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ أَوْ بِعَدَمِ ضَرُورَةِ خِلَافِهَا فَمُمْكِنَةٌ عَامَّةٌ فَهٰذِهٖ بَسَائِطُ

ترجمہ:۔ اور کبھی نسبت کی کیفیت کی تصریح کر دی جاتی ہے پس اس کا نام موجہہ ہے اور وہ چیز جس کے ساتھ کیفیت کو بیان کیا جائے وہ جہت ہے ورنہ پس مطلقہ ہے پس اگر حکم اس میں نسبت کے ضروری ہونے کا ہو ذات موضوع کی موجودگی تک تو وہ ضروریہ مطلقہ ہے یا وصف موضوع کی موجودگی تک تو وہ مشروطہ عامہ ہے یا وقت معین میں ہو تو وہ وقتیہ مطلقہ ہے یا وقت غیر معین میں تو وہ منتشرہ مطلقہ ہے یا قضیہ میں حکم دوام نسبت کا ہو ذات کے دوام تک تو وہ دائمہ مطلقہ ہے یا دوام وصف تک تو وہ عرفیہ عامہ ہے یا اس قضیہ میں حکم فعلیت نسبت کا ہو تو مطلقہ عامہ ہے یا جانب مخالف کے ضروری نہ ہونے کا حکم ہو تو وہ ممکنہ عامہ ہے پس یہ بسائط ہیں۔

تشریح:۔ اس کی مکمل تشریح شرح میں آ رہی ہے۔

ooooooooooooooooooooooooo

قَوْلُهٗ بِكَيْفِيَّةِ النِّسْبَةِ: نِسْبَةُ الْمَحْمُوْلِ إِلَى الْمَوْضُوْعِ سَوَاءٌ كَانَتْ إِيْجَابِيَّةً أَوْ سَلْبِيَّةً تَكُوْنُ لَا مَحَالَةَ مُكَيَّفَةً فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ وَالْوَاقِعِ بِكَيْفِيَّةٍ مِثْلُ الضَّرُوْرَةِ أَوِ الدَّوَامِ أَوِ الْإِمْكَانِ أَوِ الْإِمْتِنَاعِ وَغَيْرِ ذَالِكَ فَتِلْكَ الْكَيْفِيَّةُ الْوَاقِعَةُ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ تُسَمّٰى مَادَّةَ الْقَضِيَّةِ ثُمَّ قَدْ يُصَرَّحُ فِي الْقَضِيَّةِ بِأَنَّ تِلْكَ النِّسْبَةَ مُكَيَّفَةٌ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ بِكَيْفِيَّةِ كَذَا فَالْقَضِيَّةُ حِيْنَئِذٍ تُسَمّٰى مُوَجَّهَةً وَقَدْ لَا يُصَرَّحُ بِذَالِكَ فَتُسَمَّى الْقَضِيَّةُ مُطْلَقَةً وَاللَّفْظُ الدَّالُّ عَلَيْهَا فِي الْقَضِيَّةِ الْمَلْفُوْظَةِ وَالصُّوْرَةُ الْعَقْلِيَّةُ الدَّالَّةُ عَلَيْهَا فِي الْقَضِيَّةِ الْمَعْقُوْلَةِ تُسَمّٰى جِهَةَ الْقَضِيَّةِ فَإِنْ طَابَقَتِ الْجِهَةُ الْمَادَّةَ صَدَقَتِ الْقَضِيَّةُ كَقَوْلِنَا الْإِنْسَانُ حَيَوَانٌ وَ بِالضَّرُوْرَةِ وَإِلَّا كَذَبَتْ كَقَوْلِنَا كُلُّ إِنْسَانٍ حَجَرٌ بِالضَّرُوْرَةِ

ترجمہ:۔ یعنی (نسبت سے مراد) محمول کی نسبت موضوع کی طرف برابر ہے کہ وہ نسبت ایجابی ہو یا سلبی یقیناً وہ مکیف ہوگی

Marfat.com

واقع اور نفس الامر میں کسی کیفیت کے ساتھ جیسے کیفیت ضرورۃ یا کیفیت داوم یا کیفیت امکان کی کیفیت امتناع کی ان کے علاوہ پس یہی کیفیت جو نفس الامر میں واقع ہے اس کا نام مادہ قضیہ رکھا جاتا ہے پھر قضیہ میں کبھی اس بات کی تصریح کردی جاتی ہے کہ وہ نسبت نفس الامر میں فلاں کیفیت کے ساتھ مکیف ہے پس قضیہ کا اس وقت موجہہ نام رکھا جاتا ہے اور کبھی اس بات کی تصریح نہیں کی جاتی تو قضیہ کا نام مطلقہ رکھا جاتا ہے اور جو لفظ اس کیفیت پر دال ہو قضیہ ملفوظہ میں اور جو صورت عقلیہ دال ہو اس کیفیت پر قضیہ معقولہ میں اس کا نام جہت قضیہ رکھا جاتا ہے پس اگر جہت مادے کے مطابق ہے تو قضیہ صادق ہے جیسے ہمارا قول کل انسان حیوان بالضرورۃ ورنہ قضیہ جھوٹا ہے جیسے ہمارا قول کل انسان حجر بالضروۃ۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ جن قضایا میں جہت مذکور ہو ان کو موجہہ کہتے ہیں ان موجہات کو آسانی سے سمجھنے کیلئے پہلے چند فوائد ذکر کئے جاتے ہیں۔

فائدہ (۱):۔ تمام قضایا میں چار احتمالوں میں سے کوئی ایک احتمال ضرور پایا جاتا ہے اور ان احتمالوں کو کیفیات کہتے ہیں۔

(۱) اس قضیہ میں ایک شے کا ثبوت دوسری شے کیلئے یا ایک شے کی نفی دوسری شی سے ضروری ہوگی جیسے الانســـان حیوان بالضرورۃ میں حیوانیت کا ثبوت انسان کیلئے ضروری ہے اور لا شئ من الفرس بحجر بالضرورۃ میں حجریت کی فرس سے نفی ضروری ہے۔

(۲) ایک شی کا ثبوت دوسری شی کیلئے یا ایک شی کی نفی دوسری شی سے دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگی جیسے کـــل فـــلك متحرك بالدوام اس میں تحرک، فلک کیلئے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ثابت ہورہا ہے اور لا شئ من الفلك بساكن بالدوام میں سکون کی فلک سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نفی ہورہی ہے۔

(۳) ایک شے کا ثبوت دوسری شے کیلئے یا ایک شے کی نفی دوسری شے سے تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں ہوگی جیسے الانسان ضاحك بالفعل اس میں ضحک کو انسان کیلئے تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ثابت کیا جارہا ہے۔ اور لا شئ من الانسا بضاحك بالفعل میں ضحک کی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں انسان سے نفی کیا جارہی ہے۔

(۴) ایک شی کا ثبوت دوسری شی کیلئے یا ایک شی کی نفی دوسری شی سے ممکن ہوگی جیسے الانســان كـاتب بالامكان اس میں یہ بتایا جارہا ہے کہ انسان کا کاتب ہونا ممکن ہے۔ اور الانسان لیس بکاتب میں بتایا جارہا ہے کہ انسان کا کاتب نہ ہونا بھی ممکن ہے۔

Marfat.com

ان چار کیفیات میں سے پہلی کو بالضرورۃ، دوسری کو بالدوام، تیسری کو بالفعل اور چوتھی کو بالامکان کے الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

(۵) ایک اور احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شے کا ثبوت دوسری شی کیلئے یا ایک شے کی نفی دوسری شے سے ممتنع ہو لیکن یہ محض عقلی احتمال ہے اس میں چونکہ امتناع کا حکم ہے اس لئے اس سے بحث نہیں ہوتی۔

ہر قضیہ میں ان چار میں سے کوئی نہ کوئی احتمال ضرور ہوتا ہے لیکن کبھی اس کو لفظوں میں ذکر کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے۔ اگر قضیہ میں ان کو ذکر کیا جائے تو جس لفظ کو ان کیفیات میں سے کسی ایک کو بیان کرنے کیلئے ذکر کیا جاتا ہے اس کو جہت قضیہ کہتے ہیں اور اس قضیے کو (جس میں ان چار جہات میں سے کسی ایک جہت کو ذکر کیا جاتا ہے) اس کو قضیہ موجہہ کہتے ہیں اور اس کو رباعیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں چار چیزیں ہوتی ہیں (۱) موضوع (۲) محمول (۳) حرف رابطہ (۴) جہت۔ اگر ان کیفیات میں سے کسی کیفیت کو ذکر نہ کیا جائے تو اس کو قضیہ مطلقہ کہتے ہیں۔

سوال:۔ اگر قضیہ کو چار چیزوں کی وجہ سے قضیہ رباعیہ کہتے ہیں تو پھر قضیہ محصورہ کو بھی رباعیہ کہنا چاہیے کیونکہ اس میں بھی چوتھی چیز سور پائی جاتی ہے پھر اس کو رباعیہ کیوں نہیں کہتے؟ **جواب:۔** جہت قضیہ کے ساتھ ہمیشہ لازم ہوتی ہے اس کو ذکر کیا جائے یا نہ، بہر حال وہ مراد ہوتی ہے اور سور بعض قضایا کے ساتھ نہیں ہوتا جیسے شخصیہ، مہملہ اور طبعیہ وغیرہ اس لئے سور کو چوتھی چیز شمار کر کے قضیہ کو رباعیہ نہیں کہہ سکتے۔

سوال:۔ آپ نے کہا جہت لازم ہوتی ہے حالانکہ قضیہ مطلقہ میں تو جہت نہیں ہوتی؟

جواب:۔ قضیہ مطلقہ میں جہت کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

فائدہ (۲):۔ پھر اس قضیہ موجہہ کی دو قسمیں ہیں (۱) بسیطہ (۲) مرکبہ۔

بسیطہ:۔ بسیطہ وہ ہے جس میں ایک قضیہ موجہہ ہو۔ **مرکبہ:۔** وہ ہے جس میں دو قضیے موجہہ ہوں۔

تشریح عبارت:۔ شرح کی عبارت اور مذکورہ بالا فوائد کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات میں جو بھی قضیہ ہوگا اس میں جو نسبت ایجابی یا سلبی ہوگی وہ چار صفتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ موصوف ہوگی (۱) ضرورۃ (۲) دوام (۳) فعلیت (۴) امکان (اگر چہ پانچویں عقلی احتمال امتناع والا بھی ہے لیکن چونکہ اس کا خارج میں وجود نہیں ہوسکتا اس لیے اس کا اعتبار نہیں) خارجی جہان میں جب اس نسبت کا ثبوت یا سلب ضروری ہو تو اس کو مادہ قضیہ کہتے ہیں جیسا کہ کل انسان حیوان بالضرورۃ

Marfat.com

یہاں انسان کے لیے جہاں ں خارجی میں حیوان ہونا ضروری ہے جب اس خارجی جہاں کی اس کیفیت کو کسی لفظ سے تعبیر کرتے ہیں تو اس لفظ کو جہت قضیہ کہتے ہیں جیسے انسان کے لیے حیوانیت کا ثبوت ضروری تھا تو ہم نے اس ضرورت کو لفظ بالضرورۃ کے ساتھ تعبیر کیا اور کل انسان حیوان بالضرورۃ کہا اس میں ضرورت کے لفظ کو جہت قضیہ کہتے ہیں جبکہ یہ قضیہ ملفوظہ ہو اور جب اسی قضیہ کل انسان حیوان بالضرورۃ کا تصور ذہن میں کیا جائے تو وہ صورت جو اس قضیے میں دال ہوگی اس صورت عقلی کو قضیہ معقولہ کی جہت کہیں گے اور جس قضیہ میں جہات مذکور ہوتی ہیں اس قضیہ کو موجہہ اور رباعیہ کہتے ہیں موجہہ تو اس لیے کہ جہت مذکور ہے اور رباعیہ اس لیے کہ اب قضیہ کے اجزاء چار ہو گئے (۱) موضوع (۲) محمول (۳) نسبت (۴) جہت اگر یہ کیفیت جس کو لفظوں میں ذکر کیا گیا ہے نفس الامری (خارجی جہاں) میں مادہ قضیہ کے مطابق ہو تو اس قضیہ کو صادق کہیں گے جیسے کل انسان حیوان بالضروۃ اور اگر نفس الامر کے خلاف ہو تو اس کو قضیہ کاذبہ کہتے ہیں جیسے کل انسان حجر بالضرورۃ

قَوْلُهٗ : فَإِنْ كَانَ الْحُكْمُ فِيْهَا بِضَرُوْرَةِ النِّسْبَةِ الخ: قَدْ يَكُوْنُ الْحُكْمُ فِي الْقَضِيَّةِ الْمُوَجَّهَةِ بِأَنَّ النِّسْبَةَ الثُّبُوْتِيَّةَ أَوِ السَّلْبِيَّةَ ضَرُوْرِيَّةٌ أَيْ مُمْتَنِعَةُ الْاِنْفِكَاكِ عَنِ الْمَوْضُوْعِ عَلٰى أَحَدِ أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ الْأَوَّلُ أَنَّهَا ضَرُوْرِيَّةٌ مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مَوْجُوْدَةً نَحْوُ كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِإِنْسَانٍ بِالضَّرُوْرَةِ فَيُسَمَّى الْقَضِيَّةُ حِيْنَئِذٍ ضَرُوْرِيَّةً مُطْلَقَةً لِاشْتِمَالِهَا عَلَى الضَّرُوْرَةِ وَعَدَمِ تَقْيِيْدِ الضَّرُوْرَةِ بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِيِّ أَوِ الْوَقْتِ الثَّانِيْ أَنَّهَا ضَرُوْرِيَّةٌ مَادَامَ الْوَصْفُ الْعُنْوَانِيُّ ثَابِتًا لِذَاتِ الْمَوْضُوْعِ نَحْوُ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا وَلَا شَيْءَ مِنْهُ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا فَتُسَمَّى ح مَشْرُوْطَةً عَامَّةً لِاشْتِرَاطِ الضَّرُوْرَةِ بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِيِّ وَلِكَوْنِ هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ أَعَمَّ مِنَ الْمَشْرُوْطَةِ الْخَاصَّةِ كَمَا سَتَجِيْءُ الثَّالِثُ أَنَّهَا ضَرُوْرِيَّةٌ فِيْ وَقْتٍ مُعَيَّنٍ نَحْوُ كُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتَ حَيْلُوْلَةِ الْأَرْضِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الشَّمْسِ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتَ التَّرْبِيْعِ فَتُسَمّٰى ح وَقْتِيَّةً مُطْلَقَةً لِتَقْيِيْدِ الضَّرُوْرَةِ بِالْوَقْتِ وَعَدَمِ التَّقْيِيْدِ الْقَضِيَّةِ بِاللَّادَوَامِ

Marfat.com

الرَّابِعُ انھا ضَرُوْرِيَّةٌ فِيْ وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ كَقَوْلِنَا كُلُّ اِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتًا مَا وَلَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتًا مَافتسمّٰى مُنْتَشِرَةً مُطْلَقَةً لِكَوْنِ وَقْتِ الضَّرُوْرَةِ فِيْهَا مُنْتَشِرَةً اَیْ غَيْرَ مُعَيَّنٍ وَعَدَمِ تَقْيِيْدِ الْقَضِيَّةِ بِاللَّادَوَامِ

ترجمہ:۔ یعنی کبھی قضیہ موجہہ میں حکم ہوتا ہے بایں طور کہ نسبت ثبوتیہ یا سلبیہ ضروری ہے یعنی محمول کا انفکاک موضوع سے ممتنع ہے یہ چار صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر ہوگا پہلی صورت یہ ہے کہ وہ نسبت ضروری ہے جب تک کہ ذات موضوع موجود ہے جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ الخ پس اس وقت قضیے کا نام ضروریہ مطلقہ ہے اس قضیے کے ضرورت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور ضرورت کے وصف عنوانی یا وقت کے ساتھ مقید نہ ہونے کی وجہ سے اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ نسبت ضروری ہے جب تک وصف عنوانی ذات موضوع کیلئے ثابت ہے جیسے کل کاتب متحرک الخ پس اس وقت قضیے کا نام مشروطہ عامہ رکھا جاتا ہے ضرورت کے وصف عنوانی کے ساتھ مشروطہ ہونے کی وجہ سے اور قضیہ مشروطہ خاصہ سے اعم ہونے کی وجہ سے جیسا کہ عنقریب آئے گا تیسری صورت یہ ہے کہ نسبت وقت معین میں ضروری ہے جیسے کل قمر منخسف الخ پس اس وقت قضیہ کا نام وقتیہ مطلقہ رکھا جاتا ہے ضرورت کو وقت کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ سے اور قضیہ کو لا دوام کے ساتھ مقید نہ کرنے کی وجہ سے چوتھی صورت یہ ہے کہ نسبت ضروری ہے اوقات میں سے کسی وقت میں جیسے ہمارا قول کل انسان متنفس الخ پس اس وقت قضیہ کا نام منتشرہ مطلقہ رکھا جاتا ہے وقت ضرروت کے اس میں منتشر یعنی غیر معین ہونے کی وجہ سے اور قضیہ کو لا دوام کی قید سے مقید نہ کرنے کی وجہ سے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ سابقہ قولہ میں گزر چکا ہے کہ جہت چار قسم کی ہوتی ہے اس قول میں یہ بیان کیا ہے کہ ان میں سے کیفیت کی پہلی قسم ضرروت چار قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) ضرورت کی پہلی قسم:۔ یہ کہ محمول کا ثبوت یا محمول کا سلب ذات موضوع کے لیے ضروری ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو موجبہ کی مثال جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ اس میں حیوانیت کا ثبوت ہے انسان کے لیے جب تک کہ انسان کے افراد یعنی ذات موضوع موجود ہو سالبہ کی مثال جیسے لا شئی من الحجر بانسان بالضرورۃ اس کو ضروریہ مطلقہ کہتے ہیں اور ضرورت ذاتی بھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

وجہ تسمیہ ضروریہ مطلقہ:۔ اس کو ضروریہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں جہت ضرورت کی ہوتی ہے اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ وصف عنوانی کی قید کے ساتھ مقید نہیں ہوتا بلکہ مطلق ہوتا ہے۔

(۲) ضرورت کی دوسری قسم:۔ محمول کا ثبوت یا محمول کا سلب ذات موضوع کے لیے ضروری ہو جب تک کہ ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ موصوف ہو وصف عنوانی اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے ذات موضوع کو تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کل کاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا بالدوام اس میں تحرک اصابع کا ثبوت ذات کاتب کے لیے اس وقت تک ہے جب وہ کتابت والی وصف عنوانی کے ساتھ موصوف ہو اس قضیہ کو مشروطہ عامہ کہتے ہیں اور دوام ذاتی بھی کہا جاتا ہے۔

وجہ تسمیہ مشروطہ عامہ:۔ اس کو مشروطہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں وصف عنوانی کی شرط ہوتی ہے اور عامہ اس لیے کہ یہ مرکبات میں سے مشروطہ خاصہ سے اعم ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ مرکبات میں آئے گا۔

(۳) ضرورت کی تیسری قسم:۔ محمول کا ثبوت یا محمول کا سلب ذات موضوع کے لیے ضروری ہو ایک وقت معین میں جیسے کل قمر منخسف بالضرورة وقت حیلولة الارض بینه و بین الشمس (ہر چاند کو گرہن لگنے والا ہے بوقت حائل ہونے زمین کے سورج اور چاند کے درمیان) اس میں انخساف کو قمر کے لیے ثابت کیا گیا مگر ایک معین وقت میں یعنی جب زمین سورج اور چاند کے درمیان حائل ہو اس کو وقتیہ مطلقہ کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ وقتیہ مطلقہ:۔ اس کو وقتیہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں حکم ایک وقت معین میں ہوتا ہے اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں لا دوام یا لاضرورة کی قید نہیں ہوتی جو کہ مرکبہ یعنی وقتیہ وغیرہ میں ہوا کرتی ہے۔

(۴) ضرورت کی چوتھی قسم:۔ محمول کا ثبوت یا محمول کا سلب ذات موضوع کے لیے ضروری ہو کسی وقت غیر معین میں لیکن وہ وقت غیر معین کسی ایک زمانے کا ہو خواہ حال کا ہو یا مستقبل کا ہو یا ماضی کا جیسے کل انسان متنفس بالضرورة وقتاما (ہر انسان سانس لینے والا ہے کسی نہ کسی وقت میں) اس میں تنفس کو انسان کے لیے ثابت کیا گیا ہے کسی غیر معین وقت میں لیکن کسی ایک زمانے میں اس کو منتشرہ مطلقہ کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ منتشرہ مطلقہ:۔ اس میں ضرورت کا وقت منتشرہ (غیر معین) ہوتا ہے اس لیے اس کو منتشرہ کہتے ہیں اور یہ لا دوام یا لاضرورة کی قید کے ساتھ مقید نہیں ہوتا اس لیے اس کو مطلقہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

قَوْلُهُ فَدَائِمَةٌ مُطْلَقَةٌ: وَالْفَرْقُ بَيْنَ الضَّرُوْرَةِ وَالدَّوَامِ اَنَّ الضَّرُوْرَةَ هِيَ اسْتِحَالَةُ انْفِكَاكِ شَيْءٍ عَنْ شَيْءٍ وَالدَّوَامُ عَدَمُ انْفِكَاكِهِ عَنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُسْتَحِيْلًا كَدَوَامِ الْحَرَكَةِ لِلْفَلَكِ ثُمَّ الدَّوَامُ اَعْنِيْ عَدَمَ انْفِكَاكِ النِّسْبَةِ الْاِيْجَابِيَّةِ اَوِ السَّلْبِيَّةِ عَنِ الْمَوْضُوْعِ اِمَّا ذَاتِيٌّ اَوْ وَصْفِيٌّ فَاِنْ كَانَ الْحُكْمُ فِي الْمُوَجَّهَةِ بِالدَّوَامِ الذَّاتِيِّ اَيْ بِعَدَمِ انْفِكَاكِ النِّسْبَةِ عَنِ الْمَوْضُوْعِ مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مَوْجُوْدَةً سُمِّيَتِ الْقَضِيَّةُ دَائِمَةً لِاشْتِمَالِهَا عَلَى الدَّوَامِ وَمُطْلَقَةً لِعَدَمِ تَقْيِيْدِ الدَّوَامِ بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِيِّ وَاِنْ كَانَ الْحُكْمُ بِالدَّوَامِ الْوَصْفِيِّ اَيْ بِعَدَمِ انْفِكَاكِ النِّسْبَةِ عَنْ ذَاتِ الْمَوْضُوْعِ مَادَامَ الْوَصْفُ الْعُنْوَانِيُّ ثَابِتًا لِتِلْكَ الذَّاتِ سُمِّيَتْ عُرْفِيَّةً لِاَنَّ اَهْلَ الْعُرْفِ يَفْهَمُوْنَ هٰذَا الْمَعْنٰى مِنَ الْقَضِيَّةِ السَّالِبَةِ بَلْ مِنَ الْمُوَجَّهَةِ اَيْضًا عِنْدَ الْاِطْلَاقِ فَاِذَا قِيْلَ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ فَهِمُوْا اَنَّ هٰذَا الْحُكْمَ ثَابِتًا لَهُ مَادَامَ كَاتِبًا وَعَامَّةً لِكَوْنِهَا اَعَمَّ مِنَ الْعُرْفِيَّةِ الْخَاصَّةِ الَّتِيْ سَيَجِيْءُ ذِكْرُهَا

ترجمہ:۔ ضرورت اور دوام کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضرورت وہ محال ہونا ہے ایک شی کے انفکاک کا دوسری شی سے اور دوام جدا نہ ہونا ہے ایک شی کا دوسری شی سے اگر چہ وہ (عدم انفکاک) محال نہ ہو جیسے آسمان کے لیے حرکت کا دائمی ہونا پھر دوام میں مراد لیتا ہوں (دوام سے) نسبت ایجابی یا سلبی کے موضوع سے جدا نہ ہونے کو ذاتی ہو گا یا وصفی ہو گا پس اگر حکم قضیہ موجہہ میں دوام ذاتی یعنی نسبت کے موضوع جدا نہ ہونے کے ساتھ ہے اس وقت تک جب تک ذات موضوع موجود ہے تو قضیہ کا نام دائمہ رکھا جائے گا اس کے دوام پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور مطلقہ رکھا جائے گا دوام کو وصف عنوانی کے ساتھ مقید نہ کرنے کی وجہ سے اور اگر حکم دوام وصفی یعنی نسبت کے ذات موضوع سے اس وقت تک جدا نہ ہونے کے ساتھ ہو جب تک وصف عنوانی اس ذات کے لیے ثابت ہے تو قضیہ کا نام عرفیہ رکھا جائے گا اس لیے کہ اہل عرف اس معنی کو قضیہ سالبہ سے بلکہ بوقت اطلاق قضیہ موجبہ بھی سمجھتے ہیں پس جب یہ کہا جائے گا کل کاتب متحرك الاصابع تو وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ حکم اس کے لیے ثابت ہے جب تک وہ کاتب ہے اور عامہ نام رکھا جاتا ہے اس کے اعم ہونے کی وجہ سے اس عرفیہ خاصہ سے جس

Marfat.com

کا ذکر عنقریب آجائے گا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض بھی توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں دوسری کیفیت دوام کی قسمیں بیان کی ہیں دوام کی عقلی طور پر دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱) دوام ذاتی (۲) دوام وصفی۔

فائدہ:۔ ضرورت اور دوام کا فرق ضرورت میں شئی کا جدا ہونا ممتنع ہے اور دوام میں شئی کا جدا ہونا ممکن ہے اگر چہ جدا نہ ہو جیسے انسانیت یہ حیوان کے لیے ضروری ہے اس سے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتی جدا ہونا ممتنع ہے اور حرکت فلک کے لیے (قدیم مناطقہ کے مذہب کے مطابق) دائمی تو ہے کہ اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی لیکن جدا ہونا ممکن ہے۔

دوام کی پہلی قسم:۔ محمول کا ثبوت یا محمول کی نفی ذات موضوع سے دائما ہو جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے کل فلك متحرك بالدوام اس کو دائمہ مطلقہ کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ دائمہ مطلقہ:۔ اس کو دائمہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں حکم دائمی ہوتا ہے اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ وصف وعنوانی کی قید کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ت

دوام کی دوسری قسم:۔ محمول کا ثبوت یا نفی ذات موضوع سے دائما ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ موصوف ہو جیسے کل کاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام کاتبا نفی کی مثال لا شئی من الکاتب بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتبا اس کو عرفیہ عامہ کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ عرفیہ عامہ:۔ اس کو عرفیہ عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب قضیہ سالبہ مطلقا بولا جائے تو عرف میں عرفیہ عامہ والا معنی سمجھتا ہے کہ یہ حکم دائمی ہے جب تک موضوع وصف عنوانی کے ساتھ موصوف ہو اور عامہ اس لیے کہ یہ عرفیہ خاصہ سے جو کہ مرکبات میں آرہا ہے اعم ہے۔

قَوْلُهٗ اَوْبِفِعْلِيَّتِهَا: اَیْ تَحَقُّقُ النِّسْبَةِ بِالْفِعْلِ فَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ هِیَ الَّتِیْ حُكِمَ فِيْهَا بِكَوْنِ النِّسْبَةِ مُتَحَقِّقَةً بِالْفِعْلِ اَیْ فِیْ اَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ وَتَسْمِيَتُهَا بِالْمُطْلَقَةِ لِاَنَّ هُوَ الْمَفْهُوْمُ مِنَ الْقَضِيَّةِ عِنْدَ اِطْلَاقِهَا وَعَدَمِ تَقْيِيْدِهَا بِالضَّرُوْرَةِ اَوِ الدَّوَامِ اَوْ غَيْرِ

****

Marfat.com

ذَالِكَ مِنَ الْجِهَاتِ وَ بِالْعَامَّةِ لِكَوْنِهَا اَعَمُّ مِنَ الْوُجُوْدِيَّةِ اللَّا ضَرُوْرِيَّةِ عَلٰى مَا سَيُجِيْءُ

ترجمہ:۔ یعنی نسبت بالفعل متحقق ہوگی پس مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا جائے نسبت کے بالفعل یعنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں متحقق ہونے کا اور اس کا مطلقہ نام رکھا اس لیے کہ یہ وہی قضیہ کا مفہوم ہے جو اس کے مطلق ہونے اور ضرورت یا دوام یا اس کے علاوہ جہات کے ساتھ مقید نہ ہونے کے وقت ہے اور عامہ نام رکھنا بوجہ اس کے اعم ہونے کے ہے وجودیہ لا دائمہ اور ضروریہ سے جیسے کہ عنقریب آ جائے گا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ اس قول میں کیفیت کی تیسری قسم فعلیت کا بیان ہے فعلیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نسبت کا ثبوت یا نفی تین زمانوں میں سے کسی نہ کسی زمانے میں (یعنی غیر معین زمانے میں) اگر محمول کا ثبوت یا نفی ذات موضوع سے تین زمانوں میں سے کسی نہ کسی زمانے میں ہو تو اس کو مطلقہ عامہ کہتے ہیں ثبوت کی مثال جیسے کل انسان ضاحك بالفعل نفی کی مثال جیسے لاشئی من الانسان بضاحك بالفعل

وجہ تسمیہ مطلقہ عامہ:۔ اس کو مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب کوئی قضیہ مطلق بولا جائے تو اس سے یہی معنی سمجھا جاتا ہے جو مطلقہ عامہ کا ہے نیز یہ مطلقہ عامہ کسی قید کے ساتھ مقید بھی نہیں ہوتا اور عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ وجودیہ لا دائمہ اور لا ضروریہ سے جو کہ مرکبات میں آ رہے ہیں اعم ہے۔

قَوْلُهُ اَوْ بِعَدَمِ ضَرُوْرَةٍ آه :اِذَا حُكِمَ فِي الْقَضِيَّةِ بِاَنَّ خِلَافَ النِّسْبَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْهَا لَيْسَ ضَرُوْرِيًّا نَحْوُ قَوْلِنَا زَيْدٌ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْعَامِ بِمَعْنٰى اَنَّ الْكِتَابَةَ غَيْرُ مُسْتَحِيْلَةٍ لَهُ يَعْنِي اَنَّ سَلْبَهَا عَنْهُ لَيْسَ ضَرُوْرِيًّا سُمِّيَتِ الْقَضِيَّةُ ح مُمْكِنَةً لِاشْتِمَالِهَا عَلَى الْاِمْكَانِ وَهُوَ لِسَلْبِ الضَّرُوْرَةِ وَ عَامَّةً لِكَوْنِهَا اَعَمُّ مِنَ الْمُمْكِنَةِ الْخَاصَّةِ

ترجمہ:۔ جب قضیہ میں حکم لگایا جائے بایں طور کہ قضیہ میں مذکورہ نسبت کے خلاف ضروری نہیں ہے جیسے ہمارا قول زید کاتب بالامکان العام یعنی کتابت اس کے لیے محال نہیں بایں معنی کہ اس کا سلب اس سے ضروری نہیں اس وقت قضیہ کا نام ممکنہ رکھا جاتا ہے اس کے امکان پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور وہ (امکان) ضرورت کو سلب کرنا ہے اور عامہ نام رکھا جاتا ہے

Marfat.com

اس کے ممکنہ خاصہ سے اعم ہونے کی وجہ سے۔

غرض شارح:۔ اس قول میں قضایا بسیطہ میں آٹھویں قسم قضیہ ممکنہ عامہ کو بیان کرتے ہیں۔

تشریح:۔ اس قول میں کیفیت کی چوتھی قسم امکان عام کا بیان ہے امکان عام اس قضیہ کو کہتے ہیں جس میں جانب مخالف سے ضرورت کی نفی ہو قضیہ میں اگر نسبت ثبوتی ہو تو اس وقت اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی جانب مخالف یعنی سلب ضروری نہیں اور اگر قضیہ میں صراحۃ نسبت سلبی ہو تو وقت اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی جانب مخالف یعنی ثبوت ضروری نہیں جیسے زید قائم بالامکان العام یہاں نسبت کا ثبوت ہے کہ قیام کا ثبوت زید کے لیے ممکن ہے اس کا مطلب یہ کہ اس کی جانب مخالف یعنی عدم قیام زید کے ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر عدم قیام ضروری ہوتا تو پھر قیام کا ثبوت ممکن نہ ہوتا جیسے شریك الباری کا عدم ضروری ہے تو اس کا ثبوت ممکن نہیں اسی طرح سالبہ ممکنہ کو قیاس کرو۔

نوٹ: ان آٹھوں قضایا کی بالتفصیل موجبہ اور سالبہ اور کلیہ اور جزئیہ کی مثالیں اگلے صفحہ پر نقشے میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

نقشہ قضایا موجہہ بسائط بمع امثلہ

نمبر شمار	نام قضیہ	کیفیت	مثال
۱	ضروریہ مطلقہ	موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان بالضرورة
۲	ضروریہ مطلقہ	موجبہ جزئیہ	بعض الحیوان انسان بالضرورة
۳	ضروریہ مطلقہ	سالبہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر بالضرورة
۴	ضروریہ مطلقہ	سالبہ جزئیہ	بعض الانسان لیس بحجر بالضرورة
۵	مشروطہ عامہ	موجبہ کلیہ	کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا
۶	مشروطہ عامہ	موجبہ جزئیہ	بعض الکاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا
۷	مشروطہ عامہ	سالبہ کلیہ	لا شئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورة مادام کاتبا
۸	مشروطہ عامہ	سالبہ جزئیہ	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالضرورة مادام کاتبا
۹	وقتیہ مطلقہ	موجبہ کلیہ	کل قمر منخسف بالضرورة وقت حیلولة الارض بینه و بین الشمس
۱۰	وقتیہ مطلقہ	موجبہ جزئیہ	×
۱۱	وقتیہ مطلقہ	سالبہ کلیہ	لاشئ من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التربیع
۱۲	وقتیہ مطلقہ	سالبہ جزئیہ	×
۱۳	منتشرہ مطلقہ	موجبہ کلیہ	کل انسان متنفس بالضرورة وقتا ما
۱۴	منتشرہ مطلقہ	موجبہ جزئیہ	×
۱۵	منتشرہ مطلقہ	سالبہ کلیہ	لا شئ من الانسان بمتنفس بالضرورة وقتا ما
۱۶	منتشرہ مطلقہ	سالبہ جزئیہ	×
۱۷	دائمہ مطلقہ	موجبہ کلیہ	کل فلك متحرك بالدوام
۱۸	دائمہ مطلقہ	موجبہ جزئیہ	بعض الفلك متحرك بالدوام

Marfat.com

۱۹	دائمہ مطلقہ	سالبہ کلیہ	لا شئ من الفلك بساكن بالدوام
۲۰	دائمہ مطلقہ	سالبہ جزئیہ	بعض الفلك ليس بساكن بالدوام
۲۱	عرفیہ عامہ	موجبہ کلیہ	كل كاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام كاتبا
۲۲	عرفیہ عامہ	موجبہ جزئیہ	بعض الكاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام كاتبا
۲۳	عرفیہ عامہ	سالبہ کلیہ	لا شئ من الكاتب بساكن الاصابع بالدوام مادام كاتبا
۲۴	عرفیہ عامہ	سالبہ جزئیہ	بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع بالدوام مادام كاتبا
۲۵	مطلقہ عامہ	موجبہ کلیہ	كل انسان متنفس بالفعل
۲۶	مطلقہ عامہ	موجبہ جزئیہ	بعض الانسان متنفس بالفعل
۲۷	مطلقہ عامہ	سالبہ کلیہ	لا شئ من الانسان بضاحك بالفعل
۲۸	مطلقہ عامہ	سالبہ جزئیہ	بعض الانسان ليس بضاحك بالفعل
۲۹	ممکنہ عامہ	موجبہ کلیہ	كل انسان كاتب بالامكان العام
۳۰	ممکنہ عامہ	موجبہ جزئیہ	بعض الانسان كاتب بالامكان العام
۳۱	ممکنہ عامہ	سالبہ کلیہ	لا شئ من الانسان بكاتب بالامكان العام
۳۲	ممکنہ عامہ	سالبہ جزئیہ	بعض الانسان ليس بكاتب بالامكان العام

Marfat.com

قَوْلُهُ فَهٰذِهٖ بَسَائِطُ : اَیِ الْقَضَایَا الثَّمَانِیَّةُ الْمَذْكُوْرَةُ مِنْ جُمْلَةِ الْمُوَجَّهَاتِ بَسَائِطُ اِعْلَمْ اَنَّ الْقَضَایَا الْمُوَجَّهَةَ وَهِیَ مَا یَكُوْنُ حَقِیْقَتُهَا اِمَّا اِیْجَابًا فَقَطْ اَوْ سَلْبًا فَقَطْ كَمَا مَرَّ فِی الْمُوَجَّهَاتِ الثَّمَانِیَّةِ وَاِمَّا مُرَكَّبَةٌ وَهِیَ الَّتِیْ تَكُوْنُ حَقِیْقَتُهَا مُرَكَّبَةً مِنْ اِیْجَابٍ وَ سَلْبٍ بِشَرْطِ اَنْ لَّا یَكُوْنَ الْجُزْءُ الثَّانِیْ فِیْهَا مَذْكُوْرًا بِعِبَارَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ سَوَاءٌ كَانَ فِی اللَّفْظِ تَرْكِیْبٌ كَقَوْلِنَا كُلُّ اِنْسَانٍ ضَاحِكٌ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا فَقَوْلُنَا لَا دَائِمًا اِشَارَةٌ اِلٰی حُكْمٍ سَلْبِیٍّ اَوْ لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِضَاحِكٍ بِالْفِعْلِ اَوْ لَمْ یَكُنْ فِی اللَّفْظِ تَرْكِیْبٌ كَقَوْلِنَا كُلُّ اِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْخَاصِّ فَاِنَّهٗ فِی الْمَعْنٰی قَضِیَّتَانِ مُمْكِنَتَانِ عَامَّتَانِ اَیْ كُلُّ اِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْعَامِّ وَلَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِكَاتِبٍ بِالْاِمْكَانِ الْعَامِّ وَالْعِبْرَةُ فِی الْاِیْجَابِ وَالسَّلْبِ حِیْنَئِذٍ بِالْجُزْءِ الْاَوَّلِ الَّذِیْ هُوَ اَصْلُ الْقَضِیَّةِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْقَضِیَّةَ الْمُرَكَّبَةَ اِنَّمَا تَحْصُلُ بِتَقْیِیْدِ قَضِیَّةٍ بَسِیْطَةٍ بِقَیْدٍ مِثْلُ اللَّا دَوَامِ وَاللَّا ضَرُوْرَةِ

ترجمہ:۔ یعنی جملہ موجہات میں سے مذکورہ آٹھ قضیے بسائط ہیں تو جان لے کہ قضایا موجہہ یا بسیطہ ہونگے اور وہ موجہہ بسیطہ وہ قضیہ ہے جس کی حقیقت یا تو صرف ایجاب ہوگی یا صرف سلب ہوگی جیسا کہ آٹھ موجہات گزر چکے ہیں یا مرکبہ ہونگے اور موجہہ مرکبہ وہ قضیہ ہے جس کی حقیقت ایجاب اور سلب سے اس شرط کے ساتھ مرکب ہوگی کہ جز ثانی اس میں مستقل عبارت کے ساتھ مذکور نہ برابر ہے لفظ میں ترکیب ہو جیسے ہمارا قول کل انسان ضاحك بالفعل لا دائما پس ہمارا قول لا دائما یہ حکم سلبی یعنی لا شئی من الانسان بضاحك بالفعل کی طرف اشارہ ہے یا لفظ میں ترکیب نہ ہو جیسے ہمارا قول کل انسان کاتب بالامکان الخاص پس بلاشبہ یہ معنی میں دو قضیہ ممکنہ عامہ ہیں یعنی کل انسان کاتب الخ اور اعتبار ایجاب اور سلب میں اس وقت جزء اول کا ہوتا ہے جو اصل قضیہ ہے اور تو یہ بھی جان لے کہ قضیہ مرکبہ سوا اس کے نہیں قضیہ بسیطہ کو لا دوام اور لا ضرورۃ جیسی قید کے ساتھ مقید کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

غرض شارح:۔ ماقبل میں قضایا بسیطہ کا بیان تھا اب قضایا مرکبہ کو بیان کرتے ہیں۔

****

Marfat.com

تشریح:۔ اس سے ماقبل قضایا بسیطہ کا بیان تھا قضایا بسیطہ ان کو کہتے تھے جن میں فقط ایجاب یا سلب ہو اس قولہ سے قضایا مرکبہ کو بیان کرتے ہیں قضیہ مرکبہ کہتے ہیں کہ دو قضیے بسیطوں کو ملا دیا جائے جیسے کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا دوسرا قضیہ بسیطہ لا شئی من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل لیکن اس کی تفصیل سے پہلے قضایا مرکبہ کے بارے میں چند ضروری باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

فائدہ نمبر (۱):۔ پہلا فائدہ تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ منطقی قضایا مرکبہ کو کیوں ذکر کرتے ہیں کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا تو اس سے عقلمند تو یہ سمجھتا ہے کہ ثبوت تحرك الاصابع کا ذات کاتب کے لیے اس وقت ضروری ہے جب تک وہ صفت کتابت کے ساتھ موصوف ہو لیکن جو بے عقل ہو گا وہ یہ نہیں سمجھے گا بلکہ وہ یہ سمجھے گا کہ شاید تحرك الاصابع کا ثبوت ذات کاتب کے لیے ہمیشہ ضروری ہے چنانچہ مخاطب کے اس وہم کو دور کرنے کے لیے منطقی ایک دوسرا قضیہ بسیطہ بھی ساتھ ذکر کرتے ہیں وہ یہ کہ لا شئی من الکاتب بتحرك الاصابع بالفعل یعنی کسی نہ کسی زمانے میں تحرک اصابع کی ذات کاتب سے نفی بھی ہے اس سے مخاطب کا وہم دور ہو جاتا ہے اس لیے منطقی قضایا مرکبہ کو بیان کرتے ہیں۔

فائدہ نمبر (۲):۔ قضایا مرکبہ میں ہمیشہ دو قضیے ہوتے ہیں ایک ان میں سے صراحتہ عبارت میں موجود ہو گا اور دوسرے کی طرف اشارہ ہو گا کیونکہ وہ دوسرا قضیہ اسی پہلے قضیے سے بنایا جاتا ہے اگر صراحتہ دونوں قضیے عبارت میں مذکور ہوں ہو اس کو اصطلاح قضیہ مرکبہ نہیں کہا جائے گا۔

فائدہ نمبر (۳):۔ قضیہ مرکبہ میں ایک قضیہ موجبہ ہو گا اور ایک سالبہ لیکن قضیہ کا نام رکھنے میں ہم پہلے قضیہ کا اعتبار کریں گے اگر پہلا قضیہ موجبہ ہو تو سارا قضیہ موجبہ کہلائے گا اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہے تو سارا قضیہ سالبہ ہو گا۔

فائدہ نمبر (۴):۔ دوسرا قضیہ اسی پہلے قضیے کے موضوع اور محمول سے تیار ہو گا البتہ اگر پہلا قضیہ موجبہ تھا تو موجبہ کا سور ہٹا کر سالبہ کا سور داخل کریں گے اور اگر پہلا قضیہ سالبہ تھا تو سالبہ کا سور ہٹا کر موجبہ کا سور داخل کریں گے۔

فائدہ نمبر (۵):۔ دوسرے کی طرف اشارہ لا دائما لا بالضرورة اور امکان خاص کے ذریعے ہو گا لا دائما یا لا بالدوام سے اشارہ قضیہ مطلقہ عامہ کی طرف ہو گا لا بالضرورة سے اشارہ قضیہ ممکنہ عامہ کی طرف ہو گا امکان خاص میں بھی اشارہ قضیہ مطلقہ عامہ کی طرف ہو گا جب قضیہ مرکبہ میں اشارہ دوسرے قضیے کی طرف لا دائما اور لا بالضرورة کے

Marfat.com

ساتھ ہوگا تو قضیہ لفظوں میں مرکب ہوگا کیونکہ لادائما اور لابالضرورۃ یہ اصل قضیہ پورا ہونے کے بعد مستقلا اور ایک قضیے کی طرف اشارہ کے لیے کیے جاتے ہیں البتہ امکان خاص والا اشارہ جس قضیہ مرکبہ میں ہوگا وہاں لفظوں میں ترکیب نہیں ہوگی کیونکہ پہلا قضیہ پورا ہونے کے بعد امکان خاص کا لفظ ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ امکان خاص ہی سے پہلے قضیہ ممکنہ بھی تمام ہوتا ہے اور یہی امکان خاص دوسرے قضیے ممکنہ عامہ کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جیسے کل انسان کاتب بالامکان الخاص اس سے قضیے ممکنہ عامہ نکلیں گے ایک تو یہی قضیہ مذکورہ اور دوسرا جو کہ ایجاب وسلب میں اس کے مخالف ہوگا پہلا ممکنہ عامہ کل انسان کاتب بالامکان العام دوسرا قضیہ لا شئی من الانسان بکاتب بالامکان العام

فائدہ نمبر (۲):۔ جب قضیہ مرکبہ میں ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے تو قضیہ کے نام رکھنے میں پہلے جزو قضیہ کا اعتبار کریں گے جیسا کہ جملہ کے فعلیہ اور اسمیہ ہونے میں پہلے جزو کا اعتبار کیا جاتا ہے اگر پہلا موجبہ ہے تو پورے قضیہ مرکبہ کو موجبہ کہیں گے اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہے تو پورے قضیہ مرکبہ کو سالبہ کہیں گے۔

المتن: وَقَدْ تُقَيَّدُ الْعَامَّتَانِ وَالْوَقْتِيَّتَانِ الْمُطْلَقَتَانِ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ فَتُسَمَّى الْمَشْرُوْطَةُ الْخَاصَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ وَالْوَقْتِيَّةُ وَالْمُنْتَشِرَةُ وَقَدْ تُقَيَّدُ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ بِاللَّاضَرُوْرِيَّةِ الذَّاتِيَةِ فَتُسَمَّى الْوُجُوْدِيَّةُ اللَّاضَرُوْرِيَّةُ أَوْ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ فَتُسَمَّى الْوُجُوْدِيَّةُ اللَّادَائِمَةُ وَقَدْ تُقَيَّدُ الْمُمْكِنَةُ الْعَامَّةُ بِاللَّاضَرُوْرَةِ مِنَ الْجَانِبِ الْمُوَافِقِ أَيْضًا فَتُسَمَّى الْمُمْكِنَةُ الْخَاصَّةُ وَهٰذِهٖ مُرَكَّبَاتٌ لِأَنَّ اللَّادَوَامَ إِشَارَةٌ إِلٰى مُطْلَقَةٍ عَامَّةٍ وَاللَّاضَرُوْرَةَ إِلٰى مُمْكِنَةٍ عَامَّةٍ مُخَالِفَتَيِ الْكَيْفِيَّةِ وَمُوَافِقَتَيِ الْكَمِّيَّةِ لِمَا قُيِّدَ بِهِمَا

ترجمہ متن:۔ اور کبھی مقید کیے جاتے ہیں عامتان (مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ) اور وقتیتان اور مطلقتان (وقتیہ مطلقہ، منتشرہ

Marfat.com

مطلقہ) لا دوام ذاتی کے ساتھ پس نام رکھا جاتا ہے ان کا مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ، وقتیہ اور منتشرہ اور کبھی مطلقہ عامہ مقید کیا جاتا ہے اور لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ اس کا نام رکھا جاتا ہے وجودیہ لاضروریہ یا مقید کیا جاتا ہے لا دوام ذاتی کے ساتھ اس کا نام وجودیہ لا دائمہ رکھا جاتا ہے اور کبھی ممکنہ عامہ مقید کیا جاتا ہے لاضرورۃ کے ساتھ جانب موافق کے ساتھ بھی پس اس کا نام ممکنہ خاصہ رکھا جاتا ہے پس یہ مرکبات ہیں کیونکہ لا دوام اشارہ ہے مطلقہ عامہ کی طرف جو کیفیت میں اس قضیے کے مخالف ہوتے ہیں جس کو ان دونوں کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے اور کمیت میں دونوں موافق ہوتے ہیں

تشریح متن:۔ جو آپ نے قضایا مرکبات کے شرائط سمجھ لیے تو اب یہاں سے ان قضایا مرکبات کی تفصیل بیان کر رہے ہیں یہ بات ماقبل میں گزر چکی ہے کہ قضایا مرکبہ وہ ہمیشہ دو قضیے بسیطے ہوتے ہیں ایک قضیہ بسیطہ کو دوسرے قضیہ بسیطہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو ایک قضیہ مرکبہ تیار ہوتا ہے مثلاً ضروریہ مطلقہ ایک بسیطہ ہے اس کو مشروطہ عامہ کے ساتھ ملائیں تو ایک قضیہ تیار ہوگا دائمہ مطلقہ کو ملائیں تو دوسرا قضیہ اسی طرح آٹھوں قضیوں میں سے ہر ایک قضیہ کے ساتھ آٹھ بسیطوں کو ملایا جائے تو عقلی احتمالات مرکبات کے چونسٹھ نکلتے ہیں۔ لیکن منطقی صرف سات قضایا مرکبہ کو ذکر کرتے ہیں۔ منطقی تمام بسیطوں کو آپس میں نہیں ملاتے بلکہ صرف دو بسیطوں مطلقہ عامہ (جس کی طرف لا دائما سے اشارہ ہوتا ہے) اور ممکنہ عامہ (جس کی طرف لا ضرورۃ سے اشارہ ہوتا ہے) کو بسیطوں کے ساتھ ملاتے ہیں پھر ان دونوں کو بھی تمام بسیطوں کے ساتھ نہیں ملاتے بلکہ لا دائما ذاتی کو پانچ قضیوں کے ساتھ ملاتے ہیں لا دائما ذاتی (مطلقہ عامہ) کو مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کے ساتھ ملاتے ہیں نیز لا دائما دوام ذاتی (مطلقہ عامہ) کو مطلقہ عامہ کے ساتھ بھی ملاتے ہیں اس طرح یہ پانچ قضایا مرکبہ تیار ہوتے ہیں جب مطلقہ عامہ کو مشروطہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس وقت جو قضیہ مرکبہ تیار ہوتا ہے اس کو مشروطہ خاصہ کہتے ہیں۔ عرفیہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس کو عرفیہ خاصہ کہتے ہیں وقتیہ مطلقہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس کو وقتیہ کہتے ہیں منتشرہ مطلقہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس کو منتشرہ کہتے ہیں مطلقہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس کو وجودیہ لا دائما کہتے ہیں لا دائما ذاتی (ممکنہ عامہ) کو صرف دو قضیوں کے ساتھ ملاتے ہیں اور اس سے دو قضیے مرکبے تیار ہوتے ہیں ممکنہ عامہ کو ممکنہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس سے جو قضیہ مرکبہ تیار ہوتا ہے اس کو ممکنہ خاصہ کہتے ہیں اس کی تعریف یہ ہے کہ اس کی جانب مخالف اور موافق دونوں سے ضرورت کی نفی ہوتی ہے ممکنہ عامہ کو مطلقہ عامہ کے ساتھ ملاتے ہیں اس سے جو قضیہ تیار ہوتا ہے اس کو وجودیہ لاضروریہ کہتے ہیں

فائدہ:۔ مطلقہ عامہ کی تعریف ہم نے ماقبل میں یہ کی تھی کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے تین زمانوں میں سے کسی نہ کسی

Marfat.com

زمانہ میں ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو اگر یہاں یہ قید لگا دی جائے کہ نسبت کا ثبوت موضوع کی ذات کیلئے ہو تین زمانوں میں سے کسی نہ کسی زمانے میں جب تک کہ ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو تو اس وقت اس کو حینیہ مطلقہ (لادوام وصفی) کہتے ہیں اسی طرح ممکنہ عامہ کی تعریف ماقبل میں یہ کی تھی کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے ممکن ہو جب تک کہ ذات موضوع موجود ہو یہاں بھی اگر وصف عنوانی کی قید لگائی جائے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے ممکن ہے جب تک کہ ذات موضوع موصوف ہو وصف عنوانی کے ساتھ تو اس وقت اسی قضیہ عامہ کو حینیہ ممکنہ (لاضرورۃ وصفی) کہتے ہیں حاصل اس فائدہ کا یہ ہے کہ لاضرورۃ ذاتی سے اشارہ ممکنہ عامہ کی طرف ہوتا ہے اور لاضرورۃ وصفی سے اشارہ حینیہ ممکنہ کی طرف ہوگا اور لادوام ذاتی سے اشارہ مطلقہ عامہ کی طرف ہوگا اور لادوام وصفی سے اشارہ حینیہ مطلقہ کی طرف ہوگا جیسے مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ بسیطوں کے ساتھ ملتے ہیں اسی طرح حینیہ مطلقہ اور حینیہ ممکنہ بسیطوں کے ساتھ ملتے ہیں اس کی تفصیل قولہ او باللادوام الذاتی میں آیگی۔

نوٹ: یہاں تک تمام تفصیل مرکبات کی مذکور ہو چکی ہے اب شرح میں تفصیل نہیں ہوگی صرف اہم بات کو ذکر کیا جائے گا

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

قَوْلُهُ وَقَدْ تُقَيَّدُ الْعَامَّتَانِ :اَيِ الْمَشْرُوْطَةُ الْعَامَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْعَامَّةُ

ترجمہ:۔ عامتان سے مراد مشروطہ اور عرفیہ ہیں

غرض شارح:۔ اس قول اور آنے والے قول کی غرض تشریح متن ہے

قَوْلُهُ وَالْوَقْتِيَّتَانِ :اَيِ الْوَقْتِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ وَالْمُنْتَشِرَةُ الْمُطْلَقَةُ

ترجمہ:۔ وقتیان سے مراد وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ ہے

قَوْلُهُ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ :وَمَعْنَى اللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ هُوَ اَنَّ هٰذِهِ النِّسْبَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فِي الْقَضِيَّةِ لَيْسَتْ دَائِمَةً مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مَوْجُوْدَةً فَيَكُوْنُ نَقِيْضُهَا وَاقِعًا اَلْبَتَّةَ فِيْ زَمَانٍ مِنَ الْاَزْمِنَةِ فَيَكُوْنُ اِشَارَةً اِلٰى قَضِيَّةٍ مُطْلَقَةٍ عَامَّةٍ مُخَالِفَةً لِلْاَصْلِ فِي الْكَيْفِ وَمُوَافِقَةً فِي الْكَمِّ فَافْهَمْ

ترجمہ:۔ اور معنی لادوام ذاتی کا یہ ہے کہ نسبت جو قضیہ میں مذکور ہے اس وقت تک دائمی نہ ہو جب تک کہ ذات موضوع ہے

Marfat.com

پس اس کی نقیض تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں ضرور واقع ہوگی پس یہ اشارہ ہوگا قضیہ مطلقہ عامہ کی طرف جو کہ کیف میں اصل کے مخالف اور کم میں موافق ہے پس سمجھ لے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں یہ بتا رہے ہیں کہ لا دوام ذاتی سے اشارہ مطلقہ عامہ کی طرف کیسے ہوتا ہے؟ اس کی حکمت یہ ہے کہ لا دوام جس قضیہ مرکبہ میں ہوگا تو وہ یہ بتائے گا کہ نسبت جو کہ اس قضیہ میں موجود ہے یہ ہمیشہ نہیں جب یہ نسبت ہمیشہ نہیں تو اس کی نقیض یہ نکلے گی کہ کسی نہ کسی زمانے میں ہے اور یہی مطلقہ عامہ ہے اسی لیے کہا کہ لا دوام سے اشارہ مطلقہ عامہ کی طرف ہوگا

قَوْلُهٗ اَلْمَشْرُوْطَةُ الْخَاصَّةُ: هِيَ الْمَشْرُوْطَةُ الْعَامَّةُ الْمُقَيَّدَةُ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ نَحْوُ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا لَا دَائِمًا اَيْ لَا شَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِالْفِعْلِ

ترجمہ وتشریح:۔ مشروطہ خاصہ یہ مشروطہ عامہ ہی ہوتا ہے جس میں قید لا دوام ذاتی کی ہوتی ہے جیسے کل کاتب الخ

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض مشروطہ خاصہ کی تعریف اور مثال بیان کرنی ہے

قَوْلُهٗ وَالْعُرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ: هِيَ الْعُرْفِيَّةُ الْعَامَّةُ الْمُقَيَّدَةُ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ كَقَوْلِنَا بِالدَّوَامِ لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَا دَائِمًا اَيْ كُلُّ كَاتِبٍ سَاكِنُ الْاَصَابِعِ بِالْفِعْلِ

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض عرفیہ خاصہ کی تعریف اور مثال بیان کرنی ہے

ترجمہ وتشریح:۔ عرفیہ خاصہ یہ عرفیہ عامہ ہی ہوتا ہے جو کہ لا دوام ذاتی کی قید سے مقید ہوتا ہے جیسے لا شئی من الکاتب الخ

قَوْلُهٗ وَالْوَقْتِيَّةُ وَالْمُنْتَشِرَةُ: لَمَّا قُيِّدَتِ الْوَقْتِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ وَالْمُنْتَشِرَةُ الْمُطْلَقَةُ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ حُذِفَ مِنْ اِسْمَيْهِمَا لَفْظُ الْاِطْلَاقِ فَسُمِّيَتِ الْاُوْلٰى وَقْتِيَّةً وَالثَّانِيَةُ مُنْتَشِرَةً فَالْوَقْتِيَّةُ هِيَ الْوَقْتِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ الْمُقَيَّدَةُ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ نَحْوُ كُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتَ الْحَيْلُوْلَةِ لَا دَائِمًا اَيْ لَا شَيْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ بِالْفِعْلِ

Marfat.com

وَالْمُنْتَشِرَةُ هِيَ الْمُنْتَشِرَةُ الْمُطْلَقَةُ الْمُقَيَّدَةُ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ نَحْوُ قَوْلِنَا لَاشَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتًا مَّالَادَائِمًا اَيْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ

ترجمہ:۔ جب وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا تو ان دونوں کے نام سے لفظ اطلاق کو حذف کیا گیا پس پہلے کا نام وقتیہ اور دوسرے کا نام منتشرہ رکھا گیا پس وقتیہ وہ ایسا وقتیہ مطلقہ ہے جو لا دوام ذاتی کی قید کے سے مقید ہو جیسے کل قمر منخسف الخ اور منتشرہ وہ ایسا منتشرہ مطلقہ ہے جو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے ہمارا قول لا شئی من الانسان الخ

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض وقتیہ اور منتشرہ کی تعریف کرنا ہے

تشریح:۔ وقتیہ اور منتشرہ وہ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ ہی ہوتے ہیں جن کو لا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے جب ان کو لا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ مقید کرتے ہیں تو اس وقت یہ مطلق نہیں رہتے مقید بن جاتے ہیں اس لیے ان کے نام میں اطلاق والی قید گرادیتے ہیں پھر ان کا نام صرف وقتیہ اور منتشرہ ہوتا ہے ان کی مثالیں نقشہ میں تفصیل کے ساتھ آرہی ہیں

قَوْلُهُ بِاللَّاضُرُوْرَةِ الذَّاتِيَّةِ :مَعْنَى اللَّاضُرُوْرَةِ الذَّاتِيَّةِ اَنَّ هٰذِهِ النِّسْبَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فِي الْقَضِيَّةِ لَيْسَتْ ضُرُوْرِيَّةً مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مَوْجُوْدَةً فَيَكُوْنُ هٰذَا حُكْمًا بِاِمْكَانِ نَقِيْضِهَا لِاَنَّ الْاِمْكَانَ هُوَ سَلْبُ الضَّرُوْرَةِ عَنِ الطَّرْفِ الْمُقَابِلِ كَمَا مَرَّ فَيَكُوْنُ مُفَادُاللَّاضُرُوْرَةِ الذَّاتِيَةِ مُمْكِنَةً عَامَّةً مُخَالِفَةً لِلْاَصْلِ فِي الْكَيْفِ

ترجمہ:۔ لاضرورت ذاتی کا معنی ہے کہ نسبت جو قضیہ میں مذکور ہے اس وقت تک ضروری نہ ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو پس یہ حکم ہو جائے گا اس کی نقیض کے امکان کے ساتھ کیونکہ امکان وہ ضرورت کو سلب کرنا ہے مقابل جانب سے جیسا کہ گزر چکا ہے پس لاضرورت ذاتی کا معنی ممکنہ عامہ ہوگا جو کیف میں اصل کے مخالف ہے

غرض شارح:۔ لاضرورۃ ذاتی سے اشارہ ممکنہ عامہ کی طرف ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس قضیہ مرکبہ میں لاضرورۃ ذاتی کی قید موجود ہوتی ہے وہ یہ بات بتاتی ہے کہ جو نسبت اس قضیہ میں موجود ہے یہ ضروری نہیں جب اس نسبت کا ثبوت ضروری نہیں تو ممکن ہوگا کیونکہ امکان کا معنی ماقبل یہی پڑھا ہے کہ اس میں جانب مخالف کی ضرورۃ کا نہ ہونا بتایا جاتا ہے جب اصل

Marfat.com

نسبت کی نقیض کا امکان پیدا ہو گیا تو اسی کا نام ممکنہ عامہ ہے

قَوْلُهُ الْوُجُودِيَّةُ اللَّاضَرُورِيَّةُ : لِاَنَّ مَعْنَى الْمُطْلَقَةِ الْعَامَّةِ هُوَ فِعْلِيَّةُ النِّسْبَةِ وَوُجُودُهَا فِيْ وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ وَلِاشْتِمَالِهَا عَلَى اللَّاضَرُورَةِ فَالْوُجُودِيَّةُ اللَّاضَرُورِيَّةُ هِيَ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ الْمُقَيَّدَةُ بِاللَّاضَرُورَةِ الذَّاتِيَّةِ نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ لَابِالضَّرُورَةِ اَىْ لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْاِمْكَانِ الْعَامِّ فَهِيَ مُرَكَّبَةٌ مِنَ الْمُطْلَقَةِ الْعَامَّةِ وَالْمُمْكِنَةِ الْعَامَّةِ اِحْدٰهُمَا مُوْجِبَةٌ وَالْاُخْرٰى سَالِبَةٌ

ترجمہ:۔ اس لیے مطلقہ عامہ وہ نام ہے نسبت کی فعلیت اور اس کے پائے جانے کا اوقات میں سے کسی وقت میں اور اس نسبت کے لاضرورۃ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے پس وجودیہ لاضروریہ وہ مطلقہ عامہ ہے جو لاضرورت ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے کل انسان الخ پس وہ مرکب ہے مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے کہ ان میں سے ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہو۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض وجودیہ لاضروریہ کی تعریف کرنا ہے۔

تشریح:۔ وجودیہ لاضروریہ وہی مطلقہ عامہ ہوتا ہے لیکن اس کو لاضرورۃ ذاتی کی قید کے ساتھ مقید کر دیا جاتا ہے جیسے کل انسان متنفس الخ

قَوْلُهُ اَوْ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ : اِنَّمَا قُيِّدَ اللَّادَوَامُ بِالذَّاتِيِّ لِاَنَّ تَقْيِيْدَ الْعَامَّتَيْنِ بِاللَّادَوَامِ الْوَصْفِيِّ غَيْرُ صَحِيْحٍ ضَرُوْرَةَ تَنَافِي اللَّادَوَامِ بِحَسْبِ الْوَصْفِ نَعَمْ يُمْكِنُ تَقْيِيْدُ الْوَقْتِيَّتَيْنِ الْمُطْلَقَتَيْنِ بِاللَّادَوَامِ الْوَصْفِيِّ اَيْضًا لٰكِنَّ هٰذَا التَّرْكِيْبَ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ عِنْدَهُمْ وَاعْلَمْ اَنَّهُ كَمَا يَصِحُّ تَقْيِيْدُ هٰذِهِ الْقَضَايَا الْاَرْبَعِ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ كَذٰلِكَ يَصِحُّ تَقْيِيْدُهَا بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيَّةِ ...ذٰلِكَ يَصِحُّ تَقْيِيْدُهَا سِوَى الْمَشْرُوْطَةِ الْعَامَّةِ مِنْ تِلْكَ الْجُمْلَةِ بِاللَّاضَرُوْرَةِ الْوَصْفِيَّةِ فَالْاِحْتِمَالَاتُ الْحَاصِلَةُ مِنْ مُلَاحَظَةِ كُلٍّ مِنْ تِلْكَ الْقَضَايَا الْاَرْبَعِ مَعَ كُلٍّ مِنْ تِلْكَ الْقُيُوْدِ الْاَرْبَعَةِ سِتَّةَ عَشَرَ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا غَيْرُ صَحِيْحَةٍ وَاَرْبَعَةٌ مِنْهَا صَحِيْحَةٌ مُعْتَبَرَةٌ وَالتِّسْعَةُ الْبَاقِيَةُ صَحِيْحَةٌ غَيْرُ مُعْتَبَرَةٍ

Marfat.com

وَاعْلَمْ اَيْضًا اَنَّهٗ كَمَا يُمْكِنُ تَقْيِيْدُ الْمُطْلَقَةِ الْعَامَّةِ بِاللَّادَوَامِ وَاللَّاضُرُوْرَةِ الذَّاتِيَّتَيْنِ كَذَالِكَ يُمْكِنُ تَقْيِيْدُهَا بِاللَّادَوَامِ وَاللَّاضُرُوْرَةِ الْوَصْفِيَّيْنِ وَهٰذَانِ اَيْضًا مِنَ الْاِحْتِمَالَاتِ الصَّحِيْحَةِ الْغَيْرِ الْمُعْتَبَرَةِ وَكَمَا يَصِحُّ تَقْيِيْدُ الْمُمْكِنَةِ الْعَامَّةِ بِاللَّاضُرُوْرَةِ الذَّاتِيَّةِ يَصِحُّ تَقْيِيْدُهَا بِاللَّاضُرُوْرِيَّةِ الْوَصْفِيَّةِ وَكَذَا بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ وَالْوَصْفِيِّ لٰكِنَّ هٰذِهِ الْمُحْتَمِلَاتِ الثَّلَاثَةَ اَيْضًا غَيْرُ مُعْتَبَرَةٍ عِنْدَهُمْ

وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّ التَّرْكِيْبَ لَا يَنْحَصِرُ فِيْمَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ بَلْ سَيَجِيْءُ الْاِشَارَةُ اِلٰى بَعْضٍ آخَرَ وَيُمْكِنُ تَرْكِيْبَاتٌ كَثِيْرَةٌ اُخْرٰى لَمْ يَتَعَرَّضُوْا لَهَا لٰكِنَّ الْمُتَفَطِّنَ بَعْدَ التَّنَبُّهِ بِمَا ذَكَرْنَاهُ يَتَمَكَّنُ مِنِ اسْتِخْرَاجِ اَيِّ قَدْرٍ شَاءَ

ترجمہ:۔ سوا اس کے نہیں مقید کیا گیا ہے لا دوام کو ذاتی کے ساتھ اس لیے کہ عامتین (مشروطہ عامہ، وعرفیہ عامہ) کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا صحیح نہیں ہے بوجہ ضروری ہونے لا دوام وصفی کی منافات کے دوام وصفی کے ساتھ ہاں البتہ ممکن ہے دو وقتیہ مطلقہ کو مقید کرنا لا دوام وصفی کے ساتھ بھی لیکن یہ ترکیب ان کے ہاں غیر معتبر ہے اور جان لیجیے کہ جس طرح ان قضایا اربعہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اسی طرح ان کو لاضرورت ذاتیہ کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ان کو لا ضرورت ذاتیہ کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اور اسی طرح مشرط عامہ کے علاوہ ان تمام کو لاضرورت وصفیہ کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے پس جو احتمالات ان قضایا اربعہ کو ان قیود اربعہ کے ساتھ لحاظ کرنے سے حاصل ہوئے سولہ ہیں ان میں سے تین غیر صحیح ہیں اور چار ان میں سے صحیح معتبر ہیں اور باقی نو صحیح غیر معتبر ہیں

اور تو یہ بھی جان لے کہ جس طرح مطلقہ عامہ کو لا دوام اور لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کرنا ممکن ہے اسی طرح اس کو لادوام اور لاضرورۃ وصفی کیساتھ مقید کرنا ممکن ہے اور یہ دونوں بھی احتمالات صحیحہ غیر معتبرہ میں سے ہے اور جس طرح ممکنہ عامہ کو لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اسی طرح اس کو لاضرورۃ وصفی کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اور ایسے ہی لا دوام ذاتی اور وصفی کے ساتھ لیکن یہ تین احتمالات بھی ان کے ہاں غیر معتبر ہیں۔

اور مناسب یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ ترکیب نہیں ہے منحصر ان میں جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا بلکہ دوسرے بعض کی طرف اشارہ عنقریب آجائے گا اور ممکن ہیں دوسری بہت ساری ترکیبات جن کے درپے ہی نہیں ہوئے لیکن سمجھدار

Marfat.com

آدمی ان صورتوں پر متنبہ ہوجانے کے بعد جن کو ہم نے ذکر کیا ہے استخراج کرسکتا ہے جس قدر چاہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے

تشریح:۔ یہ بات ماقبل میں گزر چکی ہے کہ لا دوام ذاتی مطلقہ عامہ کی طرف لا دوام وصفی حینیہ مطلقہ کی طرف لاضرورۃ ذاتی ممکنہ عامہ کی طرف لاضرورۃ وصفی حینیہ ممکنہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں ان چاروں قسموں کے قضیوں کو آٹھ بسیطوں کے ساتھ ملایا جائے تو عقلی احتمالات مرکبات کے بتیس نکلتے ہیں جن کی تفصیل نقشہ میں موجود ہے ان بتیس احتمالات میں سے سات احتمالات صحیح اور معتبر عند المناطقہ ہیں۔

نوٹ: ان تمام احتمالات کا تفصیلی نقشہ ملاحظہ کریں۔

نقشہ تقییدات موجہات مرکبات

نمبر شمار	نام بسائط	تقیید لاضروری ذاتی	تقیید لاضرورۃ وصفی	تقیید لا دوام ذاتی	تقیید لا دوام وصفی
۱	ضروریہ مطلقہ	غیر صحیح	غیر صحیح	غیر صحیح	غیر صحیح
۲	دائمہ مطلقہ	صحیح، غیر معتبر	صحیح، غیر معتبر	غیر صحیح	صحیح، غیر معتبر
۳	مشروطہ عامہ	صحیح، غیر معتبر	غیر صحیح	صحیح معتبر	غیر صحیح
۴	عرفیہ عامہ	صحیح، غیر معتبر	صحیح، غیر معتبر	صحیح معتبر	غیر صحیح
۵	وقتیہ عامہ	صحیح، غیر معتبر	صحیح، غیر معتبر	صحیح معتبر	صحیح، غیر معتبر
۶	منتشرہ مطلقہ	صحیح، غیر معتبر	صحیح، غیر معتبر	صحیح معتبر	صحیح، غیر معتبر
۷	مطلقہ عامہ	صحیح معتبر	صحیح، غیر معتبر	صحیح معتبر	صحیح، غیر معتبر
۸	ممکنہ عامہ	صحیح معتبر	صحیح، غیر معتبر	صحیح، غیر معتبر	صحیح، غیر معتبر

کل احتمالات (۳۲)

صحیح معتبر (۷) غیر صحیح (۸) صحیح غیر معتبر (۱۷)

Marfat.com

مذکورہ احتمالات میں سے صحیح معتبر احتمالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مشروطہ عامہ لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس کو مشروطہ خاصہ کہتے ہیں۔

(۲) وقتیہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس کو وقتیہ کہتے ہیں۔

(۳) منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس کو منتشرہ کہتے ہیں۔

(۴) عرفیہ عامہ مقید ہو لا دوام ذاتی کے ساتھ اس کو عرفیہ خاصہ کہتے ہیں۔

(۵) مطلقہ عامہ لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس کو وجودیہ لاضروریہ کہتے ہیں۔

(۶) مطلقہ عامہ لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس کو وجودیہ لا دائمہ کہتے ہیں۔

(۷) ممکنہ عامہ کو لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے تو اس کو ممکنہ خاصہ کہتے ہیں۔

یہ سات احتمالات صحیح ہیں اور عند المناطقہ معتبر ہیں صحیح اس لیے ہیں کہ ان سے جو قضیہ مرکبہ تیار ہوتا ہے اس کے مفہوم کا ة آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔

سترہ (۱۷) عدد احتمالات صحیح تو ہیں لیکن مناطقہ کے نزدیک معتبر نہیں صحیح تو اس لیے کہ ان کے مفہوم کا آپس میں کوئی تضاد نہیں۔ اور غیر معتبر اس لیے کہ منطق کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ہوتا۔

آٹھ (۸) احتمالات غیر صحیح ہیں ان کے غیر صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں دو قضیوں کے مفہوموں میں تضاد ہوتا ہے ان کے غیر صحیح ہونے کی تفصیل سمجھنے سے پہلے ایک دو باتیں ذہن نشین کر لیں کہ جہاں ضرورت ذاتی ہوتی ہے وہاں دوام وصفی بھی اس ضرورت کے وقت میں ہوتا ہے اب ان آٹھ قضیوں کے غیر صحیح ہونے کی تفصیل سمجھیں ضروریہ مطلقہ کے ساتھ لا ضرورۃ ذاتی اور وصفی لا دوام ذاتی اور وصفی کو ملایا جائے یہ چاروں احتمالات غیر صحیح ہیں ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ضروریہ مطلقہ کے ساتھ لاضرورۃ ذاتی والا احتمال غیر صحیح اس لیے ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں تضاد ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ کا مضمون یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہے اور لاضرورۃ ذاتی کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ضروری نہیں ان دونوں مفہوموں میں تضاد ہے اس لیے یہ درست نہیں۔

(۲) ضروریہ مطلقہ کے ساتھ لاضرورۃ وصفی والا احتمال اس لیے غیر صحیح ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ کا مضمون تو یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہے اور اس سے یہ بات خود بخود سمجھ میں آتی ہے کہ جب ذات موضوع کے لیے نسبت کا ثبوت ضروری ہے تو وصف عنوانی میں ثبوت ضروری ہوگا جبکہ لاضرورۃ وصفی کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی کی حالت

Marfat.com

میں ضروری نہیں ہے ان دونوں مفہوموں میں بھی تضاد ہے۔

(۳) ضروریہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا اس لیے غیر صحیح ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ کا مفہوم یہ ہے کہ ذات موضوع کے لیے ثبوت ضروری ہے اور جو ضروری ہوتا ہے وہ دائمی بھی ہوتا ہے اور لا دوام ذاتی کا مفہوم یہ ہے کہ ثبوت دائماً نہیں ذات موضوع کے لیے ان دونوں مفہوموں میں بھی تضاد ہے۔

(۴) ضروریہ مطلقہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ بھی مقید کرنا غیر صحیح ہے اس لیے کہ ضروریہ مطلقہ کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ضروری ہے اور اس سے خود بخود سمجھ میں آتا ہے کہ جب ذات موضوع کے لیے ضروری ہے تو وصف عنوانی موضوع میں بھی ہمیشہ ہوگا اور لا دوام وصفی کا مفہوم یہ ہے کہ وصف عنوانی کی حالت میں ثبوت ہمیشہ نہیں ان دونوں مفہوموں میں بھی تضاد ہے۔

(۵) احتمال کہ مشروطہ عامہ کو لاضرورۃ وصفی کے ساتھ مقید کیا جائے یہ غیر صحیح ہے کیونکہ مشروطہ عامہ کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی موضوع میں ضروری ہے اور لاضرورۃ وصفی کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ وصف عنوانی موضوع میں نسبت کا ثبوت ضروری نہیں ان دونوں مفہوموں میں بھی تضاد ہے۔

(۶) احتمال غیر صحیح کہ مشروطہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کیا جائے اس کے غیر صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مشروطہ عامہ کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی موضوع کی حالت میں ذات موضوع کے لیے ضروری ہے اس یہ بات خود بخود سمجھ میں آتی ہے کہ جب وصف عنوانی موضوع کی حالت میں نسبت کا ثبوت ضروری ہے تو دائمی بھی ہوگا جبکہ لا دوام وصفی کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی میں موضوع میں ہمیشہ نہیں ان دونوں مفہوموں میں تضاد ہے۔

(۷) احتمال غیر صحیح کہ دائمہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے یہ غیر صحیح اس لیے ہے کہ دائمہ مطلقہ کا مضمون یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ہمیشہ ہے اور لا دوام ذاتی کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے ہمیشہ نہیں ان دونوں مفہوموں میں تضاد ہے۔

(۸) احتمال کہ عرفیہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کیا جائے اس کے غیر صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عرفیہ عامہ کا مضمون یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات کے لیے وصف عنوانی موضوع کی حالت میں ہمیشہ ہے جبکہ لا دوام وصفی کا مفہوم یہ ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لیے وصف عنوانی موضوع کی حالت میں ہمیشہ نہیں ان دونوں مفہوموں میں بھی تضاد ہے یہ آٹھ عدد احتمالات اس لیے غیر صحیح تھے کہ ان کے مفہوم میں تضاد تھا۔

Marfat.com

شارح فرماتے ہیں کہ ان بتیس احتمالات کے علاوہ یہاں اور بھی بہت سارے احتمالات نکل سکتے ہیں لیکن یہاں ان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ذہین آدمی کے لیے ان کو معلوم کرنا آسان ہے لیکن ان احتمالات کا بھی عند المناطقہ اعتبار نہیں یا ان کا بھی معنی صحیح نہیں بنتا اس لیے ان کو یہاں ذکر نہیں کیا مثلاً آٹھ بسائط ہیں ہر ایک ہر ایک کے ساتھ ملائیں تو چونسٹھ احتمالات بنتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

قَوْلُهُ الْوُجُوْدِيَّةُ اللَّا دَائِمَةُ :هِيَ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ الْمُقَيَّدَةُ بِاللَّا دَوَامِ الذَّاتِيِّ نَحْوُ لَا شَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا اَىْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ فَهِيَ مُرَكَّبَةٌ مِنْ مُطْلَقَتَيْنِ عَامَّتَيْنِ اَحَدُهُمَا مُوْجِبَةٌ وَالْاُخْرٰى سَالِبَةٌ

ترجمہ:۔ وہ ایسا مطلقہ عامہ ہے جو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید ہو جیسے لا شئی من الانسان الخ پس وہ مرکب ہے ان دو مطلقہ عامہ سے جن میں سے ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہو

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض وجودیہ لا دائمہ کی تعریف بتانی ہے

تشریح:۔ وجودیہ لا دائمہ وہ قضیہ مطلقہ عامہ ہی ہوتا ہے جو کہ لا دوام ذاتی کی قید کے ساتھ مقید ہوتا ہے جیسے لا شئی من الانسان بمتنفس بالفعل الخ

قَوْلُهُ اَيْضًا: كَمَا اَنَّهُ حُكِمَ فِي الْمُمْكِنَةِ الْعَامَّةِ بِاللَّاضُرُوْرَةِ عَنِ الْجَانِبِ الْمُخَالِفِ فَقَدْ يُحْكَمُ بِلَا ضُرُوْرَةِ الْجَانِبِ الْمُوَافِقِ اَيْضًا فَتَصِيْرُ الْقَضِيَّةُ مُرَكَّبَةً مِنْ مُمْكِنَتَيْنِ عَامَّتَيْنِ ضَرُوْرَةً اِنْ سَلْبَ ضَرُوْرَةِ الْجَانِبِ الْمُخَالِفِ هُوَ اِمْكَانُ الطَّرَفِ الْمُوَافِقِ وَسَلْبُ ضَرُوْرَةِ الطَّرَفِ الْمُوَافِقِ هُوَ اِمْكَانُ الطَّرَفِ الْمُقَابِلِ فَيَكُوْنُ الْحُكْمُ فِي الْقَضِيَّةِ بِاِمْكَانِ الطَّرَفِ الْمُوَافِقِ وَاِمْكَانُ الطَّرَفِ الْمُقَابِلِ نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْخَاصِ فَاِنَّ مَعْنَاهُ كُلُّ اِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْعَامِ وَلَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِكَاتِبٍ بِالْاِمْكَانِ الْعَامِ

ترجمہ:۔ جس طرح ممکنہ عامہ میں جانب مخالف سے لاضرورت کے ساتھ حکم لگایا جاتا ہے پس کبھی جانب موافق سے بھی

Marfat.com

لاضرورت کے ساتھ حکم لگایا جاتا ہے پس قضیہ دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہو جاتا ہے بوجہ اس بات کے ضروری ہونے کے کہ جانب مخالف سے ضرورت کی نفی ہو وہ جانب موافق کا امکان ہو اور جانب مخالف کی ضرورت کا سلب وہ جانب مخالف کا ممکن ہونا ہے پس قضیہ میں حکم جانب موافق کے امکان اور جانب مخالف کے امکان کے ساتھ ہو گا جیسے کل انسان کاتب الخ پس بلا شبہ اس کا معنی کل انسان کاتب الخ ہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ممکنہ خاصہ کی تعریف بتانی ہے

تشریح:۔ ممکنہ خاصہ کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ممکنہ خاصہ دو ممکنہ عامہ سے مل کر بنتا ہے لیکن دونوں کو ایک ہی لفظ یعنی امکان خاص کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں ممکنہ عامہ میں جانب مخالف سے ضرورت کی نفی ہوتی تھی لیکن ممکنہ خاصہ میں جانب مخالف اور موافق دونوں سے ضرورت کی نفی ہوتی ہے اور دونوں جانبوں کا امکان بھی ہو گا جیسے کل انسان کاتب بالامکان الخاص کا مطلب یہ ہو گا کہ کتابت انسان کے لیے ضروری نہیں بلکہ ممکن ہے اور عدم بھی انسان کے لیے ضروری نہیں بلکہ ممکن ہے۔

قَوْلُهُ وَهٰذِهٖ مُرَكَّبَاتٌ: اَیْ هٰذِهِ الْقَضَايَا السَّبْعُ الْمَذْكُوْرَةُ وَهِیَ الْمَشْرُوْطَةُ الْخَاصَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ وَالْوَقْتِيَّةُ وَالْمُنْتَشِرَةُ وَالْوُجُوْدِيَّةُ اللَّاضُرُوْرِيَةُ وَالْوُجُوْدِيَّةُ اللَّادَائِمَةُ وَالْمُمْكِنَةُ الْخَاصَّةُ

ترجمہ:۔ یعنی یہ سات قضایا مرکبات ہیں اور وہ ہیں مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ اور وقتیہ اور منتشرہ اور وجودیہ لاضروریہ اور وجودیہ لادائمہ اور ممکنہ خاصہ۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضایا مرکبات کی تعداد مع اسماء بیان کرنی ہے

تشریح:۔ اس قول میں قضایا مرکبات کی تعداد مع نام بیان کر دیے ہیں قضایا مرکبہ کل سات ہیں اور ان کے نام یہ ہیں (۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ (۳) وقتیہ (۴) منتشرہ (۵) وجودیہ لاضروریہ (۶) وجودیہ لادائمہ (۷) ممکنہ خاصہ۔
تمام قضایا کی مثالیں مندرجہ ذیل نقشہ میں ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

نقشہ قضایا موجہہ مرکبات بمع امثلہ

نمبر شمار	نام قضیہ مرکبہ موجہہ	مثال قضیہ	جزو اول	جزو ثانی	جزو ثانی کی تشکیل
۱	مشروطہ خاصہ موجبہ	کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما	مشروطہ عامہ موجبہ	مطلقہ عامہ سالبہ	لاشئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل
۲	مشروطہ خاصہ سالبہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبالادائما	مشروطہ عامہ سالبہ	مطلقہ عامہ موجبہ	کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل
۳	وقتیہ موجبہ	کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لادائما	وقتیہ مطلقہ موجبہ	مطلقہ عامہ سالبہ	لا شئ من القمر بمنخسف بالفعل۔
۴	وقتیہ سالبہ	لاشئ من القمر بمنخسف وقت التربیع لادائما	وقتیہ مطلقہ سالبہ	مطلقہ عامہ موجبہ	کل قمر منخسف بالفعل
۵	منتشرہ موجبہ	کل انسان متنفس بالضرورۃ وقتاما لادائما	منتشرہ مطلقہ موجبہ	مطلقہ عامہ سالبہ	لاشئ من الانسان بمتنفس بالفعل
۶	منتشرہ سالبہ	لاشئ من الانسان بمتنفس بالضرورۃ وقتاما لادائما	منتشرہ مطلقہ سالبہ	مطلقہ عامہ موجبہ	کل انسان متنفس بالفعل
۷	عرفیہ خاصہ موجبہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا لادائما	عرفیہ عامہ موجبہ	مطلقہ عامہ سالبہ	لاشئ من الکاتب متحرک الاصابع بالفعل

****

Marfat.com

۸	عرفیہ خاصہ سالبہ	لاشیٔ من الکاتب بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتبا لادائما	عرفیہ عامہ سالبہ	مطلقہ عامہ موجبہ	کل ساکن الاصابع بالفعل
۹	وجودیہ لادائمہ موجبہ	کل انسان متنفس بالفعل لادائما	مطلقہ عامہ موجبہ	مطلقہ عامہ سالبہ	لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالفعل
۱۰	وجودیہ لادائمہ سالبہ	لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالفعل لادائما	مطلقہ عامہ سالبہ	مطلقہ عامہ موجبہ	کل انسان متنفس بالفعل
۱۱	وجودیہ لاضروریہ موجبہ	کل انسان متنفس بالفعل لابالضرورۃ	مطلقہ عامہ موجبہ	ممکنہ عامہ سالبہ	لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالامکان العام
۱۲	وجودیہ لاضروریہ سالبہ	لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالفعل لا بالضرورۃ	مطلقہ عامہ سالبہ	ممکنہ عامہ موجبہ	کل انسان متنفس بالامکان العام
۱۳	ممکنہ خاصہ موجبہ	زید کاتب بالامکان الخاص	ممکنہ عامہ موجبہ	ممکنہ عامہ سالبہ	زید لیس بکاتب بالامکان العام
۱۴	ممکنہ خاصہ سالبہ	زید لیس بکاتب بالامکان الخاص	ممکنہ عامہ سالبہ	ممکنہ عامہ موجبہ	زید کاتب بالامکان العام

Marfat.com

قَوْلُهٗ مُخَالِفَتَيِ الْكَيْفِيَّةِ: اَیْ فِی الْاِیْجَابِ وَالسَّلْبِ وَ قَدْ مَرَّ بَیَانُ ذَالِكَ فِی بَیَانِ مَعْنَی اللَّادَوَامِ وَاللَّاضُرُوْرَةِ وَاَمَّا الْمُوَافَقَةُ فِی الْكَمِّيَّةِ اَیِ الْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ فَلِاَنَّ الْمَوْضُوْعَ فِی الْقَضِيَّةِ الْمُرَكَّبَةِ وَاحِدٌ قَدْ حُكِمَ عَلَيْهِ بِحُكْمَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ بِالْاِیْجَابِ وَالسَّلْبِ فَاِنْ كَانَ فِی الْجُزْءِ الْاَوَّلِ عَلٰی كُلِّ اَفْرَادٍ كَانَ فِی الْجُزْءِ الثَّانِیْ اَيْضًا عَلٰی كُلِّهَا وَاِنْ كَانَ عَلٰی بَعْضِ الْاَفْرَادِ فِی الْاَوَّلِ فَكَذَا فِی الثَّانِیْ

ترجمہ:۔ یعنی (مخالف ہوں) ایجاب اور سلب میں اور اس کا بیان لا دوام اور ضرورت کے معنی میں گزر چکا ہے اور بہرحال کمیت یعنی کلیہ اور جزئیہ ہونے میں موافقت پس وہ اس لیے ہے کہ موضوع قضیہ مرکبہ میں امر واحد ہے جس پر دو حکم لگائے گئے ہیں جو ایجاب اور سلب کے ساتھ مختلف ہیں پس اگر جز اول میں حکم کل افراد پر ہو تو جز ثانی کے بھی کل افراد پر ہوگا اور اگر اول میں بعض افراد پر ہو پس ثانی میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ لا دوام سے اشارہ مطلقہ عامہ کی طرف ہو اور لاضرورۃ اور امکان خاص سے اشارہ ممکنہ عامہ کی طرف ہوگا جس قضیے کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کریں گے وہ قضیہ کیف (ایجاب و سلب) میں تو پہلا قضیہ کا مخالف ہوگا یعنی اگر پہلا موجبہ ہوگا تو یہ اشارہ والا قضیہ سالبہ ہوگا اور اگر پہلا سالبہ ہوگا تو یہ اشارہ والا قضیہ موجبہ ہوگا ہاں البتہ اشارہ سے جو قضیہ سمجھا جائے گا وہ کمیت (کلیت و جزئیت) میں پہلے قضیے کے مطابق و موافق ہوگا اس کی حکمت یہ ہے کہ پہلے قضیہ کا جو موضوع ہوگا وہی موضوع اس اشارہ سے سمجھے جانے والے قضیہ کا بھی ہوگا اگر پہلے قضیے میں حکم کل افراد پر ہو تو اس میں کل افراد پر ہوگا اور اگر پہلے قضیے میں حکم بعض افراد پر ہوگا تو اس میں بعض افراد پر ہوگا اس لیے کمیت میں یہ پہلے قضیے کے موافق ہوگا۔

قَوْلُهٗ لَمَّا قُيِّدَ بِهِمَا: اَیِ الْقَضِيَّةُ الَّتِیْ قُيِّدَتْ بِهِمَا اَیْ بِاللَّادَوَامِ وَاللَّاضُرُوْرَةِ يَعْنِیْ اَصْلَ الْقَضِيَّةِ

ترجمہ:۔ یعنی قضیہ جو مقید کیا گیا ہو ان دونوں کیساتھ یعنی لا دوام اور ضرورۃ کے ساتھ یعنی اصل قضیہ۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض بھما میں ھما کا مرجع بتانا ہے کہ ما سے کیا مراد ہے۔

****

Marfat.com

تشریح:۔ لما قید بھما میں ما سے مراد وہ قضیہ جس کو ان دونوں یعنی لادوام اور لاضرورۃ کے ساتھ مقید کیا جائے گا یعنی اصل قضیہ مراد ہے اور ھما ضمیر کا مرجع لادوام اور لاضرورۃ ذاتی ہیں۔

(متن) : **فَصْلٌ : اَلشَّرْطِيَّةُ مُتَّصِلَةٌ اِنْ حُكِمَ فِيْهَا بِثُبُوْتِ نِسْبَةٍ عَلٰى تَقْدِيْرِ اُخْرٰى اَوْ نَفْيِهَا لُزُوْمِيَّةٌ اِنْ كَانَ ذٰلِكَ بِعِلَاقَةٍ وَاِلَّا فَاتِّفَاقِيَّةٌ وَمُنْفَصِلَةٌ اِنْ حُكِمَ فِيْهَا بِتَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ اَوْ لَا تَنَافِيْهِمَا صِدْقًا وَكِذْبًا مَعًا وَهِيَ الْحَقِيْقِيَّةُ اَوْ صِدْقًا فَقَطْ فَمَانِعَةُ الْجَمْعِ اَوْ كِذْبًا فَقَطْ فَمَانِعَةُ الْخُلُوِّ وَكُلٌّ مِنْهُمَا عِنَادِيَّةٌ اِنْ كَانَ التَّنَافِيْ لِذَاتِيِ الْجُزْئَيْنِ وَاِلَّا فَاتِّفَاقِيَّةٌ ثُمَّ الْحُكْمُ فِي الشَّرْطِيَّةِ اِنْ كَانَ عَلٰى جَمِيْعِ تَقَادِيْرِ الْمُقَدَّمِ فَكُلِّيَّةٌ اَوْ بَعْضِهَا مُطْلَقًا فَجُزْئِيَّةٌ اَوْ مُعَيَّنًا فَشَخْصِيَّةٌ وَاِلَّا فَمُهْمَلَةٌ وَطَرَفَا الشَّرْطِيَّةِ فِي الْاَصْلِ قَضِيَّتَانِ حَمْلِيَّتَانِ اَوْ مُتَّصِلَتَانِ اَوْ مُنْفَصِلَتَانِ اَوْ مُخْتَلِفَتَانِ اِلَّا اَنَّهُمَا خَرَجَتَا بِزِيَادَةِ الْاِتِّصَالِ وَالْاِنْفِصَالِ عَنِ التَّمَامِ**

ترجمہ متن:۔ فصل قضیہ شرطیہ متصلہ ہے اگر اس میں ایک نسبت کی تقدیر پر دوسری نسبت کے ثبوت کا یا اس کی نفی کا حکم لگایا جائے لزومیہ ہے اگر یہ علاقہ کی وجہ سے ہو پس وہ اتفاقیہ ہے اور منفصلہ ہے اگر اس میں دو نسبتوں کی منافات یا عدم منافات کا حکم لگایا جائے صدقا اور کذبا اکٹھے اور وہ حقیقیہ ہے یا فقط صدقا (منافات کا حکم لگایا جائے) پس مانعۃ الجمع ہے یا فقط کذبا (منافات کا حکم لگایا جائے) پس مانعۃ الخلو ہے اور ہر ایک ان دونوں میں سے عنادیہ ہے اگر منافات دونوں جزوں کی ذات کی

Marfat.com

وجہ سے ہو ورنہ پس وہ اتفاقیہ ہے پھر حکم شرطیہ میں اگر مقدم کی تمام تقادیر پر ہو تو وہ کلیہ ہے یا بعض افراد ہو مطلقا تو جزئیہ ہے یا معین (تقدیر ہو) ہو شخصیہ ہے ورنہ پس مہملہ ہے اور شرطیہ کی دو طرفین اصل میں دو قضیے ہیں دونوں حملیہ ہوں یا متصلہ یا منفصلہ یا مختلف ہوں مگر اس صورت میں وہ اتصال اور انفصال کی زیادتی کیساتھ تمامیت سے نکل جائیں گے

مختصر تشریح متن:۔ قضایا حملیہ اور موجہات کی بحث ختم کرنے کے بعد اب قضایا شرطیہ کی بحث کرتے ہیں قضیہ شرطیہ دو قسم پر ہے متصلہ، منفصلہ پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسم پر ہے موجبہ اور سالبہ شرطیہ متصلہ کی پھر دو قسمیں ہیں لزومیہ، اتفاقیہ شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں (حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو) پھر ان تینوں قسموں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں عنادیہ، اور غیر عنادیہ مزید تشریح شرح میں آ رہی ہے

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

قَوْلُهُ عَلٰی تَقْدِيْرٍ اُخْرٰی: سَوَاءٌ كَانَتِ النِّسْبَتَانِ ثُبُوْتِيَّتَيْنِ اَوْ سَلْبِيَّتَيْنِ اَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ فَقَوْلُنَا كُلَّمَا لَمْ يَكُنْ زَيْدٌ حَيَوَانًا لَمْ يَكُنْ اِنْسَانًا مُتَّصِلَةٌ مُوْجِبَةٌ فَالْمُتَّصِلَةُ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِاِتِّصَالِ النِّسْبَتَيْنِ وَالسَّالِبَةُ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِسَلْبِ اِتِّصَالِهِمَا نَحْوُ لَيْسَ الْبَتَّةَ كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً كَانَ اللَّيْلُ مَوْجُوْدًا وَكَذَالِكَ اللُّزُوْمِيَّةُ الْمُوْجِبَةُ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِالْاِتِّصَالِ بِعِلَاقَةٍ وَالسَّالِبَةُ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِاَنَّهٗ لَيْسَ هُنَاكَ اِتِّصَالٌ بِعِلَاقَةٍ سَوَاءٌ لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ اِتِّصَالٌ اَوْ كَانَ لٰكِنْ لَا بِعِلَاقَةٍ وَاَمَّا الْاِتِّفَاقِيَّةُ فَهِيَ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِمُجَرَّدِ الْاِتِّصَالِ اَوْ نَفْيِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنَ ذَالِكَ مُسْتَنِدًا اِلَى الْعِلَاقَةِ نَحْوُ كُلَّمَا كَانَ الْاِنْسَانُ نَاطِقًا فَالْحِمَارُ نَاهِقٌ وَلَيْسَ كُلَّمَا كَانَ الْاِنْسَانُ نَاطِقًا كَانَ الْفَرَسُ نَاهِقًا فَتَدَبَّرْ

ترجمہ:۔ برابر ہے کہ دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں یا سلبی ہوں یا مختلف ہوں پس ہمارا قول کلما لم یکن زید حیوانا لم یکن انسانا قضیہ متصلہ موجبہ ہے پس متصلہ (موجبہ) وہ قضیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے متصل ہونے کا حکم لگایا ہو جیسے لیس البتۃ کلما کانت الشمس طالعۃ کان اللیل موجودا۔ اور اسی طرح لزومیہ موجبہ وہ قضیہ ہے جس میں کسی علاقے کے متصل ہونے کا حکم لگایا گیا ہو اور لزومیہ سالبہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو بایں طور یہاں کسی علاقے کے ساتھ اتصال نہیں ہے برابر ہے کہ وہاں خواہ اتصال نہ ہو یا اتصال ہو تو مگر بغیر علاقہ کے ہو اور بہرحال اتفاقیہ وہ وہ قضیہ ہے جس میں محض اتصال کے

Marfat.com

ساتھ یا اس اتصال کی نفی کے ساتھ حکم لگایا گیا ہو بغیر اس کے کہ وہ منسوب کسی کی طرف جیسے کلما کان الانسان ناطقا الخ

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے یعنی قضیہ شرطیہ متصلہ کی تعریف کرنی ہے۔

تشریح:۔ اس تعریف کے سمجھنے سے پہلے بطور ضابطہ کے یہ بات سمجھے کہ قضایا شرطیہ کی بحث جو تعریفات بیان ہوں گی متصلہ ،منفصلہ ،لزومیہ ،عنادیہ ،وغیرہ کی یہ تعریفات صرف موجبات پر ہی سچی آئیں گی۔

تعریف شرطیہ متصلہ:۔ جس میں ایک نسبت کا ثبوت دوسری نسبت کے ثبوت پر موقوف ہو جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود یہاں وجود نہار کی نسبت کا ثبوت طلوع شمس کی نسبت پر موقوف ہے یہ تعرف شرطیہ متصلہ موجبہ کی ہے ایک نسبت کا ثبوت جو دوسری نسبت کے ثبوت پر موقوف ہوگا پھر وہ دونوں نسبتیں ثبوتی بھی ہو سکتی ہیں سلبی بھی اور مختلف بھی

اس میں ذیل ، چار صورتیں نکلیں گی

(۱) دونوں نسبتیں ثبوتی ہو جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود

(۲) دونوں نسبتیں سلبی ہو جیسے ان لم یکن الشمس طالعة لم یکن النهار موجود

(۳) پہلی نسبت (مقدم) ثبوتی ہو اور دوسری نسبت (تالی) سلبی ہو جیسے ان کانت الشمس طالعة لم یکن اللیل موجودا

(۴) پہلی نسبت سلبی ہو اور دوسری نسبت ثبوتی ہو جیسے ان لم یکن الشمس طالعةفکان اللیل موجودا

قضیہ شرطیہ متصلہ سالبہ:۔ اس کو کہتے ہیں جس میں ایک نسبت کا ثبوت دوسری نسبت کے ثبوت پر موقوف ہو جیسے لیس البته کلما کانت الشمس طالعة کان اللیل موجودا یہاں وجود لیل کی نسبت کا ثبوت طلوع شمس کی نسبت پر موقوف نہیں یہاں بھی وہی صورتیں ہونگی کہ دونوں قضیوں کی نسبت بذات خود ایجابی ہو سکتی ہے سلبی بھی اور مختلف بھی۔

اس میں وہی چار صورتیں نکلیں گی

(۱) دونوں ثبوتی نسبتوں میں اتصال کی نفی ہو جیسے لیس البتة کلما کانت الشمس طالعة لم یکن اللیل موجودا

(۲) دونوں سلبی نسبتون میں اتصال کی نفی ہو جیسے لیس البتة کلما لم یکن الشمس طالعة لم یکن اللیل موجودا

(۳) پہلی نسبت ثبوتی ہو دوسری سلبی ہو جیسے لیس البتة کلما کانت الشمس طالعةلم یکن النهار موجودا

(۴) پہلی نسبت سلبی ہو اور دوسری نسبت ثبوتی ہو جیسے لیس البتة کلما لم یکن الشمس طالعة کان النهار موجودا

Marfat.com

شرطیہ متصلہ کی پھر دو قسمیں ہیں لزومیہ اور اتفاقیہ۔

لزومیہ کی تعریف:۔ لزومیہ اس قضیہ کو کہتے ہیں جس میں دونون نسبتوں اتصال کسی علاقے کی وجہ سے ہو جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود یہاں وجود نہار کی نسبت کا اتصال طلوع شمس کی نسبت کے علاقے کی وجہ سے ہے اور وہ علاقہ یہ ہے کہ طلوع شمس علت ہے وجود نہار کیلئے یہ لزومیہ موجبہ کی تعریف ہے سالبہ کی تعریف اس کا الٹ ہوگی کہ دو نسبتوں میں اتصال نہ ہو کسی علاقے کی وجہ سے جیسے لیس البتة کلما کانت الشمس طالعة فالليل موجود اس لزومیہ سالبہ میں دو صورتین نکلیں گی ایک صورت یہ ہے کہ سرے سے اتصال ہی نہ ہو جیسے ابھی مثال گزری اور دوسری صورت یہ ہے کہ اتصال تو ہو لیکن کسی علاقے کی وجہ سے نہ ہو جیسے لیس البتة کلما کان الانسان ناطقا کان الحمار ناهقا یہاں ناھقیت حمار اور ناطقیت انسان میں اتصال تو ہے لیکن علاقہ نہیں کیونکہ ناطقیت انسان ناھقیت حمار کیلئے علت نہیں

اتفاقیہ کی تعریف:۔ دو نسبتوں میں اتصال بغیر کسی علاقہ کے ہو اس کی مثال وہی ہے جو لزومیہ کی مثال ہے جیسے کلما کان الانسان ناطقا کان لحما ر ناهقا لزومیہ سالبہ اور اتفاقیہ کی تعریف میں فرق نہیں البتہ فرق اتنا ہے کہ لزومیہ سالبہ میں سور سالبہ کا ہوتا ہے اور اتفاقیہ میں سور موجبہ کا ہے

اتفاقیہ سالبہ اس قضیہ کو کہتے ہیں جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال نہ ہو بغیر کسی علاقہ کے جیسے لیس البتہ کلما کان الانسان ناطقا کان الفرس ناهقا یہاں اتصال نہیں کیونکہ کبھی کبھی انسان ناطق ہوتا ہے اور فرس ناھق نہیں ہوتا اور علاقہ بھی نہیں کیونکہ ناطقیت انسان ناھقیت فرس کیلئے علت نہیں

قَوْلُهُ بِعِلَاقَةٍ: وَهِيَ اَمْرٌ بِسَبَبِهٖ يَسْتَصْحِبُ الْمُقَدَّمُ التَّالِيَ كَعِلِّيَّةِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ لِوُجُوْدِ النَّهَارِ فِيْ كَقَوْلِنَا كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ

ترجمہ:۔ اور وہ علاقہ ایسا امر ہے کہ جس کی وجہ سے مقدم تالی کا مصاحف ہو جائے جیسے طلوع شمس کا علاقہ وجود نہار کیلئے ہمارے قول بکلما کانت الشمس طالعة فالنهار موجود

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض علاقے کی تعریف بیان کرنی ہے۔

تشریح:۔ قضیہ لزومیہ جو علاقہ ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے؟ اس قولہ میں اس کی تعریف کرتے ہیں کہ علاقہ اس چیز کو کہتے ہیں جس

Marfat.com

کے سبب سے مقدم تالی کا ساتھی بن جائے منطقیوں نے تلاش کر کے چار قسم کے علاقے نکالے ہیں۔

(۱) مقدم علت ہو تالی معلول ہو جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنھار موجود اسمیں طلوع شمس وجود نھار کی علت ہے اور وجود نھار معلول ہے۔

(۲) مقدم معلول ہو اور تالی علت ہو جیسے ان کان النھار موجود فالشمس طالعة اس میں طلوع شمس وجود نھار کی علت ہے اور وجود نھار مقدم معلول ہے۔

(۳) مقدم اور تالی دونوں معلول ہوں ایک تیسری چیز (علت) کے جیسا کہ کلما کان النھار موجود فالعالم مضیٴ ان دونوں (وجود نھار اور طلوع شمس) کی علت ایک تیسری چیز ہے طلوع شمس۔

(۴) چوتھا احتمال یہ ہے کہ مقدم اور تالی میں تضایف کا علاقہ ہو یعنی ایک شئی دوسری کے بغیر نہ سمجھی جائے جیسے ان کان زید ابا لعمر و فعمرو ابنه

قَوْلُهٗ بِتَنَافِیْ النِّسْبَتَیْنِ : سَوَاءٌ کَانَتِ النِّسْبَتَانِ ثُبُوْتِیَتَیْنِ اَوْسَلْبِیَتَیْنِ اَوْ مُخْتَلِفَتَیْنِ فَاِنْ کَانَ الْحُکْمُ فِیْهَا بِتَنَافِیْهِمَا فَهِیَ مُنْفَصِلَةٌ مُوْجِبَةٌ وَاِنْ کَانَ بِسَلْبِ تَنَافِیْهِمَا فَهِیَ مُنْفَصِلَةٌ سَالِبَةٌ

ترجمہ:۔ برابر ہے کہ دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں یا سلبی یا مختلفی ہوں پس اگر حکم اس میں ان نسبتوں کے مابین منافات کے ساتھ ہو تو وہ منفصلہ موجبہ ہے اور اگر حکم ان کے مابین منافات نہ ہونے کے ساتھ ہو تو وہ منفصلہ سالبہ ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تعریف بیان کرنی ہے۔

تشریح:۔ اس قولہ میں شارح قضیہ منفصلہ کی تعریف کرتے ہیں۔

شرطیہ منفصلہ کی تعریف:۔ شرطیہ منفصلہ اس قضیہ کو کہتے ہیں کہ جس میں دو نسبتوں کے درمیان منافات کو ثابت کیا گیا ہو پھر وہ دونوں قضیے بذات خود چاہے موجبہ ہوں یا سالبہ۔ یہاں بھی وہی چار صورتیں نکلیں گی۔

(۱) دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں جیسے اما ان یکون ھذا لعدد زوجا او فردا

(۲) دونوں سلبی ہوں جیسے امان یکون ھذا العدد لا زوجا او لا فردا

(۳) پہلی ثبوتی دوسری سلبی جیسے امان یکون ھذا العدد لا زوجا او منقسم بمتساویین او لا زوجا

Marfat.com

(iv) پہلی سلبی دوسری ثبوتی جیسے اما ایکون هذا لعدد لا زوجا او منقسما بمتساويين

قضیہ شرطیہ منفصلہ سالبہ:۔ اس قضیہ کو کہتے ہیں کہ جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان منافات کی نفی کی گی ہو جیسے لیس البتة اما ان يكون هذا لعدد زوجا او منقسما بمتساويين اس میں بھی عقلی طور پر چار صورتیں نکلتی ہیں مثالیں بالکل واضح ہیں استخرج بنفسك ۔

قَوْلُهُ وَهِيَ الْحَقِيقَةُ : فَالْمُنْفَصِلَةُ الْحَقِيقِيَّةُ مَا حُكِمَ فِيهَا بِتَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ فِي الصِّدْقِ وَ الْكِذْبِ نَحْوُ قَوْلِنَا إِمَّا اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لْعَدَدُ زَوْجًا وَ إِمَّا اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لْعَدَدُ فَرْدًا اَوْ حُكِمَ فِيهَا بِسَلْبِ تَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ فِي الصِّدْقِ وَالْكِذْبِ نَحْوُ قَوْلِنَا لَيْسَ اَلْبَتَّةَ إِمَّا اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ مُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِيَيْنِ وَالْمُنْفَصِلَةُ الْمَانِعَةُ الْجَمْعِ مَا حُكِمَ فِيهَا بِتَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ اَوْ لَا تَنَافِيهِمَا فِي الصِّدْقِ فَقَطْ نَحْوُ هٰذَا الشَّيْءُ إِمَّا اَنْ يَكُوْنَ شَجَرًا وَإِمَّا اَنْ يَكُوْنَ حَجَرًا وَالْمُنْفَصِلَةُ الْمَانِعَةُ الْخُلُوُّ مَا حُكِمَ فِيهَا بِتَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ اَوْ لَا تَنَافِيهِمَا فِي الْكِذْبِ فَقَطْ نَحْوُ إِمَّا اَنْ يَكُوْنَ زَيْدٌ فِي الْبَحْرِ وَإِمَّا اَنْ لَا يَغْرَقَ

ترجمہ:۔ منفصلہ حقیقہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا ہو صدق وکذب میں نسبتوں کی منافات کے ساتھ جیسے ہمارا قول اما ان يكون هذا لعدد زوجا الخ یا حکم لگایا ہو اس میں نسبتوں کی صدق وکذب میں منافات نہ ہونے کے ساتھ جیسے ہمارا قول ليس البتة اما ان يكون هذا العدد زوجا الخ اور منفصلہ مانعۃ الجمع وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا ہو دونسبتوں کی منافات یا عدم منافات کے ساتھ فقط صدق میں جیسے هذا الشئی اما ان يكون شجرا و اما ان يكون حجرا اور منفصلہ مانعۃ الخلو وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا ہو دونسبتوں کی منافی ہونے یا منافی نہ ہونے کے ساتھ صرف کذب میں جیسے اما ان يكون زيد فی البحر اسما ان لايغرق ۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ منفصلہ کی اقسام بتانی ہیں اور ہر ایک کی تعریف کرنی ہے۔

تشریح:۔ یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے کہ قضایا شرطیہ کے اندر جتنی بھی تعریفات ہوں گی وہ موجبات پر ہی سچی آئیگی سوالب

Marfat.com

پر سچی نہیں آئیں گی لیکن سوالب کو مجازا متصلہ اور اتفاقیہ وغیرہ کہا جاتا ہے اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب قضیہ شرطیہ منفصلہ کے اقسام سمجھیں

شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں (۱) شرطیہ منفصلہ حقیقیہ (۲) شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع (۳) شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو

شرطیہ منفصلہ حقیقیہ:۔ اس قضیہ شرطیہ منفصلہ کو کہتے ہیں جس میں دونسبتوں کے درمیان مخالفت کو ثابت کیا گیا ہو صدق اور کذب دونوں میں صدق اور کذب میں مخالفت کے ثابت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نہ دونوں نسبتیں اکٹھی سچی آسکیں اور نہ دونوں اٹھ سکیں جیسے ھذا العدد اما ان یکون زوجا او فردا یہ دونوں نسبتیں زوجیت اور فردیت ایک عدد میں عدد میں جمع بھی نہیں ہوسکتی کہ کوئی عدد زوج بھی ہو اور فرد بھی ہو اور اٹھ بھی نہیں ہوسکتیں کہ کوئی نہ زوج ہو اور نہ فرد ہو یہ تعریف حقیقیہ موجبہ کی ہے سالبہ کی تعریف بالکل اس کا عکس ہوگی سالبہ حقیقیہ اس کو کہتے ہیں جس میں دونسبتوں میں صدق وکذب میں مخالفت کی نفی گی ہو صدق وکذب میں مخالفت کی نفی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں نسبتوں اکٹھی سچی بھی ہوسکیں اور اکٹھی جھوٹی بھی ہوسکتی ہیں جیسے لیس البتۃ اما ان یکون ھذا العدد زوجا او منقسما بمتساویین یہاں دونوں نسبتیں زوجیت اور انقسام بمتساویین جمع بھی ہوسکتی ہیں کہ عدد زوج بھی ہو اور منقسم بمتساویین بھی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں نسبتیں اٹھ جائیں کہ ایک عدد ایسا ہو جو نہ جفت نہ منقسم بمتساویین ہو بلکہ وہ عدد طاق ہو

شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع:۔ اس قضیہ شرطیہ منفصلہ کو کہتے ہیں جس میں دونسبتوں کے درمیان مخالفت فقط صدق میں ثابت کی گی ہو یعنی دونوں نسبتیں اکٹھی سچی نہ آسکتی ہوں البتہ دونوں کا اٹھ جانا جائز ہو جیسے اما ان یکون ھذا الشئی شجرا او حجرا شجر اور حجر ان دونوں کا جمع ہونا تو محال ہے یعنی دونوں ایک جگہ اکٹھی سچی نہیں آسکتی لیکن ان کا اٹھ جانا جائز ہے کہ دونوں نہ ہوں بلکہ ایک تیسری چیز مثلا انسان ہو

سالبہ مانعۃ الجمع کی تعریف:۔ یہ ہے کہ دونسبتوں میں صدق میں مخالفت کی نفی کی گئی ہو یعنی دونوں نسبتوں کا سچا آنا جائز ہو لیکن اٹھ جانا جائز نہ ہو جیسے اما ایکون ھذا الانسان حیوانا او اسودا یہاں ان دونوں نسبتوں حیوان اور اسود کا جمع ہونا تو جائز ہے کہ حبشی آدمی میں حیوان بھی پایا جائے گا اور اسود بھی لیکن ان دونوں کا اٹھ جانا درست نہیں کہ وہ آدمی حیوان بھی نہ ہو اور اسود بھی نہ ہو

شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو:۔ اس قضیہ شرطیہ کو کہتے ہیں جس میں دونسبتوں میں مخالفت صرف کذب میں ہو یعنی

Marfat.com

دونوں نسبتوں کا اٹھ جانا محال ہوالبتہ دونوں کا سچا آنا جائز ہو جیسے اما ان یکون زید فی البحر اولا یغرق ان دونوں نسبتوں کا اٹھ جانا (کہ زید دریا میں نہ ہو اور غرق ہو) محال ہے لیکن ان کا اجتماع جائز ہے کہ زید دریا ہو اور غرق نہ ہو بلکہ کشتی میں سوار ہو یا تیر رہا ہو

سالبہ مانعۃ الخلو:۔ وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں کذب یا مخالفت کی نفی کی گی ہو یعنی دونوں نسبتوں کا اٹھ جانا جائز ہو جمع ہونا جائز نہ ہو جیسے لیس البتۃ اما ان یکون ھذا الشئی حجرا او شجرا ان دونوں کا اٹھ جانا جائز تو ہے کہ وہ شئی نہ تو حجر اور نہ ہی شجر ہو بلکہ انسان لیکن جمع ہونا جائز نہیں کہ ایک ہی شئی حجر بھی ہو اور شجر بھی ہو

قَوْلُهُ اَوْ صِدْقًا فَقَطْ: اَیْ لَا فِی الْکَذِبِ اَوْ مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ عَنِ الْکِذْبِ حَتّٰی جَازَ اَنْ یَجْتَمِعَ النِّسْبَتَانِ فِی الْکِذْبِ وَ اَنْ لَا یَجْتَمِعَا وَیُقَالُ لِلْمَعْنَی الْاَوَّلِ مَانِعَةُ الْجَمْعِ بِالْمَعْنَی الْاَخَصِّ وَالثَّانِیْ مَانِعَةُ الْجَمْعِ بِالْمَعْنَی الْاَعَمِّ

ترجمہ:۔ یعنی منافات کا حکم کذب سے نہیں یا کذب سے قطع نظر کر کے حتی کہ جائز ہے یہ کہ دونوں نسبتیں کذب میں جمع ہو جائیں اور یہ کہ جمع نہ ہوں اور اول معنی کو مانعۃ الجمع بالمعنی الاخص کہا جاتا ہے اور ثانی معنی کو مانعۃ الجمع بالمعنی الاعم کہا جاتا ہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ منفصلہ مانعۃ الجمع کی ایک دوسری تعریف بتانی ہے۔

تشریح:۔ اس قول کی غرض قضیہ منفصلہ مانعۃ الجمع کی ایک دوسری تعریف کی ہے ایک تعریف تو مانعۃ الجمع کی یہ گزری ہے کہ اس میں دونوں نسبتوں کا صدق محال ہو اب یہاں اور تعریف بتا رہے ہیں اور اس تعریف میں پہلی تعریف سے کچھ قیود کو اٹھایا جائے گا یا بڑھایا جائے گا قضیہ مانعۃ الجمع میں اگر دوسری جانب کو صراحتا ذکر کیا جائے جیسے یوں کیا جائے کہ دو نسبتوں کی صرف صدق میں مخالفت ہو اور دوسری جانب یعنی کذب میں مخالفت نہ ہو تو یہ دوسری تعریف ہے منفصلہ مانعۃ الجمع کی یہ تعریف اخص ہے اور تعریف منفصلہ حقیقہ کے مقابل ہے کیونکہ اس میں تو صدق اور کذب دونوں میں مخالفت ہوتی ہے اور اگر دوسری جانب کو صراحتا ذکر نہ کیا جائے تو یہ تعریف مانعۃ الجمع کی اعم ہے جیسے کہا جائے کہ مانعۃ الجمع وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے صدق میں دونوں نسبتوں میں مخالفت ہو دوسری جانب کو معلوم نہیں کہ مخالفت ہے کہ نہیں یہ تعریف منفصلہ حقیقہ پر بھی سچی آئے گی اگر دوسری جانب میں بھی مخالفت ہو اس لیے اس تعریف کو اعم کہیں گے جس تعریف میں صراحتا دوسری جانب کو ذکر کیا

Marfat.com

جائے اس قضیہ مانعة الجمع بالمعنی الاخص ہواور جس میں دوسری جانب کوصراحتاً ذکر نہ کیا جائے اس کو مانعة الجمع بالمعنی الاعم کہتے ہیں

قَوْلُهٗ اَوْ كِذْبًا فَقَطْ : اَیْ لَا فِی الصِّدْقِ اَوْ مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ عَنْهُ وَالْاَوَّلُ مَانِعَةُ الْخُلُوِّ بِالْمَعْنَی الْاَخَصِّ وَالثَّانِیْ بِالْمَعْنَی الْاَعَمِّ

ترجمہ:۔ یعنی منافات کا حکم صدق میں نہیں یا صدق سے قطع نظر کر کے اول مانعة الخلو بالمعنی الاخص ہے اور ثانی مانعة الخلو بالمعنی الاعم ہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض بھی مانعة الخلو کی ایک دوسری تعریف بتانی ہے

تشریح۔ اگر یہاں بھی دوسری جانب کوصراحتاً ذکر کیا جائے تو یہ مانعة الخلو بالمعنی الاخص ہوگا جو کہ منفصلہ حقیقیہ کا مقابل ہوگا جیسے کہ کہا جائے مانعة الخلو وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ جس میں دونوں نسبتوں میں صرف کذب میں مخالفت ہو دوسری جانب صراحتاً مذکور ہو کہ صدق میں مخالفت نہ ہو یہ منفصلہ حقیقہ کا مقابل ہے کیونکہ اس میں صدق وکذب دونوں میں مخالفت ہوتی ہے اور اگر دوسری جانب کوصراحتاً ذکر نہ کیا جائے تو اس کو مانعة الخلو بالمعنی الاعم کہیں گے جیسے یوں کہا جائے کہ مانعة الخلو وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ جس کے اندر کذب میں مخالفت ہو دوسری جانب کو معلوم نہیں کہ مخالفت ہے یا نہیں اگر دوسری جانب میں بھی مخالفت ہو تو پھر منفصلہ پر سچا آئے گا اس لیے اس کو مانعة الخلو بالمعنی الاعم کہتے ہیں

قَوْلُهٗ لِذَاتِیِ الْجُزْئَیْنِ : اَیْ کَانَ الْمُنَافَاةُ بَیْنَ الطَّرْفَیْنِ اَیِ الْمُقَدَّمِ وَالتَّالِیْ مُنَافَاةٌ نَاشِیَةٌ عَنْ ذَاتَیْهِمَا فِیْ اَیِّ مَادَّةٍ تَحَقَّقَا كَالْمُنَافَاةِ بَیْنَ الزَّوْجِیَةِ وَالْفَرْدِیَةِ لَا مِنْ خُصُوْصِ الْمَادَّةِ كَالْمُنَافَاةِ بَیْنَ السَّوَادِ وَالْكِتَابَةِ فِیْ اِنْسَانٍ یَكُوْنُ اَسْوَدُ وَ غَیْرُ كَاتِبٍ اَوْ یَكُوْنُ كَاتِبًا وَ غَیْرُ اَسْوَدَ فَالْمُنَافَاةُ بَیْنَ طَرْفَیْ هٰذَا الْمُنْفَصِلَةِ وَاقِعَةٌ لَا لِذَاتَیْهِمَا بَلْ بِحَسْبِ خُصُوْصِ الْمَادَةِ اِذْ قَدْ یَجْتَمِعُ السَّوَادُ وَالْكِتَابَةُ فِی الصِّدْقِ اَوْ فِی الْكِذْبِ فِیْ مَادَّةٍ اُخْرٰی فَهٰذِهٖ مُنْفَصِلَةٌ حَقِیْقَةٌ اِتِّفَاقِیَّةٌ وَتِلْكَ مُنْفَصِلَةٌ عِنَادِیَّةٌ

ترجمہ:۔ یعنی اگر طرفین یعنی مقدم اور تالی کے درمیان ایسی منافات ہے جو ان کی ذات سے پیدا ہونے والی ہے جس مادہ

Marfat.com

میں بھی وہ طرفین متحقق ہوں جیسے منافات زوجیت اور فردیت کے درمیان نہ کہ کسی خاص مادہ کی منافات سواد اور کتابت کے درمیان ایسے انسان میں جو اسود ہو اور کاتب نہ ہو یا کاتب اسود نہ ہو پس منافات اس منفصلہ کی دونوں طرفوں کے درمیان واقع ہونے والی نہیں ہے ان کی ذات کی وجہ سے بلکہ خاص مادہ کے لحاظ سے ہے کیونکہ کبھی سواد اور کتابت صدق اور کذب میں دوسرے مادہ کے اندر جمع ہو سکتی ہیں پس یہ منفصلہ حقیقہ اتفاقیہ ہے اور وہ پہلی قسم منفصلہ عنادیہ ہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ منفصلہ کی دو قسمیں بیان کرنی ہیں

تشریح:۔ قضیہ منفصلہ کی دو قسمیں ہیں عنادیہ اور اتفاقیہ قضیہ منفصلہ کی تین اقسام میں سے ہر ایک عنادیہ اور اتفاقیہ ہوگی قضیہ متصلہ کی بھی دو قسمیں تھیں لزومیہ اور اتفاقیہ متصلہ میں اگر اتصال کسی علاقہ کی وجہ سے ہوتا تھا تو لزومیہ تھا اور منفصلہ میں مخالفت دو نسبتوں میں اگر باعتبار ذات کے ہو تو اس کو عنادیہ کہتے ہیں یہاں نام رکھنے میں فرق اس لیے کیا ہے کہ ہر ایک تعریف الگ الگ ہے اتفاقیہ میں دونوں کی تعریف ملتی تھی اس لیے متصلہ اور منفصلہ دونوں کو اتفاقیہ کہا اتفاقیہ متصلہ میں اتصال دونوں نسبتوں کا اتفاقاً ہو جاتا تھا اس طرح اتفاقیہ منفصلہ میں دونوں نسبتوں میں مخالفت اتفاقاً ہو جاتی ہے

اب عنادیہ اور اتفاقیہ کی تعریف سمجھیں

قضیہ عنادیہ کی تعریف:۔ اس قضیہ منفصلہ کو کہتے ہیں کہ جس میں دو نسبتوں کے درمیان مخالفت ذاتی ہو ذات کے اعتبار سے بھی وہ نسبتیں کسی مادہ میں بھی جمع نہ ہو سکیں جیسے هذا لعدد اما ان يكون زوجا او فردا یہ موجبہ کی تعریف ہے سالبہ کی تعریف اس کے بالکل برعکس ہوگی

سالبہ عنادیہ کی تعریف:۔ وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں دونوں نسبتوں میں مخالفت ذاتی نہ ہو اس کی مثال جیسے زید مثلاً کاتب ہے اور کالا نہیں تو قضیہ بولا جائے کہ زید اما ان يكون كاتبا او اسود زید یا کاتب ہے یا کالا ہے

قضیہ اتفاقیہ کی تعریف:۔ وہ قضیہ منفصلہ ہے کہ جس میں دو نسبتوں میں مخالفت کسی مادے میں ہوگی ورنہ ان دونوں میں مخالفت ذات کے اعتبار سے نہ ہوگی جیسے ہم نے ایک انسان کالے کو فرض کر لیا کہ یہ کالا ہے اور کاتب نہیں اب اس پر یہ مثال سچی آتی ہے کہ اما ان يكون هذا الانسان اسود او كاتبا یہ انسان اسود ہے یا کاتب یہ دونوں اس انسان پر سچی نہیں آرہیں ورنہ ان میں مخالفت ذاتی نہیں کیونکہ اگر مخالفت ذاتی ہوتی تو یہ دونوں نسبتیں کبھی بھی جمع نہ ہوتی حالانکہ یہ دونوں نسبتیں جمع بھی ہو جاتی ہیں کہ انسان اسود بھی ہو اور کاتب بھی جیسے حبشی منشی یہ اتفاقیہ موجبہ کی تعریف ہے سالبہ کی تعریف یہ ہوگی

Marfat.com

جس میں دونسبتوں میں مخالفت کی نفی اتفاقی ہو چونکہ منفصلہ کی تینوں قسموں ان دو کی طرف تقسیم ہوتی ہیں اس لیے اب ہر ایک کی تقسیم بمع امثلہ سمجھے

منفصلہ حقیقہ عنادیہ کی مثال:۔ اما ان یکون ھذا لعدد زوجا او فردا یہاں زوجیت عدد اور فردیت مخالفت بیان کی گی ہے اور یہ مخالفت ذاتی ہے کیونکہ زوجیت عدد واحد فردیت کسی مثال میں بھی جمع نہیں ہو سکتے

منفصلہ حقیقہ اتفاقیہ کی مثال:۔ وہی انسان جس کو اسود لا کاتب فرض کیا تھا اس پر یہ مثال سچی آتی ہے اما ان یکون ھذا الانسان اسود او کاتبا یہ انسان اسود ہے یا کاتب اس مثال مذکور میں اتفاقی طور پر ایسا ہو گیا ہے کہ اسود اور کاتب دونوں سچے نہیں آتے ورنہ ان کی ذات میں کوئی مخالفت نہیں یہ جمع بھی ہو سکتے ہیں کما مر انفا

منفصلہ مانعۃ الجمع عنادیہ کی مثال:۔ اما ان یکون ھذا الشئی شجرا او حجرا یہاں شجریت اور حجریت مخالفت ثابت کی گی ہے اور یہ مخالفت ذاتی ہے مانعۃ الجمع میں مخالفت دونسبتوں میں صرف صدق میں ہوتی ہے کذب میں نہیں دونوں نسبتیں جھوٹی ہو سکتی ہیں

منفصلہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ کی مثال:۔ وہی انسان اسود لا کاتب اس پر یہ مثال سچی آتی ہے اما ان یکون ھذا الانسان لا اسود او کاتبا یہ انسان یا تو لا اسود ہے یا کاتب ہے یہ دونوں نسبتیں لا اسود اور کاتب اس انسان پر سچی تو نہیں آسکتی کیونکہ وہ تو اسود اور لا کاتب ہے لیکن متحد ہو سکتی ہے کہ اسود لا کاتب ہو جیسے وہ ہے

منفصلہ مانعۃ الخلو عنادیہ کی مثال:۔ وھی انسان اسود لا کاتب اس پر یہ مثال سچی آتی ہے کہ اما ان یکون ھذا الانسان اسود او لا کاتبا ان دونوں نسبتوں کا جمع ہونا جائز ہے کہ وہ اسود بھی ھو لا کاتب بھی ہو جیسا کہ وہ ہے لیکن ہے دونوں اٹھ نہیں سکتیں کہ وہ اسود نہ ہو بلکہ لا اسود ھو اور لا کاتب نہ ہو بلکہ کاتب ہو ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو اسود لا کاتب ہے یہاں منفصلہ مانعۃ الخلو میں اسود لا کاتب کا اٹھ جانا یعنی لا اسود کاتب ہونا یہ محال اس مادہ میں ہو رہا ہے جس کو ہم نے فرض کیا ہے ورنہ حقیقت میں ذاتی طور پر ان کا اٹھنا محال نہیں بلکہ دونوں اٹھ سکتے ہیں جیسے رومی آدمی کاتب ہو تو اس پر لا اسود اور کاتب دونوں سچے آتے ہیں اسی طرح مانعۃ الجمع لا اسود اور کاتب کا جمع نہ ہونا اس مادہ میں ہے ورنہ ذاتی طور پر یہ آپس میں مخالف دونوں جمع ہو سکتے ہیں کہ انسان لا اسود ہو اور کاتب ہو جیسے رومی کاتب۔

Marfat.com

فائدہ:۔ قضیہ متصلہ کی تین قسمیں ہیں لیکن یہاں صرف دو قسمیں بیان کی ہیں (۱) لزومیہ جس میں لزوم کی صراحت کی گی ہو (۲) اتفاقیہ جس میں اتفاق کی قید صراحتا موجود ہو (۳) مطلقہ جس میں لزوم کی صراحت ہو اور نہ اتفاق کی جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود اس کو متصلہ مطلقہ کہتے ہیں۔

اسی طرح منفصلہ کی پہلے چھ قسمیں بنتی تھیں لیکن اب ایک قسم منفصلہ مطلقہ بڑھ جائے گی جو کہ تین قسموں کے ساتھ ملے گی تو اب نو قسم منفصلہ کی ہوں گی (۱) منفصلہ حقیقیہ لزومیہ (۲) منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ (۳) منفصلہ حقیقیہ مطلقہ (۴) منفصلہ مانعۃ الجمع لزومیہ (۵) منفصلہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ (۶) منفصلہ مانعۃ الجمع مطلقہ (۷) منفصلہ مانعۃ الخلو لزومیہ (۸) منفصلہ مانعۃ الخلو اتفاقیہ (۹) منفصلہ مانعۃ الخلو مطلقہ۔ کتاب میں تو شرطیہ کی آٹھ قسمیں ہیں لیکن اصل میں بارہ قسم ہیں تین متصلہ کی اور نو منفصلہ کی فافهم هذا دقيق

قَوْلُهُ ثُمَّ الْحُكْمُ آه : كَمَا اَنَّ الْحَمْلِيَّةَ تَنْقَسِمُ اِلٰى مَحْصُوْرَةٍ وَمُهْمَلَةٍ وَشَخْصِيَّةٍ وَطَبْعِيَّةٍ كَذٰلِكَ الشَّرْطِيَّةُ اَيْضًا سَوَاءٌ كَانَتْ مُتَّصِلَةً اَوْ مُنْفَصِلَةً تَنْقَسِمُ اِلَى الْمَحْصُوْرَةِ الْكُلِّيَّةِ وَ الْجُزْئِيَّةِ وَالْمُهْمَلَةِ وَالشَّخْصِيَّةِ وَلَا يُعْقَلُ الطَّبْعِيَّةُ هٰهُنَا

ترجمہ:۔ جس طرح حملیہ تقسیم ہوتا ہے محصورہ حملیہ شخصیہ اور طبعیہ کی طرف اسی طرح شرطیہ بھی خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ تقسیم ہوتا ہے محصورہ کلیہ جزئیہ اور مہملہ اور شخصیہ کی طرف اور طبعیہ یہاں متصور نہیں ہوسکتا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض بھی تشریح متن ہے

تشریح:۔ اس قول میں یہ بات بتا رہے ہیں کہ جیسے قضیہ حملیہ کی باعتبار موضوع کے پانچ قسمیں بنتی تھیں (۱) شخصیہ (۲) طبعیہ (۳) مہملہ (۴) محصورہ کلیہ (۵) محصورہ جزئیہ اسی طرح قضیہ شرطیہ کی بھی یہ قسمیں ہوں گی (۱) شخصیہ (۲) مہملہ (۳) محصورہ کلیہ (۴) محصورہ جزئیہ خواہ شرطیہ متصلہ ہو یا شرطیہ منفصلہ ہو ہاں البتہ قضیہ شرطیہ طبعیہ نہیں ہوسکتا کیونکہ طبعیہ میں حکم کلی کی طبعیت پر ہوتا ہے اور قضایا شرطیہ میں حکم طبعیت پر ہوتا ہی نہیں بلکہ حکم مقدم کے احوال پر ہوتا ہے اس لیے یہاں قضیہ طبعیہ نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

قَوْلُهُ تَقَادِيْرُ الْمُقَدَّمِ : كَقَوْلِنَا كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ

ترجمہ:۔ جیسے ہمارا قول کلما کانت الشمس طالعة فالنهار موجود

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض بھی تشریح متن ہے

تشریح:۔ قضیہ شرطیہ میں حکم خواہ وہ متصلہ ہو یا منفصلہ ہو تمام حالات مقدم پر ہوتے ہیں یعنی مقدم کے وہ حالات جن کا جمع ہونا مقدم کے ساتھ ممکن ہو ان پر حکم ہوتا ہے اگر مقدم کے تمام حالات پر اتصال یا انفصال کا ہو تو اس کو قضیہ شرطیہ کلیہ کہتے ہیں مثال کلما کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا

قَوْلُهُ فَكُلِّيَّةٌ :وَسُوْرُهَا فِي الْمُتَّصِلَةِ الْمُوْجِبَةِ كُلَّمَا وَ مَهْمَا وَمَتٰى وَمَا فِي مَعْنَاهَا وَفِي الْمُنْفَصِلَةِ دَائِمًا وَابَدًا وَنَحْوُ هُمَا هٰذَا فِي الْمُوْجِبَةِ وَاَمَّا السَّالِبَةُ مُطْلَقًا فَسُوْرُهَا لَيْسَ اَلْبَتَّةَ

ترجمہ:۔ اس کلیہ کا سور متصلہ موجبہ میں کلما اور مهما اور متی اور ہر وہ لفظ ہے جو ان کے معنی میں ہو اور منفصلہ میں دائما اور ابدا اور ان کی مثل جو لفظ ہو یہ تو موجبہ میں ہے بہر حال سالبہ میں مطلقا سور لیس البتة ہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ شرطیہ محصورہ کلیہ کا سور بتانا ہے

تشریح:۔ قضیہ شرطیہ محصورہ متصلہ موجبہ کا سور کلما متی مهما ہے اور منفصلہ موجبہ کا سور دائما اور ابدا ہے اور شرطیہ سالبہ کا سور خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ لیس البتة ہے

قَوْلُهُ اَوْ بَعْضًا مُطْلَقًا :اَیْ بَعْضًا غَيْرُ مُعَيَّنٍ كَقَوْلِكَ قَدْ يَكُوْنُ اِذَا كَانَ الشَّیْءُ حَيَوَانًا كَانَ اِنْسَانًا

ترجمہ:۔ یعنی حکم بعض غیر معین پر ہو جیسے تیرا قول قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے

تشریح:۔ قضیہ شرطیہ میں حکم اتصال یا انفصال کے مقدم کے حالات میں سے بعض حالات پر ہوا اور وہ بعض غیر معین ہو قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا

Marfat.com

قَوْلُہٗ فَجُزْئِیَّۃٌ :وَسُوْرُھَا فِی الْمُوْجِبَۃِ مُتَّصِلَۃً کَانَتْ اَوْ مُنْفَصِلَۃً قَدْ یَکُوْنُ وَفِی السَّالِبَۃِ کَذَالِكَ قَدْ لَا یَکُوْنُ

ترجمہ:۔اور جز ئیہ کا سور موجبہ میں متصلہ ہو یا منفصلہ ہو قد یکون ہے اور سالبہ میں بھی اسی طرح قد لا یکون ہے

غرض شارح:۔اس قول کی غرض قضیہ شرطیہ محصورہ کا سور بتانا ہے

تشریح:۔شرطیہ موجبہ جز ئیہ کا سور خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ ہو قد یکون ہے اور شرطیہ جز ئیہ سالبہ ہو تو قد لا یکون ہے

قَوْلُہٗ فَشَخْصِیَّۃٌ : کَقَوْلِكَ اِنْ جِئْتَنِیْ الْیَوْمَ فَاَکْرَمْتُكَ

ترجمہ:۔جیسے تیرا قول ان جئتنی الخ

غرض شارح:۔اس قول کی غرض قضیہ شخصیہ کی مثال دینا ہے

تشریح:۔اگر قضیہ شرطیہ میں حکم اتصال یا انفصال کا مقدم کے احوال میں سے کسی حالت معین پر ہو تو اس کو قضیہ شرطیہ شخصیہ کہیں گے جیسے ان جئتنی الیوم فاکرمتك

قَوْلُہٗ وَاِلَّا :اَیْ وَاِنْ لَّمْ یَکُنِ الْحُکْمُ عَلٰی جَمِیْعِ تَقَادِیْرِ الْمُقَدَّمِ وَلَا عَلٰی بَعْضِھَا بِاَنْ یَّسْکُتَ عَنْ بَیَانِ الْکُلِّیَّۃِ وَ الْبَعْضِیَّۃِ مُطْلَقًا فَمُھْمَلَۃٌ نَحْوُ اِذَا کَانَ الشَّیْءُ اِنْسَانًا کَانَ حَیَوَانًا

ترجمہ:۔یعنی اگر حکم نہ مقدم کی جمیع تقادیر پر ہو اور نہ بعض پر بایں طور مطلقا سکوت کیا جائے کلیت اور بعضیت کے بیان سے تو قضیہ مہملہ ہے اذا کان الشئی انسانا کان حیوانا

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے

تشریح:۔اگر حکم تمام حالات مقدم پر نہ ہو اور نہ بعض پر ہو بلکہ حکم حالات مقدم پر ہو لیکن اس کی چندگی بیان نہ کی گی ہو کہ کل حالات مقدم پر ہے یا بعض پر تو اس کو شرطیہ مہملہ کہتے ہیں اذا کان الشئی انسانا کان حیو انا

Marfat.com

قَوْلُهُ فِي الْأَصْلِ : اَیْ قَبْلَ دُخُوْلِ اَدَاةِ الْاِتِّصَالِ وَالْاِنْفِصَالِ عَلَيْهِمَا

ترجمہ:۔یعنی اداۃ اتصال وانفصال کے ان طرفین پر داخل ہونے سے پہلے۔

غرض شارح:۔اس قول اور تناقض کی بحث تک اگلے تمام اقوال کی غرض توضیح متن ہے

تشریح:۔اس قول میں شارح یہ بتاتے ہیں کہ قضیہ شرطیہ اصل میں یہ دو قضیے ہوتے ہیں ادوات اتصال اور انفصال کے داخل ہونے سے پہلے۔

قَوْلُهُ حَمْلِيَّتَانِ : كَقَوْلِنَا اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ فَاِنَّ طَرْفَيْهَا وَهُمَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ قَضِيَّتَانِ حَمْلِيَتَانِ

ترجمہ:۔جیسے ہمارا قول ان كانت الشمس طالعة الخ پس بلاشبہ اس کی دونوں طرفیں اور وہ ہیں الشمس طالعه اور النهار موجود دو قضیہ حملیہ ہیں

تشریح:۔یا تو دونوں قضیے حملیے ہوں گے جیسا ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود یہ ایک قضیہ شرطیہ متصلہ ہے ادوات شرط کو ہٹاؤ تو دو قضیے حملیے ہیں الشمس طالعة اور النهار موجود

قَوْلُهُ اَوْ مُتَّصِلَتَانِ : كَقَوْلِنَا كُلَّمَا اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ فَكُلَّمَا لَمْ يَكُنِ الشَّمْسُ مَوْجُوْدًا لَمْ تَكُنِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاِنَّ طَرْفَيْهَا وَهُمَا قَوْلُنَا اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ وَقَوْلُنَا كُلَّمَا لَمْ يَكُنِ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا لَمْ يَكُنِ الشَّمْسُ طَالِعَةً قَضِيَّتَانِ مُتَّصِلَتَانِ

ترجمہ:۔جیسے ہمارا قول كلما ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود فكلما لم يكن النهار موجودا لم يكن الشمس طالعة پس بلاشبہ اس قضیے کی دونوں طرفیں اور وہ ہیں ہمارا قول ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود اور ہمارا قول كلما لم يكن النهار موجودا لم يكن الشمس طالعة قضیے متصلے ہے۔

تشریح:۔یا دونوں قضیے متصلہ ہوں گے جن سے ایک متصلہ تیار ہوگا جیسے ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود فكلما لم يكن النهار موجودا لم يكن الشمس طالعة یہاں ادوات شرط کو ہٹاؤ تو قضیہ کے دونوں طرف مقدم تالی

Marfat.com

شرطیہ متصلہ ہیں ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود كلما لم يكن النهار موجودا لم يكن الشمس طالعة

قَوْلُهٗ اَوْ مُنْفَصِلَتَانِ : كَقَوْلِنَا كُلَّمَا كَانَ دَائِمًا اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ فَرْدًا فَدَائِمًا اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْعَدَدُ مُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِيَيْنِ اَوْ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ بِهِمَا

ترجمہ:۔ جیسے ہمارا قول كلما كان دائما اما ان يكون العدد زوجا او فردا فدائما اما ان يكون العدد منقسما بمتساويين او غير منقسم بهما

تشریح:۔ یا وہ دونوں قضیے منفصلہ ہوں گے جیسے كلما كان الخ

قَوْلُهٗ اَوْ مُخْتَلِفَتَانِ : بِاَنْ يَّكُوْنَ اَحَدُ الطَّرْفَيْنِ حَمْلِيَّةً وَالْاٰخَرُ مُتَّصِلَةً اَوْ اَحَدُهُمَا حَمْلِيَّةً وَالْاٰخَرُ مُنْفَصِلَةً اَوْ اَحَدُهُمَا مُتَّصِلَةً وَالْاٰخَرُ مُنْفَصِلَةً فَالْاَقْسَامُ سِتَّةٌ وَعَلَيْكَ بِاِسْتِخْرَاجِ مَاتَرَكْنَاهُ مِنَ الْاَمْثِلَةِ

ترجمہ:۔ بایں طور کہ دونوں طرفوں میں سے ایک حملیہ ہو اور دوسری متصلہ ہو یا ان میں سے ایک حملیہ اور دوسری منفصلہ یا ان میں سے ایک متصلہ اور دوسری منفصلہ پس یہ چھ اقسام ہوئیں اور لازم ہے تجھ پر ان مثالوں کو نکالنا جن کو ہم نے چھوڑا ہے

تشریح:۔ یا وہ دونوں قضیے مختلف ہوں گے مختلف ہونے کی چھ صورتیں بنتی ہیں (۱) مقدم حملیہ تالی متصلہ (۲) مقدم حملیہ تالی منفصلہ (۳) مقدم متصلہ تالی منفصلہ (۴) مقدم متصلہ تالی حملیہ (۵) مقدم منفصلہ تالی حملیہ (۶) مقدم منفصلہ تالی متصلہ۔

گویا تین صورتیں اتفاقی اور چھ اختلافی ملا کر کل نو صورتیں بنتی ہیں لیکن یہ نو صورتیں قضیہ متصلہ میں بنیں گی جبکہ قضیہ منفصلہ میں چونکہ مقدم اور تالی کو پہلے یا بعد میں کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسا کہ بڑی کتابوں میں تفصیل سے آئیگا اس لیے قضیہ منفصلہ میں آخری تین صورتوں کا اعتبار نہیں بلکہ کل صورتیں اس میں چھ بنتی ہیں یہ کل پندرہ صورتیں ہو گئیں۔

ان سب کی مثالیں بالتفصیل نقشہ میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

امثلہ احتمالات قضیہ شرطیہ متصلہ و منفصلہ

﴿امثلہ متصلات﴾

نمبر شمار	مقدم	تالی	امثلہ
۱	حملیہ	حملیہ	کلما کان الشیٔ انسانافھو حیوان
۲	متصلہ	متصلہ	کلماان کان الشیٔ انسانافھو حیوان فکلما لم یکن الشیٔ حیوانا لم یکن انسانا
۳	منفصلہ	منفصلہ	کلما کان دائمااما ان یکون ھذا العدد زوجا او فردا فدائما اما ان یکون منقسما بمتساویین او غیر منقسم
۴	حملیہ	متصلہ	ان کان طلوع الشمس علۃ لوجود النھار فکلما کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود
۵	متصلہ	حملیہ	ان کان کلما کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود فطلوع الشمس ملزوم لوجود النھار
۶	حملیہ	منفصلہ	ان کان ھذا عددا فھو دائمااما زوج او فرد
۷	منفصلہ	حملیۃ	کلما کان ھذا اما زوجا او فردا کان ھذا عددا
۸	متصلہ	منفصلہ	ان کان کلما کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود فدائمااما ان یکون الشمس طالعۃ و اما ان لایکون النھار موجودا
۹	منفصلہ	متصلہ	کلما کان دائما اما ان یکون الشمس طالعۃ و اما ان لایکون النھار موجودا فکلما کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود

Marfat.com

﴿امثلہ منفصلات﴾

نمبر شمار	مقدم	تالی	امثلہ
۱	حملیہ	حملیہ	اماان یکون العدد اما ان یکون زوجا اوفردا
۲	متصلہ	متصلہ	وانمااما ان یکون ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود واماان یکون ان کانت الشمس طالعۃ لم یکن النہار موجودا
۳	منفصلہ	منفصلہ	دائما اماان یکون ہذا العدد زوجا اوفردا واما ان یکون ہذاالعدد لا زوجا اولا فردا
۴	حملیہ	متصلہ	دائما اماان لایکون طلوع الشمس علۃ لوجود النہاروامان ان یکون کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا
۵	حملیہ	منفصلہ	اماان یکون ہذاالشیٔ لیس عددا واما ان یکون اما زوجا او فردا
۶	متصلہ	منفصلہ	دائما اماان یکون کلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود واما ان یکون الشمس طالعۃ واماان لا یکون النہار موجودا

قَوْلُهُ عَنِ التَّمَامِ: اَیْ عَنْ یَصِحَّ السُّکُوْتُ عَلَیْهَاوَیَحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْکِذْبَ مَثَلًا قَوْلُنَا الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ مُرَکَّبٌ تَامٌّ خَبَرِیٌّ مُحْتَمِلٌ لِلصِّدْقِ وَالْکِذْبِ وَلَا نَعْنِیْ بِالْقَضِیَّۃِ اِلَّا هٰذِهٖ فَاِذَا اَدْخَلْتَ عَلَیْهِ اَدَاۃَ الْاِتِّصَالِ مَثَلًا وَقُلْتَ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً لَمْ یَصِحَّ حِیْنَئِذٍ اِنْ یَسْکُتَ عَلَیْهِ وَلَمْ یَحْتَمِلِ الصِّدْقَ وَالْکِذْبَ بَلْ اِحْتَجْتَ اِلٰی اَنْ تَضُمَّ اِلَیْهِ قَوْلَكَ فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔

ترجمہ: یعنی اس بات سے کہ سکوت کرنا اس پر صحیح ہو اور صدق اور کذب کا احتمال رکھے جیسے ہمارے قول الشمس طالعۃ مرکب تام خبری ہے ور صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہے اور ہم نہیں مراد لیتے قضیہ سے مگر یہی پس جب تو اس پر مثلا اداۃ اتصال داخل کردے اور کہے ان کانت الشمس طالعۃ تو نہیں صحیح ہوگا اس وقت کہ تو اس پر سکوت کرے اور نہیں احتمال رکھے گا وہ قضیہ صدق اور کذب کا بلکہ تو محتاج ہوگا اس بات کی طرف ملائے اس کی طرف مثلا اپنا یہ قول فالنہار موجود۔

****

Marfat.com

تشریح:۔۔اس قول میں شارح ایک فائدہ ذکر کر رہے ہیں کہ جب قضیہ شرطیہ متصلہ اور منفصلہ میں حروف اتصال اور انفصال داخل ہوتے ہیں تو قضیہ میں حکم باقی نہیں رہتا لیکن جب ان کو حروف اتصال اور انفصال سے خالی کر لیں تو پھر ان میں حکم آجاتا ہے جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود میں طلوع ہونے والا یا موجود ہونے والا حکم نہیں سمجھا جارہا بلکہ طلوع شمس کی تقدیر پر وجود نہار کا حکم ہے لیکن جب اس کو حروف اتصال سے خالی کر کے صرف الشمس طالعة کہیں تو پھر اس میں طلوع والا حکم پایا جارہا ہے گویا کہ حروف شرط داخل ہونے سے مقدم اور تالی (جو اصل قضیہ ہوا کرتے ہیں) مفرد کے حکم میں ہو جاتے ہیں اور حکم مقدم اور تالی کے درمیان میں ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذکورہ قضیہ میں ان کانت الشمس طالعة پر سکوت صحیح نہیں ہوگا کیونکہ ابھی بات پوری نہیں ہوئی بلکہ بات پوری کرنے کیلئے تالی یعنی النهار موجود کا ساتھ ملانا ضروری ہوگا۔

تم بحث القضايا

Marfat.com

متن: فصل: اَلتَّنَاقُضُ اِخْتِلَافُ الْقَضِيَّتَيْنِ بِحَيْثُ يَلْزَمُ لِذَاتِهِ مِنْ صِدْقِ كُلٍّ كِذْبُ الْأُخْرٰى أَوْ بِالْعَكْسِ وَلَا بُدَّ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فِي الْكَمِّ وَالْكَيْفِ وَالْجِهَةِ وَالْاِتِّحَادِ فِيْمَا عَدَاهَا فَالنَّقِيْضُ لِلضَّرُوْرِيَّةِ الْمُمْكِنَةُ أَوْ لِلْعُرْفِيَّةِ الْعَامَّةِ الْحِيْنِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ وَلِلْمُرَكَّبَةِ الْمَفْهُوْمُ الْمُرَدَّدُ بَيْنَ نَقِيْضَيِ الْجُزْئَيْنِ وَلٰكِنْ فِي الْجُزْئِيَّةِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى كُلِّ فَرْدٍ

ترجمہ:۔ تناقض وہ اختلاف ہے دو قضیوں کا اس حیثیت سے الازم آئے اختلاف کی ذات کی وجہ سے ایک ۔ کے سچے ہونے سے اور دوسرے کے جھوٹا ہونا یا برعکس اور ضروری ہے کیت، کیفیت اور جہت میں اختلاف اور اتحاد ان چیزوں میں جو ان کے ماسوی ہیں پس ضروریہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے اور مشروط عامہ نقیض حینیہ ممکنہ ہے اور عرفیہ عامہ کی نقیض حینیہ مطلقہ ہے اور مرکبہ کیلئے وہ مفہوم ہے جو تردید کیا گیا ہو دونوں جزؤں کی نقیضوں کے درمیان اور لیکن جزئیہ میں ہر ہر فرد کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ ہوگی۔

مختصر تشریح متن:۔ قضایا کی بحث کو ختم کرنے کے بعد اب یہاں سے تناقض کی بحث شروع کرتے ہیں مصنف اس عبارت میں تناقض کی تعریف اور اس کے احکام بتاتے ہیں۔

تناقض کی تعریف:۔ تناقض کے لغوی معنی مخالفت کے آتے ہیں۔

منطقیوں کی اصطلاح میں تناقض کی تعریف:۔ تناقض وہ دو قضیوں کے اختلاف کا نام ہے جو لذاتہ مستلزم ہو اس بات کو کہ ان میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو لازم کر پکڑے یا ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو لازم کر پکڑے۔

Marfat.com

قَوْلُهٗ اِخْتِلَافُ الْقَضِيَّتَيْنِ :قَيْدٌ بِالْقَضِيَّتَيْنِ دُوْنَ الشَّيْئَيْنِ اِمَّا لِاَنَّ التَّنَاقُضَ لَايَكُوْنُ بَيْنَ الْمُفْرَدَاتِ عَلٰى مَا قِيْلَ وَاِمَّا لِاَنَّ الْكَلَامَ فِيْ تَنَاقُضِ الْقَضَايَا۔

ترجمہ:۔ مقید کیا قضیتین کے ساتھ نہ کہ شیئین کے ساتھ یا تو اس لئے کے تناقض مفردات کے درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ کہا گیا ہے اور یا اس لئے کہ کلام قضایا کے تناقض میں جاری ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے۔ اس میں تناقض کی تعریف میں اختلاف القضیتین کی قید کا فائدہ بیان کیا ہے۔

تشریح:۔ اس قول میں یہ بتا رہے ہیں کہ ہم نے جو تناقض کی تعریف میں اختلاف القضیتین کی قید لگائی ہے اس کا فائدہ کیا ہے؟ تناقض اصطلاح اصطلاح مناطقہ میں دو قضیوں کے اختلاف کو کہا جاتا ہے۔

اختلاف کا مطلب:۔ ایک موجبہ اور ایک سالبہ ہو جیسے زید قائم ،زید لیس بقائم۔ اور اگر پہلے کو سچا مان لیں تو دوسرا قضیہ سچا ماننا پڑھے گا اختلاف القضیتین کی قید کا فائدہ کہ تناقض جس سے منطقی بحث کرتے ہیں وہ دو قضیوں میں ہوتا ہے دو مفردوں میں اختلاف اور تناقض ہو تو ہماری بحث سے خارج ہے مثلاً زید اور عمر یہ دو مفرد ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں دونوں موجود ہیں۔ اختلاف القضیتین کی قید کا مطلب تو یہی ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ دو مفردوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا یہ فائدہ بتانا ہے کہ دو مفردوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا یہ فائدہ بتانا ہے کہ دو مفردوں میں اختلاف ہو تو سکتا ہے جیسا کہ بعض حضرات مناطقہ کا قول ہے لیکن ہم یہاں مفردات کے تناقض کو بیان نہیں کریں گے کیونکہ ہماری کلام تناقض قضیتین کے بارے میں ہے۔

قَوْلُهٗ بِحَيْثُ يَلْزَمُ لِذَاتِهٖ آه :خَرَجَ بِهٰذَا الْقَيْدِ الْاِخْتِلَافُ الْوَاقِعُ بَيْنَ الْمُوْجِبَةِ السَّالِبَةِ الْجُزْئِيَّتَيْنِ فَاِنَّهُمَا قَدْ تَصْدُقَانِ مَعًا نَحْوُ بَعْضُ الْحَيْوَانِ اِنْسَانٌ وَبَعْضُهٗ لَيْسَ بِاِنْسَانٍ فَلَمْ يَتَحَقَّقِ التَّنَاقُضُ بَيْنَ الْجُزْئِيَّتَيْنِ

ترجمہ:۔ اس قید سے وہ اختلاف نکل جائے گا جو موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ کے درمیان واقع ہو کیونکہ وہ دونوں کبھی اکٹھے سچے آجاتے ہیں جیسے بعض الحیوان انسان وبعضہ لیس بانسان پس دو جزئیوں کے درمیان تناقض محقق نہیں ہوگا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے اس میں تناقض کی تعریف میں بحیث یلزم لذاتہ کی قید کا فائدہ بیان کیا ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔ اس قولہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تناقض اس کو کہتے ہیں کہ ایک قضیہ کا صدق یا کذب دوسرے کے صدق و کذب کو لازم پکڑے اگر دونوں قضیے سچے ہوں یا جھوٹے ہوں ان میں تناقض نہیں ہوگا مثلاً جیسے ایک قضیہ موجبہ جزئیہ اور ایک سالبہ جزئیہ ہو تو وہ دونوں سچے ہوں گے جیسے بعض الحیوان انسان و بعض الحیوان لیس بانسان اس سے یہ معلوم ہوا کہ دو جزئیوں (قضیوں) میں تناقض نہیں ہوگا بلکہ تناقض کمیت (کلیت و جزئیت) کے اختلاف کے وقت ہوگا اور محصورات میں ہوگا۔

قَوْلُهٗ اَوْبِالْعَكْسِ: اَیْ وَیَلْزَمُ مِنْ كِذْبِ كُلٍّ مِنَ الْقَضِيَّتَيْنِ صِدْقُ الْاُخْرٰی خَرَجَ بِهٰذَا الْقَيْدِ الْاِخْتِلَافُ الْوَاقِعُ بَيْنَ الْمُوْجِبَةِ وَالسَّالِبَةِ الْكُلِّيَّتَيْنِ فَاِنَّهُمَا قَدْ تَكْذِبَانِ مَعًا نَحْوُ لَاشَیْءَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِاِنْسَانٍ وَكُلُّ حَيَوَانٍ اِنْسَانٌ فَلَا يَتَحَقَّقُ التَّنَاقُضُ بَيْنَ الْكُلِّيَّتَيْنِ اَيْضًا فَقَدْ عُلِمَ اَنَّ الْقَضِيَّتَيْنِ اِنْ كَانَتَا مَحْصُوْرَتَيْنِ يَجِبُ اِخْتِلَافُهُمَا فِی الْكَمِّ كَمَا سَيُصَرِّحُ الْمُصَنِّفُ بِهٖ اَيْضًا

ترجمہ:۔ یعنی دو قضیوں میں سے ہر ایک کے کذب سے لازم آئے دوسرے قضیے کا صدق اور اس قید سے وہ اختلاف نکل جائے گا جو موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کے درمیان واقع ہو پس بلاشبہ وہ کبھی دونوں اکٹھے جھوٹے ہو جاتے ہیں جیسے لاشئی من الحیوان بانسان و کل حیوان انسان پس نہیں متحقق ہوگا تناقض دو کلیوں کے درمیان بھی پس تحقیق معلوم ہو گیا کہ دونوں قضیے اگر محصورہ ہوں تو واجب ہے کم میں ان کا مختلف ہونا جیسا کہ عنقریب مصنف بھی اس کی تصریح فرمائیں گے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے اس میں تناقض کی تعریف میں وبالعکس کے لفظ کی تشریح کر رہے ہیں۔

تشریح:۔ تناقض کی تعریف میں ہم نے یہ کہا تھا کہ دو قضیوں میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو لازم کر پکڑے اگر ایک قضیے کا کذب دوسرے قضیے کے صدق کو لازم کر نہ پکڑے بلکہ دونوں جھوٹے ہوں تو پھر بھی تناقض نہ ہوگا۔ جیسے ایک موجبہ کلیہ اور دوسر سالبہ کلیہ ہو تو پھر تناقض نہ ہوگا کیوں کہ یہ دونوں جھوٹے ہوتے ہیں مثال لاشئی من الحیوان بانسان و کل حیوان انسان اس قید سے یہ معلوم ہوا کہ دو کلیوں میں تناقض نہیں ہوگا بلکہ تناقض کے لئے ضروری ہے کہ دو قضیے کلیت اور جزئیت میں مختلف ہوں تو دو محصوروں میں تناقض کے لئے کمیت (کلیت اور جزئیت) کا اختلاف ضروری ہے۔

****

Marfat.com

قَوْلُهٗ وَلَا بُدَّ مِنَ الْاِخْتِلَافِ: اَیْ یُشْتَرَطُ فِی التَّنَاقُضِ اَنْ یَکُوْنَ اِحْدٰی الْقَضِیَّتَیْنِ مُوْجِبَةً وَالْاُخْرٰی سَالِبَةً ضُرُوْرَةَ اَنَّ الْمُوْجِبَتَیْنِ وَکَذَا السَّالِبَتَیْنِ قَدْ تَجْتَمِعَانِ فِی الصِّدْقِ وَالْکِذْبِ مَعًا ثُمَّ اِنْ کَانَ الْقَضِیَّتَانِ مَحْصُوْرَتَیْنِ یَجِبُ اِخْتِلَافُهُمَا فِی الْکَمِّ اَیْضًا کَمَا مَرَّ ثُمَّ اِنْ کَانَتَا مُوَجَّهَتَیْنِ یَجِبُ اِخْتِلَافُهُمَا فِی الْجِهَةِ فَاِنَّ الضَّرُوْرِیَتَیْنِ قَدْ تَکْذِبَانِ مَعًا نَحْوُ لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِکَاتِبٍ بِالضَّرُوْرَةِ وَکُلُّ اِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَالْمُمْکِنَتَیْنِ قَدْ تَصْدُقَانِ مَعًا کَقَوْلِنَا کُلُّ اِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالْاِمْکَانِ الْعَامِ وَلَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِکَاتِبٍ بِالْاِمْکَانِ الْعَامِ۔

ترجمہ:۔ یعنی تناقض میں شرط لگائی جاتی ہے کہ دو قضیوں میں سے ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ ہو بوجہ اس بات کے ضروری ہونے کے کہ دو موجبہ اور دو سالبہ کبھی صدق اور کذب میں اکٹھے جمع ہو جاتے ہیں پھر اگر دونوں قضیے محصورہ ہوں تو کم میں بھی ان کا مختلف ہونا واجب ہے پس بلاشبہ کبھی دونوں ضروریہ کبھی اکٹھے جھوٹے ہو جاتے ہیں جیسے لاشئی من الانسان بکاتب بالضرورۃ و کل انسان کاتب بالضرورۃ اور دونوں ممکنہ کبھی اکٹھے سچے بھی ہو جاتے ہیں جیسے ہمارا قول کل انسان الخ۔

غرض شارح:۔ اس قول میں تناقض کی شرائط میں سے ایک شرط کو بیان کرتے ہیں۔

تشریح:۔ تناقض کے لئے دو شرطیں ہیں (۱) وہ دو قضیے تین چیزوں میں مختلف ہوں۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) کمیت (۲) کیفیت (۳) جہت۔ دوسری شرط۔ آٹھ چیزوں میں مختلف میں متحد ہوں اس کا ذکر قول میں آرہا ہے یہاں اس قول میں پہلی شرط کو بیان کیا جائیگا۔

پہلی شرط میں تین چیزیں ہیں۔

(۱) کمیت میں اختلاف ہو:۔ یعنی دونوں قضیے کلیت اور جزئیت میں مختلف ہوں یعنی اگر ایک کلیہ ہو اور تو دوسرا جزئیہ ہو اگر دونوں کلیہ یا دونوں جزئیہ ہوں گے تو تناقض نہیں ہوگا جیسا کہ پہلے قول کی مثالوں میں گزرا ہے۔

(۲) کیفیت میں اختلاف ہو:۔ اگر ایک موجبہ ہو تو دوسرا سالبہ ہو اس لئے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو موجبہ اور دو سالبہ

Marfat.com

صدق میں جمع ہو جاتے ہیں۔ دو موجبہ صدق میں جمع ہوں جیسے کل انسان حیوان یہ سچا ہے اور بعض الانسان حیوان بھی سچا ہے کیونکہ یہاں بعض سے مراد موجود فی الخارج ہیں۔ دو سالبہ صدق پر اکٹھے ہوں جیسے لاشئی من الانسان بفرس وبعض الانسان لیس بفرس یہاں بھی بعض الانسان سے مراد موجود فی الخارج ہیں۔ دو موجبہ کذب پر جمع ہوں جیسے کل انسان فرس وبعض الانسان فرس یہاں بعض الانسان سے مراد موجود فی الخارج ہیں دونوں کذب پر جمع ہوں جیسے لاشئی من الانسان بناطق اور بعض الانسان لیس بناطق یہاں بھی بعض الانسان سے مراد موجود فی الخارج ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ تناقض کے متحقق ہونے کیلئے کیفیت میں بھی اختلاف ضروری ہے۔

(۳) جہت کا اختلاف:۔ دو موجہوں میں تناقض کے لئے ضروری ہے کہ اگر ایک قضیے میں جہت ضرورت کی ہو تو دوسرے میں جہت امکان کی ہو اور ایک میں جہت امکان کی ہو اور دوسرے میں جہت ضرورت کی ہونی ضروری ہے۔ اگر دونوں قضیوں میں جہت ضرورت کی ہوگی تو کبھی کبھی دونوں جھوٹے ہوں گے جیسے کل انسان کاتب بالضرورۃ ولا شئی من الانسان بکاتب بالضرورۃ۔ اور گر دونوں قضیوں موجہوں میں جہت امکان کی ہوگی تو دونوں سچے ہونگے جیسے کل انسان کاتب بالامکان العام ولاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام یہ دونوں قضیے سچے ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ دو قضیے موجہوں کے ثابت ہونے کیلئے جہت کا مختلف ہونا بھی ضروری ہے یہاں تک تو اس شرط کا بیان تھا کہ جس میں دو قضیوں کا اختلاف ضروری تھا۔

قَوْلُهٗ وَالْاِتِّحَادُ فِيْمَا عَدَاهَا: اَیْ وَيُشْتَرَطُ فِي التَّنَاقُضِ اِتِّحَادُ الْقَضِيَّتَيْنِ فِيْمَا عَدَا الْاُمُوْرِ الثَّلَاثَةِ الْمَذْكُوْرَةِ اَعْنِيْ الْكَمَّ وَالْكَيْفَ وَالْجِهَةَ وَقَدْ ضَبَطُوْا هٰذَا الْاِتِّحَادَ فِيْ ضِمْنِ الْاِتِّحَادِ فِي الْاُمُوْرِ الثَّمَانِيَّةِ قَالَ قَائِلُهُمْ قِطْعَةٌ۔

در تناقض ہشت وحدۃ شرط داں وحدۃ موضوع ومحمول ومکاں
وحدۃ شرط واضافت جزو کل قوۃ وفعل است در آخر زماں

ترجمہ:۔ یعنی اور تناقض میں شرط ہے دونوں قضیوں کا متحد ہونا امور ثلاثہ مذکورہ یعنی کم کیف اور جہت کے علاوہ میں اور انہوں نے ضبط کیا ہے اس اتحاد کو امور ثمانیہ کے اتحاد کے ضمن میں کہا ہے ان کے کہنے والے نے در تناقض الخ۔

****

Marfat.com

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تناقض کی دو شرطوں میں سے دوسری شرط کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ دوسری شرط تناقض کے ثابت ہونے کے لئے یہ ہے کہ وہ دونوں قضیے آٹھ چیزوں میں متحد ہوں وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں جن کو شاعر نے شعر میں بند کیا ہے۔

در تناقض ہشت وحدة شرط داں وحدة موضوع ومحمول ومکاں

وحدة شرط واضافت جزو کل قوة وفعل است در آخر زماں

ان آٹھ شرائط کی امثلہ مطابقی اور احترازی مندرجہ ذیل نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ برائے امثلہ وحدات ثمانیہ

نمبر	شرائط	امثلہ مطابقی جن میں شرط پائے جانے کی بنا پر تناقض ہے	امثلہ احترازی جن میں شرط نہ پائے جانے کی بنا پر تناقض نہیں ہے
۱	موضوع ایک ہو	زید کاتب زید لیس بکاتب	زید کاتب عمرو لیس بکاتب
۲	محمول ایک ہو	زید قائم زید لیس بقائم	زید قائم زید لیس بقاعد
۳	مکان ایک ہو	زید موجود فی الدار زید لیس بموجود فی الدار	زید موجود فی الدار زید لیس بموجود فی السوق
۴	زمانہ ایک ہو	زید نائم زید لیس بنائم	زید نائم زید لیس بنائم
۵	شرط ایک ہو	زید متحرك الاصابع ان كان كاتبا زید لیس بمتحرك الاصابع ان كان كاتبا	زید متحرك الاصابع ان كان كاتبا وزید لیس بمتحرك الاصابع ان كان لیس بكاتب

Marfat.com

٦	اضافت میں وحدت ہو	زید اب لعمرو زید لیس باب لعمرو	زید اب لعمرو زید لیس باب لبکر
٧	جزء وکل میں وحدت ہو	الزنجی اسود ای کله والزنجی لیس باسود ای کله	الزنجی اسود ای کله والزنجی لیس باسود ای بعضه
٨	قوت وفعل میں وحدت ہو	الخمر فی الدن مسکر بالقوة الخمرفی الدن لیس بمسکر بالقوة	الخمر فی الدن مسکر بالقوةوالخمرفی الدن لیس بمسکر بالفعل

قَوْلُهُ وَالنَّقِيْضُ لِلضُّرُوْرِيَّةِ : اِعْلَمْ اَنَّ نَقِيْضَ كُلِّ شَيْءٍ رَفْعُهٗ فَنَقِيْضُ الْقَضِيَّةِ الَّتِيْ حُكِمَ فِيْهَا بِضُرُوْرِيَّةِ الْاِيْجَابِ اَوِ السَّلْبِ هُوَ قَضِيَّةٌ حُكِمَ فِيْهَا بِسَلْبِ تِلْكَ الضُّرُوْرَةِ وَسَلْبُ كُلِّ ضُرُوْرَةٍ هُوَ عَيْنُ اِمْكَانِ الطَّرْفِ الْمُقَابِلِ فَنَقِيْضُ ضُرُوْرَةِ الْاِيْجَابِ اِمْكَانُ السَّلْبِ وَنَقِيْضُ ضُرُوْرَةِ السَّلْبِ اِمْكَانُ الْاِيْجَابِ فَنَقِيْضُ الدَّوَامِ هُوَ سَلْبُ الدَّوَامِ وَقَدْ عَرَفْتُ اَنَّهٗ يَلْزَمُهٗ فِعْلِيَّةُ الطَّرْفِ الْمُقَابِلِ فَرَفْعُ دَوَامِ الْاِيْجَابِ يَلْزَمُهٗ فِعْلِيَّةُ السَّلْبِ وَرَفْعُ دَوَامِ السَّلْبِ يَلْزَمُهٗ فِعْلِيَّةُ الْاِيْجَابِ فَالْمُمْكِنَةُ الْعَامَّةُ نَقِيْضٌ صَرِيْحٌ لِلضُّرُوْرَةِ الْمُطْلَقَةِ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ لَازِمَةٌ لِنَقِيْضِ الدَّائِمَةِ الْمُطْلَقَةِ وَلَمَّا لَمْ يَكُنْ لِنَقِيْضِهَا الصَّرِيْحِ وَهُوَ اللَّادَوَامُ مَفْهُوْمٌ مُحَصَّلٌ مُعْتَبَرٌ بَيْنَ الْقَضَايَا الْمُتَدَاوِلَةِ الْمُتَعَارِفَةِ قَالُوْا نَقِيْضُ الدَّائِمَةِ هُوَ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ نِسْبَةَ الْحِيْنِيَّةِ الْمُمْكِنَةِ اِلَى الْمَشْرُوْطِ الْعَامَةِ كَنِسْبَةِ الْمُمْكِنَةِ الْعَامَةِ اِلَى الضُّرُوْرِيَّةِ فَاِنَّ الْحِيْنِيَّةَ الْمُمْكِنَةَ هِيَ الَّتِيْ حُكِمَ فِيْهَا بِسَلْبِ الضُّرُوْرَةِ الْوَصْفِيَّةِ اَيِ الضُّرُوْرَةِ مَادَامَ الْوَصْفُ عَنِ الْجَانِبِ الْمُخَالِفِ فَتَكُوْنُ نَقِيْضًا صَرِيْحًا لِمَا حُكِمَ فِيْهَا بِضُرُوْرَةِ الْجَانِبِ الْمُوَافِقِ بِحَسْبِ الْوَصْفِ فَقَوْلُنَا بِالضُّرُوْرَةِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا نَقِيْضُهٗ لَيْسَ بَعْضُ الْكَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ حِيْنَ هُوَ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ وَنِسْبَةُ الْحِيْنِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ وَهِيَ

Marfat.com

قَضِيَّةٌ حُكِمَ فِيهَا بِفِعْلِيَّةِ النِّسْبَةِ حِيْنَ اِتِّصَافُ ذَاتِ الْمَوْضُوْعِ بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِي فِي الْعُرْفِيَةِ الْعَامَةِ كَنِسْبَةِ الْمُطْلَقَةِ الْعَامَةِ اِلَى الدَّائِمَةِ وَذَالِكَ لِاَنَّ الْحُكْمَ فِي الْعُرْفِيَةِ الْعَامَةِ بِدَوَامِ النِّسْبَةِ مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مُتَّصِفَةٌ بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِي فَنَقِيْضُهَا الصَّرِيْحُ هُوَ سَلْبُ ذَالِكَ الدَّوَامِ وَيَلْزَمُهُ وُقُوْعُ الطَّرْفِ الْمُقَابِلِ فِي بَعْضِ الْاَوْقَاتِ الْوَصْفِ الْعُنْوَانِي وَهٰذَا مَعْنَى الْحِيْنِيَةِ الْمُطْلَقَةِ الْمُخَالِفَةِ لِلْعُرْفِيَّةِ الْعَامَّةِ فِي الْكَيْفِ فَنَقِيْضُ قَوْلِنَا بِالدَّوَامِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا قَوْلُنَا لَيْسَ بَعْضُ الْكَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ حِيْنَ هُوَ كَاتِبٌ بِالْفِعْلِ وَالْمُصَنِّفُ لَمْ يَتَعَرَّضْ لِبَيَانِ نَقِيْضِ الْوَقْتِيَةِ وَالْمُنْتَشِرَةِ الْمُطْلَقَتَيْنِ مِنَ الْبَسَائِطِ اِذْلَا يَتَعَلَّقُ بِذَالِكَ غَرْضٌ فِيْمَا سَيَأْتِي مِنْ مَبَاحِثِ الْعُكُوْسِ وَالْاَقْيِسَةِ بِخِلَافِ بَاقِي الْبَسَائِطِ فَتَاَمَّلْ

ترجمہ:۔ تو جان لے کہ ہر شے کی نقیض اس شے کا رفع ہے پس اس قضیے کی نقیض جس مین حکم ایجاب یا سلب کی ضرورۃ کیساتھ ہو وہ قضیہ ہے جس میں حکم اس ضرورۃ کے سلب کے ساتھ ہو اور ہر ضروورۃ کا سلب وہ بعینہ جانب مخالف کا امکان ہے پس ایجاب کے ضروری ہونے کی نقیض جانب مخالف سلب کا امکان ہے اور سلب کے ضروری ہونے کی نقیض ایجاب کا ممکن ہے اور دوام کی نقیض سلب دوام ہے اور تو پہچان چکا ہے کہ سلب دوام کو لازم ہے جانب مخالف کی فعلیت پس دوام ایجاب کے رفع کو سلب کی فعلیت لازم ہے اور دوام سلب کے رفع کو ایجاب کی فعلیت لازم ہے۔

پس ممکنہ عامہ صریح نقیض ہے ضروریہ مطلقہ کی اور مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض کو لازم ہے اور جب جبکہ نہیں تھا اس کی صریح نقیض کے لیے اور وہ یہ ہے لا دوام اور کوئی ایسا مفہوم جو حاصل کیا گیا ہو معتبرہ متداولہ متعارف قضایا کے درمیان تو کہا انہوں نے کہ دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے۔ پھر تو جان لے کہ حینیہ ممکنہ کی نسبت مشروطہ عامہ کی طرف ممکنہ عامہ کی نسبت کی طرح ہے ضروریہ کی طرف پس بلاشبہ حینیہ ممکنہ وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وصفیہ کے سلب کا حکم لگایا گیا ہو باعتبار وصف کے جانب موافق کے ضروری ہونے کے ساتھ پس ہمارا قول بالضروۃ کل کاتب الخ اس کی نقیض لیس بعض الکاتب الخ ہے۔

اور حینیہ مطلقہ کی نسبت اور حینیہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کی فعلیت کے ساتھ حکم ہو ذات موضوع کے وصف

Marfat.com

ونوانی کے ساتھ متصف ہونے کے وقت سے (حینیہ مطلقہ کی نسبت) عرفیہ عامہ کی ایسے ہے جیسے مطلقہ عامہ کی نسبت دائمہ کی طرف ہے اور یہ اس لئے ہے کہ حکم عرفیہ عامہ میں نسبت دائمی ہونے کے ساتھ اس وقت تک ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ موصوف ہو پس اسکی نقیض صریح وہ اس دوام کا سلب ہے اور جانب مخالف کا واقع ہونا وصف عنوانی کے بعض اوقات میں اسکو لازم ہے اور یہ مفہوم ہے اس حینیہ مطلقہ کا جو کیف میں عرفیہ عامہ کے مخالف ہو پس ہمارے قول بالدوام کل کاتب الخ کی نقیض ہمارا قول لیس بعض الکاتب الخ ہے اور مصنف بسائط میں سے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیض کے بیان کرنے کے درپے نہیں ہوئے کیونکہ ان کیساتھ کوئی غرض متعلق نہیں ہوتی ان قیاس اور عکوس کی مباحث میں جو عنقریب آرہی ہیں بخلاف باقی بسائط کے پس غور وفکر کرکے۔

غرض شارح: اس قول کی غرض قضایا بسائط کی نقیضوں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: قضایا بسائط میں سے منطقی وقتیہ مطلقہ منتشرہ مطلقہ کی نقیضوں کو بیان نہیں کرتے منطقی کہتے ہیں کہ عکس اور قیاس وغیرہ کی ابحاث کا تعلق چونکہ ان دوقضیوں کی نقیضوں کے کے ساتھ نہیں اس لئے ان کی نقیضوں کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۔لیکن چونکہ مرکبات کی نقیضوں کو سمجھنے کے لئے ان دونوں کی نقیضوں کا سمجھنا بھی ضروری تھا اس لئے آگے آنیوالے نقشے میں ان دونوں کی نقیضوں کو بھی بیان کردیا گیا ہے تاکہ مرکبات کی نقیضوں کے سمجھنے میں آسانی ہو۔اب آگے تفصیل سے بقیہ چھ بسیطوں میں سے ہر ایک کی نقیض کو بیان کرتے ہیں اس کے سمجھنے سے پہلے یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ نقیض کس کو کہتے ہیں نقیض کہتے ہیں شئی کے احاد کو مثلاً انسان کی نقیض الانسان ہوگی ضرورت کی نقیض اس کا اٹھا دینا یعنی عدم ضرورت ہوگی۔

﴿۱﴾ ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ آئیگی کیونکہ ضروریہ مطلقہ موجبہ میں نسبت کا ثبوت ضروری ہوتا ہے اور سالبہ میں سلب ضروری ہوتا ہے اسکی نقیض صراحتاً یہ ہوگی کہ اس ضرورت کو اٹھا دیا جائے کہ ثبوت ضروری نہیں (موجبہ میں) اور سلب ضروری نہیں (سالبہ میں) ثبوت ضروری نہیں یہ ممکنہ عامہ سالبہ کا معنی ہے اور سلب ضروری نہیں یہ ممکنہ عامہ موجبہ کا معنی ہے اس لئے ہم نے یہ کہا کہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ آئے گی اس کی پھر چار صورتیں نکلیں گی۔

(۱) اگر ضروریہ مطلقہ موجبہ کلیہ ہوگا تو نقیض ممکنہ عامہ سالبہ جزئیہ ہوگی۔

(۲) اگر ضروریہ مطلقہ موجبہ جزئیہ ہوگا تو نقیض ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ ہوگی۔

(۳) ضروریہ ملقہ سالبہ کلیہ ہوگا تو نقیض ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ ہوگی۔

(۴) ضروریہ مطلقہ سالبہ جزئیہ ہوگا تو نقیض ممکنہ عامہ موجبہ کلیہ آئیگی۔

Marfat.com

اسی طرح ہر قضیہ کی نقیض میں یہ چار احتمال نکلیں گے کل قضایا بسیطہ آٹھ ہیں اور ہر ایک میں چار احتمالات جب نکلیں گے تو کل بتیس (۳۲) احتمالات بنیں گے ان بتیس احتمالات کا نقشہ اس قول کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

﴿۲﴾ دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہو گی۔دائمہ مطلقہ کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ دوام ہمیشہ ہے یا سلب دوام ہمیشہ ہے اس کی اصل نقیض تو دوام اور سلب دوام کا اٹھانا ہے یعنی دوام ہمیشہ نہیں اور سلب دوم ہمیشہ نہیں جب دوام ہمیشہ نہیں ہوگا اس کو لازم ہے کہ سلب کسی نہ کسی زمانے میں ہوگا اور یہ معنی مطلقہ عامہ سالبہ کا ہے۔یا جب سلب دوام ہمیشہ ہوگا تو اس کی نقیض اصل تو یہ ہے کہ سلب دوام ہمیشہ نہ ہو اس کو لازم ہے کہ ثبوت کسی نہ کسی زمانے میں ہو۔اصل میں دائمہ کی نقیض لا دوام تھی اور لا دوام کسی قضیہ کا معنی نہیں تھا ہاں اس کو لازم تھا کہ سلب کسی نا کسی زمانے میں ہو اسلئے دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے۔ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ یہ صریح نقیض تھی لیکن دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ صریح نقیض نہیں بلکہ دائمہ مطلقہ کی نقیض کو مطلقہ عامہ لازم ہے۔

﴿۳﴾ مشروط عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ آئیگی مشروط عامہ کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے ضروری ہوتا ہے جب تک کہ ذات موضوع وصف عنوانی موضوع کے ساتھ متصف ہو اس کی نقیض یہ ہوگی کہ نسبت کا ثبوت وصف عنوانی تک ذات موضوع کیلئے ضروری نہیں۔اور یہ معنی حینیہ ممکنہ موجبہ کا ہے کیونکہ حینیہ ممکنہ کا معنی یہ ہوتا ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کے لئے ممکن ہے جب تک کہ ذات موضوع وصف عنوانی موضوع کے ساتھ متصف ہو۔اس لئے مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ آتی ہے۔

﴿۴﴾ عرفیہ عامہ کی نقیض حینیہ مطلقہ آئیگی۔کیونکہ عرفیہ عامہ کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے ہمیشہ ہے جب تک کہ ذات موضوع کیلئے وصف عنوانی کی حالت میں ہمیشہ نہیں اس معنی کو یہ بات لازم ہے کہ وصف عنوانی کی حالت میں کسی نہ کسی زمانے میں نسبت کا ثبوت ممکن ہے اور یہ معنی حینیہ مطلقہ کا ہے حینیہ مطلقہ عرفیہ عامہ کی صریح نقیض نیں بلکہ عرفیہ عامہ کی نقیض کو لازم ہے۔

﴿۵﴾ مصنف نے تو وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیض کو بیان نہیں کیا لیکن ہم ان کی نقیضوں کو بیان کرتے ہیں تا کہ مرکبات کی نقیضوں کے سمجھنے میں آسانی ہو۔وقتیہ مطلقہ اس کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے ایک وقت معین میں ضروری ہے۔اس کی نقیض یہ ہوگی کہ اس نسبت کا ثبوت ذات موضوع کیلئے وقت معین میں ضروری نہ ہو۔لیکن اس معنی کے ادا کرنے کیلئے منطقیون کے پاس کوئی قضیہ نہیں تھا اس لئے پھر انہوں نے ممکنہ کی ایک قسم اور نکالی وقتیہ ممکنہ۔وقتیہ

Marfat.com

ممکنہ اس قضیے کو کہتے ہیں کہ نسبت کا ثبوت ایک وقت معین میں ممکن ہو مطلقہ عامہ کا مضمون یہ تھا کہ نسبت کا ثبوت ایک وقت معین میں ضروری ہے اس کے نقیض یہ ہوگی کہ ایک وقت معین میں ضروری نہیں اور یہ معنی وقتیہ ممکنہ کا ہے۔

﴿۶﴾ منتشرہ مطلقہ اس کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ محمول کا ثبوت موضوع کیلئے ایک وقت غیر معین میں ضروری ہوتا ہے۔ اسکی نقیض یہ ہوگی کہ محمول کا ثبوت موضوع کیلئے ایک وقت غیر معین میں ضروری نہ ہو اس مضمون کے ادا کرنے کیلئے منطقیوں کے پاس کوئی قضیہ نہ تھا اس لئے پھر انہوں نے ایک اور قضیہ دائمہ ممکنہ نکالا اس کو مضمون یہ ہوتا ہے کہ جانب مخالف سے ہمیشہ حکم کے ضروری ہونے کی نفی کی جائے اس لئے منتشرہ مطلقہ کی نقیض دائمہ ممکنہ ہوگی۔ یہ دو قضیے وقتیہ ممکنہ اور دائمہ ممکنہ جو ہم نے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیض کیلئے نکالے ہیں یہ بھی بسائط میں داخل تھے لیکن چونکہ یہ مشہور نہیں تھے اس لئے ان کو بسائط میں شمار نہیں کیا۔

تمام احتمالات کی مثالیں تفصیل کے ساتھ اگلے صفحہ پر نقشہ میں ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

نقشہ نقائض قضایا موجہہ بسائط بمع امثلہ

نمبر	نام قضیہ	نام نقیض قضیہ	مثال اصل قضیہ	مثال نقیض قضیہ
۱	ضروریہ مطلقہ موجبہ کلیہ	ممکنہ عامہ سالبہ جزئیہ	کل انسان حیوان بالضرورۃ	بعض الانسان لیس بحیوان بالامکان العام
۲	ضروریہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ	بعض الحیوان انسان بالضرورۃ	لا شئ من الحیوان بانسان بالامکان العام
۳	ضروریہ مطلقہ سالبہ کلیہ	ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الانسان بحجر بالضرورۃ	بعض الانسان حجر بالامکان العام
۴	ضروریہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	ممکنہ عامہ موجبہ کلیہ	بعض الانسان لیس بحجر بالضرورۃ	کل انسان حجر بالامکان العام
۵	مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ	حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان العام حین ھو کاتب
۶	مشروطہ عامہ موجبہ جزئیہ	حینیہ ممکنہ سالبہ کلیہ	بعض الکاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	لا شئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالامکان العام حین ھو کاتب
۷	مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ	حینیہ ممکنہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	بعض الکاتب ساکن الاصابع بالامکان العام حین ھو کاتب
۸	مشروطہ عامہ سالبہ جزئیہ	حینیہ ممکنہ موجبہ کلیہ	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	کل کاتب ساکن الاصابع بالامکان العام حین ھو کاتب

Marfat.com

۹	وقتیہ مطلقہ موجبہ کلیہ	وقتیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ	كل قمر منخسف بالضرورة وقت حيلولة الارض بينه و بين الشمس	بعض القمر ليس بمنخسف بالامكان العام وقت حيلولة الارض بينه و بين الشمس
۱۰	وقتیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	وقتیہ ممکنہ سالبہ کلیہ	X	X
۱۱	وقتیہ مطلقہ سالبہ کلیہ	وقتیہ ممکنہ موجبہ جزئیہ	لاشئ من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التربيع	بعض القمر منخسف بالامكان العام وقت التربيع
۱۲	وقتیہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	وقتیہ ممکنہ موجبہ کلیہ	X	X
۱۳	منتشرہ مطلقہ موجبہ کلیہ	منتشرہ ممکنہ سالبہ جزئیہ	كل انسان متنفس بالضرورة وقتاما	بعض الانسان ليس بمتنفس بالامكان العام وقتاما
۱۴	منتشرہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	منتشرہ ممکنہ سالبہ کلیہ	X	X
۱۵	منتشرہ مطلقہ سالبہ کلیہ	منتشرہ ممکنہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الانسان بمتنفس بالضرورة وقتاما	بعض الانسان متنفس بالامكان العام وقتاما
۱۶	منتشرہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	منتشرہ ممکنہ موجبہ کلیہ	X	X
۱۷	دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ	مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ	كل فلك متحرك بالدوام	بعض الفلك ليس بمتحرك بالفعل
۱۸	دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ	بعض الفلك متحرك بالدوام	لا شئ من الفلك بمتحرك بالفعل

****

Marfat.com

۱۹	دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الفلک بساکن بالدوام	بعض الفلک ساکن بالفعل
۲۰	دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ	بعض الفلک لیس بساکن بالدوام	کل فلک ساکن بالفعل
۲۱	عرفیہ عامہ موجبہ کلیہ	حینیہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا	بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل حین هو کاتب
۲۲	عرفیہ عامہ موجبہ جزئیہ	حینیہ مطلقہ سالبہ کلیہ	بعض الکاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا	لا شئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل حین هو کاتب
۲۳	عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ	حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الکاتب بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتبا	بعض الکاتب ساکن الاصابع بالفعل حین هو کاتب
۲۴	عرفیہ عامہ سالبہ جزئیہ	حینیہ مطلقہ موجبہ کلیہ	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتبا	کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل حین هو کاتب
۲۵	مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ	دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	کل انسان متنفس بالفعل	بعض الانسان لیس بمتنفس بالدوام
۲۶	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ	بعض الانسان متنفس بالفعل	لا شئ من الانسان بمتنفس بالدوام
۲۷	مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ	دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الانسان بضاحک بالفعل	بعض الانسان ضاحک بالدوام
۲۸	مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ	دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ	بعض الانسان لیس بضاحک بالفعل	کل انسان ضاحک بالدوام
۲۹	ممکنہ عامہ موجبہ کلیہ	ضروریہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	کل انسان کاتب بالامکان العام	بعض الانسان لیس بکاتب بالضرورة

Marfat.com

۳۰	ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ	ضروریہ مطلقہ سالبہ کلیہ	بعض الانسان کاتب بالامکان العام	لا شئ من الانسان بکاتب بالضرورۃ
۳۱	ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ	ضروریہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	لا شئ من الانسان بکاتب بالامکان العام	بعض الانسان کاتب بالضرورۃ
۳۲	ممکنہ عامہ سالبہ جزئیہ	ضروریہ مطلقہ موجبہ کلیہ	بعض الانسان لیس بکاتب بالامکان العام	کل انسان کاتب بالضرورۃ

قَوْلُهٗ وَلِلْمُرَكَّبَةِ :قَدْعَلِمْتَ اَنَّ نَقِيْضَ كُلِّ شَيْءٍ رَفْعُهٗ فَاعْلَمْ اَنَّ رَفْعَ الْمُرَكَّبِ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِرَفْعِ اَحَدِ جُزْئَيْهِ لَا عَلَى التَّعْيِيْنِ بَلْ عَلٰى سَبِيْلِ مَنْعِ الْخُلُوِّ اِذْيَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ بِرَفْعِ كِلَا جُزْئَيْهِ فَنَقِيْضُ الْقَضِيَّةِ الْمُرَكَّبَةِ نَقِيْضُ اَحَدِ جُزْئَيْهِ عَلٰى سَبِيْلِ مَنْعِ الْخُلُوِّ فَنَقِيْضُ قَوْلِنَا كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا اَیْ لَا شَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِالْفِعْلِ قَضِيَّةٌ مُنْفَصِلَةٌ مَانِعَةُ الْخُلُوِّ وَهِيَ قَوْلُنَااِمَّا بَعْضُ الْكَاتِبِ لَيْسَ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِالْاِمْكَانِ حِيْنَ هُوَ كَاتِبٌ وَاِمَّا بَعْضُ الْكَاتِبِ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ دَائِمًا وَاَنْتَ بَعْدَاِطِّلَاعِكَ عَلٰى حَقَائِقِ الْمُرَكَّبَاتِ وَنَقَائِضِ الْبَسَائِطِ تَتَمَكَّنُ مِنْ اِسْتِخْرَاجِ تَفَاصِيْلِ نَقَائِضِ الْمُرَكَّبَاتِ۔

ترجمہ:۔ تحقیق تو نے جان لیا کہ ہر شے کی نقیض اس کا رفع ہے پس تو جان لے مرکب کا رفع سوا اس کے نہیں کہ دو جزوں میں سے بغیر تعیین کے بلکہ منع الخلو کے طریقے پر کسی ایک کے رفع کیساتھ ہوتا ہے کیونکہ یہ جائز ہے کہ وہ مرکب کا رفع اس کی دونوں جزوں کے رفع کیساتھ ہو پس قضیہ مرکبہ کی نقیض اس کی دو جزؤوں میں سے ایک کی نقیض ہے منع الخلو کے طریقے پر پس ہمارا قول کل کاتب الخ کی نقیض قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہے اور وہ ہمارا یہ قول ہے اما بعض الکاتب الخ اور تو مرکبات کے حقائق اور بسائط کی نقیضوں کی تفصیل نکالنے پر قادر ہوسکتا ہے۔

غرض شارح:۔ ان قول کی غرض مرکبات کی نقیضوں کو بیان کرنا ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔ بسائط کی نقیضوں کو بیان کرنے کے بعد اب مرکبات کی نقیضوں کو بیان کرتے ہیں۔ جب آپ نے بسیطوں کی نقیضوں تفصیل کیساتھ مع امثلہ نقشہ سمجھ لیا تو اب مرکب کی نقیضوں کا سمجھنا بالکل آسان ہے یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ قضیہ مرکبہ میں ہمیشہ دو قضیے بسیطے ہوتے ہیں۔ اب مرکبہ کی نقیض کا ایک فائدہ بیان کرنا ہے۔

قضایا مرکبات کلیات کی نقیض نکالنے کا قاعدہ

مرکبہ کی نقیض کا قاعدہ یہ ہے کہ قضیہ مرکبہ میں دو قضیہ بسیطے ہونگے ان کی علیحدہ علیحدہ نقیض نکال لیں گے اور پھر ان دونوں نقیضوں کو آپس میں اس طرح ملائیں گے کہ شروع میں لفظ اما اور درمیان میں لفظ او داخل کرکے قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو یہ قضیہ مرکبہ کی نقیض ہوگا مثال کے طور پر کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبالادائما یہ قضیہ مرکبہ مشروطہ خاصہ ہے یہ دو بسیطوں مشروطہ عامہ اور مطلقہ عامہ سے مرکب ہے۔ مشروطہ عامہ موجبہ کی نقیض حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ ہے اور اس میں دوسرا قضیہ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ہے۔ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ نکلے گی تو وہ مشروطہ خاصہ کی نقیض حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ اور دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ نکلے گی جس میں اما اور او کے ذریعے تردید کی گئی ہو جیسے اس مثال میں مشروطہ خاصہ کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا لا دائما ہے اس میں لا دائما سے سالبہ مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوگا ای لاشئی من لکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل مشروطہ عامہ کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة اس کی نقیض حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ بعض الکاتب لیس بمتحرك الاصابع بالامکان العام ہے اور مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ بعض الکاتب متحرك الاصابع دائما ۔ اب ان دونوں نقیضوں میں اما اور او داخل کریں گے تو قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو تیار ہوگا اما بعض الکاتب لیس بمتحرك الاصابع بالامکان العام او بعض الکاتب متحرك الصابع دائما یہ نقیض ہوگی مشروطہ خاصہ کی۔

ان تمام احتمالات کی مثالیں تفصیل کے ساتھ اگلے صفحات پر نقشہ میں ملاحظہ کریں

نوٹ: یہ بات بھی یاد رکھیں کہ نقشہ میں قضایا مرکبہ کلیہ کی نقیض بیان ہوگی جزئیوں کی نقیضوں کا قاعدہ اگلے قول میں آرہا ہے۔

Marfat.com

نقشه تناقض مرکبات کلیات بمع امثلة

نمبر شمار	نام قضیہ مرکبہ موجہہ	مثال قضیہ	جزو اول	جزو ثانی	جزو ثانی کی تشکیل	نام نقیض جزو اول	نام نقیض جزو ثانی	مثال نقیض جزو اول	مثال نقیض جزو ثانی	تشکیل نقیض قضیہ مرکبہ علی طریق مانعۃ الخلو بالمعنی الاعم
۱	مشروطہ خاصہ موجبہ کلیہ	کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا لادائما	مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ	مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ	لاشیٔ من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل	حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ	دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	بعض الکاتب لیس بمتحرك الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب	بعض الکاتب متحرك الاصابع دائما	امابعض الکاتب لیس بمتحرك الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب واما بعض الکاتب متحرك الاصابع دائما
۲	مشروطہ خاصہ سالبہ کلیہ	لاشیٔ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورة مادام کاتبا	مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ	کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل	حینیہ ممکنہ موجبہ جزئیہ	دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	بعض الکاتب ساکن الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع باالدوام	اما بعض الکاتب ساکن الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب واما بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع دائما
۳	وقتیہ موجبہ کلیہ	کل قمر منخسف بالضرورة وقت الحیلولة لادائما	وقتیہ مطلقہ موجبہ کلیہ	مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ	لا شیٔ من القمر بمنخسف بالفعل	وقتیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ	دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	بعض القمر لیس بمنخسف بالامکان العام وقت الحیلولة	بعض القمر منخسف دائما	اما بعض القمر لیس بمنخسف بالامکان العام وقت الحیلولة وامابعض القمر منخسف دائما
۴	وقتیہ سالبہ کلیہ	لاشیٔ من القمر بمنخسف بالضرورةوقت التربیع لادائما	وقتیہ مطلقہ سالبہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ	کل قمر منخسف بالفعل	وقتیہ ممکنہ موجبہ جزئیہ	دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ	بعض القمر منخسف بالامکان العام وقت التربیع	بعض القمر لیس بمنخسف دائما	امابعض القمر منخسف بالامکان العام وقت التربیع واما بعض القمر لیس بمنخسف دائما

Marfat.com

٥	منتشره موجبه كليه	كل انسان متنفس بالضرورة وقتاما لادائما	منتشره مطلقه موجبه كليه	مطلقه عامه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بمتنفس بالفعل	ممكنه سالبه جزئيه	دائمه مطلقه موجبه جزئيه	بعض الانسان ليس بمتنفس بالامكان العام وقتاما	بعض الانسان متنفس دائما	اما بعض الانسان ليس بمتنفس بالامكان العام وقتاما واما بعض الانسان متنفس دائما
٦	منتشره سالبه كليه	لاشيء من الانسان بمتنفس بالضرورة وقتاما لادائما	منتشره مطلقه سالبه كليه	مطلقه عامه موجبه كليه	كل انسان متنفس بالفعل	ممكنه موجبه جزئيه	دائمه مطلقه سالبه جزئيه	بعض الانسان متنفس بالامكان العام وقتاما	بعض الانسان ليس بمتنفس دائما	اما بعض بالامكان متنفس بالامكان العام وقتاما وامابعض الانسان ليس بمتنفس دائما
٧	عرفيه خاصه موجبه كليه	كل كاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام كاتبا لادائما	عرفيه عامه موجبه كليه	مطلقه عامه سالبه كليه	لاشيء من الكاتب متحرك الاصابع بالفعل	حينيه مطلقه سالبه جزئيه	دائمه مطلقه موجبه جزئيه	بعض الكاتب ليس بمتحرك الاصابع بالفعل حين هو كاتب	بعض الكاتب متحرك الاصابع دائما	اما بعض الكاتب ليس بمتحرك الاصابع بالفعل حين هو كاتب واما بعض الكاتب متحرك الاصابع دائما
٨	عرفيه خاصه سالبه كليه	لاشيء من الكاتب بساكن الاصابع بالدوام مادام كاتبا لادائما	عرفيه عامه سالبه كليه	مطلقه عامه موجبه كليه	كل كاتب بساكن الاصابع بالفعل	حينيه مطلقه موجبه جزئيه	دائمه مطلقه سالبه جزئيه	بعض الكاتب ساكن الاصابع بالفعل حين هو كاتب	بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع دائما	اما بعض الكاتب ساكن الاصابع بالفعل حين هو كاتب واما بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع دائما
٩	وجوديه لادائمه موجبه كليه	كل انسان ضاحك بالفعل لادائما	مطلقه عامه موجبه كليه	مطلقه عامه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بضاحك بالفعل	دائمه مطلقه سالبه جزئيه	دائمه مطلقه موجبه جزئيه	بعض الانسان ليس بضاحك دائما	بعض الانسان ضاحك دائما	اما بعض الانسان ليس بضاحك دائما واما بعض الانسان ضاحك دائما

Marfat.com

١٠	وجوديه لادائمه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بضاحك بالفعل لادائما	مطلقه عامه سالبه كليه	مطلقه عامه موجبه كليه	كل انسان ضاحك بالفعل	دائمه مطلقه موجبه جزئيه	دائمه مطلقه سالبه جزئيه	بعض الانسان ضاحك دائما	بعض الانسان ليس بضاحك دائما	اما بعض الانسان ضاحك دائما واما بعض الانسان ليس بضاحك دائما
١١	وجوديه لاضروريه موجبه كليه	كل انسان ضاحك بالفعل لابالضرورة	مطلقه عامه موجبه كليه	ممكنه عامه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بضاحك بالامكان العام	دائمه مطلقه سالبه جزئيه	ضروريه مطلقه موجبه جزئيه	بعض الانسان ليس بضاحك دائما	بعض الانسان ضاحك بالضرورة	اما بعض الانسان ليس بضاحك دائما واما بعض الانسان ضاحك بالضرورة
١٢	وجوديه لاضروريه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بضاحك بالفعل لا بالضرورة	مطلقه عامه سالبه كليه	ممكنه عامه موجبه كليه	كل انسان ضاحك بالامكان العام	دائمه مطلقه موجبه جزئيه	ضروريه مطلقه سالبه جزئيه	بعض الانسان ضاحك دائما	بعض الانسان ليس بضاحك بالضرورة	اما بعض الانسان ضاحك دائما واما بعض الانسان ليس بضاحك بالضرورة
١٣	ممكنه خاصه موجبه كليه	كل انسان كاتب بالامكان الخاص	ممكنه عامه موجبه كليه	ممكنه عامه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بكاتب بالامكان العام	ضروريه مطلقه سالبه جزئيه	ضروريه مطلقه موجبه جزئيه	بعض الانسان ليس بكاتب بالضرورة	بعض الانسان كاتب بالضرورة	اما بعض الانسان ليس بكاتب بالضرورة واما بعض الانسان كاتب بالضرورة
١٤	ممكنه خاصه سالبه كليه	لاشيء من الانسان بكاتب بالامكان الخاص	ممكنه عامه سالبه كليه	ممكنه عامه موجبه كليه	كل انسان كاتب بالامكان العام	ضروريه مطلقه موجبه جزئيه	ضروريه مطلقه سالبه جزئيه	بعض الانسان كاتب بالضرورة	بعض الانسان ليس بكاتب بالضرورة	اما بعض الانسان كاتب بالضرورة واما بعض الانسان ليس بكاتب بالضرورة

Marfat.com

قَوْلُهُ وَلٰكِنْ فِی الْجُزْئِيَّةِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی كُلِّ فَرْدٍ: يَعْنِیْ لَايَكْفِیْ فِیْ اَخْذِ نَقِيْضِ الْقَضِيَّةِ مُرَكَّبَةُ الْجُزْئِيَّةِ التَّرْدِيْدِ بَيْنَ نَقِيْضَیْ جُزْئَيْهَا وَهُمَا الْكُلِّيَتَانِ اِذْ قَدْ يَكْذِبُ الْمُرَكَّبَةُ الْجُزْئِيَةُ كَقَوْلِنَا بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا وَيَكْذِبُ كِلَانَقِيْضَیْ جُزْئَيْهَا اَيْضًا وَهُمَا قَوْلُنَالَاشَیْءَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِاِنْسَانٍ دَائِمًا وَقَوْلُنَا كُلُّ حَيَوَانٍ اِنْسَانٌ دَائِمًا

وَحِيْنَئِذٍ فَطَرِيْقُ اَخْذِ نَقِيْضِ الْمُرَكَّبَةِ الْجُزْئِيَّةِ اَنْ يُوْضَعَ اَفْرَادُ الْمَوْضُوْعِ كُلُّهَا ضَرُوْرَةً اَنَّ نَقِيْضَ الْجُزْئِيَّةِ هِیَ كَلَامٌ ثُمَّ تُرَدَّدُ بَيْنَ نَقِيْضَیِ الْجُزْئَيْنِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْاَفْرَادِ فَيُقَالُ فِی الْمِثَالِ الْمَذْكُوْرِ كُلُّ حَيَوَانٍ اِمَّا اِنْسَانٌ دَائِمًا اَوْلَيْسَ بِاِنْسَانٍ دَائِمًا وَحِيْنَئِذٍ فَيَصْدُقُ النَّقِيْضُ وَهُوَقَضِيَةٌ حَمْلِيَةٌ مُرَدَّدَةُ الْمَحْمُوْلِ فَقَوْلُهُ اِلٰی كُلِّ فَرْدٍ اَیْ مِنْ اَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ۔

ترجمہ:۔ یعنی کافی نہیں ہے قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض لینے میں اس کی دو جزؤوں کی نقیضوں کے درمیان، درانحالیکہ وہ دونوں قضیے کلیہ ہوں کیونکہ مرکبہ جزئیہ کبھی جھوٹا بھی ہو جاتا ہے جیسے ہمارا قول بعض الحیوان الخ اور کبھی اس کی جزؤوں کی دونوں نقیضیں جھوٹی بھی ہو جاتی ہیں اور وہ (دو نقیضیں) ہمارا یہ قول لاشئی من الحیوان الخ اور ہمارا قول کل حیوان الخ

اور اس وقت پس قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض لینے کا طریقہ یہ ہے کہ رکھے جائیں افراد موضوع سارے کے سارے (یعنی قضیہ کلیہ لایا جائے) بوجہ اس بات کے ضروری ہونے کے کہ جزئیہ کی نقیض وہ کلیہ ہے پھر تردید کر دی جائے دونوں جزؤوں کی نقیضوں کے ان افراد کے درمیان ان افراد میں سے ہر ایک کی طرف نسبت کرنے کیساتھ پس کہا جائے گا مثال مذکور میں کل حیوان الخ اور اس وقت پس نقیض سچی آئیگی اور وہ نقیض قضیہ حملیہ ہے جس کے محمول میں تردید ہو پس اس کا قول الی کل فرد (مطلب یہ ہے کہ) یعنی موضوع کے افراد سے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضایا مرکبات جزئیات کی نقیضوں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ قضایا مرکبات کلیہ کی نقیضوں کا قاعدہ تو ماقبل میں گزرا کہ ہر ایک قضیہ کی علیحدہ علیحدہ نقیض نکال کر "اما" اور "او"

Marfat.com

حرف تردید ان پر داخل کر کے قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو تیار کریں گے اگر یہی قاعدہ جزئیوں کی نقیضوں میں بھی جاری کریں تو بسا اوقات اصل قضیہ اور نقیض دونوں جھوٹے نکلتے ہیں

جیسے مرکبہ جزئیہ وجودیہ لا دائمہ مثلا بعض الحیوان انسان بالفعل لادائما لا دائما اس قضیے کی طرف اشارہ کرے گا بعض الحیوان لیس بانسان بالفعل یہ اصل قضیہ مرکبہ بھی جھوٹا ہے (کیونکہ لادائما میں مذکور حیوان سے وہی مراد ہیں جو اول جز میں مراد ہیں اور جو حیوان انسان ہے وہی حیوان لا انسان نہیں ہوسکتا) اور اسکی نقیض اگر کلیات والے طریقے سے نکالیں تو وہ یوں ہوگی کہ پہلے جز کی نقیض لا شئی من الحیوان انسان دائما اور دوسرے جز کی نقیض کل حیوان انسان دائما اب اما اور او داخل کریں گے تو قضیہ بنے گا اما لاشئی من الحیوان بانسان دائما او کل حیوان انسان دائما (یا تو یہ ہے کہ کوئی بھی حیوان ہمیشہ انسان نہیں ہے یا یہ ہے کہ ہر حیوان ہمیشہ انسان ہے) اصل قضیہ بھی جھوٹا اور نقیض بھی جھوٹی۔ حالانکہ نقیض کا قاعدہ ہے کہ اصل جھوٹا ہو تو نقیض جھوٹی ہو تو اصل سچا ہو اس لیئے منطقیوں نے جب یہ دیکھا کہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض کے طریقے کے نکالنے میں غلطی ہوتی ہے تو انہوں نے مرکبہ جزئیہ کی نقیض کا علیحدہ قاعدہ بنا دیا۔

جزئیات کی نقیض نکالنے کا طریقہ

یہ بات تو آپ کو پہلے سے معلوم ہے کہ مرکبہ جزئیہ میں ہمیشہ دو قضیے ہوتے ہیں۔ موضوع دونوں قضیوں کا ایک ہوتا ہے ایجاب وسلب کا فرق ہوتا ہے جیسے وجودیہ لا دائمہ موجبہ جزئیہ مرکبہ ہے جیسے بعض الحیوان انسان بالعقل لادائما ای بعض الحیوان لیس بانسان بالفعل یہاں دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہی ہے (بعض الحیوان) تو اب قاعدہ یہ ہے کہ مرکبہ جزئیہ کا موضوع لیکر اس پر موجبہ کلیہ کا سور داخل کرو اور پھر مرکبہ جزئیہ کے دو قضیوں کے دو محمول ہوں ان کی نقیض نکال کر ان کو اس موضوع کل کے والے نیچے اما اور او کے تحت داخل کرو تو یہ نقیض بن جائے گی قضیہ مرکبہ جزئیہ کی۔

اگر اصل قضیہ مرکبہ جزئیہ سچا ہوگا تو یہ نقیض جھوٹی ہوگی اور اگر اصل قضیہ مرکبہ جھوٹا ہوگا تو نقیض سچی ہوگی مثلا اسی وجودیہ کا دائمہ میں موضوع دونوں قضیوں میں حیوان ہے بعض تو صرف سور ہیں اس کو کل کے نیچے داخل کر کے کل حیوان بنائیں گے اور پھر مرکبہ جزئیہ کے دونوں قضیوں کے محمول کی نقیض نکالیں گے مثلا بعض الحیوان انسان میں محمول انسان ہے اس کی نقیض لا انسان نکالیں گے اور بعض الحیوان لیس بانسان میں محمول لیس بانسان ہے اس کی نقیض انسان نکالیں گے اور پھر اما اور او ان دونوں محمولوں کی نقیضوں میں داخل کریں گے اور یوں قضیہ تیار ہوگا کل حیوان اما انسان

Marfat.com

دائما او لیس بانسان دائما اب اس قضیے کا مضمون سچا ہے کہ ہر حیوان جو کہ انسان ہے وہ ہمیشہ کے لیے انسان ہے اور ہر حیوان جو کہ انسان نہیں وہ ہمیشہ کے لیے انسان نہیں ہے یہ مضمون سچا ہے اصل قضیہ کا مضمون جھوٹا تھا مضمون اصل قضیے کا یہ تھا کہ بعض حیوان افراد انسان ہیں کسی نہ کسی زمانے میں یہ مضمون جھوٹا ہے اس لیے کہ حیوان کے جو افراد انسان ہیں وہ ہمیشہ ہیں کسی نہ کسی زمانے میں تو نہیں اب ہماری نکالی ہوئی نقیض کا مطلب درست ہوگا۔

پھر یہ جزئیات موجبہ بھی ہو سکتے ہیں اور سالبہ بھی ہیں اور قضایا مرکبات کل سات ہیں تو کل احتمال چودہ بنیں گے

ہر ایک کی مثال تفصیل کے ساتھ اگلے صفحات پر نقشہ میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

نقشہ تناقض مرکبات جزئیات بمع امثلة

نمبر شمار	نام قضیہ مرکبہ موجہہ	مثال قضیہ	جزو اول	جزو ثانی	جزو ثانی کی تشکیل	نام نقیض جزو اول	نام نقیض جزو ثانی	مثال نقیض جزو اول	مثال نقیض جزو ثانی	تشکیل نقیض قضیہ مرکبہ علی طریق مانعۃ الخلو بالمعنی الاعم
۱	مشروطہ خاصہ موجبہ جزئیہ	بعض الکاتب متحرک الاصابع بالضرورة مادام کاتبا لادائما	مشروطہ عامہ موجبہ جزئیہ	مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ	بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل	حینیہ ممکنہ سالبہ کلیہ	دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ	لاشئ من الکاتب بمتحرک الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب	کل کاتب . متحرک الاصابع دائما	کل کاتب اما لیس بمتحرک الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب او متحرک الاصابع دائما
۲	مشروطہ خاصہ سالبہ جزئیہ	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالضرورة مادام کاتبالادائما	مشروطہ عامہ سالبہ جزئیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض الکاتب ساکن الاصابع بالفعل	حینیہ ممکنہ موجبہ کلیہ	دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ	کل کاتب ساکن الاصابع بالامکان العام حین هو کاتب	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالدوام	کل کاتب اما ساکن الاصابع باالامکان العام حین هو کاتب او لیس بساکن الاصابع دائما
۳	وقتیہ موجبہ جزئیہ	بعض القمر منخسف بالضرورة وقت الحیلولة لادائما	وقتیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ	بعض القمر لیس بمنخسف بالفعل	وقتیہ ممکنہ سالبہ کلیہ	دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ	لاشئ من القمر بمنخسف بالامکان العام وقت الحیلولة	کل قمر منخسف دائما	کل قمر اما لیس بمنخسف بالامکان العام وقت الحیلولة او منخسف دائما

Marfat.com

۴	وقتيه سالبه جزئيه	بعض القمر ليس بمنخسف بالضرورة وقت التربيع لادائما	وقتيه مطلقه سالبه جزئيه	مطلقه عامه موجبه جزئيه	بعض القمر منخسف بالفعل	وقتيه ممكنه موجبه كليه	دائمه مطلقه سالبه كليه	كل قمر منخسف بالامكان العام وقت التربيع	لاشيء من القمر بمنخسف دائما	كل قمر اما منخسف بالامكان العام وقت التربيع او ليس بمنخسف دائما
۵	منتشره موجبه جزئيه	بعض الانسان متنفس بالضرورة وقتاما لادائما	منتشره مطلقه موجبه جزئيه	مطلقه عامه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بمتنفس بالفعل	منتشره ممكنه سالبه كليه	دائمه مطلقه موجبه كليه	لاشيء من الانسان بمتنفس بالامكان العام وقتاما	كل انسان متنفس دائما	كل انسان اما ليس بمتنفس بالامكان العام وقتاما او متنفس دائما
٦	منتشره سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بمتنفس بالضرورة وقتاما لادائما	منتشره مطلقه سالبه جزئيه	مطلقه عامه موجبه جزئيه	بعض الانسان متنفس بالفعل	منتشره ممكنه موجبه كليه	دائمه مطلقه سالبه كليه	كل انسان متنفس بالامكان العام وقتاما	لاشيء من الانسان بمتنفس دائما	كل انسان اما متنفس بالامكان العام وقتاما او ليس بمتنفس دائما
۷	عرفيه خاصه موجبه جزئيه	بعض الكاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام كاتبا لادائما	عرفيه عامه موجبه جزئيه	مطلقه عامه سالبه جزئيه	بعض الكاتب ليس بمتحرك الاصابع بالفعل	حينيه مطلقه سالبه كليه	دائمه مطلقه موجبه كليه	لاشيء من الكاتب بمتحرك الاصابع بالفعل حين هو كاتب	كل كاتب متحرك الاصابع دائما	كل كاتب اما ليس بمتحرك الاصابع بالفعل حين هو كاتب او متحرك الاصابع دائما
۸	عرفيه خاصه سالبه جزئيه	بعض الكاتب ليس بساكن الاصابع بالدوام مادام كاتبا لادائما	عرفيه عامه سالبه جزئيه	مطلقه عامه موجبه جزئيه	بعض الكاتب ساكن الاصابع بالفعل	حينيه مطلقه موجبه كليه	دائمه مطلقه سالبه كليه	كل كاتب ساكن الاصابع بالفعل حين هو كاتب	لاشيء من الكاتب بساكن الاصابع دائما	كل كاتب اما ساكن الاصابع بالفعل حين هو كاتب او ليس بساكن الاصابع دائما

Marfat.com

٩	وجوديه لادائمه موجبه جزئيه	بعض الانسان ضاحك بالفعل لادائما	مطلقه عامه موجبه جزئيه	مطلقه عامه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بضاحك بالفعل	دائمه مطلقه سالبه كليه	دائمه مطلقه موجبه كليه	لاشئ من الانسان بضاحك دائما	كل انسان ضاحك دائما	كل انسان اما ليس بضاحك دائما او ضاحك دائما
١٠	وجوديه لادائمه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بضاحك بالفعل لادائما	مطلقه عامه سالبه جزئيه	مطلقه عامه موجبه جزئيه	بعض الانسان ضاحك بالفعل	دائمه مطلقه موجبه كليه	دائمه مطلقه سالبه كليه	كل انسان ضاحك دائما	لاشئ من الانسان بضاحك دائما	كل انسان اما ضاحك دائما او ليس بضاحك دائما
١١	وجوديه لاضروريه موجبه جزئيه	بعض الانسان ضاحك بالفعل لابالضرورة	مطلقه عامه موجبه جزئيه	ممكنه عامه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بضاحك بالامكان العام	دائمه مطلقه سالبه كليه	ضروريه مطلقه موجبه كليه	لاشئ من الانسان بضاحك دائما	كل انسان ضاحك بالضرورة	كل انسان اما ليس بضاحك دائما او ضاحك بالضرورة
١٢	وجوديه لاضروريه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بضاحك بالفعل لا بالضرورة	مطلقه عامه سالبه جزئيه	ممكنه عامه موجبه جزئيه	بعض الانسان ضاحك بالامكان العام	دائمه مطلقه موجبه كليه	ضروريه مطلقه سالبه كليه	كل انسان ضاحك دائما	لاشئ من الانسان بضاحك بالضرورة	كل انسان اما ضاحك دائما او ليس بضاحك بالضرورة
١٣	ممكنه خاصه موجبه جزئيه	بعض الانسان كاتب بالامكان الخاص	ممكنه عامه موجبه جزئيه	ممكنه عامه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بكاتب بالامكان العام	ضروريه مطلقه سالبه كليه	ضروريه مطلقه موجبه كليه	لاشئ من الانسان بكاتب بالضرورة	كل انسان كاتب بالضرورة	كل انسان اما ليس بكاتب بالضرورة او كاتب بالضرورة
١٤	ممكنه خاصه سالبه جزئيه	بعض الانسان ليس بكاتب بالامكان الخاص	ممكنه عامه سالبه جزئيه	ممكنه عامه موجبه جزئيه	بعض الانسان كاتب بالامكان العام	ضروريه مطلقه موجبه كليه	ضروريه مطلقه سالبه كليه	كل انسان كاتب بالضرورة	لاشئ من الانسان بكاتب بالضرورة	كل انسان اما كاتب بالضرورة او ليس بكاتب بالضرورة

Marfat.com

(متن): فَصْلُ الْعَكْسُ الْمُسْتَوِيْ تَبْدِيْلُ طَرْفَيِ الْقَضِيَّةِ مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ وَالْكَيْفِ وَالْمُوْجِبَةُ إِنَّمَا تَنْعَكِسُ جُزْئِيَّةً لِجَوَازِ عُمُوْمِ الْمَحْمُوْلِ أَوِالتَّالِيْ وَالسَّالِبَةُ الْكُلِّيَّةُ تَنْعَكِسُ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَإِلَّا لَزِمَ سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهٖ وَالْجُزْئِيَّةُ لَا تَنْعَكِسُ أَصْلًا لِجَوَازِ عُمُوْمِ الْمَوْضُوْعِ أَوِالْمُقَدَّمِ۔

ترجمہ متن: فصل عکس مستوی تبدیل کرنا ہے قضیہ کی دونوں طرفوں کا مصداق اور کیف کو باقی رکھتے ہوئے۔ اور موجبہ سوا اس کے نہیں کہ جزئیہ عکس دیتا ہے بوجہ محمول یا تالی کے عموم کے جائز ہونے اور سالبہ کلیہ۔ سالبہ کلیہ عکس دیتا ہے ورنہ تو شئی کا اپنی ذات سے سلب کرنا لازم آئے گا اور (سالبہ) جزئیہ بالکل عکس نہیں دیتا بوجہ موضوع یا مقدم کے عموم کے جائز ہونے کے۔

مختصر تشریح متن:۔ تناقض کی بحث ختم کرنے کے بعد اب عکس کی بحث شروع کرتے ہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

قَوْلُهٗ طَرْفَيِ الْقَضِيَةِ: سَوَاءٌ كَانَ الطَّرْفَانِ هُمَا الْمَوْضُوْعُ وَالْمَحْمُوْلُ أَوِالْمُقَدَّمُ وَالتَّالِيْ وَاعْلَمْ أَنَّ الْعَكْسَ كَمَا يُطْلَقُ عَلَى الْمَعْنَى الْمَصْدَرِيْ الْمَذْكُوْرِ كَذَالِكَ يُطْلَقُ عَلَى الْقَضِيَةِ الْحَاصِلَةِ مِنَ التَّبْدِيْلِ وَذَالِكَ الْإِطْلَاقُ مَجَازِيٌّ مِنْ قَبِيْلِ إِطْلَاقِ اللَّفْظِ عَلَى الْمَلْفُوْظِ وَالْخَلْقِ عَلَى الْمَخْلُوْقِ

ترجمہ:۔ برابر ہے کہ دونوں طرفیں موضوع ومحمول ہوں یا مقدم اور تالی ہوں اور تو جان لے کہ عکس کا اطلاق جس طرح معنی مصدری مذکور پر کیا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس قضیہ پر بھی کیا جاتا ہے جو تبدیل سے حاصل ہو اور یہ اطلاق مجازی ہے لفظ کے ملفوظ پر اطلاق کرنے کے قبیل سے اور خلق کے مخلوق پر اطلاق کرنے کے قبیل سے ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض عکس کی لغوی و اصطلاحی تعریف کرنی ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔ عکس کا لغوی معنی ہے الٹ دینا۔ اصطلاحی مناطقہ میں عکس کی تعریف یہ ہے کہ قضیہ کے طرفین (موضوع ومحمول یا مقدم وتالی) کو بدل دینا شرطیہ میں مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم بنانا۔ یہ قضیہ حملیہ میں موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنادینا صدق اور کیف (یعنی ایجاب اور سلب) کو باقی رکھتے ہوئے۔ صدق کے باقی رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ سچا ہے تو عکس بھی سچا ہو۔ کیف کے باقی رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اصل قضیہ اگر موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر قضیہ سالبہ ہو تو اس کا عکس بھی سالبہ ہو۔

فائدہ (۱):۔ عکس کا لفظ جیسے مصدری معنی (الٹ کردینا) پر بولا جاتا ہے ایسے مجازاً وہ قضیہ جس کا عکس نکالا گیا ہو یعنی قضیہ معکوسہ کو بھی عکس کہہ دیتے ہیں جیسے خلق معنی مصدری کے علاوہ مخلوق پر بھی بولا جاتا ہے اور لفظ ملفوظ پر بھی بولا جاتا ہے۔

فائدہ (۲):۔ مصنفؒ نے عکس کی تعریف میں یہ کہا کہ عکس میں صدق کا باقی رکھنا ضروری ہے اور اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عکس میں کذب کا باقی رکھنا ضروری نہیں اگر اصل قضیہ جھوٹا ہو تو عکس سچا ہو سکتا ہے اس کی حکمت سمجھیں کہ صدق کا بقاء کیوں ضروری ہے؟ اور کذب کا بقاء کیوں ضروری نہیں؟ حکمت بقاء صدق کی یہ ہے کہ اصل قضیہ ملزوم ہوتا ہے اور عکس اس کو لازم ہوتا ہے۔

ضابطہ:۔ جہاں ملزوم پایا جاتا ہے وہاں لازم بھی پایا جاتا ہے۔

جب اصل قضیہ سچا ہوگا تو گویا کہ لزوم پایا گیا تو اب ضرور اس کا عکس بھی سچا ہوگا اور پایا جائے گا لیکن اگر ملزوم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لازم بھی نہ ہو بلکہ لازم بغیر ملزوم کے پایا جا سکتا ہے۔ جیسے آگ یہ ملزوم ہے اور حرارت آگ کو لازم ہے جہاں آگ ہوگی وہاں حرارت ضرور ہوگی لیکن جہاں حرارت ہو وہاں آگ کا ہونا ضروری نہیں جیسے دونوں ہاتھوں کی رگڑ سے حرارت تو پیدا ہوتی ہے لیکن آگ موجود نہیں ہوتی لہذا جب اصل قضیہ جھوٹا ہو تو گویا کہ ملزوم منتفی ہو گیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لازم یعنی اس کے عکس کا سچا آنا بھی منتفی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ عکس سچا ہو اصل قضیہ جھوٹا ہو اس کی مثال جیسے کل حیوان انسان یہ اصل قضیہ ہے اور یہ جھوٹا ہے لیکن اس کا عکس کل انسان حیوان یہ سچا ہے۔

قَوْلُهُ مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ: بِمَعْنٰى اَنَّ الْاَصْلَ لَوْ فُرِضَ صِدْقُهُ لَزِمَ مِنْ صِدْقِهٖ صِدْقُ الْعَكْسِ اِلَّا اَنَّهُ يَجِبُ صِدْقُهُمَا فِي الْوَاقِعِ۔

ترجمہ:۔ ساتھ اس معنی کے اصل کے صدق کو اگر فرض کر لیا جائے تا لازم آئے اس کے صدق سے عکس کا صدق نہ یہ کہ

Marfat.com

واجب ہے ان دونوں کا صدق واقع میں۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔عکس کے لئے ضروری ہے کہ اگر اصل کو سچا فرض کرلیا جائے تو اس کے عکس کو بھی سچا ماننا پڑے البتہ اصل قضیہ جھوٹا فرض کرلیا جائے تو اس کا عکس بھی جھوٹا فرض کرنا ضروری نہیں جیسا کہ ابھی گزرا ہے،، سچا فرض کرنا پڑے،، فرض کی قید سے اس بات کی طرف اشارہ ہوگیا کہ نفس الامر اور واقع میں قضیے کا سچا ہونا ضروری نہیں۔

قَوْلُهُ وَالْكَيْفُ: يَعْنِيْ اِنْ كَانَ الْاَصْلُ مُوْجِبَةً كَانَ الْعَكْسُ مُوْجِبَةً وَاِنْ كَانَ سَالِبَةً كَانَ سَالِبَةً

ترجمہ:۔یعنی اگر اصل موجبہ ہے تو عکس بھی موجبہ ہوگا اگر وہ سالبہ ہے تو عکس بھی سالبہ ہوگا۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔عکس میں کیفیت کا باقی رکھنا بھی ضروری ہے یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ ہو اگر اصل قضیہ ہو تو اس کا عکس بھی سالبہ ہو۔

قَوْلُهُ اِنَّمَا تَنْعَكِسُ جُزْئِيَّةً: يَعْنِي الْمُوْجِبَةَ سَوَاءٌ كَانَتْ كُلِّيَّةً نَحْوُ كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ اَوْ جُزْئِيَّةً نَحْوُ بَعْضُ الْاِنْسَانِ حَيَوَانٌ اِنَّمَا تَنْعَكِسُ اِلَى الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ لَا اِلَى الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ اِمَّا صِدْقُ الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ فَظَاهِرٌ ضَرُوْرَةَ اَنَّهُ اِذَا صَدَقَ الْمَحْمُوْلُ عَلٰى مَاصَدَقَ عَلَيْهِ الْمَوْضُوْعُ كُلًّا اَوْ بَعْضًا لَصَدَقَ الْمَوْضُوْعُ وَالْمَحْمُوْلُ فِيْ هٰذَا الْفَرْدِ فَيَصْدُقُ الْمَحْمُوْلُ عَلٰى اَفْرَادِ الْمَوْضُوْعِ فِي الْجُمْلَةِ وَاَمَّا عَدَمُ صِدْقِ الْكُلِّيَّةِ فَلِاَنَّ الْمَحْمُوْلَ فِي الْقَضِيَّةِ الْمُوْجِبَةِ قَدْ يَكُوْنُ اَعَمَّ مِنَ الْمَوْضُوْعِ فَلَوْ عُكِسَتِ الْقَضِيَّةُ صَارَ الْمَوْضُوْعُ اَعَمَّ وَيَسْتَحِيْلُ صِدْقُ الْاَخَصِّ كُلِّيًا عَلَى الْاَعَمِّ فَالْعَكْسُ اللَّازِمُ الصَّادِقُ فِيْ جَمِيْعِ الْمَوَادِّ هُوَ الْمُوْجِبَةُ الْجُزْئِيَّةُ هٰذَا هُوَ الْبَيَانُ فِي الْحَمْلِيَّاتِ وَقِسْ عَلَيْهِ الْحَالُ فِي الشَّرْطِيَّاتِ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ یعنی موجبہ برابر ہے کہ کلیہ ہو جیسے کل انسان حیوان یا جزئیہ ہو جیسے بعض الانسان حیوان سوااس کے نہیں اس کا عکس آتا ہے موجبہ جزئیہ نہ کہ موجبہ کلیہ بہر حال وجبہ جزئیہ کا سچا آنا پس وہ تو ظاہر ہے بوجہ اس بات کے ضروری ہونے کے کہ جب محمول ان افراد پر کلا یا بعضا سچا آئے جن پر موضوع سچا آ رہا ہے تو موضوع ومحمول سچے آ جائیں گے اس فرد میں پس محمول موضوع کے افراد فی الجملہ سچا آئے گا اور بہر حال کلیہ کا صادق نہ آنا وہ اس لئے ہے کہ محمول قضیہ موجبہ میں کبھی موضوع سے اعم ہوتا ہے پس اگر قضیہ کا عکس کیا جائے تو موضوع اعم ہو جاتا ہے حالانکہ محال ہے اخص کا اعم پر سچا آنا کلی طور پر پس جو عکس لازم اور صادق ہے تمام مادون میں وہ موجبہ جزئیہ ہے یہی بیان حملیات میں ہے اور تو قیاس کر لے شرطیات میں حال کو۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قضیہ موجبہ کے عکس کا بیان کرنا ہے خواہ وہ موجبہ کلیہ ہو یا موجبہ جزئیہ ہو۔

تشریح:۔ قضیہ موجبہ کا عکس قضیہ موجبہ جزئیہ آئے گا موجبہ کلیہ نہیں آ سکتا جیسے کل انسان حیوان یہ موجبہ کلیہ ہے اور بعض الحیوان انسان موجبہ جزئیہ ہے ان دونوں کا عکس موجبہ جزئیہ آئیگا پہلے کا عکس بعض الحیوان انسان اور دوسرے موجبہ جزئیہ کا عکس بعض الانسان حیوان ہے اور یہ سچا ہے کیونکہ یہاں دوسرے بعض کی نفی نہیں بلکہ موجودہ افراد پر حکم ہے اس قول میں دو دعوے اور ان کی دلیلیں ہیں۔

پہلا دعویٰ:۔ قضیہ موجبہ (خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ) کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔

دوسرا دعویٰ:۔ موجبہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا۔

ماتن نے اس بات کی کہ موجبہ کلیہ کا موجبہ کلیہ عکس نہیں آتا لجواز عموم آہ سے دلیل دی ہے اور یزدی نے موجبہ جزئیہ عکس آنے کی بھی دلیل دی ہے۔

پہلے دعوے کی دلیل:۔ موجبہ کلیہ میں حکم تمام افراد پر ہوتا ہے اور موجبہ جزئیہ میں حکم بعض افراد پر ہوتا ہے جب موجبہ کلیہ میں حکم کل افراد پر ہوگا تو بعض افرد پر بھی یقیناً ہوگا اور موجبہ جزئیہ میں تو ویسے بھی بعض پر ہوتا ہے موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ دونوں میں بعض افراد پر حکم ہونا یقینی ہے اس لئے عکس موجبہ جزئیہ نکالنا صحیح ہے۔

دوسرے دعویٰ کی دلیل:۔ جو کہ ماتن نے دی وہ یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ موجبہ کلیہ کا محمول اعم ہوتا ہے اور اسوقت اگر اس کا عکس بھی موجبہ کلیہ نکالیں تو غلط ہوتا ہے جیسے کل انسان حیوان اس کا عکس موجبہ کلیہ کل حیوان

Marfat.com

انسان یہ غلط ہے اسی لئے جب منطقیوں نے یہ دیکھا کہ بعض مثالوں میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ غلط نکلتا ہے تو انہوں نے یہ ضابطہ بنالیا کہ موجبہ کا عکس کلیہ نہیں آتا بلکہ جزئیہ آئیگا اور وہ جزئیہ تمام مثالوں میں آتا ہے۔ کل انسان حیوان کا عکس موجبہ جزئیہ بعض الحیوان انسان سچا ہے۔

قَوْلُهُ لِجَوَازِ عُمُومِ آہ: بَيَانٌ لِلْجُزْءِ السَّلْبِيِّ مِنَ الْحَصْرِ الْمَذْكُوْرِ وَاَمَّا اَوْ لَايُجَابُ الْجُزْئِيُّ فَبَدِيْهِيٌّ كَمَا مَرَّ۔

ترجمہ:۔ یہ حصر مذکور کے جزء سلبی کا بیان ہے اور بہرحال ایجاب جزئی پس وہ بدیہی ہے کما مر۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض توضیح متن ہے۔

تشریح:۔ اس قولہ میں لجواز عموم ے لفظ کی وضاحت کر رہے ہیں کہ یہ بیان حصر میں جزو سلبی (موجبہ کلیہ عکس نہیں آتا) کی دلیل ہے اور دوسرے دعوی کی ایجابی (موجبہ کلیہ ہو یا جزئیہ ہو وہ جزئیہ عکس دیتا ہے) وہ بالکل بدیہی ہے اس لئے ماتنؒ نے اس کی دلیل نہیں دی۔

قَوْلُهُ وَالَّا لَزِمَ سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهٖ: تَقْرِيْرُهٗ اَنْ يُّقَالَ كُلَّمَا صَدَقَ قَوْلُنَا لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ صَدَقَ لَاشَيْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ وَاِلَّا لَصَدَقَ نَقِيْضُهٗ وَهُوَ بَعْضُ الْحَجَرِ اِنْسَانٌ فَنَضُمُّهٗ مَعَ الْاَصْلِ فَنَقُوْلُ بَعْضُ الْحَجَرِ اِنْسَانٌ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ يُنْتِجُ بَعْضُ الْحَجَرِ لَيْسَ بِحَجَرٍ وَهُوَ سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهٖ وَهٰذَا مُحَالٌ فَمَنْشَاهُ نَقِيْضُ الْعَكْسِ لِاَنَّ الْاَصْلَ صَادِقٌ وَالْهَيْئَةُ مُنْتِجَةٌ فَيَكُوْنُ نَقِيْضُ الْعَكْسِ بَاطِلًا فَيَكُوْنُ الْعَكْسُ حَقًّا وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ

ترجمہ:۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ کہا جائے جب کبھی سچا آئے ہمارا قول لا شیء من الانسان بحجر تو سچا آئیگا لا شئی من الحجر بانسان ورنہ اس کی نقیض سچی آئیگی اور وہ ہے بعض الحجر انسان پس ہم اس کو اصل کے ساتھ ملائیں گے پس ہم کہیں گے بعض الحجر انسان ولا شئی من الانسان بحجر نتیجہ آئیگا بعض الحجر لیس بحجر اور یہ تو سلب الشئی عن نفسہ ہے اور یہ محال ہے اور اس کا منشاء عکس کی نقیض ہے اس لئے کہ اصل صدق ہے اور شکل نتیجہ دینے والی ہے

Marfat.com

پس عکس کی نقیض باطل ہوگئی ہے عکس حق ہوگا اور یہی مطلوب ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض سالبہ کلیہ کے عکس کو اور اس کی دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ فرماتے ہیں کہ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آئیگا جیسے لاشئی من لانان بحجر اس کا عکس سالبہ کلیہ لاشئی من الحجر بانسان ہے منطقی اکثر قضایا کے عکوس کو دلیل خلفی کے ذریعے ثابت کرتے ہیں یہاں بھی یزدی صاحب نے سالبہ کلیہ عکس کو دلیل خلفی کے ذریعے ثابت کیا ہے۔ پہلے دلیل خلفی کی حقیقت سمجھ لیں۔

دلیل خلفی کی تعریف:۔ جو قضیہ کا عکس (یا جو ہمارا دعوی ہے) نکالا ہے۔ اس کو تسلیم کرلو ورنہ تو اس کی نقیض مان لو جب اس کی نقیض کو مان لو گے تو پھر اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول تیار کریں گے اور نتیجہ نکالیں گے وہ نتیجہ محال ہوگا نتیجہ کا محال ہونا یہ ہمارے دعوی کو نہ ماننے اور اسکی نقیض کو ماننے کی وجہ سے ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا دعوی صحیح ہے اور تمہارا نقیض کا ماننا غلط ہے۔ یہاں بھی یزدی صاحب نے سالبہ کلیہ کے عکس کو دلیل خلفی ے ذریعے ثابت کیا۔ لاشئی من الانسان بحجر کا عکس سالبہ کلیہ لا شئی من الحجر بانسان مان لو ورنہ تو اس کی نقیض بعض الحجر انسان مان لو اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول تیار کرو شکل اول لاشئی منا الانسان بحجر بعض الحجر انسان نکلے گی اور اس کا نتیجہ ہوگا بعض الحجر لیس بحجر یہ نتیجہ محال ہے کیونکہ اس میں شے کا اپنی ذات سے سلب لازم آرہا ہے اور وہ محال ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہمارا عکس سالبہ کلیہ نکالا ہوا صحیح ہے۔

قَوْلُهُ عُمُومُ الْمَوْضُوعِ: وَحِينَئِذٍ يَصِحُّ سَلْبُ الْأَخَصِّ مِنْ بَعْضِ الْأَعَمِّ لٰكِنْ لَا يَصِحُّ سَلْبُ الْأَعَمِّ مِنْ بَعْضِ الْأَخَصِّ مَثَلًا يَصْدُقُ بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِإِنْسَانٍ وَلَا يَصْدُقُ بَعْضُ الْإِنْسَانِ لَيْسَ بِحَيَوَانٍ۔

ترجمہ:۔ اور اس وقت صحیح ہے اخص کا سلب کرنا بعض اعم سے لیکن نہیں ہے صحیح اعم کو سلب کرنا بعض اخص سے مثلاً سچا آئیگا بعض الحیوان لیس بانسان اور نہیں سچا آئیگا بعض الانسان لیس بحیوان۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض یہ بتانا ہے کہ سالبہ جزیہ کا عکس نہیں آتا۔

تشریح:۔ سالبہ جزیہ کا عکس نہیں آتا اس کی دلیل یہ ہے بعض مثالوں میں جبکہ موضوع اعم ہو سالبہ جزیہ کا عکس سچا نہیں آتا جیسے بعض الحیوان لیس بانسان یہ سچا ہے اس کا عکس سالبہ جزیہ بعض الانسان لیس بحیوان سچا نہیں آتا جب

Marfat.com

منطقیوں نے یہ دیکھا کہ بعض مثالوں میں سالبہ جزئیہ کا عکس سچا نہیں آتا تو انہوں نے یہ قاعدہ بنالیا کہ سالبہ جزئیہ کا عکس آتا ہی نہیں۔ کیونکہ منطقہ قواعد کلیہ ہوتے ہیں۔

قَوْلُهٗ اَوِ الْمُقَدَّمِ: مَثَلًا يَصْدُقُ قَدْ لَا يَكُوْنُ اِذَا كَانَ الشَّيْءُ حَيْوَانًا كَانَ اِنْسَانًا وَلَا يَصْدُقُ قَدْ لَا يَكُوْنُ اِذَا كَانَ الشَّيْءُ اِنْسَانًا كَانَ حَيْوَانًا

ترجمہ:۔ مثلاً سچا آئیگا قد لایکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا اور نہیں سچا آئیگا قد لایکون اذا کان الشئی انسانا حیوانا یہ غلط ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

المتن: وَاَمَّا بِحَسَبِ الْجِهَةِ فَمِنَ الْمُوْجَبَاتِ تَنْعَكِسُ الدَّائِمَتَانِ وَالْعَامَّتَانِ حِيْنِيَّةً مُطْلَقَةً وَالْخَاصَّتَانِ حِيْنِيَّةً لَادَائِمَةً وَالْوَقْتِيَّتَانِ وَالْوُجُوْدِيَّتَانِ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ مُطْلَقَةً عَامَّةً وَلَا عَكْسَ لِلْمُمْكِنَتَيْنِ وَمِنَ السَّوَالِبِ تَنْعَكِسُ الدَّائِمَتَانِ دَائِمَةً مُطْلَقَةً وَالْعَامَّتَانِ عُرْفِيَّةً عَامَّةً وَالْخَاصَّتَانِ عُرْفِيَّةً لَادَائِمَةً فِي الْبَعْضِ وَالْبَيَانُ فِي الْكُلِّ اَنَّ نَقِيْضَ الْعَكْسِ مَعَ الْاَصْلِ يُنْتِجُ الْمُحَالَ وَلَا عَكْسَ لِلْبَوَاقِيْ بِالنَّقْضِ۔

ترجمہ متن:۔ اور بہرحال جہت کے اعتبار سے پس موجبات میں سے دائمتان (ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ) اور عامتان (مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ) یہ حینیہ مطلقہ عکس دیتے ہیں اور خاصتان (مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ) حینیہ لادائمہ عکس دیتے ہیں اور وقتیان (وقتیہ، منتشرہ) اور وجودیتان (وجودیہ لاضروریہ، وجودیہ لادائمہ) اور مطلقہ عامہ یہ مطلقہ عامہ عکس دیتے ہیں اور ممکنتین (ممکنہ عامہ، ممکنہ خاصہ) عکس نہیں دیتے اور سوالب میں سے دائمتان (ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ) دائمہ مطلقہ اور عامتان (مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ) عرفیہ عامہ اور خاصتان (مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ) عرفیہ لادائمہ فی البعض

Marfat.com

عکس دیتے ہیں اور بیان (دلیل) تمام میں یہ ہے کہ عکس کی نقیض اصل کے ساتھ مل کر محال نتیجہ دیتی ہے اور باقیوں کا عکس نہیں ہے نقض کی وجہ سے۔

مختصر تشریح متن: ۔متن کی اس عبارت میں قضایا موجہات بسائط مرکبات کے عکوس کو بیان کیا ہے موجہات کے باب میں سالبوں کا عکس علیحدہ نکالا جائے گا موجہات بسائط آٹھ ہیں پھر ہر ایک موجبہ کلیہ بھی ہو سکتا ہے اور جزئیہ بھی اسی طرح سالبہ میں احتمالات ہیں گویا سولہ موجبات ہونگے یعنی آٹھ موجبہ کلیہ اور آٹھ موجبہ جزئیہ اور سولہ سوالب ہونگے یعنی آٹھ سالبہ کلیہ اور آٹھ سالبہ جزئیہ ان سب کی تفصیل شرح میں نقشوں ملاحظہ فرمائیں۔

ان سب کی تفصیل یہ ہے کہ قضایا موجہات سولہ میں سے صرف دس کا عکس آئیگا۔وہ دس یہ ہیں دو دائمہ یعنی (۱) دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ (۲) ضروریہ مطلقہ موجبہ کلیہ، اور دو عامتین یعنی (۳) مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ (۴) عرفیہ عامہ موجبہ کلیہ (۵) مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ اور ان پانچ کے جزئیات بھی پانچ ہونگے ۔تو یہ کل دس ہو گئے ان میں سے دائمتان اور عامتان کا عکس حینیہ مطلقہ آئیگا اور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ آئیگا منتشرہ مطلقہ اور وقتیہ مطلقہ اور ممکنہ عامہ موجبات ان کا عکس نہیں اتا کیونکہ یہ استعمال میں نہیں آتے گویا ان قضایا کا عکس موجبات میں نہیں آئیگا۔

سوالب میں بھی آٹھ سالبہ جزئیہ ہیں اور آٹھ سالبہ کلیہ ان میں سے سالبہ جزئیہ آٹھ کا عکس نہیں آئیگا کیونکہ سالبہ جزئیہ کا عکس آتا ہی نہیں آٹھ سالبہ کلیہ میں سے (۱) ضروریہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۲) دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۳) مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ (۴) عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ (۵) مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ان پانچ کا عکس آتا ہے دائمہ مطلقہ اور ضروریہ مطلقہ سالبہ کا عکس دائمہ مطلقہ آئیگا اور مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ سالبتین کا عکس عرفیہ عامہ آئیگا اور مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ کا عکس مطلقہ عامہ آئیگا باقی وقتیہ مطلقہ سالبہ کلیہ منتشرہ مطلقہ سالبہ کلیہ اور ممکنہ عام سالبہ کلیہ ان کے موجبات کا عکس نہیں آتا تھا لہذا ان کے سالبوں کا عکس بھی نہیں آئے گا۔

اقسام مرکبات: ۔مرکبات کل سات ہیں ان کی کلیت اور جزئیت کے اعتبار سے اٹھائیس قسمیں بنتی ہیں۔چودہ موجبات اور چودہ سوالب ان کی مکمل تفصیل شرح میں آرہی ہے۔

Marfat.com

قَوْلُہٗ وَاَمَّا بِحَسْبِ الْجِهَةِ: يَعْنِيْ اِنَّ مَا ذَكَرْنَاهُ هُوَ بَيَانُ اِنْعِكَاسِ الْقَضَايَا بِحَسْبِ الْكَيْفِ وَالْكَمِّ وَاَمَّا بِحَسْبِ الْجِهَةِ آه۔

ترجمہ:۔ بلاشبہ جو ہم نے (ماقبل میں) ذکر کیا ہے وہ قضایا کے عکس کا بیان ہے باعتبار کیف اور کم کے اور بہر حال باعتبار جہت کے الخ۔

غرض شارح:۔ اس قول میں یزدی صاحب نے صرف ماقبل کی عبارت کے ساتھ ربط بیان کیا ہے۔

تشریح:۔ فرماتے ہیں کہ جس وقت مصنف قضایا کے عکوس کے بیان سے باعتبار کیفیت اور کمیت کے فارغ ہوئے تو اب باعتبار جہت کے قضایا کے عکوس کو بیان کرتے ہیں متن میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ بسائط کل آٹھ ہیں جن کی محصورات اربع (موجبہ کلیہ، سالبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ جزئیہ) کے اعتبار سے بتیس قسمیں ہیں۔ مرکبات کل سات ہیں ان کی کلیت اور جزئیت کے اعتبار سے اٹھائیس قسمیں بنتی ہیں۔ چودہ موجبات اور چودہ سوالب اب اگلے قولہ میں علامہ یزدی نے موجبات بسائط اور موجبات مرکبات کے عکوس کو اکٹھا بیان کیا ہے اور سوالب کے عکوس کو علیحدہ بیان کیا ہے۔

قَوْلُہٗ الدَّائِمَتَانِ: اَيِ الضَّرُوْرِيَّةُ وَالدَّائِمَةُ مَثَلًا كُلَّمَا صَدَقَ قَوْلُنَا بِالضَّرُوْرَةِ اَوْ دَائِمًا كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ صَدَقَ قَوْلُنَا بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ بِالْفِعْلِ حِيْنَ هُوَ حَيَوَانٌ وَاِلَّا فَصَدَقَ نَقِيْضُهٗ وَهُوَ دَائِمًا لَاشَيْءَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِاِنْسَانٍ مَادَامَ حَيَوَانًا فَهُوَ مَعَ الْاَصْلِ يُنْتِجُ لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِاِنْسَانٍ بِالضَّرُوْرَةِ اَوْ دَائِمًا هف۔

ترجمہ:۔ یعنی ضروریہ اور دائمہ مثلاً جب کبھی سچا آئیگا ہمارا یہ قول بالضرورة او دائما کل انسان حیوان تو سچا آئیگا ہمارا یہ قول بعض الحیوان انسان بالفعل حین ہو حیوان ورنہ تو اس کی نقیض سچی آئیگی اور وہ یہ ہے دائما لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا پس وہ اصل کیساتھ مل کر نتیجہ دے گی لاشئی من الانسان بانسان بالضرورة اودائما یہ خلاف مفروض ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض موجبات بسائط میں سے ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ خواہ یہ کلیہ ہوں یا جزئیہ ہوں ان کے عکوس کو بیان کرنا ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ کا عکس قضیہ حینیہ مطلقہ آیگا جیسے بالضرورۃ او بالدوام کل انسان حیوان اس کا عکس حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ ہے بعض الحیوان انسان بالفعل حین ھو حیوان اور یہ سچا ہے اور ہم اس عکس کو دلیل خلفی کے ذریعے ثابت کرتے ہیں کہ ہم نے جو عکس حینیہ مطلقہ نکالا ہے اس کو مان لو ورنہ تو اس کی نقیض دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا ماننی پڑے گی اور اگر وہ بھی نہ مانو تو ارتفاع نقیضین لازم آیگا جو کہ محال ہے اور جب ہم اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول تیار کریں گے تو نتیجہ محال آیگا اصل قضیہ کیساتھ شکل اول یوں بنے گی کل انسان حیوان بالضرورۃ لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا نتیجہ لاشئی من الانسان بانسان یہ نتیجہ سلب الشئی عن نفسہ ہے اور یہ محال ہے اور یہ محال نقیض کو ماننے سے لازم آیا لہذا ہمارے عکس کو مان لو کہ وہ سچا ہے۔

قَوْلُهٗ وَالْعَامَّتَانِ: اَیِ الْمَشْرُوْطُ الْعَامَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْعَامَّةُ مَثَلًا اِذَا صَدَقَ بِالضَّرُوْرَةِ اَوْ بِالدَّوَامِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا صَدَقَ بَعْضُ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ كَاتِبٌ بِالْفِعْلِ حِيْنَ هُوَ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ وَاِلَّافَيَصْدُقُ نَقِيْضُهٗ وَدَائِمًا لَاشَیْءَ مِنْ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِكَاتِبٍ مَادَامَ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ وَهُوَ مَعَ الْاَصْلِ يُنْتِجُ قَوْلُنَا بِالضَّرُوْرَةِ اَوْبِالدَّوَامِ لَا شَیْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِكَاتِبٍ مَادَامَ كَاتِبًا هف۔

ترجمہ:۔یعنی مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ مثلا جب سچا آیگا بالضروریۃ او بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا تو سچا آیگا بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین ھو متحرك الاصابع ورنہ تو اس کے نقیض سچی آیگی اور وہ ہے دائما لا شئی من متحرك الاصابع بکاتب مادام متحرك الاصابع اور وہ اصل کے ساتھ مل کر نتیجہ دے گی ہمارا یہ قول بالضرورۃ اوبالدوام لاشئی من الکاتب بکاتب مادام کاتبا یہ خلاف مفروض ہے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض موجبات بسائط میں سے مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کا عکس بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کا عکس بھی حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ آئے گا جیسے بالضرورۃ او بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتبا اس کو عکس حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین ھو متحرك الاصابع سچا ہے اس کو ثابت کرنے کا وہی طریقہ دلیل خلفی ہے کہ اس کو مان لو ورنہ اس کی نقیض کو ماننا پڑے گا اور اس کو پھر اصل کے ساتھ ملانے سے نتیجہ محال نکلے گا اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارا عکس درست ہے جیسا کہ بالکل واضح ہے۔

****

Marfat.com

قَوْلُهُ وَالْخَاصَّتَانِ: اَیِ الْمَشْرُوْطَةُ الْخَاصَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ تَنْعَكِسَانِ اِلٰی حِيْنِيَّةٍ مُطْلَقَةٍ مُقَيَّدَةٍ بِاللَّادَوَامِ اَمَّا انْعِكَاسُهُمَا اِلٰی حِيْنِيَّةٍ مُطْلَقَةٍ فَلِاَنَّهُ كُلَّمَا صَدَقَتِ الْخَاصَّتَانِ صَدَقَتِ الْعَامَّتَانِ وَقَدْ مَرَّ اَنَّ كُلَّمَا صَدَقَتِ الْعَامَّتَانِ صَدَقَتْ فِيْ عَكْسِهِمَا الْحِيْنِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ وَاَمَّا اللَّادَوَامُ فَبَيَانُ صِدْقِهِ اَنَّهُ لَوْلَمْ يَصْدُقْ لَصَدَقَ نَقِيْضُهُ وَنَضُمُّ هٰذَا النَّقِيْضَ اِلَی الْجُزْءِ الْاَوَّلِ مِنَ الْاَصْلِ فَيُنْتِجُ نَتِيْجَةً وَنَضُمُّ النَّقِيْضَ اِلَی الْجُزْءِ الثَّانِيْ مِنَ الْاَصْلِ فَيُنْتِجُ مَا يُنَافِيْ تِلْكَ النَّتِيْجَةَ مَثَلًا كُلَّمَا صَدَقَ بِالضَّرُوْرَةِ اَوْبِالدَّوَامِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا دَائِمًا صَدَقَ فِي الْعَكْسِ بَعْضُ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ كَاتِبٌ بِالْفِعْلِ حِيْنَ هُوَ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ لَادَائِمًا اَمَّا صِدْقُ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ فَقَدْ ظَهَرَ مِمَّا سَبَقَ وَاَمَّا صِدْقُ الْجُزْءِ الثَّانِيْ اَیِ اللَّادَوَامِ وَمَعْنَاهُ لَيْسَ بَعْضُ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ كَاتِبًا بِالْفِعْلِ فَلِاَنَّهُ لَوْلَمْ يَصْدُقْ لَصَدَقَ نَقِيْضُهُ وَهُوَ قَوْلُنَا كُلُّ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ كَاتِبٌ دَائِمًا فَنَضُمُّهُ مَعَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ مِنَ الْاَصْلِ وَنَقُوْلُ كُلُّ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ كَاتِبٌ دَائِمًا وَكُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا يُنْتِجُ كُلُّ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ دَائِمًا ثُمَّ نَضُمُّهُ اِلَی الْجُزْءِ الثَّانِيْ مِنَ الْاَصْلِ وَنَقُوْلُ كُلُّ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ كَاتِبٌ دَائِمًا وَلَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِالْفِعْلِ يُنْتِجُ لَا شَيْءَ مِنْ مُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِمُتَحَرِّكِ الْاَصَابِعِ بِالْفِعْلِ وَهٰذَا يُنَافِي النَّتِيْجَةَ السَّابِقَةَ فَيَلْزَمُ مِنْ صِدْقِ نَقِيْضِ لَادَوَامِ الْعَكْسِ اِجْتِمَاعُ الْمُتَنَافِيَيْنِ فَيَكُوْنُ بَاطِلًا فَيَكُوْنُ اللَّادَوَامُ حَقًّا وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ۔

ترجمہ:۔ یعنی مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس آتا ہے حینیہ مطلقہ کی طرف جو لادوام کے ساتھ مقید ہو بہر حال ان کا حینیہ مطلقہ کی طرف عکس آنا اس لئے کہ جب کبھی دو خاصے سچے آتے ہیں تو دو عامے بھی سچے آتے ہیں اور گزر چکا ہے کہ جب کبھی دو عامے سچے آتے ہیں تو ان کے عکس میں حینیہ مطلقہ سچا آتا ہے اور بہر حال لادوم تو اس کے صادق آنے کا بیان یہ ہے کہ اگر وہ سچا نہ آئے تو اسکی نقیض سچی آئیگی اور ہم ملائیں گے اس نقیض کو اصل کے جزو اول کی طرف پس وہ نتیجہ دے گی نتیجہ دینا اور ہم

Marfat.com

ملائیں گے اس نقیض کو اصل کے جز وثانی کی طرف تو وہ ایسا نتیجہ دے گی جو اس سے پہلے نتیجہ کے منافی ہے مثلا جب کبھی سچا آیگا بالضرورۃ او بالدوام کل کاب متحرك الاصابع الخ تو سچا آیگا عکس میں بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل الخ بہر حال جز واول کا سچا آنا تو وہ ما سبق سے ظاہر ہو چکا ہے اور بہر حال جز وثانی اور وہ لا دوام ہے اور اس کا معنی ہے لیس بعض متحرك الاصابع الخ اس کا سچا آنا اس لئے ہے کہ اگر نہ سچا آئے تو اس کی نقیض سچی آئیگی اور وہ نقیض ہمارا یہ قول ہے کل متحرك الاصابع كاتب دائما پس ہم اس کو ملائیں گے اصل کے جز واول کیساتھ اور ہم کہیں گے کل متحرك الاصابع كاتب دائما پس ہم اسے اصل کے جز اول کیساتھ ملا کر اس طرح کہیں گے کل متحرك الاصابع كاتب الخ یہ نتیجہ دے گا کل متحرك الاصابع متحرك اصابع دائما پھر ہم ملائیں گے اس کو اصل کی جز وثانی کی طرف اور ہم کہیں گے کل متحرك الاصابع كاتب دائما الخ یہ نتیجہ دیگا لا شئی من متحرك الاصابع بمتحرك الصابع بالفعل اور یہ منافی ہے نتیجہ سابقہ کے پس لازم آیگا عکس کے لا دوام کی نقیض آنے سے متنافیین کا اجتماع پس وہ نقیض باطل ہو جائیگی اور لا دوام حق ہوگا اور یہی مطلوب ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض مرکبات موجبات میں سے مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ خوہ کلیہ ہوں یا جزئیہ ہوں ان کے عکس کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ خواہ کلیہ ہوں یا جزئیہ ان دونوں کا عکس حینیہ مطلقہ لا دائمہ آیگا حینیہ مطلقہ لا دائمہ اس قضیہ حینیہ مطلقہ کو کہتے ہیں جس میں لا دائما کی قید لگی ہوتی ہے مرکبات میں سے صرف یہ چار قضایا (مشروطہ خاصہ موجبہ کلیہ، مشروطہ خاصہ موجبہ جزئیہ، عرفیہ خاصہ موجبہ کلیہ، عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ) ایسے ہیں کہ ان کا عکس بھی قضیہ مرکبہ آتا ہے حینیہ لا دائمہ یہ مرکب ہے دو مطلقوں سے ایک حینیہ مطلقہ اور دوسرا مطلقہ عامہ۔ مثال خاصتان کی بالضرورۃ او بالدوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا لادائما۔ ان کا عکس حینیہ مطلقہ لا دائمہ جزئیہ بعض متحرك الاصابع كاتب بالفعل حين هو متحرك الاصابع لا دائما سچا ہے لیکن اس کو ثابت کرنے لئے صرف دلیل خلفی نہیں چلتی بلکہ اس کے عکس کے منوانے کا اور طریقہ ہے۔

عکس ثابت کرنے کا طریقہ:۔ قضیہ مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ میں پہلی جز تو دونوں میں مشروطہ عامہ یا عرفیہ عامہ ہوگی اس کا عکس تو بسائط میں حینیہ مطلقہ دلیل خلفی کے ذریعے سے ثابت کر دیا گیا ہے البتہ اس میں جو لا دائما کے نیچے قضیہ عکس والا کھڑا ہے اس کو ثابت کرنا ہے کہ یہ صحیح ہے یا نہیں اصل قضیہ میں لادقائما اس قضیہ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ کی طرف اشارہ کرتا تھا

Marfat.com

لاشئی من لاکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل عکس کے لادائما میں اشارہ بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل کی طرف ہے اس عکس کو مان لو ورنہ تو اسکی نقیض کو مانو اس کی نقیض کو اصل قضیہ کی جز واول سے ملا کر ایک نتیجہ نکلے گا عکس کی نقیض کل متحرك الاصابع کاتب دائما ہے اس کو اصل قضیہ کی پہلی جزو کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورۃ کیساتھ ملا کر شکل اول تیار کرنے سے نتیجہ یہ نکلے گا کل متحرك الاصابع متحرك الاصابع دائما اور جب اسی نقیض یعنی کل متحرك الاصابع کاتب دائما کو اصل قضیے کی دوسری جزو لاشئی من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل کے ساتھ ملاتے ہیں تو نتیجہ لا شئی من متحرك الاصابع بمتحرك الاصابع نکلتا ہے اصل قضیے کے دونوں جزو سچے تھے لیکن اس کے عکس کے نتیجے میں وہ آپس میں بالکل مخالف اور ضد ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہمارا عکس صحیح ہے نقیض ماننا غلط ہے۔ دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ خاصہ کے عکس میں ہمارا عکس مان لو ورنہ تو عکس کے لادائما کے نیچے جو قضیہ کھڑا ہوگا اب اس کی نقیض نکال کر اصل قضیہ کی جزو اول کے ساتھ ملا کر ایک نتیجہ حاصل کریں گے اور دوسرے جزو کے ساتھ ملا کر دوسرا نتیجہ حاصل کریں گے اور یہ دونوں نتیجے مخالف ہونگے اس سے یہ معلوم ہوگا کہ ہمارا عکس صحیح ہے اور نقیض ماننا غلط ہے۔

قَوْلُهٗ وَالْوَقْتِيَتَانِ وَالْوُجُوْدِيَتَانِ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَةُ مُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ: اَیِ الْقَضَايَا الْخَمْسُ يَنْعَكِسُ كُلٌّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا اِلَى الْمُطْلَقَةِ الْعَامَةِ فَيُقَالُ لَوْ صَدَقَ كُلُّ ج ب بِاِحْدَى الْجِهَاتِ الْخَمْسِ لَصَدَقَ بَعْضُ ب ج بِالْفِعْلِ وَاِلَّا لَصَدَقَ نَقِيضُهٗ وَهُوَ لَاشَيْءَ مِنْ ب ج دَائِمًا وَهُوَ مَعَ الْاَصْلِ يَنْتُجُ لَاشَيْءَ مِنْ ج ب هف۔

ترجمہ:۔ یعنی ان پانچ قضایا میں سے ہر ایک کا عکس آتا ہے مطلق عامہ کی طرف پس کہا جائے گا اگر سچا آئے کل ج ب پانچ جہتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ تو البتہ سچا آئیگا بعض ب ج بالفعل ورنہ تو اس کی نقیض سچی آئیگی اور وہ ہے لاشئی من ب ج دائما اور یہ اپنے اصل کیساتھ مل کر نتیجہ دے گی لاشئی من ج ب یہ خلاف مفروض ہے۔

اغراض شارح:۔ اس قول کی غرض بسائط موجبات میں سے مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ وجزئیہ اور مرکبات میں سے وقتیہ مطلقہ موجبہ کلیہ اور جزئیہ منتشرہ مطلقہ موجبہ کلیہ وجزئیہ وجودیہ لاضروریہ موجبہ کلیہ وجزئیہ، وجودیہ لادائمہ موجبہ کلیہ وجزئیہ کے عکوس کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ بسائط موجبات میں سے مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ وجزئیہ اور مرکبات میں سے وقتیہ مطلقہ موجبہ کلیہ اور جزئیہ منتشرہ

Marfat.com

مطلقہ موجبہ کلیہ و جزئیہ وجودیہ لاضروریہ موجبہ کلیہ و جزئیہ، وجودیہ لادائمہ موجبہ کلیہ و جزئیہ ان دس قضایا کا عکس مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ ہے قضایا مرکبات میں سے آٹھ قضایا ایسے ہیں جن کا عکس بسیطہ آیا ہے ان کے عکس کے ثابت کرنے کی دلیل بھی وہی دلیل خلفی ہے۔ جیسے کل ج ب کے ساتھ ان پانچ قضیوں کی جہات میں سے کوئی جہت بھی ملا لو (بالفعل، بالضرورۃ وغیرہ) اور پھر اس کا عکس نکال لو مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ بعض ب ج بالفعل اس کو ثابت کرنے کا وہی طریقہ ہے کہ اس کو مان لو ورنہ تو اس کی نقیض لاشئی من ب ج مانو اس کو اصل قضیہ کے ساتھ مل ملاؤ تو نتیجہ لاشئی من ج ج نکلے گا اور یہ نتیجہ محال ہے معلوم ہوا کہ ہمارا عکس صحیح ہے۔

قَوْلُهُ وَلَا عَكْسَ لِلْمُمْكِنَتَيْنِ: اِعْلَمْ اَنَّ صِدْقَ وَصْفِ الْمَوْضُوْعِ عَلٰى ذَاتِهٖ فِي الْقَضَايَا الْمُعْتَبَرَةِ فِي الْعُلُوْمِ بِالْاِمْكَانِ عِنْدَ الْفَارَابِيِّ بِالْفِعْلِ عِنْدَ الشَّيْخِ فَمَعْنٰى كُلُّ ج ب بِالْاِمْكَانِ عَلٰى رَأْيِ الْفَارَابِيِّ هُوَ اَنَّ كُلَّ مَاصَدَقَ عَلَيْهِ ج بِالْاِمْكَانِ صَدَقَ عَلَيْهِ ب بِالْاِمْكَانِ وَيَلْزَمُهُ الْعَكْسُ حِيْنَئِذٍ وَهُوَ اَنَّ بَعْضَ مَاصَدَقَ عَلَيْهِ ب بِالْاِمْكَانِ صَدَقَ عَلَيْهِ ج بِالْاِمْكَانِ وَعَلٰى رَأْيِ الشَّيْخِ مَعْنٰى كُلُّ ج ب بِالْاِمْكَانِ هُوَ اَنَّ كُلَّ مَاصَدَقَ عَلَيْهِ ج بِالْفِعْلِ صَدَقَ عَلَيْهِ ب بِالْاِمْكَانِ فَيَكُوْنُ عَكْسُهُ عَلٰى اُسْلُوْبِ الشَّيْخِ هُوَ اَنَّ بَعْضَ مَاصَدَقَ عَلَيْهِ ب بِالْفِعْلِ صَدَقَ عَلَيْهِ ج بِالْاِمْكَانِ وَلَاشَكَّ اَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ صِدْقِ الْاَصْلِ حِيْنَئِذٍ صِدْقُ الْعَكْسِ مَثَلًا اِذَا فُرِضَ اَنَّ مَرْكُوْبَ زَيْدٍ بِالْفِعْلِ مُنْحَصِرٌ فِي الْفَرَسِ صَدَقَ كُلُّ حِمَارٍ بِالْفِعْلِ مَرْكُوْبُ زَيْدٍ بِالْاِمْكَانِ وَلَمْ يَصْدُقْ عَكْسُهُ وَهُوَ اَنَّ بَعْضَ مَرْكُوْبِ زَيْدٍ بِالْفِعْلِ حِمَارٌ بِالْاِمْكَانِ فَالْمُصَنِّفُ لَمَّا اخْتَارَ مَذْهَبَ الشَّيْخِ اِذْ هُوَ الْمُتَبَادِرُ فِي الْعُرْفِ وَاللُّغَةِ حَكَمَ بِاَنَّهُ لَا عَكْسَ لِلْمُمْكِنَتَيْنِ۔

ترجمہ:۔ تو جان لے کہ موضوع کی وصف کا اس کی ذات پر سچا آنا ان قضایا میں جو علوم میں معتبر ہیں امکان رائے کے ساتھ ہے فارابی کے ہاں اور فعل کے ساتھ ہے شیخ کے ہاں پس کل ج ب بالامکان کا معنی فارابی کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ جس پر سچا آئیگا ج امکان کے ساتھ تو سچا آئیگا اس پر ب امکان کے ساتھ اور اس وقت لازم ہے اس کو عکس اور وہ یہ ہے کہ بعض

Marfat.com

وہ کہ سچا آئیگا اس پر ب امکان کے ساتھ تو سچا آئیگا اس پر ج امکان کے ساتھ اور شیخ کی رائے پر کل ج ب بالامکان کہ معنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس پر سچا آئے ج بالفعل تا اس پر سچا آئیگا ب امکان کے ساتھ پس اس کا عکس شیخ کی رائے پر ہوگا بعض وہ کہ جس پر سچا آئیگا ب بالفعل تو سچا آئیگا اس پر ج بالامکان اور نہیں ہے شک اس میں کہ اصل کے سچا آنے سے اس وقت عکس کا سچا آنا لازم نہیں آتا مثلا جب یہ فرض کرلیا جائے کہ مرکوب زید بالفعل فرس میں منحصر ہے تو سچا آئیگا کل حمار بالفعل مرکوب زید بالامکان اور نہیں سچا آئیگا اس کا عکس اور وہ یہ ہے کہ بعض مرکوب زید بالفعل حمار بالامکان پس مصنف نے جب شیخ کے مذہب کو اختیار کیا کیونکہ وہی عرف اور لغت میں متبادر الی الذھن ہے تو حکم لگا دیا بایں طور کہ نہیں عکس آتا دو ممکنہ کا۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ممکنہ عامہ موجبہ اور ممکنہ کاصہ کے عکس کو بیان کرنا ہے تفتازانی نے ان دونوں کو اکٹھا بیان کیا ہے۔

تشریح:۔ ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ خواہ کلیہ ہوں یا جزئیہ ہوں ان کا عکس نہیں آتا ان دونوں کے عکس نہ آنے کی دلیل سمجھنے سے پہلے چند اہم فوائد کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

فائدہ ﴿۱﴾:۔ جو بھی قضیہ ہوتا ہے اس میں ایک موضوع ہوتا ہے اور ایک محمول محمول کی جانب میں ہمیشہ وصف مراد ہوتی ہے اور موضوع کی جانب میں ہمیشہ ذات مراد ہوتی ہے اس ذات کو جس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اس کو وصف عنوانی کہتے ہیں جیسے زید قائم میں زید لفظ ذات زید کو تعبیر کر رہا ہے اس زید کو وصف عنوانی کہیں گے یہاں قیام والی صفت کا ثبوت ذات زید کیلئے ہو رہا ہے جس کو لفظ قائم سے تعبیر کیا ہے۔

فائدہ ﴿۲﴾:۔ قضایا میں محمول کا جو تعلق ذات موضوع کے ساتھ ہوتا ہے اس کو عقد حمل کہتے ہیں اور اس میں حکم بھی ہوتا ہے اور اس صورت میں محمول کا تعلق ذات موضوع کے ساتھ چار جہتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو سکتا ہے ضروری ہو، دائمی ہو، بالفعل ہو، بالامکان ہو۔ اور وصف عنوانی کا جو تعلق ذات موضوع کے ساتھ ہوتا ہے اس کو عقد وضع کہتے ہیں اس تعلق میں بھی وہی چار احتمال ہیں جو کہ عقد حمل میں تھے لیکن تمام مناطقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقد وضع میں جہت ضرورت اور دوام کی نہیں ہو سکتی جہت یا تو امکان کی ہوگی یا فعل کی۔ پھر مناطقہ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان میں سے کونسی جہت ہوگی۔

Marfat.com

فارابی کا مذہب:۔ عقدِ وضع میں جہت امکان کی معتبر ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وصف عنوانی کا ثبوت ذات موضوع کے جن افراد کے لئے ممکن ہے ان کے لئے محمول ثابت ہے لہٰذا ان کے ہاں کل انسان حیوان بالامکان العام کا معنی ہوگا کہ جس کا انسان ہونا ممکن ہے اس کے لئے حیوانیت ثابت ہے۔

شیخ بوعلی سینا کا مذہب:۔ وصف عنوانی کا تعلق ذات موضوع کے ساتھ جہت فعل کیساتھ ہوتا ہے اس لئے شیخ کے نزدیک مطلب یہ ہوا کہ وصف عنوانی موضوع کا ثبوت ذات موضوع کے جن افرد کیلئے بالفعل ہو رہا ہے ان کیلئے محمول ثابت ہے جیسے کل اسود کاتب بالامکان العام فارابی کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وصف سواد کا ثبوت جن افراد انسانی کیلئے ممکن ہے ان کیلئے کتابت یعنی محمول کا بوت ممکن ہے حبشی تو یقینی طور پر داخل ہیں لیکن اس میں رومی بھی داخل ہونگے ان کیلئے بھی کتابت کا ثبوت ممکن ہوگا کیونکہ رومی کیلئے وصف عنوانی سواد کا ثبوت ممکن تو ہے فارابی کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سواد (سیاہی) کی وصف جن افراد انسانی کیلئے بالفعل ثابت ہے انہی کیلئے کتابت کا ثبوت ممکن ہے اب شیخ کے نزدیک حبشی اور انکی پیدا ہونیوالی اولاد کیلئے کتابت کا ثبوت ممکن ہوگا۔ کیونکہ وہ بالفعل وصف عنوانی سیاہی کیساتھ متصف ہیں ہاں رومیوں کیلئے ثبوت کتابت کا نہیں ہوگا کیونکہ رومی بالفعل تو سیاہ نہیں۔

ممکنتین کے عدم انعکاس کی تفصیل:۔ اس کی تفصیل کو ایک مثال کے ذریعے سے سمجھنا ہوگا مثلاً ہم نے یہ فرض کرلیا کہ بالفعل زید گھوڑے پر سوار ہے اور گدھے پر بالفعل سوار نہیں ہے اب اگر یوں کہا جائے کل حمار بافعل مرکوب زید بالامکان العام صحیح ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جن افراد حمار کیلئے حماریت کا ثبوت بالفعل ہے ان کا زید کیلئے سواری بننا ممکن ہے اس کا عکس شیخ کے مطلب پر نکلے گا کہ بعض مرکوب زید بالفعل حمار بالامکان العام بعض وہ افراد جن کیلئے مرکوبیت زید بالفعل ثابت ہے ان کے لئے گدھا ہونا ممکن نہیں اس لئے شیخ کے نزدیک اس کا عکس نکالنا صحیح نہیں۔

فارابی کے نزدیک یہ قضیہ یوں ہوگا کل حمار بالامکان مرکوب زید بالامکان اس کا مطلب یہ ہوگا جن افراد حمار کیلئے حماریت کا ثبوت ممکن ہے ان کا مرکوب زید بننا بھی ممکن ہے اس کا عکس بعض مرکوب زید بالامکان حمار بالامکان کہ بعض وہ افراد کہ جن کیلئے مرکوبیت زید کا ثبوت ممکن ہے ان کا گدھا ہونا ممکن ہے یہ عکس صحیح ہے۔

فارابی کے نزدیک چونکہ قضیہ ممکنہ کا عکس (جہت امکان کا لحاظ کر کے) صحیح آتا تھا اور شیخ کے نزدیک (جہت فعل کا لحاظ کر کے) ممکنہ کا عکس جھوٹا آتا تھا اس لئے ماتن نے یہ کہہ دیا کہ ولا عکس للممکنتین گویا کہ ماتن نے شیخ کے مذہب کو راجح قرار دیا کیونکہ شیخ کا مذہب لغت اور عرف کے مطابق ہے۔

****

Marfat.com

فائدہ:۔ ذات موضوع کو تعبیر کرنے کی پانچ صورتیں ہیں۔

(۱) ذات موضوع کبھی نوع کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کل انسان ناطق۔

(۲) کبھی جنس کیساتھ جیسے بعض الحیوان ناطق۔

(۳) کبھی فصل کیساتھ جیسے کل ناطق حیوان۔

(۴) کبھی خاصہ کیساتھ جیسے کل ضاحك انسان۔

(۵) کبھی عرض عام کیساتھ جیسے بعض متنفس انسان۔

ان تمام صورتوں میں وصف عنوانی موضوع سے مراد عمرو بکر وغیرہ ہی ہیں۔ لیکن اس کی تعبیر مختلف طریقوں سے ہے۔

فائدہ:۔ یہاں تک موجبات کے عکوس مکمل ہوئے ان تمام موجبات کے عکوس کی تفصیل اگلے صفحیات پر نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

نقشہ عکس مستوی قضایا موجهه مرکبات موجبات

نمبر	نام اصل قضیہ	نام عکس	مثال اصل قضیہ	تشکیل جزو ثانی	مثال عکس
۱	مشروطہ خاصہ کلیہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ جزئیہ	کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا لادائما	لا شئ من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل	بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین هو متحرك الاصابع لا دائما ای بعض متحرك الاصابع لیس بکاتب بالفعل
۲	مشروطہ خاصہ جزئیہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ جزئیہ	بعض الکاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتبا لادائما	بعض الکاتب لیس بمتحرك الاصابع بالفعل	بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین هو متحرك الاصابع لا دائما ای بعض متحرك الاصابع لیس بکاتب بالفعل
۳	عرفیہ خاصہ کلیہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ جزئیہ	کل کاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام کاتبا لادائما	لا شئ من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل	بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین هو متحرك الاصابع لا دائما ای بعض متحرك الاصابع لیس بکاتب بالفعل
۴	عرفیہ خاصہ جزئیہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ جزئیہ	بعض الکاتب متحرك الاصابع بالدوام مادام کاتبا لادائما	بعض الکاتب لیس بمتحرك الاصابع بالفعل	بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین هو متحرك الاصابع لا دائما ای بعض متحرك الاصابع لیس بکاتب بالفعل
۵	وقتیہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	کل قمر منخسف بالضرورة وقت الحیلولة لا دائما	لا شئ من القمر بمنخسف بالفعل	بعض منخسف قمر بالفعل
۶	وقتیہ جزئیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض القمر منخسف بالضرورة وقت الحیلولة لا دائما	بعض القمر لیس بمنخسف بالفعل	بعض منخسف قمر بالفعل

Marfat.com

۷	منتشرہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	کل انسان متنفس بالضروزة وقتا ما لا دائما	لا شئ من الانسان بمتنفس بالفعل	بعض المتنفس انسان بالفعل
۸	منتشرہ جزئیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض الانسان متنفس بالضرورة وقتا ما لا دائما	بعض الانسان ليس بمتنفس بالفعل	بعض المتنفس انسان بالفعل
۹	وجودیہ لادائمہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	كل انسان ضاحك بالفعل لا دائما	لا شئ من الانسان بضاحك بالفعل	بعض ضاحك انسان بالفعل
۱۰	وجودیہ لادائمہ جزئیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض الانسان ضاحك بالفعل لا دائما	بعض الانسان ليس بضاحك بالفعل	بعض ضاحك انسان بالفعل
۱۱	وجودیہ لاضروریہ کلیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	كل انسان ضاحك بالفعل لا بالضرورة	لا شئ من الانسان بضاحك بالامكان العام	بعض ضاحك انسان بالفعل
۱۲	وجودیہ لاضروریہ جزئیہ	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض الانسان ضاحك بالفعل لا بالضرورة	بعض الانسان ليس بضاحك بالامكان العام	بعض ضاحك انسان بالفعل
۱۳	ممکنہ خاصہ کلیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۴	ممکنہ خاصہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا

Marfat.com

قَوْلُهُ تَنْعَكِسُ الدَّائِمَتَانِ دَائِمَةً : اَيِ الضَّرُوْرِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ وَالدَّائِمَةُ الْمُطْلَقَةُ تَنْعَكِسَانِ دَائِمَةً مُطْلَقَةً مَثَلًا اِذَا صَدَقَ قَوْلُنَا لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالضَّرُوْرَةِ اَوْ بِالدَّوَامِ صَدَقَ لَاشَيْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ دَائِمًا وَاِلَّا لَصَدَقَ نَقِيْضُهُ وَهُوَ بَعْضُ الْحَجَرِ اِنْسَانٌ بِالْفِعْلِ وَهُوَ مَعَ الْاَصْلِ يُنْتِجُ بَعْضُ الْحَجَرِ لَيْسَ بِحَجَرٍ دَائِمًا هف۔

ترجمہ:۔یعنی ضروریہ مطلقہ اوردائمہ مطلقہ دونوں کاعکس دائمہ مطلقہ آتا ہے مثلاً جب سچا آئے گا ہمارا یہ قول لاشئی من الانسان بحجر بالضرورۃ او بالدوام تو سچا آئیگا لا شئی من الحجر بانسان ورنہ تو اس کی نقیض سچی آئے گی اور وہ ہے بعض الحجر انسان بالفعل اور وہ اصل کے ساتھ مل کر نتیجہ دے گی بعض الحجر لیس بحجر دائما یہ خلاف مفروض ہے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض سوالب بسائط کے عکوس کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔سالبہ بسیطہ کل سولہ تھے آٹھ سالبہ کلیہ اور آٹھ سالبہ جزئیہ۔آٹھ سالبہ جزئیہ ان کا عکس تو نہیں آتا باقی آٹھ سالبہ کلیہ میں سے بھی صرف دائمتان (ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ) اور عامتان (عرفیہ عامہ،مشروطہ عامہ) کا عکس آتا ہے باقی چار یعنی ممکنہ عامہ،مطلقہ عامہ،وقتیہ مطلقہ منتشرہ مطلقہ ان کا عکس نہیں آتا اس قول میں دائمتان کے عکس کو بیان کیا ہے کہ ان کا عکس سالبہ کلیہ دائمہ مطلقہ آئیگا جس وقت بالضرورۃ او بالدوام لا شئی من الانسان بحجر سچا آئیگا اس کے عکس کو بھی یزدی نے دلیل خلفی کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر ہمارے اس عکس کو نہیں مانتے تا اس کی نقیض مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ بعض الحجر انسان بالفعل کو مان لو اور اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملاؤ تو نتیجہ محال نکلے گا یعنی بعض الحجر لیس بحجر اور یہ محال ہے لہذا ہمارا عکس صحیح ہے

قَوْلُهُ وَالْعَامَّتَانِ عُرْفِيَّةً عَامَّةً : اَيِ الْمَشْرُوْطَةُ الْعَامَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْعَامَّةُ تَنْعَكِسَانِ عُرْفِيَّةً عَامَّةً مَثَلًا اِذَا صَدَقَ بِالضَّرُوْرَةِ اَوْ بِالدَّوَامِ لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَصَدَقَ بِالدَّوَامِ لَاشَيْءَ مِنْ سَاكِنِ الْاَصَابِعِ بِكَاتِبٍ مَادَامَ سَاكِنُ الْاَصَابِعِ وَاِلَّا فَيَصْدُقُ نَقِيْضُهُ وَهُوَ قَوْلُنَا بَعْضُ سَاكِنِ الْاَصَابِعِ كَاتِبٌ حِيْنَ هُوَ سَاكِنُ الْاَصَابِعِ

Marfat.com

بِالْفِعْلِ وَهُوَ مَعَ الْاَصْلِ يُنْتِجُ بَعْضُ سَاكِنِ الْاَصَابِعِ لَيْسَ بِسَاكِنِ الْاَصَابِعِ حِيْنَ هُوَ سَاكِنُ الْاَصَابِعِ وَهُوَ مَحَالٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ دونوں کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے مثلاً جب سچا آئے گا بالضرورۃ او بالدوام الخ تو سچا آئیگا بالدوام لاشئی من ساکن الاصابع الخ ورنہ تو اسکی نقیض سچی آئیگی اور وہ ہے ہمارا قول بعض ساکن الاصابع الخ اور وہ اصل کے ساتھ مل کر نتیجہ دے گی بعض ساکن الاصابع الخ اور یہ محال ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ اور عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ کا عکس بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ اور عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ کا عکس عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ آئیگا جس وقت بھی بالضرورۃ او بالدوام لاشئی من الکاتب بساکن الاصابع سچا آئیگا تو اس کا عکس لاشئی من ساکن الاصابع بکاتب مادام ساکن الاصابع بھی سچا آئیگا اس کے عکس کو بھی دلیل خلفی کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہ عکس مان لو ورنہ تو اسکی نقیض حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ بعض ساکن الاصابع کاتب حین ھو ساکن الاصابع بالفعل ماننا پڑے گی اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملانے سے نتیجہ یہ نکلے گا بعض ساکن الاصابع لیس بساکن الاصابع حین ھو ساکن الاصابع اس نتیجہ میں سلب الشئی عن نفسہ (ایک شئی کا اپنی ذات سے سلب ہونا) لازم آرہا ہے اور وہ محال ہے لہذا یہ نتیجہ بھی محال ہے اور ہمارا عکس درست ہے۔

قَوْلُهٗ وَالْخَاصَّتَانِ :اَیِ الْمَشْرُوْطَةُ الْخَاصَّةُ وَالْعُرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ تَنْعَكِسَانِ عُرْفِيَّةً اَیْ عُرْفِيَّةً عَامَّةً سَالِبَةً كُلِّيَّةً مُقَيَّدَةً بِاللَّادَوَامِ فِی الْبَعْضِ وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلٰی مُطْلَقَةٍ عَامَّةٍ مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ فَنَقُوْلُ اِذَا صَدَقَ لَاشَیْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا صَدَقَ لَاشَیْءَ مِنَ السَّاكِنِ بِكَاتِبٍ مَادَامَ سَاكِنًا لَادَائِمًا فِی الْبَعْضِ اَیْ بَعْضُ السَّاكِنِ كَاتِبٌ بِالْفِعْلِ اَمَّا الْجُزْءُ الْاَوَّلُ فَقَدْ مَرَّ بَيَانُهٗ مِنْ اَنَّهٗ لِلْعَامَّتَيْنِ وَهُمَا لَازِمَتَانِ لِلْخَاصَّتَيْنِ وَلَازِمُ اللَّازِمِ لَازِمٌ وَاَمَّا الْجُزْءُ الثَّانِیْ فَلِاَنَّهٗ لَوْلَمْ يَصْدُقْ لَصَدَقَ نَقِيْضُهٗ وَهُوَ لَاشَیْءَ مِنَ السَّاكِنِ بِكَاتِبٍ دَائِمًا فَهٰذَا مَعَ اللَّادَوَامِ الْاَصْلُ وَهُوَ كُلُّ كَاتِبٍ سَاكِنٌ

Marfat.com

الْاَصَابِعِ بِالْفِعْلِ يُنْتِجُ لَا شَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِكَاتِبٍ دَائِمًا هف وَاِنَّمَا لَمْ يَلْزَمِ اللَّادَوَامُ فِي الْكُلِّ لِاَنَّهُ يَكْذِبُ فِيْ مِثَالِنَا هٰذَا كُلُّ سَاكِنٍ كَاتِبٌ بِالْفِعْلِ لَصَدَقَ قَوْلُنَا بَعْضُ السَّاكِنِ لَيْسَ بِكَاتِبٍ دَائِمًا كَالْاَرْضِ قَالَ الْمُصَنِّفُ السِّرُّ فِي ذَالِكَ اَنَّ لَادَوَامَ السَّالِبَةِ مُوْجِبَةٌ وَهِيَ اِنَّمَا تَنْعَكِسُ جُزْئِيَّةً وَفِيْهِ تَاَمُّلٌ اِذْ لَيْسَ اِنْعِكَاسُ الْمَجْمُوْعِ اِلَى الْمَجْمُوْعِ مَنُوْطًا بِاِنْعِكَاسِ الْاَجْزَاءِ اِلَى الْاَجْزَاءِ كَمَا يَشْهَدُ بِذَالِكَ مُلَاحِظَةُ اِنْعِكَاسِ الْمُوَجِّهَاتِ الْمُوْجِبَةِ عَلٰى مَامَرَّ فَاِنَّ الْخَاصَّتَيْنِ الْمُوْجِبَتَيْنِ تَنْعَكِسَانِ اِلَى الْحِيْنِيَّةِ اللَّادَائِمَةِ مَعَ اَنَّ الْجُزْءَ الثَّانِيَ مِنْهُمَا وَهُوَ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ السَّالِبَةُ لَاعَكْسَ لَهَا فَتَدَبَّرْ۔

ترجمہ:۔ یعنی مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ دونوں کا عکس عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ آتا ہے جو لادوام فی البعض کی قید کے ساتھ مقید ہوتا ہے اور وہ لادوام فی البعض مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ کی طرف اشارہ ہے پس ہم کہیں گے کہ جب سچا آئیگا لاشئی من الکاتب ساکن الخ تو سچا آئیگا لاشئی من الساکن بکاتب الخ بہر حال جزاول کا صدق پس اس کا بیان گزر چکا ہے کہ وہ دو عامہ (مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ) کو لازم ہے اور وہ دونوں دو خاصہ (مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ) کو لازم ہیں اور لازم کا لازم لازم ہوا کرتا ہے اور بہر حال جزء ثانی کا صدق اس لیے ہے کہ اگر عکس سچا نہ آئے تو اسکی نقیض سچی آئے گی اور وہ ہے لاشئی من الساکن بکاتب دائما، اور یہ لادوام اصلی کیساتھ مل کر اور وہ لادوام اصلی ہے کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل، نتیجہ دے گی لاشئی من الکاتب بکاتب دائما یہ خلاف مفروض ہے اور سوا اسکے نہیں لادوام فی الکل لازم نہیں آتا اس لیے کہ وہ ہماری اس مثال میں جھوٹا ہوجاتا ہے کل ساکن کاتب بالفعل تو البتہ سچا آئے گا ہمارا یہ قول بعض الساکن لیس بکاتب دائما مثل زمین کے مصنف نے فرمایا کہ راز اس میں یہ ہے کہ سالبہ کالادوام موجبہ ہوتا ہے اور سوا اس کے نہیں اس کا عکس جزئی آتا ہے اور اس میں تامل ہے کیونکہ مجموعہ کا عکس آنا مجموعہ کی طرف نہیں موقوف اجزاء کی طرف عکس آنے کیساتھ جیسا کہ شہادت دیتا ہے اس بات کی موجہات موجبہ کے عکس کا لحاظ کرنا اوپر اس طریقے کے جو گزر چکا ہے پس بلاشبہ دو موجبہ خاصہ کا عکس حینیہ لادائمہ آتا ہے باوجود اس کے کہ ان کے جزء ثانی اور وہ مطلقہ عامہ سالبہ ہے اس کا عکس نہیں آتا پس تو غور وفکر کر۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض مرکبات سوالب میں سے عرفیہ خاصہ سالبہ کلیہ اور مشروطہ خاصہ سالبہ کلیہ کے عکس کو

Marfat.com

بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔عرفیہ خاصہ سالبہ کلیہ اور مشروطہ خاصہ سالبہ کلیہ کا عکس عرفیہ لادائمہ فی البعض آتا ہے یعنی ان کا عکس قضیہ عرفیہ عامہ آتا ہے جو مقید ہو لادوام فی البعض کی قید کے ساتھ جیسے بالضرورۃ او بالدوام لاشئی من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما اس کا عکس لاشئی من الساکن بکاتب مادام ساکنا لادائما فی البعض آئیگا یہ ہمارا عکس مان لو ان دونوں قضیوں کا عکس منوانے کے لئے منطقیوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ ان دونوں کی پہلی جزو مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ سالبہ کو لازم ہے اور یہ دونوں مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کو لازم ہیں تو لازم کا لازم بھی لازم ہوتا ہے اس لئے مشروطہ خاصہ کی پہلی جزو کا عکس تو عرفیہ عامہ سالبہ آنا یقینی ہے ہاں البتہ دوسری جزو مشروطہ خاصہ سالبہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ، ان کا عکس منوانے کے لئے یہاں بھی دلیل خلفی سے کام لیتے ہیں۔

اصل قضیہ مشروطہ خاصہ میں لادائما کے نیچے قضیہ موجبہ کلیہ مطلقہ عامہ ہے یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل اور لادائما فی البعض جو عکس میں کھڑا ہے وہ مطلقہ عامہ قضیہ موجبہ جزئیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے بعض الساکن کاتب بالفعل یہ ہمارا اصل قضیہ کے دوسرے جزو کا عکس ہے ہم کہیں گے کہ اس کو مان لو ورنہ اس کی نقیض کو مانو گے اس کی نقیض سالبہ کلیہ دائمہ آئے گی یعنی لاشئی من الاکاتب بساکن دائما اس نقیض کو ہم اصل قضیہ کے لادائما والے قضیے کیساتھ ملا کر شکل اول تیار کریں گے یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل و لاشئی من الکاتب بساکن دائما نتیجہ لاشئی من الکاتب بکاتب دائما یہ نتیجہ محال ہے لہذا ہمارا عکس لادائما فی البعض درست ہے۔

فائدہ ﴿۱﴾:۔ لادائما فی البعض کی قید اس لئے لگائی کیونکہ اگر لا دائما فی الکل کی قید لگاتے ہیں تو عکس موجبہ کلیہ ہو جاتا ہے یعنی کل ساکن کاتب بالفعل اور یہ جھوٹا تھا کیونکہ اس کی نقیض ابعض ساکن لیس بکاتب دائما یہ سچی ہے اصل میں چونکہ مرکبات کے عکوس نکالنے میں دونو جزووں کا لحاظ کرنا شرط نہیں بلکہ مرکبون کے عکوس میں مجموعہ کا لحاظ کیا جاتا ہے اس کی دلیل بھی ہمارے پاس موجود ہے کیونکہ ماتن نے مشروطہ موجبہ کلیہ اور عرفیہ خاصہ موجبہ کلیہ کا عکس حینیہ لا دائمہ بیان کیا ہے پہلے جزحینیہ کا عکس تو صحیح ہے کیونکہ وہ آتا ہے اگر جزو کا عکس مین اعتبار ہوتو پھر لادائما کے نیچے جو قضیہ مطلقہ سالبہ کھڑا تھا اس کا عکس بھی آنا چاہیے تھا حالانکہ اس کا عکس آتا ہی نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مرکبوں کے عکوس میں موجبہ کا لحاظ ہوتا ہے جزئیہ کا لحاظ نہیں ہوتا اب مصنف وہ راز بتا رہے ہیں کہ ہم نے جو خاصتین کے عکس مین قید کا دائما فی البعض کی لگائی ہے وہ کیوں لگائی اس کا راز یہ ہے کہ چونکہ مجموعہ قضیہ سالبہ کلیہ ہے اور لادائما جو اصل قضیہ میں ہے اس سے

Marfat.com

اشارہ بھی تو موجبہ کی طرف ہے اور موجبہ کلیہ کا عکس بھی موجبہ جزئیہ آتا ہے اس لئے ہم نے یہ کہا کہ لا دائما فی البعض کے ساتھ مقید ہو۔

فائدہ ﴿۲﴾۔ یہاں تک سوالب کے عکوس مکمل ہوئے ان تمام عکوس کی تفصیل بمع مثلہ اگلے صفحہ پر نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ عکس قضایا موجھہ بسائط سوالب

نمبر	نام اصل قضیہ	مثال اصل قضیہ	نام عکس قضیہ	مثال عکس قضیہ
۱	ضروریہ مطلقہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ	دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ	لاشئ من الحجر بانسان بالدوام
۲	ضروریہ مطلقہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۳	دائمہ مطلقہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر دائما	دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ	لاشئ من الحجر بانسان بالدوام
۴	دائمہ مطلقہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۵	مشروطہ عامہ کلیہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ	لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب مادام ساکن الاصابع
۶	مشروطہ عامہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۷	عرفیہ عامہ کلیہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتبا	عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ	لاشئ من ساکن الأصابع بکاتب مادام ساکن الاصابع
۸	عرفیہ عامہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۹	مطلقہ عامہ کلیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۰	مطلقہ عامہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۱	وقتیہ مطلقہ کلیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۲	وقتیہ مطلقہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۳	منتشرہ مطلقہ کلیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۴	منتشرہ مطلقہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۵	ممکنہ عامہ کلیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا
۱۶	ممکنہ عامہ جزئیہ	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا	عکس نہیں آتا

Marfat.com

قَوْلُهٗ يُنْتِجُ آه :فَهٰذَا الْمَحَالُ اِمَّا اَنْ يَكُوْنَ نَاشِيًا عَنِ الْاَصْلِ اَوْعَنْ نَقِيْضِ الْعَكْسِ اَوْ عَنْ هَيْئَةِ تَالِيْفِهِمَا لٰكِنَّ الْاَوَّلَ مَفْرُوْضُ الصِّدْقِ وَالثَّالِثُ هُوَالشَّكْلُ الْاَوَّلُ الْمَعْلُوْمُ صِحَّتُهٗ وَاِنْتَاجُهٗ فَتَعَيَّنَ الثَّانِيْ فَيَكُوْنُ النَّقِيْضُ بَاطِلًا فَيَكُوْنُ الْعَكْسُ حَقًّا۔

ترجمہ:۔پس یہ محال یا تو اصل سے پیدا ہوگا یا عکس کی نقیض سے یا ان دونوں کی ہیئت تالیف سے لیکن اول کا صدق فرض کیا ہوا ہے اور تیسری وہ شکل اول ہے جس کی صحت اور نتیجہ دینا معلوم ہو پس ثانی متعین ہوگیا پس نقیض باطل ہوگئی اور عکس حق ہوگیا۔

غرض شارح:۔اس قول میں بعض قضایا کے عکس آنے کی دلیل بیان کر رہے ہیں۔

تشریح:۔قضیہ کے عکس آنے کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم قضیہ کے عکس کی نقیض نکالتے ہیں تو نتیجہ محال لازم آتا ہے محال کے لازم ہونے کی تین صورتیں ظاہری طور پر سمجھی جاتی ہیں کہ شاید اصل جھوٹا ہو یا عکس کی نقیض یا شکل کی ترتیب میں غلطی ہوگئی ہو لیکن ان میں سے دو باتیں کہ اصل قضیہ جھوٹا ہو یہ بھی نہیں کیونکہ اصل قضیہ کو ہم نے سچا فرض کرلیا ہے اور شکل کی ترتیب میں بھی کوئی غلطی نہیں کیونکہ شکل اول کا نتیجہ دینا بھی معلوم ہے اور شکل اول کی صحت بھی معلوم ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ تیسری چیز عکس کی نقیض کو سچا ماننا اس سے نتیجہ کا محال ہونا لازم آیا جب عکس کی نقیض محال ہے اور جھوٹی ہے تو ہمارا عکس سچا ہے۔اس قول میں تو عکس آنے کی دلیل بیان کی ہے ایک قول چھوڑ کر اگلے قول یعنی بالنقض میں عکس نہ آنے کی دلیل بیان کریں گے۔

قَوْلُهٗ وَلَاعَكْسَ لِلْبَوَاقِيْ :اَيِ السَّوَالِبِ الْبَاقِيَةِ وَهِيَ تِسْعَةٌ اَلْوَقْتِيَّةُ الْمُطْلَقَةُ وَالْمُنْتَشِرَةُ الْمُطْلَقَةُ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ وَالْمُمْكِنَةُ الْعَامَّةُ مِنَ الْبَسَائِطِ وَالْوَقْتِيَتَانِ وَالْوُجُوْدِيَتَانِ وَالْمُمْكِنَةُ الْخَاصَّةُ مِنَ الْمُرَكَّبَاتِ

ترجمہ:۔یعنی باقی سالبے اور وہ نو (۹) ہیں، یعنی بسائط میں سے (۱) وقتیہ مطلقہ (۲) منتشرہ مطلقہ اور دو وجودیہ (۳) مطلقہ عامہ (۴) ممکنہ عامہ۔اور مرکبات میں سے دو وقتیہ یعنی (۵) وقتیہ مطلقہ (۶) منتشرہ مطلقہ اور دو وجودیہ (۷) یعنی وجودیہ لا ضروریہ (۸) وجودلا دائمہ اور (۹) ممکنہ خاصہ۔

غرضِ شارح:۔اس قول کی غرض ان قضایا کو بیان کرنا ہے جن کا عکس نہیں آتا۔

تشریح:۔وہ نو (۹) قضایا ہیں جن کا عکس بیان نہیں کیا جاتا ویسے جن قضیوں کا عکس نہیں آتا وہ چوبیس (۲۴) ہیں ان میں سے

Marfat.com

پندرہ (۱۵) قضایا ایسے ہیں کہ جن کا عکس آتا ہی نہیں یزدی نے چونکہ ان کا ذکر کتاب میں نہیں کیا اس لئے اس نے کہہ دیا کہ نو (۹) قضیے ہیں کہ جن کا عکس نہی آتا وہ نو (۹) قضایا یہ ہیں۔بسائط میں وسے (۱) وقتیہ مطلقہ سالبہ (۲) منتشرہ مطلقہ سالبہ (۳) مطلقہ عامہ سالبہ (۴) ممکنہ عامہ۔اور مرکبا بمیں سے (۵) وقتیہ سالبہ (۶) منتشرہ سالبہ (۷) وجودیہ لا دائمہ سالبہ (۸) وجودیہ لاضروریہ سالبہ (۹) ممکنہ خاصہ سالبہ۔

مکمل تفصیل نقشہ میں ملاحظہ کریں۔

خلاصہ عکوس موجبات و سوالب

نمبر	نام قضایا	جنکا عکس آتا ہے	عکس	جنکا عکس نہیں آتا
۱	بسائط موجبات	(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) عرفیہ عامہ (۵) مطلقہ عامہ	حینیہ مطلقہ	(۱) وقتیہ مطلقہ (۲) منتشرہ مطلقہ (۳) ممکنہ عامہ
۲	مرکبات موجبات	(۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ	حینیہ مطلقہ لا دائمہ	ممکنہ خاصہ
	ایضاً	(۱) وقتیہ (۲) منتشرہ (۳) وجودیہ لا دائمہ (۴) وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ	
۳	بسائط سوالب	(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ	دائمہ مطلقہ	(۱) مطلقہ عامہ (۲) وقتیہ مطلقہ (۳) منتشرہ مطلقہ (۴) ممکنہ عامہ
	ایضاً	(۱) مشروطہ عامہ (۲) عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	
۴	مرکبات سوالب	(۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ	عرفیہ لادائمہ فی البعض	(۱) وقتیہ (۲) منتشرہ (۳) وجودیہ لا دائمہ (۴) وجودیہ لا ضروریہ (۵) ممکنہ خاصہ

Marfat.com

قَولُهُ بالنَّقضِ :اَیْ بِدَلِیلِ التَّخَلُّفِ فِیْ مَادَّةٍ بِمَعْنٰی اَنَّهُ یَصْدُقُ الْاَصْلُ فِیْ مَادَّةٍ بِدُوْنِ الْعَکْسِ فَیُعْلَمُ بِذَالِكَ اَنَّ الْعَکْسَ غَیْرُ لَازِمٍ لِهٰذَا الْاَصْلِ وَبَیَانُ التَّخَلُّفِ فِیْ تِلْكَ الْقَضَایَا اَنَّ اَخَصَّهَا وَهِیَ الْوَقْتِیَةُ قَدْتَصْدُقُ بِدُوْنِ الْعَکْسِ فَاِنَّهُ یَصْدُقُ لَاشَیْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ وَقْتَ التَّرْبِیْعِ لَا دَائِمًا مَعَ كِذْبِ بَعْضِ الْمُنْخَسِفِ لَیْسَ بِقَمَرٍ بِالْاِمْکَانِ الْعَامِ لِصِدْقِ نَقِیْضِهٖ وَهُوَ کُلُّ مُنْخَسِفٍ قَمَرٌ بِالضَّرُوْرَةِ وَاِذَا تَحَقَّقَ التَّخَلُّفُ وَعَدَمُ الْاِنْعِکَاسِ فِی الْاَخَصِّ تَحَقَّقَ فِی الْاَعَمِّ اِذِا الْعَکْسُ لَازِمٌ لِلْقَضِیَّةِ فَلَوْ اِنْعَکَسَ الْاَعَمُّ اِنْعَکَسَ الْاَخَصُّ لِاَنَّ الْعَکْسَ یَکُوْنُ لَازِمٌ لِلْاَعَمِّ وَالْاَعَمُّ لَازِمٌ لِلْاَخَصِّ وَلَازِمُ اللَّازِمِ لَازِمٌ فَیَکُوْنُ الْعَکْسُ لَازِمًا لِلْاَخَصِّ اَیْضًا وَقَدْ بَیَّنَّا عَدَمَ اِنْعِکَاسِهٖ هف وَاِنَّمَا اِخْتَرْنَا فِی الْعَکْسِ الْجُزْئِیَةِ لِاَنَّهَا اَعَمُّ مِنَ الْکُلِّیَّةِ وَالْمُمْکِنَةِ الْعَامَّةِ لِاَنَّهَا اَعَمُّ مِنْ سَائِرِ الْمُوَجَّهَاتِ وَاِذَا لَمْ یَصْدُقِ الْاَعَمُّ لَمْ یَصْدُقِ الْاَخَصُّ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی بِخِلَافِ الْعَکْسِ الْکُلِّیَّةِ۔

ترجمہ:۔ یعنی کسی مادہ میں مخلف ہونے کی دلیل کے ساتھ اس معنی کے کہ اصل سچی آئے گی کسی مادہ مین بغیر عکس کے پس اس سے معلوم ہوجائے گا کہ عکس اس اصل کو لازم نہیں اوران قضایا میں مخلف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے اخص اور وہ وقتیہ ہے کبھی بغیر عکس کے سچا آتا ہے پس بلاشبہ سچا آتا ہے لاشئی من القمر بمنخسف الخ باوجود جھوٹا ہونے کے بعض المنخسف لیس بقمر بالامکان العام کے بوجہ سچا آنے اس کی نقیض کے اور وہ ہے کل منخسف قمر بالضرورة اور جب اخص میں متحقق ہوگیا تخلف اور عکس کا نہ آنا تو متحقق ہوگا اعم مین کیونکہ عکس قضیہ کو لازم ہوتا ہے پس اگر اعم کا عکس آئے گا تو عکس اعم کو لازم ہوگا اور اعم اخص کو لازم ہے اور لازم لازم لازم ہوتا ہے پس عکس اخص کو بھی لازم ہوگا حالانکہ ہم نے اس کے عکس کا نہ آنا بیان کردیا ہے یہ خلاف مفروض ہے اور سوا اس کے نہیں ہم نے عکس مین جزئیہ اس لئے اختیار کیا ہے کہ وہ کلیہ سے اعم ہوتا ہے اور ممکنہ عامہ کو اس لئے اختیار کیا کہ وہ باقی موجہات سے اعم ہے اور جب نہ سچا آئے اعم تو نہیں سچا آئے گا اخص بطریق اولی بخلاف عکس کلی کے۔

Marfat.com

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض ان نو(۹) قضایا کا عکس نہ آنے کی وجہ اور دلیل بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ نو(۹) قضایا ایسے تھے کہ جن کا عکس نہیں آتا ان میں سے ہر ایک کا عکس نکال کر اس کو جھوٹا کر کے ثابت کرتا اور پھر کہتا کہ ان کا عکس نہیں آتا لیکن اس نے اختصار کے پیش نظر ایک قاعدہ بیان کر دیا کہ اس قاعدے کے تحت ان کا عکس نہ آنا معلوم ہو جائے گا۔

قاعدہ:۔ ان نو(۹) قضایا میں سے سب سے زیادہ اخص وقتیہ مطلقہ ہے اس کو عکس سچا نہیں آتا لہذا جتنے آٹھ قضایا اس سے اعم ہیں ان کا عکس بھی نہیں آئے گا کیونکہ اگر ان باقی اعم قضایا کا عکس آئے تو عکس ان اعم قضایا کو لازم ہوگا اور عام خاص کو لازم ہوتا ہے تو پھر یہ عکس قضیہ مطلقہ کو بھی لازم ہوگا حالانکہ ہم نے بتا دیا کہ اس کا عکس نہیں۔

دلیل:۔ وقتیہ کے عکس نہ آنے کی دلیل یہ ہے کہ جیسے لاشئی من القمر بمنخسف وقت التربیع لادائما یہ سچا ہے لیکن اس کا عکس بعض المنخسف لیس بقمر یہ جھوٹا ہے کیونکہ اس کی نقیض کل منخسف قمر بالضرورۃ سچی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ سالبہ وقتیہ کا عکس نہیں آتا جب اس کا عکس نہیں آتا تو جتنے بھی قضایا اس سے اعم ہیں ان کا بھی عکس نہیں آئے گا عکس اس کا جزئیہ اس لئے نکالا کہ جزئیہ کا عدم انعکاس وہ کلیہ کے عدم انعکاس کو لازم ہے یعنی جب جزئیہ عکس نہیں آتا تو کلیہ بھی نہیں آئے گا پھر عکس میں ممکنہ عامہ کا لحاظ بھی کیا ہے کیونکہ وہ تمام قضایا سے اعم ہے کیونکہ وہ ضروریہ دائمہ اور بالفعل سب پر سچا آتا ہے تو جب اعم کا عکس نہیں تو اخص کا بھی نہیں۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

تم العکس المستوی

****

Marfat.com

(المتن): فَصْلٌ عَكْسُ النَّقِيضِ تَبْدِيلُ نَقِيضَيِ الطَّرَفَيْنِ مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ وَالْكَيْفِ اَوْجَعْلُ نَقِيضِ الثَّانِيْ اَوَّلًا مَعَ مُخَالَفَةِ الْكَيْفِ وَحُكْمُ الْمُوْجِبَاتِ هٰهُنَا حُكْمُ السَّوَالِبِ فِي الْمُسْتَوِيْ وَبِالْعَكْسِ الْبَيَانُ الْبَيَانُ وَالنَّقْضُ النَّقْضُ وَقَدْ بَيَّنَ انْعِكَاسَ الْخَاصَّتَيْنِ مِنَ الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ هٰهُنَا وَمِنَ السَّالِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ ثَمَّهَا اِلَى الْعُرْفِيَّةِ الْخَاصَّةِ بِالْاِفْتِرَاضِ۔

ترجمہ متن:۔ فصل عکس نقیض کو تبدیل کرنا ہے دوطرفوں کی نقیضوں کو ساتھ باقی رکھتے ہوئے صدق اور کیف کے یا جزو ثانی کی نقیض کو اول بنانا ہے کیفیت میں مخالفت کیساتھ اور موجبات کا حکم یہاں سوالب کا حکم ہے عکس مستوی میں اور عکس کے ساتھ بھی اور بیان اس کا وہی بیان ہے اور نقض نقض ہے اور بلاشبہ بیان کیا گیا خاصتین کے انعکاس کو موجبہ جزئیہ میں یہاں اور سالبہ جزئیہ میں وہاں (عکس مستوی میں) عرفیہ خاصہ کی طرف دلیل افتراضی کیساتھ۔

مختصر تشریح متن:۔ عکس مستوی کی تعریف اور اس کے احکام بیان کرنے کے بعد اب عکس نقیض کی تعریف اور اس کے احکام کو اس فصل میں بیان کرر ہے ہیں عکس نقیض کی ایک تعریف متقدمین مناطقہ کی ہے اور ایک تعریف متاخرین مناطقہ نے کی ہے متقدمین مناطقہ نے عکس نقیض کی جو تعریف کی ہے وہ بہت ہی آسان ہے اور اسی تعریف کے مطابق عکس نقیض کے اس فصل میں احکام بیان کیے جائینگے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

قَوْلُهٗ تَبْدِيْلُ نَقِيْضَيِ الطَّرَفَيْنِ: اَیْ جَعْلُ نَقِيْضِ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ مِنَ الْاَصْلِ جُزْءً ا ثَانِيًا وَنَقِيْضُ الثَّانِيْ اَوَّلًا۔

ترجمہ:۔ بنادینا اصل کی جزاول کی نقیض کو عکس کی جزوثانی کی نقیض کو بنادینا جزواول۔

Marfat.com

غرض شارح:۔اس قول کی غرض متقدمین حضرات نے عکس نقیض کی جو تعریف کی ہے وہ بیان کرنی ہے۔

تشریح: متقدمین کے ہاں عکس نقیض کی تعریف:۔ قضیہ اول کے جزو اول کی نقیض کو جزو ثانی (محمول) بنا دینا اور جزو ثانی کی نقیض کو جزو اول (موضوع) بنا دینا اس طریقے سے کہ صدق بھی باقی رہے اور کیفیت بھی باقی رہے اور کیفت بھی یعنی ایجاب وسلب بھی باقی رہے۔ جیسے کل انسان حیوان اس کا عکس نقیض اس طرح نکالیں گے کہ کہ جزو اول انسان کی نقیض نکالیں گے یعنی انسان کی نقیض لا انسان اور جزو ثانی کی نقیض نکالیں گے یعنی حیوان کی نقیض لا حیوان پھر جزو اول کی نقیض لا انسان کو جزو ثانی اور جزو ثانی کی نقیض کو جزو اول بنا دیں گے اور ایجاب کو بھی باقی رکھیں گے اس طرح کہیں گے کل لا حیوان لا انسان اور یہ قضیہ سچا ہے اور اصل بھی سچا تھا۔

قَوْلُهٗ مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ : اَیْ اِنْ کَانَ الْاَصْلُ صَادِقًا کَانَ الْعَکْسُ صَادِقًا

ترجمہ:۔یعنی اگر اصل صادق ہے تو عکس بھی صادق ہوگا۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔یعنی عکس نقیض کی شرط یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ سچا ہو تو اس کا عکس نقیض بھی سچا ہوگا جیسے کل انسان حیوان یہ سچا ہے اس طرح اس کا عکس نقیض کل لا حیوان لا انسان یہ سچا ہے اسی طرح اس کا عکس نقیض کل لاحیوان لاانسان بھی سچا ہے۔

قَوْلُهٗ وَمَعَ بَقَاءِ الْکَیْفِ: اَیْ اِنْ کَانَ الْاَصْلُ مُوْجَبًا کَانَ الْعَکْسُ مُوْجَبًا وَاِنْ کَانَ سَالِبًا کَانَ سَالِبًا مَثَلًا قَوْلُنَا کُلُّ ج ب یَنْعَکِسُ بِعَکْسِ النَّقِیْضِ اِلٰی قَوْلِنَا کُلُّ مَالَیْسَ ب لَیْسَ ج وَهٰذَا طَرِیْقُ الْقُدَمَاءِ وَاَمَّا الْمُتَاَخِّرُوْنَ فَقَالُوْا اِنَّ عَکْسَ النَّقِیْضِ هُوَ جَعْلُ نَقِیْضِ الْجُزْءِ الثَّانِیْ اَوَّلًا وَعَیْنُ الْاَوَّلِ ثَانِیًا مَعَ مُخَالَفَةِ الْکَیْفِ اَیْ کَانَ الْاَصْلُ مُوْجَبًا کَانَ الْعَکْسُ سَالِبًا اَوْ بِالْعَکْسِ وَیُعْتَبَرُ بَقَاءُ الصِّدْقِ کَمَا مَرَّ فَقَوْلُنَا کُلُّ ج ب یَنْعَکِسُ اِلٰی قَوْلِنَا لَا شَیْءَ مِمَّا لَیْسَ ب ج وَالْمُصَنِّفُ لَمْ یُصَرِّحْ بِقَوْلِهِمْ وَعَیْنُ الْاَوَّلِ ثَانِیًا لِلْعِلْمِ بِهٖ ضِمْنًا وَلَا بِاِعْتِبَارِ بَقَاءِ الصِّدْقِ فِی التَّعْرِیْفِ الثَّانِیْ لِذِکْرِهٖ سَابِقًا فَحَیْثُ لَمْ یُخَالِفْهُ

Marfat.com

فِی هٰذَا التَّعْرِیْفِ عُلِمَ اِعْتِبَارُهٗ هٰهُنَا ثُمَّ اِنَّهٗ بَیَّنَ اَحْکَامَ عَکْسِ النَّقِیْضِ عَلٰی طَرِیْقَةِ الْقُدَمَاءِ اِذْ فِیْهِ غُنْیَةٌ لِطَالِبِ الْکَمَالِ وَتَرْکِ مَا اَوْرَدَهُ الْمُتَاَخِّرُوْنَ اِذْ تَفْصِیْلُ الْقَوْلِ فِیْهِ وَفِیْمَا فِیْهِ لَایَسَعُهُ الْمَجَالُ۔

ترجمہ:۔یعنی اگر اصل موجبہ ہوگا تو عکس بھی موجبہ ہوگا اور اگر اصل سالبہ ہوگا وعکس بھی سالبہ ہوگا مثلا ہمارا قول کل ج ب اس کا عکس نقیض ہمارا یہ قول آئے گا کل ج ب لیس ج اور یہ متقدمین کا طریقہ ہے اور بہر حال متاخرین پس انہوں نے کہا ہے کہ عکس نقیض وہ جزو ثانی کی نقیض کو اول اور عین کو اول کو ثانی بنا دینا ہے کیف میں مخالفت ہونے کے ساتھ یعنی اگر اصل موجبہ ہو تو عکس سالبہ ہوگا اور اس کے برعکس اور اعتبار کیا جائیگا صدق کے باقی رکھنے کا جیسا کہ گزر چکا ہے ہمارے قول کل ج ب کا عکس ہمارا یہ قول آئے گا لا شئی مما لیس ب ج اور مصنف نے صراحتا ذکر نہیں کیا ان کے قول وعین الاول ثانیا کو اس کے ضمنا معلوم ہونے کی وجہ سے پس جب مصنف نے مخالفت کی اس تعریف میں تو معلوم ہوگیا اس کا اعتبار کرنا یہاں بھی پھر مصنف قدس سرہ نے عکس نقیض کے احکام کو قدما کے طریقے پر بیان کیا کیونکہ اس میں کمال کو طلب کرنے والے کے لئے بے نیازی ہے اور مصنف نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے جن کو متاخرین نے ذکر کیا تھا کیونکہ اس میں قول کی تفصیل ہے اور اس مقام میں نہیں گنجائش رکھتی اس کی انسانی طاقت۔

اغراض شارح:۔ اس قول کی دو غرضیں ہیں (۱) عکس نقیض کی تعریف میں بقاء الکیف کی قید لگانے کا فائدہ بیان کرنا ہے (۲) عکس نقیض کی متاخرین کے ہاں تعریف کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔عکس نقیض کی تعریف میں بقاء کیف کی قید لگانے کا مطلب:۔ بقاء کیف کا مطلب یہ ہے کہ اصل قضیہ اگر موجبہ ہو تو اس کو عکس نقیض بھی موجبہ ہو اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو تو اس کا عکس نقیض بھی سالبہ ہو جیسے کل انسان حیوان موجبہ ہے اس کا عکس نقیض کل لاحیوان لاانسان یہ بھی موجبہ ہے۔

متاخرین کے ہاں عکس نقیض کی تعریف:۔ متاخرین حضرات نے عکس نقیض کی تعریف یہ کی ہے کہ قضیہ کے جزو ثانی کی نقیض کو جزو اول بنا دینا اور جزو اول کو بعینہ اٹھا کر جزو ثانی بنا دینا اس طرح کہ کیفیت میں مخالفت ہو یعنی اصل اگر موجبہ ہو تو عکس نقیض سالبہ ہو یا اس کا عکس جیسے کل انسان حیوان اس میں جزو ثانی حیوان کی نقیض لاحیوان کو جزو اول بنائیں گے اور جزو اول انسان کو بعینہ جزو ثانی بنائیں اور اصل موجبہ ہے تو عکس نقیض سالبہ بنائیں گے اب اس کا عکس نقیض یہ ہوگا کہ

Marfat.com

لاشئی من اللاحیوان بانسان یہ بھی سچا ہے متقدمین اور متاخرین نے صرف تعریف کے الفاظ میں فرق کیا ہے ورنہ حقیقت میں کوئی فرق نہیں اب یہاں پر اس بات کو سمجھنا ہے کہ متاخرین نے اس تعریف چھوڑ کر یہ مشکل تعریف کیوں اختیار کی؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ متقدمین کی عکس نقیض کی تعریف پر چند اعتراضات وارد ہوتے تھے جن کا ذکر حواشی میں اجمالا مذکور ہے۔ ان سے بچنے کی خاطر متاخرین نے تعریف کو ہی بدل ڈالا۔

قَوْلُهٗ هٰهُنَا: اَیْ فِیْ عَکْسِ النَّقِیْضِ ۔

ترجمہ:۔ یعنی عکس نقیض میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض صرف ھھنا کا مشار الیہ بتانا ہے۔

تشریح:۔ کہ اس کا مشار الیہ عکس نقیض ہے اب مطلب یہ ہے کہ یہاں نقیض میں یہ حکم ہے الخ۔

قَوْلُهٗ فِی الْمُسْتَوِیْ : یَعْنِیْ کَمَا اَنَّ السَّالِبَةَ الْکُلِّیَّةَ تَنْعَکِسُ فِی الْعَکْسِ الْمُسْتَوِیْ کَنَفْسِهَا وَالْجُزْئِیَّةُ لَاتَنْعَکِسُ اَصْلًا کَذٰلِكَ الْمُوْجِبَةُ الْکُلِّیَّةُ فِیْ عَکْسِ النَّقِیْضِ تَنْعَکِسُ کَنَفْسِهَا وَالْجُزْئِیَّةُ لَاتَنْعَکِسُ اَصْلًا لِصِدْقِ قَوْلِنَا بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَااِنْسَانٌ وَکِذْبُ بَعْضِ الْاِنْسَانِ لَاحَیَوَانٌ وَکَذٰلِكَ التِّسْعُ مِنَ الْمُوَجَّهَاتِ اَعْنِیْ الْوَقْتِیَتَیْنِ الْمُطْلَقَتَیْنِ وَالْوَقْتِیَتَیْنِ وَالْوُجُوْدِیَّتَیْنِ وَالْمُمْکِنَتَیْنِ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ لَاتَنْعَکِسُ وَالْبَوَاقِیْ تَنْعَکِسُ عَلٰی مَاسَبَقَ تَفْصِیْلُهٗ فِی السَّوَالِبِ فِی الْعَکْسِ الْمُسْتَوِیْ۔

ترجمہ:۔ یعنی جسطرح سالبہ کلیہ کا عکس عکس مستوی میں اپنے نفس کی طرح ہوتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا بالکل عکس نہیں آتا اسی طرح موجبہ کلیہ کا عکس عکس نقیض میں اس کے نفس کی طرح آتا ہے اور موجبہ جزئیہ کا عکس بالکل نہیں آتا بوجہ سچے آنے ہمارے قول بعض الحیوان لاانسان کے اور جھوٹے ہونے بعض الانسان لا حیوان کے اسی طرح موجہات میں سے نو (۹) یعنی دو وقتیہ مطلقہ، دو وجودیہ، دو ممکنہ اور ایک مطلقیہ عامہ ان کا بھی عکس نہیں آتی باقی کا عکس آتا ہے جیسا کہ اسکی تفصیل عکس مستوی میں سوالب کی بحث میں گزر چکی ہے۔

****

Marfat.com

قَوْلُهُ وَبِالْعَكْسِ :اَیْ حُكْمُ السَّوَالِبِ هٰهُنَا حُكْمُ الْمُوْجِبَاتِ فِی الْمُسْتَوِیْ فَكَمَا اَنَّ الْمُوْجِبَةَ فِی الْمُسْتَوِیْ لَاتَنْعَكِسُ اِلَّاجُزْئِيَّةً فَكَذٰلِكَ السَّالِبَةُ هٰهُنَا لَاتَنْعَكِسُ اِلَّاجُزْئِيَّةً لِجَوَازِ اَنْ يَكُوْنَ نَقِيْضُ الْمَحْمُوْلِ فِی السَّالِبَةِ اَعَمَّ مِنَ الْمَوْضُوْعِ وَلَايَجُوْزُ سَلْبُ نَقِيْضِ الْاَخَصِّ مِنْ عَيْنِ الْاَعَمِّ كُلِّيًا مَثَلًا يَصِحُّ لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بَلَا حَيَوَانٍ وَلَايَصِحُّ لَاشَیْءَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِلَااِنْسَانٍ لِصِدْقِ بَعْضِ الْحَيَوَانِ لَااِنْسَانٌ كَالْفَرَسِ وَكَذٰلِكَ بِحَسْبِ الْجِهَةِ الدَّائِمَتَانِ وَالْعَامَّتَانِ تَنْعَكِسُ حِيْنِيَّةً مُطْلَقَةً وَالْخَاصَّتَانِ حِيْنِيَّةً لَادَائِمَةً وَالْوَقْتِيَتَانِ وَالْوُجُوْدِيَتَانِ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَةُ مُطْلَقَةً عَامَةً وَلَا عَكْسَ لِلْمُمْكِنَتَيْنِ عَلٰی قِيَاسِ الْعَكْسِ فِی الْمُوْجِبَاتِ۔

ترجمہ:۔یعنی قضایا سالبات کا حکم یہاں عکس مستوی میں موجبات کا حکم ہے پس جسطرح عکس مستوی میں موجبہ کا عکس سوائے جزئیہ کے نہیں آتا اس بات کے جائز ہونے کی وجہ سے کہ محمول کی نقیض سالبہ میں موضوع سے اعم ہو اور اخص کی نقیض کا سلب کلی طور پر عین اعم سے جائز نہیں مثلاً صحیح ہے لا شئی من الانسان بلاحیوان اور نہیں ہے صحیح لا شئی من الحیوان بلاانسان بوجہ صادق آنے بعض الحیوان لا انسان کالفرس کے اور اسی طرح باعتبار جہت کے دودائمہ اور دوعامہ کا عکس حینیہ مطلقہ آتا ہے اور دوخاصہ کا عکس حینیہ لا دائمہ آتا ہے اور دووقتیہ اور دووجودیہ اور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ آتا ہے اور دونوں ممکنوں کا عکس نہیں آتا او پر قیاس کرنے موجبات کے عکس مستوی کے۔

اغراض شارح:۔ان دونوں قولوں کی غرض عکس نقیض کے احکامات کو بتلانا ہے۔

تشریح:۔ان دونوں قولوں میں عکس نقیض کے احکامات بتلائے گئے ہیں۔عکس نقیض کے سوالب کا حکم عکس مستوی کے موجبات کا ہے اور عکس نقیض کے موجبات کا حکم عکس مستوی کے سوالب جیسا ہے عکس مستوی میں موجبات یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ دونوں کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے یہاں یہ حکم سوالب کو ملے گا یہاں سالبہ کلیہ اور سالبہ اور سالبہ جزئیہ کی عکس نقیض سالبہ جزئیہ آئیگی عکس مستوی میں سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا تھا یہاں یہ حکم موجبات کو ملے گا موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آئیگا اور موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آئے گا عکس نقیض محصورات میں بھی جاری ہوتا ہے اور

Marfat.com

موجہات میں بھی۔

محصورات میں سے موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آئے گا جیسے کل انسان حیوان کا عکس نقیض بھی موجبہ کلیہ کل لا حیوان لا انسان آئیگا۔ موجبہ جزئیہ نہیں آئے گا۔ اس عکس کو بھی دلیل خلفی کے ذریعے ثابت کیا جائے گا ہمارا یہ دعوی ہے موجبہ کلیہ کل انسان حیوان کا عکس نقیض موجبہ کلیہ کل لا حیوان لاانسان مان لو ورنہ اس کی نقیض بعض اللاحیوان لیس بلاانسان کو سچا ماننا پڑے گا اور یہ نقیض تو جھوٹی ہے کیونکہ اس اخص انسان کی نقیض (لاانسان) کی نفی اعم (حیوان) کی نقیض لا حیوان سے کی گئی ہے اور یہ درست نہیں لہذا ہمارا عکس موجبہ کلیہ کل لاحیوان لاانسان سچا آ گیا موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا جیسے بعض الحیوان لا انسان یہ اصل قضیہ سچا ہے کیونکہ اس میں اخص (انسان) کی نقیض کو عین اعم (حیوان) کے لئے ثابت کیا گیا ہے یہ درست ہے لیکن اس کا عکس بعض الانسان لا حیوان یہ جھوٹا ہے کیونکہ اس میں اعم کی نقیض (لاحیوان) کو عین اخص کے لئے ثابت کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہیں۔ محصورات میں سے سالبہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آئے گا جیسے لاشئی من الانسان بلا حیوان یہ قضیہ سچا ہے لیکن اس کا عکس نقیض سالبہ کلیہ نکالیں تو سچا آئے نہیں۔ اس کا عکس نقیض سالبہ کلیہ لاشئی من الحیوان بلاانسان یہ جھوٹا ہے کیونکہ اس میں اخص کی نقیض کو عین اعم سے سلب کیا گیا ہے اور یہ درست نہیں یہ عکس جھوٹا اس لئے ہے کہ اس کی نقیض بعض الحیوان لاانسان مثل الفرس یہ سچی ہے۔

یہاں تک تو محصورات کے عکس نقیض کا بیان تھا۔ اب آگے موجہات کے عکس نقیض کو بیان کرنا ہے موجہات بسائط اور مرکبات میں سے جن کا عکس مستوی آتا ہے انکی تعداد موجبوں اور سالبوں کی پہلے معلوم کرنا ضروری ہے۔

موجہات بسائط موجبات میں سے عکس مستوی صرف پانچ کا آتا ہے ان کے نام یہ ہیں (۱) ضروریہ مطلقہ موجبہ (۲) دائمہ مطلقہ موجبہ (۳) مشروطہ عامہ موجبہ (۴) عرفیہ عامہ موجبہ (۵) مطلقہ عامہ موجبہ۔

موجہات مرکبات موجبات میں چھ کا عکس مستوی آتا ہے (۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ (۳) وقتیہ موجبہ (۴) منتشرہ موجبہ (۵) وجودیہ لادائمہ موجبہ (۶) وجودیہ لاضروریہ موجبہ۔ گویا کل موجہات موجبات پندرہ میں سے گیارہ کا عکس مستوی آتا ہے پانچ بسیطوں کا اور چھ مرکبوں کا۔

موجہات موجبات میں سے گیارہ کا عکس مستوی آتا ہے اور پانچ کا نہیں آتا عکس نقیض میں یہی حکم سالبوں کا ہوگا ان گیارہ موجہات کے سالبوں کا عکس نقیض آئے گا اور چار سوالب کا عکس نقیض نہیں آئے گا۔ موجہات سوالب میں

Marfat.com

بسیطوں میں سے چار کا عکس مستوی آتا ہے (۱) ضروریہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۲) دائمہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۳) مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ (۴) عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ۔ مرکبات موجہات وسوالب میں سے صرف دو کا عکس مستوی آتا ہے (۱) مشروطہ خاصہ سالبہ کلیہ (۲) عرفیہ خاصہ سالبہ کلیہ۔ تو گویا موجہات مرکبات سوالب میں سے کل چھ قضایا کا عکس مستوی آتا ہے باقی تو بسائط میں سے چار بسائط (۱) وقتیہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۲) منتشرہ مطلقہ سالبہ کلیہ (۳) مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ (۴) ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ۔ اور پانچ مرکبے (۱) وقتیہ سالبہ (۲) منتشرہ سالبہ (۳) وجودیہ لادائمہ سالبہ (۴) وجودیہ لاضروریہ سالبہ (۵) ممکنہ خاصہ سالبہ کلیہ۔ ان کا عکس مستوی نہیں آتا گویا کہ موجہات سوالب میں نو کا عکس مستوی نہیں آتا اور ان چھ سوالب کا آتا ہے۔ اب سولہ میں سے نو موجبات کا عکس نقیض نہیں آئے گا اور چھ موجبات کا عکس نقیض آئے گا جیسا کہ اگلے صفحے پر نقشہ سے واضح ہو رہا ہے۔

خلاصہ عکس نقیض موجبات و سوالب

نمبر	نام قضایا	جنکا عکس آتا ہے	عکس	جنکا عکس نہیں آتا
۱	بسائط سوالب	(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) عرفیہ عامہ (۵) مطلقہ عامہ	حینیہ مطلقہ	(۱) وقتیہ مطلقہ (۲) منتشرہ مطلقہ (۳) ممکنہ عامہ
۲	مرکبات سوالب	(۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	ممکنہ خاصہ
	ایضاً	(۱) وقتیہ (۲) منتشرہ (۳) وجودیہ لادائمہ (۴) وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ	
۳	بسائط موجبات	(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ	دائمہ مطلقہ	(۱) مطلقہ عامہ (۲) وقتیہ مطلقہ (۳) منتشرہ مطلقہ (۴) ممکنہ عامہ
	ایضاً	(۱) مشروطہ عامہ (۲) عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	
۴	مرکبات موجبات	(۱) مشروطہ خاصہ (۲) عرفیہ خاصہ	عرفیہ لادائمہ فی البعض	(۱) وقتیہ (۲) منتشرہ (۳) وجودیہ لادائمہ (۴) وجودیہ لاضروریہ (۵) ممکنہ خاصہ

Marfat.com

قَوْلُهٗ وَالْبَيَانُ الْبَيَانُ :يَعْنِىْ كَمَا اَنَّ الْمُطَالِبَ الْمَذْكُوْرَةَ فِى الْعَكْسِ الْمُسْتَوِىْ كَانَتْ تَثْبُتُ بِالْخَلْفِ الْمَذْكُوْرِ فَكَذَا هٰهُنَا۔

ترجمہ:۔یعنی جس طرح وہ مطالب جوعکس مستوی میں مذکور ہین دلیل خلفی کیساتھ ثابت کیے جاتے ہیں اسی طرح ہے یہاں بھی۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔عکس نقیض جب قضایا کا آئے اس کے ثابت کرنے کا وہی طریقہ ہے جوکہ عکس مستوی میں تھا یعنی دلیل خلفی کے ذریعے سے عکس نقیض کو منوائیں گے۔

قَوْلُهٗ وَالنَّقْضُ النَّقْضُ :اَىْ مَادَةُ التَّخَلُّفِ هٰهُنَا هِىَ مَادَةُ التَّخَلُّفِ ثَمَّهٗ۔

ترجمہ:۔یعنی یہاں جوتخلف کا مادہ ہے وہی تخلف کا مادہ ہے وہاں بھی۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔عکس نقیض جن قضایا کا نہ آئے اس کی دلیل بھی وہی ہے جوکہ عکس مستوی میں نہ آنے کی تھی کسی ایک مادہ (مثال) میں قضیہ کا عکس نقیض جھوٹا ہا گا اس لئے منطقی یہ حکم لگادیں گے کہ اس کا عکس نقیض نہیں آتا کیونکہ انہوں نے اپنے قاعدہ کی حفاظت کرنی ہے۔

قَوْلُهٗ وَقَدْ بَيَّنَ اِنْعِكَاسَ اِلَخْ :اِمَّا بَيَانُ اِنْعِكَاسِ الْخَاصَّتَيْنِ مِنَ السَّالِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ فِى الْعَكْسِ الْمُسْتَوِىْ اِلَى الْعُرْفِيَّةِ الْخَاصَّةِ فَهُوَ اَنْ يُّقَالَ مَتٰى صَدَقَ بِالضَّرُوْرَةِ اَوْ بِالدَّوَامِ اَمْ بَعْضُ ج لَيْسَ ب مَادَامَ ج لَا دَائِمًا اَىْ بَعْضُ ج ب بِالْفِعْلِ صَدَقَ بَعْضُ ب لَيْسَ ج مَادَامَ ب لَا دَائِمًا اَىْ بَعْضُ ب ج بِالْفِعْلِ وَذٰلِكَ بِدَلِيْلِ الْاِفْتِرَاضِ وَهُوَ اَنْ يُّفْرَضَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ اَعْنِىْ بَعْضُ ج دَ فَدَب بِحُكْمِ لَادَوَامَ الْاَصْلِ وَدَج بِالْفِعْلِ لِصِدْقِ الْوَصْفِ الْعُنْوَانِى عَلٰى ذَاتِ الْمَوْضُوْعِ بِالْفِعْلِ عَلٰى مَاهُوَ التَّحْقِيْقُ فَيَصْدُقُ بَعْضُ ب ج بِالْفِعْلِ وَهُوَلَادَوَامَ الْعَكْسُ ثُمَّ نَقُوْلُ وَلَيْسَ ج مَادَامَ ب وَاِلَّا لَكَانَ دَ ج فِىْ

Marfat.com

بَعْضِ اَوْقَاتِ كَوْنِهٖ ب فَيَكُوْنُ دَبَ فِيْ بَعْضِ اَوْقَاتِ كَوْنِهٖ ج لِاَنَّ الْوَصْفَيْنِ اِذَا تَقَارَنَا فِيْ ذَاتٍ وَاحِدٍ ثَبَتَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِيْ زَمَانِ الْاٰخَرِ فِي الْجُمْلَةِ وَقَدْ كَانَ حُكْمُ الْاَصْلِ اَنَّهٗ لَيْسَ ب مَادَامَ ج هف فَصَدَقَ اَنَّ بَعْضَ ب اَعْنِيْ د لَيْسَ ج مَادَامَ ب وَهُوَ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنَ الْعَكْسِ فَثَبَتَ الْعَكْسُ بِكِلَا جُزْئَيْهِ فَافْهَمْ وَاَمَّا بَيَانُ اِنْعِكَاسِ الْخَاصَّتَيْنِ مِنَ الْمُوْجَبَةِ الْجُزْئِيَةِ فِيْ عَكْسِ النَّقِيْضِ اِلَى الْعُرْفِيَةِ الْخَاصَّةِ فَهُوَ اَنْ يُقَالَ اِذَا صَدَقَ بَعْضُ ج ب مَادَامَ ج لَادَائِمًا اَيْ بَعْضُ ج لَيْسَ ب بِالْفِعْلِ لَصَدَقَ بَعْضُ مَالَيْسَ ب لَيْسَ ج مَادَامَ لَيْسَ ب لَادَائِمًا اَيْ لَيْسَ بَعْضُ مَا لَيْسَ ب لَيْسَ ج بِالْفِعْلِ

وَذَالِكَ بِدَلِيْلِ الْاِفْتِرَاضِ وَهُوَ اَنْ يُّفْرَضَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ اَعْنِيْ بَعْضَ ج دَ فَدَ ج بِالْفِعْلِ عَلٰى مَذْهَبِ الشَّيْخِ وَهُوَ التَّحْقِيْقُ وَدَ لَيْسَ ب بِالْفِعْلِ وَهُوَ بِحُكْمِ لَادَوَامِ الْاَصْلِ فَيَصْدُقُ بَعْضُ مَالَيْسَ ب ج بِالْفِعْلِ وَهُوَ مَلْزُوْمٌ لَادَوَامَ الْعَكْسِ لِاَنَّ الْاِثْبَاتَ يَلْزَمُهٗ نَفْيُ النَّفْيِ ثُمَّ نَقُوْلُ وَلَيْسَ ج بِالْفِعْلِ مَادَامَ لَيْسَ ب وَاِلَّا لَكَانَ ج فِيْ بَعْضِ اَوْقَاتِ كَوْنِهٖ لَيْسَ ب فَيَكُوْنُ لَيْسَ ب فِيْ بَعْضِ اَوْقَاتِ كَوْنِهٖ ج كَمَا مَرَّ وَقَدْ كَانَ حُكْمُ الْاَصْلِ اَنَّهٗ ب مَادَامَ ج هف فَصَدَقَ اَنَّ بَعْضَ مَالَيْسَ ب لَيْسَ ج مَادَامَ لَيْسَ ب وَهُوَ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنَ الْعَكْسِ فَثَبَتَ الْعَكْسُ بِكِلَا جُزْئَيْهِ فَتَاَمَّلْ۔

ترجمہ:۔ بہرحال بیان سالبہ جزئیہ سے دوخاصوں کے عکس مستوی میں عکس آنے کا عرفیہ خاصہ کی طرف پس وہ یہ ہے کہ کہا جائے جب سچا آئے گا بالضرورۃ او بالدوام بعض ج لیس ب الخ تو سچا آئے گا بعض ب لیس ج الخ اور یہ دلیل افتراضی کے ساتھ ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ ذات موضوع میں مراد لیتا ہوں بعض ج د کو فرض کرلیا جاتا ہے پس د ب ہے لادوام اصلی کے حکم کے ساتھ اور د ج ہے بالفعل بوجہ سچے آنے وصف عنوانی کے ذات موضوع پر بالفعل اوپر اس کے جو تحقیق ہے پس سچا آئے گا بعض ب ج بالفعل اور وہ عکس کا لادوام ہے پھر ہم کہتے ہیں و لیس د ج مادام ب ورنہ تو ہو جائے گا د ج ب ہونے کے بعض اوقات میں پس ہو جائے گا د ب ج ہونے بعض اوقات میں اس لئے کہ جب

Marfat.com

دونوں وصفیں ایک ہی ذات میں جمع ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے زمانے میں فی الجملہ ثابت ہو جاتی ہے حالانکہ اصل کا حکم یہ تھا کہ لیس ب مادام ج یہ خلاف مفروض ہے پس سچا آیگا کہ بعض ب مراد لیتا ہوں دکو لیس ج مادام ب اور یہ عکس کا جز اول ہے پس عکس اپنی دونوں جزوں کیساتھ ثابت ہو گیا ہے پس خوب سمجھ لیں اور بہر حال بیان موجبہ جزئیہ کے دو خاصوں کے عکس آنے کا عکس نقیض میں عرفیہ خاصہ کی طرف پس وہ یہ ہے کہا جائے کہ جب سچا آئے بعض ج ب مادام ج لا دائما الخ تو البتہ سچا آیگا بعض ما لیس ب الخ

اور یہ دلیل افتراضی کیساتھ ثابت ہے اور یہ دلیل افتراضی یہ ہے کہ ذات موضوع میں مراد لیتا ہوں بعض ج دکو فرض کرلیا جائے پس دج بالفعل ہے شیخ کے مذہب پر اور یہی تحقیق ہے اور دادوام کا ملزوم ہے اس لیے کہ اثبات کو لازم ہے نفی کی نفی پھر ہم کہتے ہیں دلیس ج بالفعل مادام لیس ب ورنہ تو گا ج ب نہ ہونے کے بعض اوقات میں پس ہوگا لیس ب فی بعض اوقات کونہ ج جیسا کہ گزر چکا حالانکہ اصل کا حکم یہ تھا کہ ب مادام ج یہ خلاف مفروض ہے پس سچا آیگا بعض ما لیس ب (اور وہ د ہے) لیس ج الخ اور وہ عکس کا جزء اول ہے پس عکس اپنی دونوں جزوں کے ساتھ ثابت ہو گیا پس تم غور فکر کر لو

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض خاصیتیں سالبہ جزئیہ کے عکس اور اس کی دلیل کو بیان کرنا ہے

تشریح:۔ عکس مستوی میں سالبہ جزئیہ عکس نہیں آتا یہ حکم یہاں عکس نقیض میں موجبات کو ملے گا موجبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا لیکن علامہ تفتازانیؒ نے ماقبل والے اس ضابطے سے استثناء کرتے ہوئے کہا کہ مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض آیگا اور اس کو انہوں نے دلیل خلفی کے علاوہ ایک اور دلیل افتراضی سے ثابت کیا ہے

دلیل افتراضی:۔ دلیل افتراضی کا حاصل یہ ہے کہ اصل قضیہ جو کہ جزئیہ ہوگا اس میں چونکہ اگر ایک فرد پر حکم ہو جائے تو جزئیہ ثابت ہوتا ہے اس لیے ہم اصل قضیے کے موضوع سے ایک ذات فرض کریں گے پھر لا دوام اصل کے نیچے جو قضیہ ہوگا اس میں چونکہ موضوع وہی ہوگا اس لیے اس لا دوام کے مطابق ایک قضیہ تیار کریں گے پھر وصف عنوانی کے اعتبار سے ایک قضیہ شیخ کے مذہب کے مطابق تیار کریں گے اب جو قضیے دو تیار ہوں گے ان کے ماننے سے ایک تیسرا قضیہ ضرور ماننا پڑے گا اور یہ تیسرا قضیہ ماننا پڑا ہے یہ بعینہ اصل قضیہ کے جز و ثانی کا عکس ہوگا اس سے یہ ثابت ہو جائیگی کہ ہمارا عکس مان لو ورنہ اس کی نقیض مانو جب ہمارا خصم عکس کی نقیض کو مانے گا تو پھر اس سے لامحالہ ایک اور قضیہ ماننا پڑے گا اور وہ قضیہ کے جز و اول کے مخالف ہوگا اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا عکس جز و اول کا صحیح ہے۔

فائدہ:۔ دلیل افتراضی کی مکمل تفصیل اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

تفصیل دلیل افتراضی

مشروطہ خاصہ سالبہ جزئیہ اور عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی عرفیہ خاصہ سالبہ جزئیہ آتا ہے۔

مثال اصل قضیہ: بعض الکتاب لیس بساکن الاصابع بالضرورۃ او بالدوام مادام کاتبا لادائما

لادائما سے اشارہ: بعض الکتاب ساکن الاصابع بالفعل۔

یا مثال اصل قضیہ: بعض ج لیس ب بالضرورۃ او بالدوام مادام ج لادائما۔

لادائما سے اشارہ: بعض ج ب بالفعل۔

عکس: بعض ساکن الاصابع لیس بکاتب بالدوام مادام ساکن الاصابع لادائما۔

لادائما سے اشارہ: بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل۔

یا عکس: بعض ب لیس ج بالدوام مادام ب لادائما۔

لادائما سے اشارہ: بعض ن ج بالفعل۔

دلیل دعوی اول:۔ اولا ہم لادوام سے جس قضیہ کی طرف اشارہ ہے اس کو ثابت کریں گے کہ ذات موضوع ایک مثلا زید فرض کرلیں گے اور ہم ایک قضیہ بنائیں گے۔

زید کاتب بالفعل

اور شیخ کے مذہب کے مطابق عقدوضع میں جہت بالفعل معتبر ہوتی ہے لہذا دوسرا قضیہ تیار ہوگا۔

زید ساکن الاصابع بالفعل

جب یہ دو قضیے (ا) زید کاتب بالفعل (ب) زید ساکن الاصابع بالفعل تیار ہو گئے

تو اس کا نتیجہ نکلے گا

بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل۔

کیونکہ زید بعض کاتب کا مصداق ہے اور یہی ہمارا مطلوب ہے تو دعوی اول ثابت ہوا۔

دلیل دعوی ثانی:۔ یعنی جزو اول کا عکس سچا ہے یعنی۔

Marfat.com

عکس: بعض ساکن الاصابع لیس بکاتب بالدوام مادام ساکن الاصابع

ہم کہتے ہیں کہ اس کو مان لو ورنہ ہم ذات موضوع زید فرض کریں گے اور قضیہ یہ تیار کریں گے

زید لیس بکاتب بالدوام مادام ساکن الاصابع

ہم کہیں گے کہ اس کو مان لو اگر نہیں مانتے تو اس کی نقیض کو مانو اور وہ ہوگی

زید کاتب بالفعل حین ھو ساکن الاصابع

اس قضیہ کو ماننے کی صورت میں

زید ساکن الاصابع بالفعل حین ھو کاتب

ماننا پڑے گا کیونکہ زید میں کاتب ہونا اور ساکن الاصابع ہونا یہ دو وصف جمع ہو گئے اور ایک ہی ذات میں دو وصف جمع ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ ہر وصف دوسرے کے زمانہ میں فی الجملہ ثابت ہو تو جب

زید ساکن الاصابع بالفعل حین ھو کاتب

صادق ہوا تو اصل قضیہ کا جزو اول یعنی

بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا

یہ جھوٹا ہوا حالانکہ وہ مفروض الصدق ہے لہذا اس کی نقیض کاذب ہے پس

بعض ساکن الاصابع (یعنی زید) لیس بکاتب دائما مادام ساکن الاصابع

یہ صادق ہوا اور ہمارا مطلوب ثابت ہوا۔

فائدہ:۔ یہ تفصیل عکس مستوی کی ہے بعینہ اسی طریقے سے مشروطہ خاصہ کے عکس نقیض کو بھی دلیل افتراضی سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

تم عکس النقیض

****

Marfat.com

متن: فَصْلٌ: اَلْقِيَاسُ قَوْلٌ مُؤَلَّفٌ مِنْ قَضَايَا يَلْزَمُ لِذَاتِهٖ قَوْلٌ آخَرُ فَاِنْ كَانَ مَذْكُوْرًا فِيْهِ بِمَادَّتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَاسْتِثْنَائِيٌّ وَاِلَّا فَاقْتِرَانِيٌّ حَمْلِيٌّ اَوْ شَرْطِيٌّ وَمَوْضُوْعُ الْمَطْلُوْبِ مِنَ الْحَمْلِيِّ يُسَمّٰى اَصْغَرَ وَمَحْمُوْلُهٗ اَكْبَرَ وَالْمُتَكَرِّرُ اَوْسَطَ وَمَا فِيْهِ الْاَصْغَرُ صُغْرٰى وَالْاَكْبَرُ كُبْرٰى وَالْاَوْسَطُ اِمَّا مَحْمُوْلُ الصُّغْرٰى وَمَوْضُوْعُ الْكُبْرٰى فَهُوَ شَكْلُ الْاَوَّلِ اَوْ مَحْمُوْلُهُمَا فَالثَّانِيْ اَوْ مَوْضُوْعُهُمَا فَالثَّالِثُ اَوْ عَكْسُ الْاَوَّلِ فَالرَّابِعُ۔

ترجمہ متن: ۔قیاس وہ قول ہے جو مرکب ہو چند قضایا سے کہ اس کی ذات کو ایک اور قول لازم آئے پس اگر وہ قول آخر مادہ اور ہیئت کیساتھ اس میں مذکور ہو تو قیاس استثنائی ہے ورنہ پس وہ اقترانی حملی یا شرطی ہے اور قضیہ حملیہ میں مطلوب (نتیجہ) کے موضوع کا نام اصغر رکھا جاتا ہے اور اس کے محمول کا اکبر اور تکرار کیساتھ آنے والی کا اوسط (نام رکھا جاتا ہے) اور وہ مقدمہ جس میں اصغر ہو وہ صغری اور وہ مقدمہ جس میں اکبر ہو وہ کبری ہے اور حد اوسط یا صغری میں محمول اور کبری میں موضوع ہوگی پس وہ شکل اول ہے یا دونوں میں محمول ہوگی پس وہ شکل ثانی ہے یا دونوں میں موضوع ہوگی پس وہ شکل ثالث ہے یا اول کا عکس ہوگی پس وہ شکل رابع ہے۔

مختصر تشریح متن: ۔اس سے پہلے قیاس کے موقوف علیہ کا بیان تھا اب منطق کی اصل مقصودی چیزوں میں سے دوسری حجت کو بیان کرتے ہیں حجت تین قسم پر ہے (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل۔ان تینوں قسموں میں سب سے زیادہ قوی حجت ہے اس لئے اس کو سب سے پہلے بیان کرتے ہیں۔بقیہ تفصیل شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

قَوْلُهُ الْقِيَاسُ قَوْلٌ آه :اَیْ مُرَكَّبٌ وَهُوَ اَعَمُّ مِنَ الْمُؤَلَّفِ اِذْقَدْ اُعْتُبِرَ فِی الْمُؤَلَّفِ الْمُنَاسِبَةُ بَيْنَ اَجْزَائِهٖ لِاَنَّهٗ مَاخُوْذٌ مِنَ الْاُلْفَةِ صَرَّحَ بِذٰلِكَ الْمُحَقِّقُ الشَّرِيْفُ فِی حَاشِيَةِ الْكَشَّافِ حِيْنَئِذٍ فَذِكْرُ الْمُؤَلَّفِ بَعْدَ الْقَوْلِ مِنْ قَبِيْلِ ذِكْرِ الْخَاصِ بَعْدَ الْعَامِ وَهُوَ مُتَعَارَفٌ فِی التَّعْرِيْفَاتِ وَفِی اِعْتِبَارِ التَّالِيْفِ بَعْدَ التَّرْكِيْبِ اِشَارَةٌ اِلٰی اِعْتِبَارِ الْجُزْءِ الصُّوْرِیْ فِی الْحُجَّةِ فَالْقَوْلُ يَشْتَمِلُ الْمُرَكَّبَاتِ التَّامَّةَ وَغَيْرَهَا كُلَّهَا وَبِقَوْلِهٖ مُؤَلَّفٌ مِنْ قَضَايَا خَرَجَ مَالَيْسَ كَذٰلِكَ كَالْمُرَكَّبَاتِ الْغَيْرِ التَّامَّةِ وَالْقَضِيَّةُ الْوَاحِدَةُ الْمُسْتَلْزِمَةُ لِعَكْسِهَا اَوْ عَكْسِ نَقِيْضِهَا اَمَّا الْبَسِيْطَةُ فَظَاهِرٌ وَاَمَّا الْمُرَكَّبَةُ فَلِاَنَّ الْمُتَبَادِرَ مِنَ الْقَضَايَا الْقَضَايَا الصَّرِيْحَةُ وَالْجُزْءُ الثَّانِیْ مِنَ الْمُرَكَّبَةِ لَيْسَ كَذٰلِكَ اَوْ لِاَنَّ الْمُتَبَادِرَ مِنَ الْقَضَايَا مَايُعَدُّ فِی عُرْفِهِمْ قَضَايَا مُتَعَدِّدَةً وَبِقَوْلِهٖ يَلْزَمُ خَرَجَ الْاِسْتِقْرَاءُ وَالتَّمْثِيْلُ اِذْلَايَلْزَمُ مِنْهُمَا شَیْءٌ نَعَمْ يَحْصُلُ مِنْهُمَا الظَّنُّ بِشَیْءٍ وَبِقَوْلِهٖ لِذَاتِهٖ خَرَجَ مَا يَلْزَمُ مِنْهُ قَوْلٌ آخَرُ بِوَاسِطَةِ مُقَدَّمَةٍ خَارِجِيَّةٍ كَقِيَاسِ الْمُسَاوَاتِ نَحْوَ ا مُسَاوٍ لِب وَ ب مُسَاوٍ لِج فَاِنَّهٗ يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ ا مُسَاوٍ لِج لٰكِنْ لَا لِذَاتِهٖ بَلْ بِوَاسِطَةِ مُقَدَّمَةٍ خَارِجِيَّةٍ هِیَ اَنَّ مُسَاوِیَ الْمُسَاوِیْ مُسَاوٍ وَقِيَاسُ الْمُسَاوَاتِ مَعَ هٰذِهِ الْمُقَدَّمَةِ الْخَارِجِيَّةِ يَرْجِعُ اِلٰی قِيَاسَيْنِ وَبِدُوْنِهَا لَيْسَ مِنْ اَقْسَامِ الْمُوْصِلِ بِالذَّاتِ فَاعْرِفْ ذٰلِكَ وَالْقَوْلُ الْاٰخَرُ اللَّازِمُ مِنَ الْقِيَاسِ يُسَمّٰی نَتِيْجَةً وَمَطْلُوْبًا۔

ترجمہ:۔یعنی مرکب اور وہ مولف سے عام ہے کیونکہ مولف کے اندر معتبر ہے اس کے اجزاء کے درمیان مناسبت اس لئے کہ وہ (مولف) الفۃ سے لیا گیا ہے اس کی تصریح محقق شریف نے کشاف حاشیہ میں کی ہے اور اس وقت مولف کا ذکر کرنا قول کے بعد یہ عام کے بعد خاص کے ذکر کرنے کے قبیل سے ہے اور وہ تعریفات کے اندر مشہور ہے اور ترکیب کے بعد تالیف کے اعتبار کرنے میں اشارہ ہے حجت کے اندر جزء صوری کے اعتبار کرنے کی طرف پس قول کا لفظ مرکبات تامہ اور اس کے علاوہ دوسرے تمام مرکبات کو شامل ہے اور اس کے قول مؤلف من قضایا سے نکل جائیں گے وہ جو اس طرح نہیں ہیں

Marfat.com

جیسے مرکبات غیر تامہ اور وہ قضیہ واحدہ جو اپنے عکس کو یا اپنے عکس نقیض کو مستلزم ہو بہر حال خروج بسیطہ پس وہ ظاہر ہے اور بہر حال خروج مرکبہ پس وہ اس لئے ہے کہ متبادر الی الذہن قضایا سے قضایا صریحہ ہیں اور مرکبہ کا جزء ثانی اس طرح نہیں ہے یا اس لئے ہے کہ متبادر الی الذہن قضایا سے وہ ہیں جو ان کے عرف میں چند متعدد قضایا شمار کیے جاتے ہیں اور اس کے قول یلزم سے استقراء اور تمثیل نکل جائیں گے، کیونکہ ان سے کسی شئی کا علم لازم نہیں آتا ہاں البتہ ان سے دوسری شئی کا ظن حاصل ہوتا ہے اور اس کے قول لذاتہ سے، وہ قول نکل جائے گا جس سے دوسرا قول مقدمہ خارجیہ کے واسطے سے لازم آتا ہے جیسے مساوات کا قیاس جیسے امساوی ہے ب کے اور ب مساوی ہے ج کے پس اس سے لازم آئیگا کہ آمساوی ہے ج کے لیکن یہ لزوم نہیں ہے اس کی ذات کی وجہ سے بلکہ مقدمہ خارجیہ کے واسطہ سے ہے اور وہ مقدمہ یہ ہے کہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے اور قیاس مساوات اسی مقدمہ خارجیہ کے ساتھ مل کر دو قیاسوں کی طرف لوٹتا ہے اور بغیر اس مقدمے کے وہ موصل بالذات کے اقسام میں سے نہیں پس آپ پہچان لیں اس کو اور دوسرا قول جو قیاس سے لازم آتا ہے اس کا نتیجہ اور مطلوب رکھا جاتا ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قیاس کی تعریف مع فائدہ قیود بیان کرنا ہے

تشریح: قیاس کی تعریف:۔ عربی میں اس کی تعریف یہ ہے کہ ھو قول مؤلف من قضایا یلزم لذاتہ قول آخر۔ قیاس ایک مرکب کلام ہوتی ہے اور وہ مرکب بھی چند قضایا (کم از کم دو) ہو اور اس طریقے سے مرکب ہو کہ اس کے مان لینے سے ایک تیسری مرکب کلام یقیناً خود بخود ماننی پڑے گی۔

فوائد وقیود تعریف:۔ یزدی صاحب اس جگہ تفصیل کے ساتھ قیاس کی تعریف کے فوائد قیود کو ذکر کرتے ہیں۔ قیاس کی تعریف میں قول بمنزلہ جنس کے ہے۔ اس میں تمام اقوال ملفوظہ، معقولہ، خبریہ انشائیہ سب داخل ہو گئے مؤلف یہ پہلی فصل ہے اس سے ان اقوال کو نکالا یا جو مرکب کلام تو ہیں لیکن ان میں الفت نہیں دلائی گئی الفت دلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ حد اوسط ان دو قضیوں میں موجود ہو اگر قول مرکب ہے۔ دو قضیوں سے لیکن ان میں حد اوسط نہیں تو اسکو بھی قیاس نہیں کہیں گے قول یہ عام ہے اور مؤلف یہ خاص ہے قول ہر مرکب کلام کو کہتے ہیں برابر ہے کہ اس میں الفت ہو یا نہ ہو لیکن مؤلف اس خاص کلام کو کہتے ہیں جس میں الفت (حد اوسط) ہو۔

مصنف نے قیاس کی تعریف میں عام (قول) کے بعد خاص (مؤلف) کو ذکر کیا اور یہ تعریفات میں معلوم ومشہور ہے کہ خاص کو عام کے بعد ذکر کیا جاتا ہے نیز مؤلف کی قید سے قیاس کی علت صوری کی تعریف کی طرف بھی اشارہ ہو گیا جیسے

Marfat.com

مرکبات خارجیہ کی چار علتیں ہوتی ہیں (۱) علت صوری (۲) علت فاعلی (۳) علت غائی (علت مادی اسی طرح چونکہ قیاس بھی ایک مرکب کلام ہے اس کی بھی چار علتیں ہوں گی قیاس کی علت مادی وہ مقدمات قیاس ہوں گے علت صوری وہ حد اوسط کے دو مقدموں میں ہونے سے جو قیاس کی صورت بنتی ہے وہ علت فاعلی وہ قیاس کرنے والا آدمی ہے علت غائی نتیجہ قیاس ہے اور مؤلف سے اشارہ علت صوری کی طرف ہے۔

دوسری فصل میں من قضایا ہے اس سے مرکبات ناقصہ، مرکبات تامہ، انشائیہ اور وہ قضایا بسائط جن کو عکس لازم ہے اور قضایا مرکبہ جن کو عکس لازم ہے یہ سب خارج ہو گئے مرکبات ناقصہ تو اس لیے کہ وہ قضایا نہیں تامہ، انشائیہ اس لیے کہ قیاس کی تعریف میں قضایا کی قید ہے اور قضیہ اس کو کہتے ہیں جو صدق و کذب کا محتمل ہو مرکبات انشائیہ صدق و کذب کے محتمل نہیں اس لئے وہ بھی خارج ہو جائیں گے نیز وہ بسیطہ قضیے جن کو عکس لازم ہے وہ اس لئے خارج ہیں کہ ان کے ماننے سے اگرچہ ایک قول آخر (عکس) کو ماننا لازم آتا ہے لیکن وہ دو قضیے نہیں بلکہ ایک قضیہ ہوتا ہے نیز قضایا مرکبہ جن کو عکس لازم ہے وہ بھی نکل گئے ان سے بھی اگرچہ قول آخر (عکس) کا ماننا لازم آتا ہے لیکن وہ دو قضیے نہیں بلکہ وہاں بھی منطقی اس قضیہ مرکبہ کو ایک قضیہ بولتے ہیں یا اس وجہ سے وہ نکل جائیں گے کہ تعریف قیاس میں قضایا سے مراد قضایا مرکبہ ہیں دوسرا قضیہ صریح نہیں ہوتا بلکہ اس کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

تیسری فصل یلزم ہے اس سے استقراء اور تمثیل نکل جائیں گے کیونکہ ان میں تیسرے قضیے کا ماننا یقینی نہیں ہوتا بلکہ وہ ظنی ہوتا ہے۔ چوتھی فصل لذاتہ ہے اس سے قیاس مساوات خارج ہو گیا یعنی وہ قیاس کہ جس میں دو قضیوں کے ماننے سے ایک قول آخر ماننا پڑے لیکن لذاتہ نہیں بلکہ ایک مقدمہ خارجی کی وجہ سے جیسا کہ آ مساو لب (صغری) و ب مساو لج (کبری) ف آ مساو لج (نتیجہ) یہاں پہلے دو قضیے یعنی صغری، کبری کے ماننے سے تیسرا قضیہ آ مساو لج ماننا ضروری ہوا ہے لیکن ایک مقدمہ خارجی کی وجہ سے اور وہ مقدمہ یہ ہے کہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے،، اگر مقدمہ خارجی جو کہ درمیان میں ہے یہ درست ہو تو پھر یہ کہنا آ مساو لج درست ہے اگر یہ مقدمہ خارجی درست نہ ہو تو پھر قیاس مساوات کا نتیجہ بالکل غلط نکلے گا حالانکہ صغری، کبری بالکل درست ہونگے شرائط شکل بھی موجود ہوں گے مثلا یوں کہا جائے (صغری) الاربعة نصف ثمانية (کبری) والثمانية نصف الستة عشر (نتیجہ) فالاربعة نصف الستة عشر یہ نتیجہ غلط ہے کیونکہ چار، سولہ کا نصف نہیں ہوتا بلکہ چوتھائی ہوتا ہے۔ صغری و کبری دونوں صحیح ہیں لیکن یہ نتیجہ غلط نکلا کیونکہ مقدمہ خارجی غلط ہے وہ یہ ہے کہ نصف کا نصف نصف نہیں ہوتا ہے بلکہ ربع ہوتا ہے۔

****

Marfat.com

اشکال:۔ جب قیاس مساوات میں صغری اور کبری یعنی دو قضیوں کے ماننے سے ایک تیسرا قضیہ ماننا پڑتا ہے تو پھر اس کو قیاس کیوں نہیں کہتے؟

جواب:۔ یہاں اصل میں ان دو قضیوں کے ماننے سے ایک قضیہ ثالث ماننا لازم نہیں آتا بلکہ یہاں حقیقت میں دو قیاس ہوتے ہیں مثلاً اسی مثال میں ا لمساوی لب و ب مسالولج فامساولج یہ ایک قیاس ہے دوسرا قیاس اسطرح ہے کہ نتیجہ کو صغری بنائیں ا مساولج اور کبری وہ مقدمہ خارجیہ ہو کل مسا ولمساولج مسالولج مسالولج حد اوسط لج کو گراو تو نتیجہ ا مساولج نکلے گا اور یہ صحیح ہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قیاس مساوات حقیقت میں دو قیاس ہوتے ہیں۔

قیاس کے دو مقدموں کے ماننے سے جو تیسرا قضیہ ماننا پڑتا ہے اس کو نتیجہ اور مطلوب کہتے ہیں۔

قَوْلُہٗ فَاِنْ کَانَ :اَیِ الْقَوْلُ الْاٰخَرُ الَّذِیْ ھُوَ النَّتِیْجَۃُ وَالْمُرَادُ بِمَادَتِہٖ طَرْفَاہُ الْمَحْکُوْمُ عَلَیْہِ وَبِہٖ وَالْمُرَادُ بِھَیْئَتِہِ التَّرْتِیْبُ الْوَاقِعُ بَیْنَ طَرْفَیْہِ سَوَاءٌ تَحَقَّقَ فِیْ ضِمْنِ الْاِیْجَابِ اَوِ السَّلْبِ فَاِنَّہٗ قَدْ یَکُوْنُ الْمَذْکُوْرُ فِی الْاِسْتِثْنَائِیِّ نَقِیْضُ النَّتِیْجَۃِ کَقَوْلِنَا اِنْ کَانَ ھٰذَا اِنْسَانًا کَانَ حَیَوَانًا لٰکِنَّہٗ لَیْسَ بِحَیَوَانٍ یُنْتِجُ اَنَّ ھٰذَا لَیْسَ بِاِنْسَانٍ وَالْمَذْکُوْرُ فِی الْقِیَاسِ ھٰذَا اِنْسَانٌ وَقَدْ یَکُوْنُ الْمَذْکُوْرُ فِیْہِ عَیْنُ النَّتِیْجَۃِ کَقَوْلِکَ فِی الْمِثَالِ الْمَذْکُوْرِ لٰکِنَّہٗ اِنْسَانٌ یُنْتِجُ اَنَّ ھٰذَا حَیَوَانٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی دوسرا قول جو نتیجہ ہے اور مراد اس کے مادہ سے اس کی دونوں طرفیں ہیں یعنی محکوم علیہ اور محکوم بہ اور اس کی ہیئت سے مراد وہ ترتیب ہے جو اس کی دو طرفوں کے درمیان واقع ہو برابر ہے کہ ایجاب کے ضمن میں متحقق ہو یا سلب کی ضمن میں پس بلاشبہ کبھی وہ چیز جو قیاس استثنائی میں مذکور ہو نتیجہ کی نقیض ہوتی ہے جیسے ہمارا قول ان کان ھذا انسانا کان حیوانا لکنہ الخ یہ نتیجہ دے گا ھذا لیس بانسان اور قیاس میں جو مذکور ہے وہ ھذا انسان ہے اور کبھی وہ چیز جو اس میں مذکور ہو وہ نتیجہ کا عین ہوتی ہے جیسے تیرا قول مثال مذکور میں لکنہ انسان یہ نتیجہ دے گا ھذا حیوان۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ اس میں قیاس استثنائی کی تعریف کر رہے ہیں قیاس کی دو قسمیں ہیں قیاس اقترانی قیاس استثنائی۔

Marfat.com

اس قول میں قیاس استثنائی کی تعریف کی ہے کہ اگر نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بعینہ اپنے مادہ اور ہیئت ترکیبیہ کے ساتھ موجود ہوتو اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں۔نقیض نتیجہ مقدمتین قیاس میں موود ہونے کی مثال جیسے ان کان هذا انسانا کان حیوانا لکنه لیس بحیوان یہ نتیجہ دے گا هذالیس بانسان یہ نتیجہ بعینہ تو مقدمتین قیاس میں موجود نہیں لیکن اس کی نقیض لکنه انسان ایجاب کی شکل میں موجود ہے اور اسی مثال میں کبری کو بدل دیا جائے کہ لکنه انسان تو اس صورت میں نتیجہ ہوگا هذا انسان اور یہ نتیجہ بعینہ مقدمتین قیاس میں موجود ہے۔

قَوْلُهٗ فَاِسْتِثْنَائِیٌّ: لِاِشْتِمَالِهٖ عَلٰی کَلِمَةِ الْاِسْتِثْنَاءِ اَعْنِیْ لٰکِنَّ۔

ترجمہ:۔بوجہ مشتمل ہونے اس کے کلمہ استثناء پر میں مراد لیتا ہوں لکن کو۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض قیاس استثنائی کی وجہ تسمیہ بتانی ہے۔

تشریح:۔قیاس استثنائی کو استثنائی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حرف استثناء لکن وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

قَوْلُهٗ وَاِلَّا: اَیْ وَاِنْ لَمْ یَکُنِ الْقَوْلُ الْاٰخَرُ مَذْکُوْرًا فِی الْقِیَاسِ بِمَادَّتِهٖ وَهَیْئَتِهٖ وَذٰلِكَ بِاَنْ یَکُوْنَ مَذْکُوْرًا بِمَادَّتِهٖ لَا بِهَیْئَتِهٖ اِذْ لَا یُعْقَلُ وُجُوْدُ الْهَیْئَةِ بِدُوْنِ الْمَادَّةِ وَکَذَا لَا یُعْقَلُ قِیَاسٌ لَا یَشْمَلُ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ اَجْزَاءِ النَّتِیْجَةِ الْمَادِیَّةِ وَالصُّوْرِیَّةِ وَمِنْ هٰذَا یُعْلَمُ اَنَّهٗ لَوْ حُذِفَ قَوْلُهٗ بِمَادَّتِهٖ لَکَانَ اَوْلٰی۔

ترجمہ:۔یعنی اگر دوسرا قول قیاس میں مذکور نہ ہو اپنے مادہ ہیئت کے ساتھ اور وہ بایں طرح کہ مذکور ہو اپنے مادہ کیساتھ نہ کہ اپنی ہیئت کیساتھ کیونکہ نہیں متصور ہوسکتا ہیئت کا وجود بغیر مادہ کے اور ایسے ہی نہیں متصور ہوسکتا ایسا قیاس جو نہ مشتمل ہو نتیجہ مادیہ اور صوریہ کے اجزاء میں سے کسی جزء پر اور اسی سے جانا گیا ہے کہ اگر اس کے قول بمادته کو حذف کر دیا جاتا تو البتہ بہتر ہوتا۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔اس قول میں ایک وضاحت کر رہے ہیں کہ متن میں مذکور الا استثنائیہ نہیں بلکہ الامر کبہ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر نتیجہ اپنے مادہ اور ہیئت کیساتھ مقدمتین قیاس میں مذکور نہ ہوتو اس کو قیاس اقترانی کہتے ہیں عقلی احتمالات یہاں نتیجہ کے مذکور ہونے نہ ہونے کے چار نکلتے ہیں (۱) یہ ہے کہ نتیجہ اپنے مادہ اور ہیئت ترکیبیہ دونوں کیساتھ موجود ہو (۲) دونوں کیساتھ موجود نہ

Marfat.com

ہو (۳) ہیئت ہو لیکن مادہ نہ ہو (۴) مادہ ہو اور ہیئت ترکیبیہ نہ ہو۔ ان احتمالات اربعہ میں سے دوسرا اور تیسرا احتمال ناممکن ہے پہلا اور چوتھا احتمال ممکن ہے پایا بھی جاتا ہے اگر مادہ اور ہیئت ترکیبیہ دونوں کیساتھ نتیجہ مذکور ہو تو اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں اور اگر چوتھا احتمال ہو کہ فقط مادہ ہو ہیئت ترکیبیہ نہ ہو تو اس کو قیاس اقترانی کہتے ہیں۔

قَوْلُهُ فَاقْتِرَانِيٌّ لِاقْتِرَانِ حُدُوْدِ الْمَطْلُوْبِ فِيْهِ وَهِيَ الْاَصْغَرُ وَالْاَكْبَرُ وَالْاَوْسَطُ۔

ترجمہ:۔ بوجہ مقترن ہونے مطلوب کی حدود کے اس میں اور وہ حد اصغر، اکبر اوسط ہیں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض قیاس اقترانی کی وجہ تسمیہ بتانی ہے۔

تشریح:۔ اقتران کے معنی ملانے کے آتے ہیں۔ قیاس اقترانی کو بھی اقترانی اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی نتیجہ کے تینوں حدود حد اصغر، حد اکبر، حد اوسط کو ملائے ہوئے ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ حَمْلِيٌّ: اَیْ قِيَاسُ الْاِقْتِرَانِيُّ يَنْقَسِمُ اِلٰی حَمْلِيٍّ وَشَرْطِيٍّ لِاَنَّهُ اِنْ كَانَ مُرَكَّبًا مِنَ الْحَمْلِيَاتِ الصِّرْفَةِ فَحَمْلِيٌّ نَحْوُ الْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ حَادِثٌ وَاِلَّا فَشَرْطِيٌّ سَوَاءٌ تَرَكَّبَ مِنَ الشَّرْطِيَّاتِ الصِّرْفَةِ نَحْوُ كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ وَكُلَّمَا كَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا فَالْعَالَمُ مُضِيٌّ فَكُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالْعَالَمُ مُضِيٌّ اَوْ تَرَكَّبَ مِنَ الْحَمْلِيَّةِ وَالشَّرْطِيَّةِ نَحْوُ كُلَّمَا كَانَ هٰذَا الشَّيْءُ اِنْسَانًا كَانَ حَيَوَانًا وَكُلُّ حَيَوَانٍ جِسْمٌ فَكُلَّمَا كَانَ هٰذَا الشَّيْءُ اِنْسَانًا كَانَ جِسْمًا وَقَدَّمَ الْمُصَنِّفُ الْبَحْثَ عَنِ الْاِقْتِرَانِيِّ الْحَمْلِيِّ عَلَى الْاِقْتِرَانِيِّ الشَّرْطِيِّ لِكَوْنِهٖ اَبْسَطُ مِنَ الشَّرْطِيِّ

ترجمہ:۔ یعنی قیاس اقترانی حملی اور شرطی کی طرف تقسیم ہوتا ہے اس لئے کہ اگر محض حملیات سے مرکب ہو تو حملی ہے جیسے العالم متغیر الخ ورنہ شرطی ہے برابر ہے کہ محض شرطیات سے مرکب ہو جیسے کلما کانت الشمس طالعة الخ یا حملیہ اور شرطیہ سے مرکب ہو جیسے کلما کان هذا الشئی انسانا الخ اور مصنف نے قیاس اقترانی حملی کی بحث کو مقدم کیا ہے اقترانی شرطی سیاس کے بسیط ہونے کی وجہ سے بنسبت شرطی کے۔

****

Marfat.com

غرض شارح:۔اس قول کی غرض قیاس اقترانی کی تقسیم بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں۔(۱) قیاس اقترانی حملی (۲) قیاس اقترانی شرطی۔

قیاس اقترانی حملی اس کو کہتے ہیں جس میں مقدمتین قیاس دونوں حملیہ ہوں جیسے العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث۔

قیاس اقترانی شرطی کی تعریف میں اختلاف ہے بعض نے یہ تعریف کی ہے قیاس اقترانی شرطی اس کو کہتے ہیں جس کے مقدمتین فقط شرطیہ ہوں اگر ایک حملیہ اور ایک شرطیہ ہو تو اس مذہب والوں کے نزدیک وہ قیاس اقترانی حملی کی تعریف میں داخل ہوگا لیکن یزدی نے دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے کہ قیاس اقترانی شرطی اس کو کہتے ہیں کہ جس میں دونوں مقدمتین شرطیہ ہوں جیسے (صغری) کلما کانت الشمس طالعة فالنهار موجود (کبری) و کلما کان النهار موجودا فالعالم مضئی (نتیجہ) کلما کانت الشمس طالعة فالعالم مضئی ۔ایک مقدمہ حملیہ اور ایک شرطیہ ہو جیسے (صغری شرطیہ) کلما کان هذاالشی انسانا کان حیوانا (کبری حملیہ) و کل حیوان جسم (نتیجہ) کلما کان هذاالشئی انسانا کان جسما۔

قیاس اقترانی حملی کو مقدم اس لئے کیا کہ یہ حملی شرطی کی بنسبت بسیط ہے اور بسیط مرکب سے مقدم ہوتا ہے۔

قَوْلُهٗ مِنَ الْحَمْلِیْ :اَیْ مِنَ الْاِقْتِرَانِیْ الْحَمَلِیْ۔

ترجمہ:۔یعنی قیاس اقترانی حملی سے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔یعنی قیاس اقترانی حملی کے نتیجہ کے موضوع کو حد اصغر اور محمول کو حد اکبر کہتے ہیں۔

قَوْلُهٗ اَصْغَرُ :لِکَوْنِ الْمَوْضُوْعِ فِی الْغَالِبِ اَخَصُّ مِنَ الْمَحْمُوْلِ وَاَقَلَّ اَفْرَادًا مِنْهُ فَیَکُوْنُ الْمَحْمُوْلُ اَکْبَرَ وَاَکْثَرَ اَفْرَادًا مِنْهُ۔

ترجمہ:۔بوجہ موضوع کے اکثر اوقات میں محمول سے اخص ہونے کے اور باعتبار افراد کے اس سے کم ہونے کے پس ہوگا محمول اکبر باعتبار افراد کے اس سے اکثر۔

****

Marfat.com

غرض شارح:۔اس قول کی غرض حد اصغر کی وجہ تسمیہ بیان کرنی ہے۔

تشریح:۔حد اصغر کو اصغر اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر اوقات اس کے افراد قلیل ہوتے ہیں جیسے العالم حادث میں عالم کے افراد حادث کی بنسبت بہت کم ہیں۔اور حد اکبر کو اکبر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے افراد بنسبت حد اصغر کے زیادہ ہوتے ہیں العالم حادث میں حادث کے افراد بنسبت عالم کے زیادہ ہیں۔

قَوْلُهٗ وَالْمُتَكَرِّرُ :لِتَوَسُّطِهٖ بَيْنَ الطَّرَفَيْنِ۔

ترجمہ:۔بوجہ اس کے طرفین کے درمیان واقع ہونے کے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض حد اوسط کی وجہ تسمیہ بتلانی ہے۔

تشریح:۔صغریٰ اور کبریٰ میں جو چیز متکرر ہوتی ہے اس کو حد اوسط کہتے ہیں اوسط اس لئے کہتے ہیں کہ یہ طرفین (صغریٰ و کبریٰ) کے درمیان ہوتی ہے۔

قَوْلُهٗ وَمَا فِيْهِ :اَىِ الْمُقَدَّمَةُ الَّتِىْ فِيْهَا الْاَصْغَرُ وَتَذْكِيْرُ الضَّمِيْرِ نَظْرًا اِلٰى لَفْظِ الْمَوْصُوْلِ۔

ترجمہ:۔یعنی وہ مقدمہ جس میں اصغر ہو اور ضمیر کو مذکر لانا لفظ موصول کی طرف نظر کرتے ہوئے ہے۔

قَوْلُهٗ الصُّغْرٰى :لِاِشْتِمَالِهَا عَلَى الْاَصْغَرِ۔

ترجمہ:۔بوجہ مشتمل ہونے اس کے اصغر پر۔

قَوْلُهٗ الْكُبْرٰى :اَىْ مَافِيْهِ الْاَكْبَرُ الْكُبْرٰى لِاِشْتِمَالِهَا عَلَى الْاَكْبَرِ۔

ترجمہ:۔یعنی وہ مقدمہ جس میں اکبر ہو کبریٰ ہے اس کے اکبر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔

غرض شارح:۔ان قولوں کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔حد اصغر قیاس کے جس مقدمہ میں ہو اس کو صغریٰ کہتے ہیں کیونکہ اس میں حد اصغر ہوتی ہے اور قیاس کا وہ مقدمہ جس میں حد اکبر ہوتی ہے اس کو کبریٰ کہتے ہیں کیونکہ حد اکبر اس میں موجود ہوتی ہے۔

Marfat.com

قَوْلُهُ اَلشَّكْلُ الْاَوَّلُ :۔ يُسَمّٰى اَوَّلًا لِاَنَّ اِنْتَاجَهٗ بَدِيْهِيٌّ وَاِنْتَاجَ الْبَوَاقِيْ نَظَرِيٌّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ فَيَكُوْنُ اَسْبَقَ وَاَقْدَمَ فِي الْعِلْمِ۔

ترجمہ:۔اس کا اول نام اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اس کا نتیجہ دینا بدیہی ہے اور باقیوں کا نتیجہ دینا نظری ہے جو رجوع کرتا ہے اس کی طرف پس سابق ہے اور علم کے اندر مقدم ہے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل اول کی وجہ تسمیہ بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔اشکال چار ہیں۔حد اوسط اگر محمول فی الصغریٰ اور موضوع فی الکبریٰ ہو تو اس کو شکل اول کہتے ہیں اس کو شکل اول اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ واضح نتیجہ دینے والی ہوتی ہے باقی اشکال کا نتیجہ صحیح معلوم کرنے کے لئے ان کو بھی شکل اول پر پرکھنا پڑتا ہے۔

قَوْلُهُ فَالثَّانِيْ لِاِشْتِرَاكِهٖ مَعَ الْاَوَّلِ فِيْ اَشْرَفِ الْمُقَدَّمَتَيْنِ اَعْنِي الصُّغْرٰى۔

ترجمہ:۔بوجہ اس کے اول کیساتھ دو مقدموں میں سے اشرف کے اندر شریک ہونے کے میں مراد لیتا ہوں (اشرف سے) مقدمہ صغریٰ کو۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل ثانی کی وجہ تسمیہ بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔شکل اول شکل ثانی اگر حد اوسط صغریٰ کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو اس کو شکل ثانی کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہ کہ شکل اول کیساتھ صغریٰ کے اندر جو کہ مقدمتین میں افضل مقدمہ ہے محمول ہونے میں شریک ہے۔

قَوْلُهُ فَالثَّالِثُ لِاِشْتِرَاكِهٖ مَعَ الْاَوَّلِ فِيْ اَخَسِّ الْمُقَدَّمَتَيْنِ اَعْنِي الْكُبْرٰى ۔

ترجمہ:۔بوجہ اس کے شریک ہونے اول کیساتھ دونوں مقدموں میں سے کم تر مقدمے میں مراد لیتا ہوں۔(کم تر سے) کبریٰ کو۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل ثالث کی وجہ تسمیہ بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔اگر حد اوسط صغریٰ کبریٰ دونوں میں موضوع ہو تو اس کو شکل ثالث کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شکل اول کیساتھ کبریٰ کے اندر بمقدمتین میں سے ارزل مقدمہ ہے موضوع ہونے میں شریک ہے۔

****

Marfat.com

قَوْلُهٗ۔ فَالرَّابِعُ :لِكَوْنِهٖ فِيْ غَايَةِ الْبُعْدِ عَنِ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ:۔ بوجہ ہونے اس کے اول سے انتہائے بعد میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل رابع کی وجہ تسمیہ بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ اگر حداوسط موضوع فی الصغری اور محمول فی الکبری ہوتو اس کو شکل رابع کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شکل اول سے نہایت دور ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز میں بھی شریک نہیں۔

oooooooooooooooooooooooo

متن: وَيُشْتَرَطُ فِي الْاَوَّلِ اِيْجَابُ الصُّغْرٰى وَفِعْلِيَّتُهَا مَعَ كُلِّيَّةِ الْكُبْرٰى لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَتَانِ مَعَ الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ الْمُوْجِبَتَيْنِ وَمَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ السَّالِبَتَيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ وَفِي الثَّانِيْ اِخْتِلَافُهُمَا فِي الْكَيْفِ وَكُلِّيَّةُ الْكُبْرٰى مَعَ دَوَامِ الصُّغْرٰى اَوِانْعِكَاسِ سَالِبَةِ الْكُبْرٰى وَكَوْنُ الْمُمْكِنَةِ مَعَ الضَّرُوْرِيَّةِ اَوِالْكُبْرٰى الْمَشْرُوْطَةِ لِيُنْتِجَ الْكُلِّيَّتَانِ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَالْمُخْتَلِفَتَانِ فِي الْكَمِّ اَيْضًا سَالِبَةً جُزْئِيَّةً بِالْخُلْفِ اَوْ عَكْسِ الْكُبْرٰى وَالصُّغْرٰى ثُمَّ التَّرْتِيْبُ ثُمَّ النَّتِيْجَةُ وَفِي الثَّالِثِ اِيْجَابُ الصُّغْرٰى وَفِعْلِيَّتُهَا مَعَ كُلِّيَّةِ اِحْدٰهُمَا لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَتَانِ مَعَ الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ اَوْ بِالْعَكْسِ مُوْجِبَةً جُزْئِيَّةً وَمَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ اَوِالْكُلِّيَّةِ مَعَ الْجُزْئِيَّةِ سَالِبَةً

Marfat.com

جُزْئِيَّةً بِالْخُلْفِ أَوْ عَكْسِ الصُّغْرٰى أَوِ الْكُبْرٰى ثُمَّ التَّرْتِيْبُ
ثُمَّ النَّتِيْجَةُ وَفِي الرَّابِعِ إِيْجَابُهُمَا مَعَ كُلِّيَّةِ الصُّغْرٰى
أَوْ اِخْتِلَافُهُمَا مَعَ كُلِّيَّةِ أَحَدِهِمَا لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَةُ الْكُلِّيَّةُ
مَعَ الْأَرْبَعِ وَالْجُزْئِيَّةُ مَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ وَالسَّالِبَتَانِ مَعَ
الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ وَكُلِّيَّتُهُمَا مَعَ الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ جُزْئِيَّةً
مُوْجِبَةً إِنْ لَمْ يَكُنْ بِسَلْبٍ وَإِلَّا فَسَالِبَةٌ بِالْخُلْفِ أَوْ بِعَكْسِ
التَّرْتِيْبِ ثُمَّ النَّتِيْجَةِ أَوْ بِعَكْسِ الْمُقَدَّمَتَيْنِ أَوْ بِالرَّدِّ إِلَى
الثَّانِيْ بِعَكْسِ الصُّغْرٰى أَوِ الثَّالِثِ بِعَكْسِ الْكُبْرٰى۔

ترجمہ متن:۔ اور شرط لگائی جاتی ہے اول میں ایجاب صغری اور راس کا فعلیہ ہونا کبری کے کلی ہونے کے ساتھ تاکہ دو موجبہ نتیجہ دیں دو موجبہ کلیہ کیساتھ موجبتین اور سالبہ کیساتھ نتیجہ دیں دو سالبۃ بداہۃ۔ اور شکل ثانی میں (شرط لگائی جاتی ہے) ان دونوں (صغری، کبری) کا مختلف ہونا کیف میں اور کبری کا کلی ہونا صغری کے دائمی ہونے کیساتھ یا کبری کے سالبہ کا عکس نکلنا اور ممکنہ کا ہونا ضروریہ کیساتھ یا کبری کا مشروطہ ہونا۔ تاکہ دو کلیہ سالبہ کا نتیجہ دیں اور دونوں مختلف ہوں کمیت میں تو بھی سالبہ جزئیہ (نتیجہ دیں) دلیل خلفی کیساتھ یا کبری کے عکس کے ساتھ یا صغری کے عکس کے اور پھر ترتیب کے عکس پھر نتیجہ کے عکس کے ساتھ۔ اور شکل ثالث مین (شرط لگائی جاتی ہے) ایجاب صغری اور اس کا فعلیہ ہونا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ تاکہ نتیجہ دیں دو موجبہ کلیہ کے ساتھ یا عکس کے ساتھ موجبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ یا کلیہ جزئیہ کے ساتھ سالبہ جزئیہ دلیل خلفی کے ساتھ یا صغری کے عکس کے ساتھ یا کبری کے عکس پھر ترتیب پھر نتیجہ کے عکس کے ساتھ۔ اور شکل رابع میں (شرط لگائی جاتی ہے) ان دونوں کا موجبہ ہونا صغری کے کلیہ ہونے کے ساتھ یا ان دونوں کا مختلف ہونا ان میں سے ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ تاکہ نتیجہ دے موجبہ کلیہ چاروں کے ساتھ اور جزئیہ سالبہ کلیہ کے ساتھ اور دو سالبہ موجبہ کلیہ کے ساتھ اور اس سالبہ کا کلیہ ہونا موجبہ جزئیہ کے ساتھ جزئیہ موجبہ اگر سلب کے ساتھ نہ ہو ورنہ پس سالبہ ہوگا دلیل خلفی کے ساتھ یا ترتیب پھر نتیجہ کے عکس کے ساتھ یا مقدمتین کے عکس کے ساتھ یا شکل ثانی کی طرف لوٹانا صگری کے عکس کے ساتھ یا شکل

Marfat.com

ثالث کی طرف لوٹانا کبری کے عکس کے ساتھ۔

مختصر تشریح:۔اس عبارت میں علامہ تفتازانی اشکال اربعہ کی شرائط اوران کے ضروب نتیجہ کوبیان فرمار ہے ہیں تفصیل شرح میں آ رہی ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

قَوْلُهٗ۔ فِعْلِيَتُهَا :لِيَتَعَدَّى الْحُكْمُ مِنَ الْاَوْسَطِ اِلَى الْاَصْغَرِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْحُكْمَ فِي الْكُبْرٰى اِيْجَابًا كَانَ اَوْسَلْبًا اِنَّمَا هُوَ عَلٰى مَا يَثْبُتُ لَهُ الْاَوْسَطُ بِالْفِعْلِ بِنَاءً عَلٰى مَذْهَبِ الشَّيْخِ فَلَوْ لَمْ يَحْكُمْ فِي الصُّغْرٰى بِاَنَّ الْاَصْغَرَ يَثْبُتُ لَهُ الْاَوْسَطُ بِالْفِعْلِ فَلَمْ يَلْزَمْ تَعَدِّيْ الْحُكْمِ مِنَ الْاَوْسَطِ اِلَى الْاَصْغَرِ۔

ترجمہ:۔تا کہ حداوسط سے اصغر کی طرف متعدی ہواور یہ اس لئے ہے کہ حکم کبری میں خواہ ایجابی ہو یا سلبی سوا اسکے نہیں وہ ان افراد پر ہے جن کے لئے حداوسط بالفعل ثابت ہے شیخؒ کے مذہب پر بناء کرتے ہوئے پس اگر نہ ہو حکم صغری میں بایں طور کہ اصغر کے لئے حداوسط بالفعل ثابت ہے تو نہیں لازم آئے گا حکم کا حداوسط سے اصغر کی طرف متعدی ہونا۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل اول کا نتیجہ دینے کیلئے شرائط کوذکر کرنا ہے۔

تشریح:۔شکل اول کی نتیجہ دینے کی تین شرطیں ہیں (۱) کیفیت کے اعتبار سے کہ صغری موجبہ ہو(۲) کمیت کے اعتبار سے کہ کبری ہمیشہ کلیہ ہو(۳) جہت کے اعتبار سے شکل اول کے لئے فعلیت (یعنی امکان نہ ہو) صغری شرط ہے اگر صغری والی جہت امکان کی ہوگی تو نتیجہ صحیح نہیں ہوگا فعلیت والی جہت یہ ایسی عام جہت ہے کہ جہت ضرورت اوردوام کو بھی شامل ہے۔

شارح نے ان تینوں شرطوں کی دلیل بھی بیان کی ہے اس قول میں یزدی نے صرف فعلیت صغری کی دلیل بیان کی ہے کہ فعلیت صغری کیوں ضروری ہے؟ اس سے پہلے شکل اول کا حاصل سمجھنا ضروری ہے۔شکل اول کا حاصل یہ ہے کہ اس میں حداصغر، حداکبراور حداوسط موجود ہوتے ہیں جیسے العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث میں تینوں چیزیں موجود ہیں اس مثال میں کبری کلیہ ہے یعنی کل متغیر حادث اس میں حداوسط موضوع ہے شیخ کے مذہب کے مطابق یہاں تغیر کا ثبوت متغیر کے جن افراد کے لئے بالفعل ہے ان کے لئے حدوث ثابت ہے۔صغری میں العالم کو متغیر کے نیچے درج کیا ہے اور العالم کو متغیر کا ایک فرد بنایا ہے کہ عالم متغیر ہے۔صغری کے اندر بھی جہت فعلیت والی اگر معتبر ہو کہ

Marfat.com

جن افراد متغیر کے لئے تغیر بالفعل ہے عالم ان میں سے ہے تو پھر حدوث کا ثبوت عالم کے لئے صحیح ہے لیکن اگر وہاں صغری میں فعلیت والی جہت کا اعتبار نہ ہو بلکہ جہت امکان کا اعتبار ہو تو پھر حدوثِ عالم کو عالم کے لئے ثابت کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ لہذا حدوث کا اس عالم کے لئے ثابت کرنا درست نہیں ہوگا حد اوسط (متغیر) کو اصغر (العالم) تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ جہت فعلیت کا صغری میں اعتبار کیا جائے۔

فعلیت کی شرط کی دلیل یہ بھی ہے کہ صغری میں جہت امکان مراد ہو اور کبری میں فعل مراد ہے تو حد اوسط کا اس صورت میں تکرار ہی نہیں ہوگا جب حد اوسط کا تکرار نہیں ہوگا تو نتیجہ بھی پھر صحیح نہیں نکلے گا۔

شکل اول میں ایجاب صغری کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ اگر صغری موجبہ نہ ہو بلکہ سالبہ ہو تو پھر شکل ثانی کی طرح اختلاف نتیجہ لازم آئے گا جس کی تفصیل شکل ثانی میں آئے گی۔ فافھم۔

قَوْلُهُ مَعَ كُلِّيَّةِ الْكُبْرٰى: لِيَلْزَمَ اِنْدِرَاجُ الْاَصْغَرِ فِي الْاَوْسَطِ فَيَلْزَمُ مِنَ الْحُكْمِ عَلَى الْاَوْسَطِ الْحُكْمُ عَلَى الْاَصْغَرِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْاَوْسَطَ يَكُوْنُ مَحْمُوْلًا هٰهُنَا عَلَى الْاَصْغَرِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَحْمُوْلُ اَعَمَّ مِنَ الْمَوْضُوْعِ فَلَوْ حُكِمَ فِي الْكُبْرٰى عَلٰى بَعْضِ الْاَوْسَطِ لَاحْتَمَلَ اَنْ يَّكُوْنَ الْاَصْغَرُ غَيْرَ مُنْدَرِجٍ فِيْ ذٰلِكَ الْبَعْضِ فَلَا يَلْزَمُ مِنَ الْحُكْمِ عَلٰى ذٰلِكَ الْبَعْضِ الْحُكْمُ عَلَى الْاَصْغَرِ كَمَا يُشَاهِدُ فِيْ قَوْلِكَ كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ وَبَعْضُ الْحَيَوَانِ فَرَسٌ۔

ترجمہ:۔ تا کہ اصغر کا حد اوسط میں داخل ہونا لازم آئے پس حد اوسط پر حکم ہونے سے لازم آئے گا اصغر پر حکم ہونا اور یہ اس لئے ہے کہ حد اوسط یہاں اصغر پر محمول ہوتی ہے اور جائز ہے کہ محمول موضوع سے اعم ہو پس اگر کبری میں حد اوسط کے بعض افراد پر حکم لگایا جائے تو احتمال ہوگا اس بات کا کہ اصغر ان بعض افراد میں داخل نہ ہو پس نہیں لازم آئے گا بعض افراد پر حکم ہونے سے اصغر پر حکم ہونا جیسا کہ مشاہدہ ہے تیرے قول میں کل انسان حیوان و بعض الحیوان فرس میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل اول میں کلیت کبری کی جو شرط لگائی ہے اس کی دلیل بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ شکل اول میں کبری کا کلیہ ہونا اس لئے ضروری ہے تا کہ اصغر کو اوسط کے نیچے درج کرنا صحیح ہو سکے ورنہ اگر کبری کلیہ

Marfat.com

نہ ہو بلکہ جزئیہ ہو تو اس وقت اصغر کو اوسط نیچے درج کرنا صحیح نہ ہوگا جیسے (صغری) کل انسان حیوان (کبری) بعض الحیوان فرس (نتیجہ) بعض الانسان فرس یہاں کبری جزئیہ ہے کبری میں اکبر (فرس) کو اوسط (حیوان) کے بعض افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہے اور صغری میں اوسط کو اصغر (الانسان) کے کل افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہے تو کبری میں اوسط کے جن بعض افراد کے لئے حکم ثابت کیا گیا معلوم نہیں ہو سکے گا آیا اصغر اکبر کے ان بعض افراد میں جن کے لئے اکبر ثابت کیا گیا ہے داخل ہے یا نہیں ہاں جب کبری کلیہ ہوگا تو اکبر اوسط کے تمام افراد کے لئے ثابت ہوگا اور اصغر بھی چونکہ اوسط کا ایک فرد ہے اس لئے اکبر اصغر کے لئے بھی ثابت ہو جائے گا اس کی مثال کل انسان حیوان و کل ماش جسم (نتیجہ) فالانسان جسم۔

قَوْلُهُ لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَتَانِ: اَیِ الْكُلِّيَّةُ وَالْجُزْئِيَّةُ وَاللَّامُ فِيْهِ لِلْغَايَةِ اَیْ اَثَرُ هٰذِهِ الشُّرُوْطِ اَنْ يُنْتِجَ الصُّغْرٰى الْمُوْجِبَةُ الْكُلِّيَّةُ وَالْمُوْجِبَةُ الْجُزْئِيَّةُ مَعَ الْكُبْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ الْمُوْجِبَتَيْنِ فَفِی الْاَوَّلِ يَكُوْنُ النَّتِيْجَةُ مُوْجِبَةً كُلِّيَّةً وَفِی الثَّانِیْ مُوْجِبَةً جُزْئِيَّةً وَاَنْ يُّنْتِجَ الصُّغْرَيَانِ يَعْنِی الْمُوْجِبَتَيْنِ مَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ الْكُبْرٰى السَّالِبَتَيْنِ الْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ عَلٰى مَاسَبَقَ وَاَمْثِلَةُ الْكُلِّ وَاضِحَةٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی کلیہ اور جزئیہ اور اس میں لام غایت کی ہے یعنی ان شروط کا اثر یہ ہے کہ نتیجہ دے گا صغری موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ کے ساتھ مل کر دو موجبہ (موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ) کا پس اول صورت میں نتیجہ موجبہ کلیہ ہوگا اور ثانی صورت میں موجبہ جزئیہ ہوگا اور (ان شروط کا اثر) یہ ہے کہ نتیجہ دیں گے دو صغری موجبہ سالبہ کلیہ کبری کے ساتھ مل کر سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کا اوپر اس کے جو تفصیل گزر چکی ہے اور سب کی مثالیں واضح ہیں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض تشریح متن ہے۔

تشریح:۔ لینتج میں لام عاقبت اور غایت کی ہے اس قول میں یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے جو شکل اول کے نتیجہ دینے کے لئے تین شرطیں لگائی تھیں ان کا انجام اور فائدہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں کہ ان تینوں شرطوں کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان شرائط کے موجود ہوتے ہوئے چار قسموں کا نتیجہ حاصل ہوگا موجبتان (موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ) کو جب موجبہ کلیہ کے ساتھ ملائیں گے یعنی صغری موجبہ کلیہ اور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو تو نتیجہ موجبہ کلیہ ہوگا، اور دوسری صورت میں جبکہ صغری موجبہ جزئیہ اور کبری موجبہ

Marfat.com

کلیہ ہو تو نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ موجبتان (موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ) کو جب سالبہ کے ساتھ ملائیں گے تو اس وقت نتیجہ سالبتین (سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ) نکلے گا موجبہ کلیہ کو سالبہ کلیہ کے ساتھ ملانے کی صورت میں نتیجہ سالبہ کلیہ نکلے گا اور موجبہ جزئیہ نکلے گا مثالیں چاروں قسموں کی آگے نقشے میں آرہی ہیں۔

قَوْلُهُ الْمُوْجِبَتَيْنِ :اَیْ يُنْتِجُ الْكُلِّيَّةَ وَالْجُزْئِيَّةَ۔

ترجمہ:۔ یعنی وہ نتیجہ دے گا موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ۔

غرض شارح:۔ اس قول میں یہ بتا رہے ہیں کہ موجبتان کو کلیہ کے ساتھ ملائیں گے تو نتیجہ موجبتین نکلیں گے ان موجبتین سے کیا مراد ہے؟

تشریح:۔ فرماتے ہیں کہ موجبتین سے مراد موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ ہے

قَوْلُهُ السَّالِبَتَيْنِ : اَیْ يُنْتِجُ الْكُلِّيَّةَ وَالْجُزْئِيَّةَ

ترجمہ:۔ یعنی وہ نتیجہ دے گا سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض سالبتین کی مراد بتانی ہے کہ سالبتین سے کیا مراد ہے؟

تشریح:۔ فرماتے ہیں کہ سالبتین سے مراد نتیجہ سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ ہے۔

شکل اول کی عقلی طور ہر ضربیں سولہ نکلتی ہیں کیونکہ صغری محصورات اربعہ (موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ) میں سے ہر ایک ہو سکتا ہے اور کبری بھی لیکن جب شرائط شکل اول ایجاب صغری اور کلیت کبری کا لحاظ کیا جائے تو بارہ ضربیں ساقط ہو جاتی ہیں اور چار ضروب نتیجہ باقی رہتی ہیں

(۱) پہلی ضرب:۔ (صغری) موجبہ کلیہ (کبری) موجبہ کلیہ (نتیجہ) موجبہ کلیہ (نقشہ میں یہ پہلا احتمال ہے)

(۲) دوسری ضرب:۔ (صغری) موجبہ جزئیہ (کبری) سالبہ کلیہ (نتیجہ) سالبہ جزئیہ (نقشہ میں یہ ساتواں احتمال ہے)

(۳) تیسری ضرب:۔ (صغری) موجبہ جزئیہ (کبری) موجبہ کلیہ (نتیجہ) موجبہ جزئیہ (نقشہ میں یہ پانچواں احتمال ہے۔

(۴) چوتھی ضرب:۔ (صغری) موجبہ کلیہ (کبری) سالبہ کلیہ (نتیجہ) سالبہ کلیہ (نقشہ میں یہ تیسرا احتمال ہے)

ان تمام صورتوں کی مثال مع تفصیل اگلے صفحہ پر نقشہ میں ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

نقشہ شکل اول

نمبر	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثال صغریٰ	مثال کبریٰ	مثال نتیجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	کل جسم مرکب	کل مرکب حادث	کل جسم حادث
۲	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۳	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کل جسم مرکب	لاشیٔ من المرکب بقدیم	لاشیٔ من الجسم بقدیم
۴	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض الجسم مرکب	کل مرکب حادث	بعض الجسم حادث
۶	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۷	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	کل جسم مرکب	لاشیٔ من المرکب بقدیم	بعض الجسم لیس بقدیم
۸	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۰	سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۱	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۲	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۴	سالبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۵	سالبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۶	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×

☆ شرائط شکل اول ☆

(۱) ایجاب صغریٰ (۲) کلیہ کبریٰ (۳) فعلیت صغریٰ

ضروب نتیجہ (۴) ضروب عقیمہ (۱۲)

****

Marfat.com

قَوْلُهُ بِالضَّرُوْرَةِ :مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ يَنْتِجُ وَالْمَقْصُوْدُ الْاِشَارَةُ اِلٰى اَنَّ اِنْتَاجَ هٰذَا الشَّكْلِ لِلْمَحْصُوْرَاتِ الْاَرْبَعِ بَدِيْهِيٌّ بِخِلَافِ اِنْتَاجِ سَائِرِ الْاَشْكَالِ لِنَتَائِجِهَا كَمَا سَيُجِيْءُ تَفْصِيْلُهَا۔

ترجمہ:۔ یہ متعلق ہے اس کے قول ینتج کے ساتھ اور مقصود اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اس شکل کا محصورات اربعہ کیلئے نتیجہ دینا بدیہی ہے بخلاف نتیجہ دینے باقی اشکال کے اپنے نتیجوں کیلئے جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب آئیگی۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض متن کے لفظ بالضرورۃ کا فائدہ بتلانا ہے۔

تشریح:۔ بالضرورۃ یہ ینتج کے متعلق ہے اور مقصود اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اس شکل (اول) کا محصورات اربعہ (موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ) کے لئے نتیجہ دینا بدیہی ہے بخلاف باقی تمام اشکال کے نتائج جیسا کہ عنقریب اس کے تفصیل آئے گی (یعنی باقی اشکال کا نتیجہ بدیہی نہیں ہوتا بلکہ ان کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنا پڑتا ہے)

قَوْلُهُ وَفِي الثَّانِيْ اِخْتِلَافُهُمَا: اَيْ يُشْتَرَطُ فِيْ هٰذَا الشَّكْلِ بِحَسْبِ الْكَيْفِيَّةِ اِخْتِلَافُ الْمُقَدَّمَتَيْنِ فِي السَّلْبِ وَالْاِيْجَابِ وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ لَوْ تَاَلَّفَ هٰذَا الشَّكْلُ مِنَ الْمُوْجِبَتَيْنِ يَحْصُلُ الْاِخْتِلَافُ وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ الصَّادِقُ فِيْ نَتِيْجَةِ الْقِيَاسِ الْاِيْجَابُ تَارَةً وَالسَّلْبُ اُخْرٰى فَاِنَّهٗ لَوْ قُلْنَا كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ وَكُلُّ نَاطِقٍ حَيْوَانٌ كَانَ الْحَقُّ الْاِيْجَابَ وَلَوْ بَدَّلْنَا الْكُبْرٰى بِقَوْلِنَا كُلُّ فَرَسٍ حَيْوَانٌ كَانَ الْحَقُّ السَّلْبَ وَكَذَا الْحَالُ لَوْ تَاَلَّفَ مِنَ سَالِبَتَيْنِ كَقَوْلِنَا لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ وَلَاشَيْءَ مِنَ النَّاطِقِ بِحَجَرٍ كَانَ الْحَقُّ الْاِيْجَابَ وَلَوْ قُلْتَ لَاشَيْءَ مِنَ الْفَرَسِ بِحَجَرٍ كَانَ الْحَقُّ السَّلْبَ وَالْاِخْتِلَافُ دَلِيْلُ عَدَمِ الْاِنْتَاجِ فَاِنَّ النَّتِيْجَةَ هُوَ الْقَوْلُ الْاٰخَرُ الَّذِيْ يَلْزَمُ مِنَ الْمُقَدَّمَتَيْنِ فَلَوْ كَانَ اللَّازِمُ مِنَ الْمُقَدَّمَتَيْنِ الْمُوْجِبَةِ لَمَا كَانَ الْحَقُّ فِيْ بَعْضِ الْمَوَادِّ هُوَ السَّالِبَةُ وَلَوْ كَانَ اللَّازِمُ مِنْهُمَا السَّالِبَةُ لَمَا صَدَقَ فِيْ بَعْضِ الْمَوَادِّ الْمُوْجِبَةُ۔

ترجمہ:۔ یعنی اس شکل میں شرط لگائی جاتی ہے باعتبار کیفیت کے ایجاب وسلب میں دونوں مقدموں کے مختلف ہونے کی۔

Marfat.com

اور یہ اس لئے ہے کہ اگر یہ شکل دو موجبہ سے مرکب ہو تو اختلاف حاصل ہوگا اور وہ یہ ہے کہ جو قیاس کے نتیجے میں صادق آتا ہے وہ کبھی یجابہوتا ہے اور کبھی سلب پس اگر ہم کہیں کل انسان حیوان و کل ناطق حیوان توحق ایجاب ہے اور اگر ہم کبری کو تبدیل کر دیں اپنے قول کل فرس حیوان کے ساتھ تو حق سلب ہے اسی طرح حال ہے اگر دو سالبہ سے مرکب ہو جیسا کہ ہمارا قول لا شئی من الا نسان بحجر و لا شئی من الناطق بحجر توحق ایجاب ہے اور اگر تو کہے لاشئی من الفرس بحجر توحق سلب ہے اور اختلاف نتیجہ نہ کی دلیل ہے پس بلاشبہہ نتیجہ تو وہ قول آخر ہے جو دونوں مقدموں سے لازم آتا ہے پس اگر دونوں مقدموں سے لازم آنے والا موجبہ ہے تو بعض مادوں میں سلب حق نہ ہوگا اور اگر ان مقدموں سے لازم آنیوالا سالبہ ہے تو نہیں صادق آئیگا موجبہ مادون میں۔

غرضِ شارح:۔ اس قول کی غرض شکل ثانی کے نتیجہ دینے کیلئے شرائط کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ شکل ثانی کے دینے کیلئے دو شرطیں ہیں پہلی شرط کیف کے اعتبار سے ہے کیفیت میں دونوں قضیے مختلف ہوں (۲) دوسری شرط کمیت کے اعتبار سے ہے کہ کبری ہمیشہ کلیہ ہو۔

یہاں شارح دلیل کے ساتھ ثابت کرر ہے ہیں کہ اختلاف قضیتین اور کلیت کبری کی شرط شکل ثانی میں کیوں ہے؟
اس قول میں اختلاف قضیتین کی شرط کی دلیل بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ اختلاف مقدمتین فی الکیف کی شرط اس لیے لگائی ہے تا کہ اختلاف نتیجہ لازم نہ آئے اگر دونوں قضیے کیفیت میں مخالف نہ ہوں تو اس وقت اختلاف نتیجہ لازم آئے گا کبھی تو نتیجہ موجبہ ہو کر سچا آئے گا اور کبھی سالبہ ہو کر سچا آئے گا حالانکہ شکل ثانی کے لیے نتیجہ سالبہ آنا لازم ہے جب ایک شکل کے لیے یہ نتیجہ معین ہو چکا ہے تو پھر اس کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا ہے اگر کہیں خلاف ہوگا تو پھر وہ شکل صحیح نہیں ہوگی اگر دونوں قضیے یعنی صغری اور کبری موجبہ ہوں گے تو ایک مرتبہ جب ہم ترتیب دیں گے تو نتیجہ موجبہ ہو کر سچا آئے گا اور دوسری مرتبہ جب شکل کے کبری میں تھوڑی سی تبدیلی واقع کریں گے تو نتیجہ سالبہ ہو کر سچا آئے گا

جیسے کل انسان حیوان یہ صغری ہے اور (کبری) کل ناطق حیوان نتیجہ موجبہ کلیہ سچا ہے کل انسان ناطق یہاں موجبہ جزئیہ بھی سچا ہے بعض الانسان ناطق لیکن سالبہ یہاں سچا نہیں اس شکل کے کبری میں تھوڑی سی تبدیلی کر دی جائے کل ناطق حیوان کی بجائے کل فرس حیوان کہا جائے تو اب نتیجہ سالبہ ہو کر سچا آئے گا مثلا یوں کہیں گے (صغری) کل انسان حیوان (کبری) کل فرس حیوان یہاں (نتیجہ) سالبہ کلیہ لاشئی من الانسان بفرس سچا ہے سالبہ جزئیہ بعض الانسان لیس بفرس یہ بھی سچا ہے کیونکہ یہاں دوسرے بعض کی نفی نہیں لیکن یہاں موجبہ نتیجہ سچا نہیں آرہا کل

Marfat.com

انسان فرس یہ سچا نہیں دونوں مقدمتین سالبہ ہوں تو کبھی نتیجہ موجبہ ہو کر سچا آئے گا اور کبھی سالبہ ہو کر سچا آئے گا جیسے (صغری) لا شئی من الانسان بحجر یہاں نتیجہ موجبہ کلیہ کل انسان ناطق تو سچا ہے اسی موجبہ جزئیہ بعض الانسان ناطق بھی سچا ہے اس میں دوسرے بعض انسانوں کی نفی نہیں لیکن سالبہ کلیہ یہاں سچا نہیں یعنی یوں کہا جائے کہ لا شئی من الانسان بناطق تو یہ سچا نہیں یہ صورت وہ تھی کہ جب نتیجہ وہ سالبوں سے موجبہ ہو کر سچا آئے دو سالبوں سے نتیجہ سالبہ ہو کر سچا آئے گا جیسے اسی شکل کے کبری میں تھوڑی سی تبدیلی کی جائے لا شئی من الانسان بحجر بجائے لا شئی من الفرس بحجر کہا جائے تو نتیجہ سالبہ سچا آئے گا لیکن موجبہ کلیہ کل انسان فرس یہ سچا نہیں آتا اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف مقدمتین الکیف ضروری ہے تاکہ ایک قسم کا نتیجہ جس شکل میں متعین ہے وہی نکلے اگر سالبہ نتیجہ متعین ہے ہو ہمیشہ سالبہ ہی نکلے کبھی بھی موجبہ صحیح نہ ہو اور اگر موجبہ نتیجہ متعین ہے ہو ہمیشہ موجبہ ہی نکلے کبھی بھی سالبہ صحیح نہ ہو۔

قَوْلُهُ كُلِّيَّةُ الْكُبْرٰى :اَیْ يُشْتَرَطُ فِي الشَّكْلِ الثَّانِيْ بِحَسْبِ الْكَمِّ كُلِّيَّةُ الْكُبْرٰى اِذْ عِنْدَ جُزْئِيَّتِهَا يَحْصُلُ الْاِخْتِلَافُ كَقَوْلِنَا كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ وَبَعْضُ الْحَيْوَانِ لَيْسَ بِنَاطِقٍ كَانَ الْحَقُّ الْاِيْجَابَ وَلَوْ قُلْنَا بَعْضُ الصَّاهِلِ لَيْسَ بِنَاطِقٍ كَانَ الْحَقُّ السَّلْبَ۔

ترجمہ:۔ یعنی شکل ثانی میں باعتبار کمیت کے شرط لگائی جاتی ہے کبری کے کلیہ ہونے کی کیونکہ اس کے جزئیہ ہونے کے وقت اختلاف حاصل ہوگا جیسے ہمارا قول کل انسان ناطق وبعض الحیوان لیس بناطق تو حق ایجاب ہے اور اگر ہم کہیں بعض الصاهل لیس بناطق تو حق سلب ہوگا

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل ثانی میں کلیت کبری کی شرط لگانے کی دلیل بیان کرنا ہے

تشریح:۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے شکل ثانی میں کمیت کبری کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ اگر کبری جزئیہ بن جائے تو پھر اختلاف نتیجہ لازم آئے گا تو کبھی ایک ضرب شکل ثانی کا نتیجہ موجبہ درست ہوگا اور کبھی سالبہ درست ہوگا جیسے کل انسان ناطق یہ صغری ہے اور کبری بعض الحیوان لیس بناطق یہاں نتیجہ موجبہ سچا ہوگا بعض الانسان حیوان یہاں دوسرے بعض کی نفی مراد نہیں اور اسی مثال کے کبری میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کر دو بعض الحیوان کی جگہ کبری میں بعض الصاهل لیس بناطق کہو تو نتیجہ سالبہ سچا آئے گا ای بعض الانسان لیس بصاهل یہاں بھی دوسرے بعض افراد کی نفی نہیں اصل

Marfat.com

میں یہاں شکل ثانی کے کبری کے کلیہ ہونے کی دلیل تو وہی ہے جو کہ شکل اول کے کبری کے لیے ہے لیکن یہاں اس نے اس دلیل کو آسان سمجھ کر ذکر دیا ہے۔

قَوْلُهٗ مَعَ دَوَامِ الصُّغْرٰى :اَیْ یُشْتَرَطُ فِیْ هٰذَا الشَّكْلِ بِحَسْبِ الْجِهَةِ اَمْرَانِ الْاَوَّلُ اَحَدُ الْاَمْرَیْنِ اِمَّا اَنْ یَصْدُقَ الدَّوَامُ عَلَى الصُّغْرٰى اَیْ تَكُوْنُ دَائِمَةً اَوْ ضَرُوْرِیَّةً وَاِمَّا اَنْ تَكُوْنَ الْكُبْرٰى مِنَ الْقَضَایَا السِّتِّ الَّتِیْ تَنْعَكِسُ سَوَالِبُهَا لَا مِنَ التِّسْعِ الَّتِیْ لَا تَنْعَكِسُ سَوَالِبُهَا وَالثَّانِیْ اَیْضًا اَحَدُ الْاَمْرَیْنِ وَهُوَ اَنَّ الْمُمْكِنَةَ لَا تُسْتَعْمَلُ فِیْ هٰذَا الشَّكْلِ اِلَّا مَعَ الضَّرُوْرِیَّةِ سَوَاءٌ كَانَتِ الضَّرُوْرِیَّةُ صُغْرٰى اَوْ كُبْرٰى اَوْ مَعَ كُبْرٰى مَشْرُوْطَةً عَامَّةً اَوْ خَاصَّةً وَحَاصِلُهٗ اَنَّ الْمُمْكِنَةَ اِنْ كَانَتْ صُغْرٰى كَانَتِ الْكُبْرٰى ضَرُوْرِیَّةً اَوْ مَشْرُوْطَةً عَامَّةً اَوْ خَاصَّةً وَاِنْ كَانَتْ كُبْرٰى كَانَتِ الصُّغْرٰى ضَرُوْرِیَّةً لَا غَیْرُ وَدَلِیْلُ الشَّرْطَیْنِ اَنَّهٗ لَوْلَاهُمَا لَزِمَ الْاِخْتِلَافُ وَالتَّفْصِیْلُ لَا یُنَاسِبُ هٰذَا الْمُخْتَصَرَ۔

ترجمہ:۔ یعنی اس شکل میں باعتبار جہت کے شرط لگائی جاتی ہے دو چیزوں کی (۱) اول دو امور میں سے ایک ہے اور وہ یہ کہ یا تو دوام سچا آئے صغری پر بایں طور کہ وہ دائمہ یا ضروریہ ہو یا کبری ان چھ (۶) قضایا میں سے ہو جن کے سالبوں کا عکس آتا ہے ان نو قضایا میں سے نہ ہو جن کے سالبوں کا عکس نہیں آتا (۲) دوسری چیز بھی دو امور میں سے ایک ہے وہ یہ کہ ممکنہ اسی شکل میں نہیں استعمال ہوتا مگر ضروریہ کیساتھ برابر ہے کہ ضروریہ صغری ہو یا کبری یا نہیں استعمال ہوتا مگر کبری مشروطہ عامہ یا خاصہ کیساتھ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ممکنہ اگر ضروری ہو تو کبری ضروریہ یا مشروطہ عامہ یا خاصہ ہوگا اور اگر وہ ممکنہ کبری ہو تو صغری ضروریہ ہوگا نہ کوئی اور اور دلیل دونوں شرطوں کی یہ ہے کہ اگر وہ دونوں شرطیں نہ ہوں تو نتیجہ کا مختلف ہونا لازم آئیگا اور تفسیر اس مختصر کتاب کے مناسب نہیں ہے

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل ثانی کے لیے جہت کے اعتبار سے فعلیت کی شرط کی دلیل بیان کرنی ہے۔

تشریح:۔ جہت کے اعتبار سے شکل ثانی میں شرط دو امر ہیں اور ان دو امروں میں سے ہر ایک کی دو جزئیں ہیں۔

پہلا امر:۔ صغری دائمہ مطلقہ ہو یا ضروریہ مطلقہ یا کبری ان چھ قضایا میں سے ہو جن کے سوالب کا عکس آتا ہے وہ چھ قضیے یہ

Marfat.com

ہیں۔(۱) دائمہ مطلقہ (۲) ضروریہ مطلقہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) عرفیہ عامہ (۵) مشروطہ خاصہ (۶) عرفیہ خاصہ۔ کبری ان نو قضایا میں سے نہ ہو جن کے سوالب کا عکس نہیں آتا۔

دوسرا امر:۔ صغری ممکنہ نہ ہو اگر ممکنہ ہو جائے تو پھر اس کے ساتھ ضروریہ کا ہونا ضروری ہے اور اگر صغری ممکنہ ہے تو کبری ضروریہ مطلقہ، مشروطہ عامہ اور مشروطہ خاصہ تینوں واقع ہو سکتے ہیں اور اگر کبری ممکنہ ہو تو پھر صغری کے لئے متعین ہے کہ وہ ضروریہ مطلقہ ہو ان دو شرطوں کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو پھر اختلاف نتیجہ لازم آئے گا اس کی مثالیں اور دلائل وغیرہ بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔

قَوْلُهُ لِيَنْتِجَ الْكُلِّيَتَانِ: اَلضُّرُوْبُ الْمُنْتِجَةُ فِيْ هٰذَا الشَّكْلِ اَيْضًا اَرْبَعَةٌ حَاصِلَةٌ مِنْ ضَرْبِ الْكُبْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَةِ فِى الصُّغْرَيَيْنِ السَّالِبَتَيْنِ الْكُلِّيَةِ وَالْجُزْئِيَةِ وَضَرْبِ الْكُبْرٰى السَّالِبَةِ الْكُلِّيَةِ فِى الصُّغْرَيَيْنِ الْمُوْجِبَتَيْنِ فَالضَّرْبُ الْاَوَّلُ هُوَ الْمُرَكَّبُ مِنَ الْكُلِّيَتَيْنِ وَالصُّغْرٰى مُوْجِبَةٌ نَحْوُ كُلُّ ج ب وَلَا شَيْءَ مِنْ آ ب وَالضَّرْبُ الثَّانِىْ هُوَ الْمُرَكَّبُ مِنَ الْكُلِّيَتَيْنِ وَصُغْرٰى سَالِبَةٌ نَحْوُ لَاشَيْءَ مِنْ ج ب وَكُلُّ آ ب وَالنَّتِيْجَةُ مِنْهُمَا سَالِبَةٌ كُلِّيَةٌ نَحْوُ لَاشَيْءَ مِنْ ج آ وَاِلَيْهِمَا اَشَارَ الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهٖ لِيَنْتِجَ الْكُلِّيَتَانِ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَالضَّرْبُ الثَّالِثُ هُوَ الْمُرَكَّبُ مِنْ صُغْرٰى مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ وَكُبْرٰى سَالِبَةٍ كُلِّيَّةٍ نَحْوُ بَعْضُ ج ب وَلَا شَيْءَ مِنْ آ ب وَالضَّرْبُ الرَّابِعُ هُوَ الْمُرَكَّبُ مِنْ صُغْرٰى سَالِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ وَكُبْرٰى مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ نَحْوُ بَعْضُ ج لَيْسَ ب وَكُلُّ آ ب وَالنَّتِيْجَةُ مِنْهُمَا سَالِبَةٌ جُزْئِيَّةٌ نَحْوُ بَعْضُ ج لَيْسَ آ وَاِلَيْهِمَا اَشَارَ الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهٖ وَالْمُخْتَلِفَتَانِ فِى الْكَمِّ اَيْضًا اَىِ الْقَضِيَّتَانِ اللَّتَانِ هُمَا مُخْتَلِفَتَانِ فِى الْكَمِّ كَمَا اَنَّهُمَا مُخْتَلِفَتَانِ فِى الْكَيْفِ يَنْتِجُ سَالِبَةً جُزْئِيَّةً بِنَاءً عَلٰى مَاسَبَقَ مِنَ الشَّرَائِطِ۔

ترجمہ:۔ وہ اقسام جو اس شکل کو نتیجہ دینے والی ہیں وہ بھی چار ہیں جو حاصل ہونے والی ہیں کبری کلیہ موجبہ کو دو صغری سالبہ کلیہ اور جزئیہ میں ضرب دینے سے اور کبری کلیہ سالبہ کو دو صغری موجبہ میں ضرب دینے سے پہلی قسم وہ ہے جو دو کلیہ سے مرکب

Marfat.com

ہواور صغری موجبہ ہو جیسے کل ج ب ولا شئی من آ ب اور دوسری قسم وہ ہے جو دو کلیوں سے مرکب ہو اور صغری سالبہ ہو جیسے لاشئی من ج ب و کل آ ب اور نتیجہ ان دونوں میں سالبہ کلیہ ہوگا جیسے لاشئی من ج آ اورانہی دو کی طرف مصنفؒ نے اپنے قول لینتج الکلیتان سالبۃ کلیۃ کے ساتھ اشارہ کیا ہے اور تیسری قسم وہ ہے جو صغری موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہو جیسے بعض ج ب ولاشئی من آ ب اور چوتھی قسم وہ ہے جو صغری سالبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہو جیسے بعض ج لیس ب و کل ب و کل آ ب اور نتیجہ ان دونوں میں سالبہ جزئیہ ہوگا جیسے بعض ج لیس آ اورانہی دو کی طرف مصنفؒ نے اپنے قول والمختلفتان فی الکم ایضا سالبۃ جزئیۃ کے ساتھ اشارہ کیا ہے ایضا کا مطلب یہ ہے کہ وہ دو قضیے کم میں بھی مختلف ہوں جس طرح کہ وہ کیف میں مختلف ہوتے ہیں بناء کرتے ہوئے اوپر جو شرائط میں گزر چکا ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل ثانی میں جو شرائط نتیجہ دینے کے لئے لگائی گئی ہیں ان کا فائدہ بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ اس شکل ثانی میں بھی عقلی احتمالات سولہ نکلتے ہیں لیکن جب شرائط نتیجہ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے تو یہاں بھی صرف چار ضربیں نتیجہ دینے والی نکلتی ہیں۔

پہلی ضرب:۔ صغری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ کلیہ نکلے گا جیسے کل ج ب ولاشئی من آ ب (نتیجہ) لاشئی من ج آ (یہ ضرب نقشہ میں تیسرے نمبر پر ہے)

دوسری ضرب:۔ صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ کلیہ نکلے گا جیسے لاشئی من ج ب و کل آ ب (نتیجہ) سالبہ کلیہ لاشئی من ج آ اسی کی طرف ماتن نے لینتج الکلیتان سالبۃ کلیۃ (تاکہ دو کلیتان سالبہ کلیہ کا نتیجہ دیں) میں اشارہ کیا ہے (یہ ضرب نقشہ میں نویں نمبر پر ہے)

تیسری ضرب:۔ صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا جیسے بعض ج ب ولا شئی من آ ب (نتیجہ) سالبہ جزئیہ بعض ج لیس آ (یہ ضرب نقشہ میں ساتویں نمبر پر ہے)۔

چوتھی ضرب:۔ صغری سالبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا جیسے بعض ج لیس ب و کل آ ب (نتیجہ) بعض ج لیس آ اسی کی طرف ماتن نے اپنے قول والمختلفتان فی الکم ایضا سالبۃ جزئیۃ میں اشارہ کیا ہے شکل ثانی میں جیسا کہ کیفیت کا اختلاف تو پہلے سے ضروری ہے لیکن ان آخری دو ضربوں میں کمیت میں بھی اختلاف ضروری ہوگا (یہ ضرب نقشہ میں تیرہویں نمبر پر ہے)۔ یہ چاروں ضروب اور مکمل سولہ احتمالات مع امثلہ اگلے صفحہ پر نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

نقشہ شکل ثانی

نمبر	صغری	کبری	نتیجہ	مثال صغری	مثال کبری	مثال نتیجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	×	×	×	×
۲	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۳	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کل جسم مرکب	لاشئ من القدیم بمرکب	لاشئ من الجسم بقدیم
۴	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	×	×	×	×
۶	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۷	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض الجسم مرکب	لاشئ من القدیم بمرکب	بعض الجسم لیس بقدیم
۸	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	لاشئ من القدیم بمرکب	کل جسم مرکب	لاشئ من القدیم بجسم
۱۰	سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۱	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۲	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض الحجر لیس بحیوان	کل انسان حیوان	بعض الحجر لیس بانسان
۱۴	سالبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۵	سالبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۶	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×

☆شرائط شکل ثانی☆

(۱) اختلاف المقدمتین فی الکیف یعنی ایجاب وسلب میں دونوں مقدموں کا مختلف ہونا چنانچہ ایک موجبہ ہو دوسرا سالبہ ہو

(۲) کلیۃ کبری: یعنی کبری کلیہ ہو جزئیہ نہ ہو۔

****

Marfat.com

فائدہ: شکل اول وثانی کے ضروب نتیجہ کو مندرجہ ذیل شعر میں بند کیا گیا ہے جس میں (س) سے مراد سالبہ کلیہ (م) سے مراد موجبہ کلیہ (واؤ) سے مراد موجبہ جزئیہ اور (ل) سے مراد سالبہ جزئیہ ہے ۔

مَـمَّ مَـسَّ وَمُـوَ وَسُـلٌ اوّلاً   مَسَّ سَمُسٌّ وَسُلَ لَمُلَ ثانِيا

پہلے مصرعے میں شکل اول اور دوسرے میں شکل ثانی کے ضروب نتیجہ کو بیان کیا گیا ہے۔

شکل اول کے ضروب نتیجہ یہ ہیں ﴿۱﴾ مَمَّ یعنی موجبہ کلیہ، موجبہ کلیہ: نتیجہ موجبہ کلیہ ﴿۲﴾ مَسَّ یعنی موجبہ کلیہ، سالبہ کلیہ: نتیجہ سالبہ کلیہ ﴿۳﴾ وَمُوَ یعنی موجبہ جزئیہ، موجبہ کلیہ: نتیجہ موجبہ جزئیہ ﴿۴﴾ وَسُلَ یعنی موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ: نتیجہ سالبہ جزئیہ۔

اور شکل ثانی کے ضروب نتیجہ یہ ہیں ﴿۱﴾ مَسَّ یعنی موجبہ کلیہ، سالبہ کلیہ: نتیجہ سالبہ کلیہ ﴿۲﴾ سَمُسٌّ یعنی سالبہ کلیہ، موجبہ کلیہ: نتیجہ سالبہ کلیہ ﴿۳﴾ وَسُلَ یعنی موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ: نتیجہ سالبہ جزئیہ۔ ﴿۴﴾ لَمُلَ یعنی سالبہ جزئیہ، موجبہ کلیہ: نتیجہ سالبہ جزئیہ۔

قَوْلُهُ بِالْخَلْفِ :اَنَّ دَلِيْلَ اِنْتَاجَ هٰذِهِ الضُّرُوْبِ لِهَاتَيْنِ النَّتِيْجَتَيْنِ اُمُوْرٌ اَلْاَوَّلُ الْخَلْفُ وَهُوَ اَنْ يُجْعَلَ نَقِيْضُ النَّتِيْجَةِ لِاِيْجَابِهٖ صُغْرٰى وَكُبْرَى الْقِيَاسِ لِكُلِّيَّتِهَا كُبْرٰى لِيَنْتِجَ مِنَ الشَّكْلِ الْاَوَّلِ مَايُنَافِي الصِّغْرَ وَهٰذَا جَارٍ فِي الضُّرُوْبِ الْاَرْبَعِ كُلِّهَا وَالثَّانِيْ عَكْسُ الْكُبْرٰى لِيَرْتَدَّ اِلَى الشَّكْلِ الْاَوَّلِ فَيُنْتِجُ النَّتِيْجَةُ الْمَطْلُوْبَةُ وَذٰلِكَ اِنَّمَا يَجْرِيْ فِي الضَّرْبِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ لِاَنَّ كُبْرَاهَا سَالِبَةٌ كُلِّيَةٌ تَنْعَكِسُ كَنَفْسِهَا وَاَمَّا الْاٰخَرَانِ فَكُبْرَاهُمَا مُوْجَبَةٌ كُلِّيَةٌ لَاتَنْعَكِسُ اِلَّا اِلَى الْمُوْجَبَةِ جُزْئِيَةً لَاتَصْلُحُ لِكُبْرَوِيَةِ الشَّكْلِ الْاَوَّلِ مَعَ اَنَّ صُغْرَاهُمَا سَالِبَةٌ اَيْضًا لَاتَصْلُحُ لِصُغْرَوِيَةِ الشَّكْلِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثُ اَنْ يَنْعَكِسَ الصُّغْرٰى فَيَصِيْرُ شَكْلًا رَابِعًا ثُمَّ يَنْعَكِسُ التَّرْتِيْبُ يَعْنِيْ يُجْعَلُ عَكْسُ الصُّغْرٰى كُبْرٰى وَالْكُبْرٰى صُغْرٰى فَيَصِيْرُ شَكْلًا اَوَّلًا لِيَنْتِجَ نَتِيْجَةً تَنْعَكِسُ اِلَى النَّتِيْجَةِ الْمَطْلُوْبَةِ وَذٰلِكَ اِنَّمَا يُتَصَوَّرُ فِيْمَا يَكُوْنُ عَكْسُ الصُّغْرٰى كُلِّيَةً لِيَصْلُحَ

Marfat.com

لِكُبْرَوِيَّةِ الشَّكْلِ الْاَوَّلِ وَهٰذَا اِنَّمَا هُوَ فِي الضَّرْبِ الثَّانِي فَاِنَّ صُغْرَاهُ سَالِبَةٌ كُلِّيَّةٌ تَنْعَكِسُ كَنَفْسِهَا وَاَمَّا الْاَوَّلُ وَالثَّالِثُ فَصُغْرَاهُمَا مُوْجِبَةٌ لَا تَنْعَكِسُ اِلَّا جُزْئِيَّةً وَاَمَّا الرَّابِعُ فَصُغْرَاهُ سَالِبَةٌ جُزْئِيَّةٌ لَا تَنْعَكِسُ وَلَوْ فُرِضَ اِنْعِكَاسُهَا لَا تَنْعَكِسُ اِلَّا جُزْئِيَّةً اَيْضًا فَتَدَبَّرْ ۔

ترجمہ: یعنی ان اقسام کے یہ دو نتیجے دینے کی دلیل چند امور ہیں اول دلیل خلفی ہے اور وہ یہ ہے کہ نقیض نتیجہ کو اس کے موجبہ ہونے کی وجہ سے صغری بنایا جائے اور قیاس کے کبری کو اس کے کلیہ ہونے کی وجہ سے کبری بنایا جائے تا کہ شکل اول سے وہ نتیجہ حاصل ہو جو صغری کے منافی ہو اور یہ دلیل خلفی چاروں اقسام میں جاری ہے اور ثانی (امر) کبری کا عکس کرنا تا کہ وہ شکل اول ہو جائے پس مطلوبہ نتیجہ دے اور یہ سوا اس کے نہیں پہلی قسم اور تیسری قسم میں جاری ہوتا ہے اس لیے ان کا کبری سالبہ کلیہ ہوتا ہے جس کا عکس اسی کا طرح کا آتا ہے اور بہر حال دوسرے دو پس ان کا کبری موجبہ کلیہ ہوتا ہے جس کا عکس نہیں آتا مگر ایسا موجبہ جزئیہ جو شکل اول کی کبری نہیں بن سکتا باوجود اس کے کہ ان کا صغری بھی ایسا سالبہ ہوتا ہے جو شکل اول کی صغری بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اور تیسرا (امر) یہ ہے کہ صغری کا عکس کیا جائے پس وہ شکل رابع بن جائے گی پھر ترتیب کا عکس کیا جائے یعنی عکس صغری کو کبری اور کبری کو صغری بنایا جائے پس وہ شکل اول بن جائے تا کہ ایسا نتیجہ دے جس کا عکس نتیجہ مطلوبہ آئے اور یہ بات سوا اس کے نہیں اسی قسم میں متصور ہو سکتی ہے جس قسم صغری کا عکس کلیہ ہوتا ہے تا کہ وہ شکل اول کے کبری بننے کی صلاحیت رکھے اور یہ بات سوا اس کے نہیں دوسری قسم میں موجود ہے کیونکہ بلا شبہ اس کا صغری ایسا سالبہ کلیہ ہوتا ہے جس کا عکس خود اسی کی طرف آتا ہے اور بہر حال پہلی اور تیسری قسم پس ان کا صغری ایسا موجبہ ہوتا ہے جس کا عکس نہیں آتا مگر جزئیہ اور بہر حال چوتھی قسم اس کا صغری ایسا سالبہ جزئیہ ہوتا ہے کہ اس کا عکس نہیں آتا اور اگر اس کا عکس فرض کر لیا جائے تو نہ ہوگا مگر جزئیہ ہی فتدبر۔

غرض شارح: اس قول کی غرض شکل ثانی کے نتیجہ کے منوانے کے دلائل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: شکل ثانی کے نتیجہ کو منوانے کی منطقیوں کے پاس تین دلیلیں ہیں

پہلی دلیل: دلیل خلفی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا شکل ثانی کا نکالا ہوا نتیجہ مان لو ورنہ پھر اس کی نقیض کو مانو اس شکل ثانی لیے جتنے بھی نتیجے ہیں وہ سالبہ ہیں ان کی نقیض چونکہ موجبہ نکلے گی نقیض موجبہ یہ شکل اول کا صغری بننے کی صلاحیت رکھتی ہے

Marfat.com

اس لیے ہم اس نتیجہ کی نقیض کو بوجہ موجبہ ہونے کی شکل اول کا صغری بنائیں گے اور شکل ثانی میں جو نتیجہ نکلے گا وہ شکل ثانی کے صغری کے بالکل منافی ہوگا حالانکہ صغری تو مفروض الصدق ہے اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا نتیجہ درست ہے اور اس کی نقیض کا ماننا درست نہیں یہ دلیل خلفی شکل ثانی کی چاروں ضربوں کے نتیجے منوانے کے لیے چلتی ہے اسی وجہ سے اس کو باقی دو دلیلوں سے مقدم ذکر کیا ہے۔

دوسری دلیل:۔ شکل ثانی کا نتیجہ منوانے کے لیے یہ ہے کہ شکل ثانی کے کبری کا عکس نکالیں گے چونکہ شکل ثانی میں حد اوسط دونوں میں محمول ہوتی ہے تو جب ہم کبری کا عکس کریں گے تو حد اوسط موضوع بن جائے گی صغری میں پہلے سے محمول کی جگہ میں تھی کبری میں عکس کے بعد موضوع کی جگہ میں آ گی اور اب خود بخود شکل اول تیار ہو جائے گی اور اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ بعینہ شکل رابع کا نتیجہ ہوگا اس سے یہ معلوم ہوگا کہ ہمارا شکل ثانی کا نکالا ہوا نتیجہ بالکل درست ہے یہ دلیل صرف ان شکلوں میں جاری ہوگی جن میں کبری شکل ثانی کا سالبہ کلیہ ہو کیونکہ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آئے گا اور یہ عکس کلیہ پھر شکل اول کا کبری بننے کی صلاحیت رکھے گا اس لیے یہ دلیل صرف ضرب اول اور ضرب ثالث میں چلے گی کیونکہ ان دونوں ضربوں میں کبری سالبہ کلیہ ہوتا ہے ضرب ثانی اور رابع میں چونکہ کبری موجبہ کلیہ ہوتا ہے اور اس کا عکس چونکہ موجبہ جزئیہ آتا ہے اور موجبہ جزئیہ شکل اول کی کبری بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لیے ان دو ضربوں میں یہ دلیل نہیں چلے گی۔

تیسری دلیل:۔ شکل ثانی کا نتیجہ منوانے کے لئے منطقیوں کے پاس تیسرا طریقہ یہ ہے کہ شکل ثانی کے صغری کا عکس کیا جائے چونکہ شکل ثانی صغری میں حد اوسط محمول ہوتی ہے جب اس کا عکس کریں گے تو موضوع بن جائے گی اور کبری میں تو پہلے سے محمول ہے اب حد اوسط موضوع فی الصغری اور محمول فی الکبری بن جائے گی اور یہ شکل رابع بن جائے گی کیونکہ اس میں بھی حد اوسط موضوع فی الکبری اور محمول فی الصغری ہوتی ہے پھر اس شکل میں رابع میں عکس ترتیب کریں گے یعنی صغری کو کبری او رکبری کو صغری بنائیں تو اب یہ شکل اول تیار ہو جائے گی اس سے جو نتیجہ حاصل ہوگا اس کا عکس نکالیں گے اور یہ معکوس شدہ نتیجہ شکل ثانی کے نتیجہ کے موافق ہوگا اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا شکل ثانی کا نکالا ہوا نتیجہ درست ہے۔

یہ دلیل صرف ان ضربوں میں چلے گی جن ضربوں کے صغری کا عکس کلیہ آتا ہو کیونکہ ہم نے پھر اس معکوس شدہ صغری کو شکل اول کا کبری بنانا ہے اور شکل اول کا کبری کلیہ ہوتا ہے اس لیے ضروری ہوگا کہ شکل ثانی کا صغری وہ ہو جس کا عکس آسکتا ہو اور یہ صرف ضرب ثانی میں ہوتا ہے کیونکہ اس میں صغری سالبہ کلیہ ہوتا ہے اس کا عکس بھی سالبہ کلیہ آئے گا اور یہ شکل اول کا کبری بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے یہ دلیل صرف ضرب ثانی میں جاری ہوگی ضرب اول اور ضرب ثالث میں یہ

Marfat.com

دلیل اس لیے جاری نہیں ہوگی کیونکہ ان میں صغری موجبہ ہوتا ہے اور وہ جزئیہ عکس دیتا ہے اور جزئیہ شکل اول کبری بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ضرب رابع میں بھی یہ دلیل جاری نہیں ہوگی کیونکہ اس میں صغری سالبہ جزئیہ ہوتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس آتا ہی نہیں اور اگر ہم بالفرض مان لیں کہ سالبہ جزئیہ کا عکس آتا ہے تو وہ بھی سالبہ جزئیہ ہی ہوگا اور سالبہ جزئیہ یہ بھی شکل اول کا کبری بننے کی بوجہ جزئیہ ہونے کے صلاحیت نہیں رکھتا اس لیے یہ دلیل ضرب رابع میں بھی نہیں جاری ہوگی۔

قَوْلُهُ اِيْجَابُ الصُّغْرٰى وَفِعْلِيَّتُهَا لِاَنَّ الْحُكْمَ فِي كُبْرَاهُ سَوَاءٌ كَانَ اِيْجَابًا اَوْ سَلْبًا عَلٰى مَاهُوَ اَوْسَطُ بِالْفِعْلِ كَمَا مَرَّ فَلَوْلَمْ يَتَّحِدِالْاَصْغَرُ مَعَ الْوَسْطِ بِالْفِعْلِ بِاَنَّ لَايَتَّحِدَ اَصْلًا وَتَكُوْنُ الصُّغْرٰى سَالِبَةً اَوْيَتَّحِدَ لٰكِنَّ لَا بِالْفِعْلِ وَتَكُوْنُ الصُّغْرٰى مُوْجِبَةً مُمْكِنَةً لَمْ يَتَعَدَّ الْحُكْمُ مِنَ الْوَسْطِ بِالْفِعْلِ اِلَى الْاَصْغَرِ۔

ترجمہ:۔ یہ (شرط) اس لیے کہ حکم اس کبری میں برابر ہے کہ وہ حکم ایجابی ہو یا سلبی ہو ان افراد پر ہوتا ہے جو بالفعل حداوسط ہیں جیسا کہ گزر چکا پس اگر اصغر نہ متحد ہو حداوسط کے ساتھ بالفعل بایں طور کہ بالکل ہی متحد نہ ہو اور صغری سالبہ ہو یا متحد ہو لیکن بالفعل نہ ہو اور صغری موجبہ ممکنہ ہو تو نہیں متعدی ہوگا حکم حداوسط سے اصغر کی طرف بالفعل

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل ثالث کی شرائط اور ان کی دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ شکل ثالث میں تین شرطیں ہیں (۱) کیفیت کے اعتبار سے ایجاب صغری (۲) کمیت کے اعتبار سے کلیۃ احد المقدمتین (۳) جہت کے اعتبار سے فعلیت صغری۔

اس قولہ میں ایجاب صغری اور فعلیہ صغری کی شرط لگانے کی دلیل بیان کررہے ہیں۔ فعلیت صغری کی شرط تو اس لیے ہے کہ کبری میں جو حکم ہوگا وہ اوسط کے ان افراد پر ہوگا جو اوسط بالفعل ہیں شیخ کے مذہب کے مطابق اگر اصغر (صغری) کبری کیساتھ بالفعل حکم کے ہونے میں متحد نہ ہو تو اس وقت حکم اوسط سے اصغر کی طرف متعدی نہیں ہوسکے گا ایجاب صغری کی شرط بھی اسی لیے ہے کہ اگر صغری سالبہ ہو اور کبری موجبہ ہو تو اس وقت بھی حکم اوسط بالفعل سے اصغر تک نہیں پہنچ سکے گا۔

قَوْلُهُ مَعَ كُلِّيَّةِ اِحْدٰهُمَا لِاَنَّهُ لَوْ كَانَتِ الْمُقَدَّمَتَانِ جُزْئِيَّتَيْنِ لَجَازَ اَنْ يَكُوْنَ الْبَعْضُ مِنَ الْوَسْطِ الْمَحْكُوْمِ عَلَيْهِ بِالصِّغْرِ غَيْرِ الْبَعْضِ الْمَحْكُوْمِ عَلَيْهِ بِالْاَكْبَرِ فَلَايَلْزَمُ تَعْدِيَةُ الْحُكْمِ مِنَ الْاَكْبَرِ اِلَى الْاَصْغَرِ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔(یہ شرط) اس لیے کہ اگر دونوں مقدمے جزئیہ ہوں تو جائز ہے کہ حد اوسط کے بعض وہ افراد جن پر اصغر کے ساتھ حکم لگایا گیا ہے وہ غیر ہوں بعض ان افراد کا جن پر اکبر کے ساتھ حکم لگایا گیا ہو پس نہیں لازم آئے گا حکم کا اکبر سے اصغر کیطرف متعدی ہونا۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل ثالث میں صغری اور کبری میں سے ایک کے کلیہ ہونے کی شرط کی دلیل بیان کرنا ہے

تشریح:۔کلیۃ احدھما اس لئے شرط ہے کہ اگر صغری اور کبری دونوں جزئیہ ہوں جیسے بعض الحیوان انسان وبعض الحیوان فرس تو اس وقت معلوم نہیں ہوگا کہ کبری کے اندر جو اوسط کے بعض افراد محکوم علیہ بن رہے ہیں فروسیت کیساتھ وہ کبری کے ان بعض افراد میں (جو صغری میں اوسط کے بعض افراد محکوم علیہ بن رہے ہیں) داخل ہیں یا نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ صغری میں بعض الحیوان سے مراد وہ افراد ہوں جو کہ انسانی افراد ہیں اور کبری میں بعض الحیوان سے مراد وہ افراد ہوں جو کہ فروست کیساتھ متصف ہیں جب یہ دونوں آپس میں غیر غیر ہو گئے تو اب اکبر سے اصغر کی طرف حکم متعدی نہیں ہو سکے گا ہاں اگر ان میں سے ایک کلیہ مثلا صغری کلیہ ہو کہ کل حیوان انسان تو اس وقت کبری میں جو بعض الحیوان ہیں وہ بھی یقیناً ان کل حیوان میں ضرور داخل ہونگے اب حکم کا اکبر سے اصغر کی طرف متعدی کرنا درست ہو جائے گا۔

قَوْلُهُ الْمُوجِبَتَانِ :اَلضَّرْبُ الْمُنْتِجَةُ فِي هٰذَا الشَّكْلِ بِحَسْبِ الشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ سِتَّةٌ حَاصِلَةٌ مِنْ ضَمِّ الصُّغْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ اِلَى الْكُبْرَيَاتِ الْاَرْبَعِ وَضَمِّ الصُّغْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ اِلَى الْكُبْرَيَيْنِ الْكُلِّيَّتَيْنِ الْمُوْجِبَةِ وَالسَّالِبَةِ وَهٰذَا الضُّرُوْبُ كُلُّهَا مُشْتَرَكَةٌ فِيْ اَنَّهَا لَاتُنْتِجُ اِلَّا جُزْئِيَّةً لٰكِنَّ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا تُنْتِجُ السَّلْبَ وَاَمَّا الْمُنْتِجَةُ لِلْاِيْجَابِ فَاَوَّلُهَا الْمُرَكَّبُ مِنْ مُوْجِبَتَيْنِ كُلِّيَّتَيْنِ نَحْوُ كُلُّ ج ب وَكُلُّ ج آ فَبَعْضُ ب آ وَ ثَانِيْهِمَا الْمُرَكَّبُ مِنْ مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ صُغْرٰى وَمُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ كُبْرٰى وَاِلٰى هٰذَيْنِ اَشَارَ الْمُصَنِّفُ بِقَوْلِهِ لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَتَانِ اَيِ الصُّغْرٰى مَعَ الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ اَيِ الْكُبْرٰى وَالثَّالِثُ عَكْسُ الثَّانِيْ اَعْنِي الْمُرَكَّبَ مِنْ مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ صُغْرٰى وَمُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ كُبْرٰى وَاِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهِ اَوْ بِالْعَكْسِ فَلَيْسَ الْمُرَادُ بِالْعَكْسِ عَكْسَ الضَّرْبَيْنِ

Marfat.com

الْمَذْكُورَيْنِ اِذْلَيْسَ عَكْسُ الْاَوَّلِ اِلَّا الْاَوَّلَ فَتَامَّلْ وَاَمَّا النَّتِيْجَةُ لِلسَّلْبِ فَاَوَّلُهَا الْمُرَكَّبُ مِنْ مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ وَسَالِبَةٍ كُلِّيَّةٍ وَالثَّانِيْ مِنْ مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ وَسَالِبَةٍ كُلِّيَّةٍ وَاِلَيْهِمَا اَشَارَ بِقَوْلِهٖ مَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ اَيْ لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَتَانِ السَّالِبَةَ الْكُلِّيَّةَ وَالثَّالِثُ مِنْ مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ وَسَالِبَةٍ جُزْئِيَّةٍ كَمَا قَالَ وَالْكُلِّيَّةُ مَعَ الْجُزْئِيَّةِ اَيِ الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ مَعَ السَّالِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ۔

ترجمہ:۔ جو اقسام اس شکل میں شرائط مذکورہ کے مطابق نتیجہ دینے والی ہیں وہ چھ ہیں جو حاصل ہونے والی ہیں صغری موجبہ کلیہ کو چاروں کبری کی طرف ملانے سے اور صغری موجبہ جزئیہ کو دو کبری موجبہ و سالبہ کی طرف ملانے اور یہ ساری قسمیں اس بات میں مشترک ہیں کہ وہ نہیں نتیجہ دیتیں مگر جزئیہ لیکن ان میں سے تین دیتی ہیں موجبہ اور تین ان میں سے نتیجہ دیتی ہیں سالبہ بہر حال جو موجبہ نتیجہ دیتی ہیں پس ان میں سے اول وہ ہے جو مرکب ہو دو موجبہ کلیہ سے جیسے کل ج ب و کل ج آ فبعض ب آ اور ان میں سے ثانی وہ ہے جو مرکب ہو موجبہ جزئیہ صغری اور موجبہ کلیہ کبری ہے اور ان دونوں قسموں کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کیا ہے اپنے قول لینتج الموجبتان (ای الصغری) مع الموجبة الکلیة (ای الکبری) کے ساتھ۔

اور تیسری قسم دوسری کا عکس ہے میں مراد لیتا ہوں وہ موجبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہو اور اسی کی طرف مصنفؒ نے اپنے قول او بالعکس کیساتھ اشارہ کیا ہے پس عکس سے مراد دو مذکورہ قسموں کا عکس نہیں کیونکہ اول کا عکس نہیں ہوتا مگر اول ہی پس تو تامل کرلے اور بہر حال جو اقسام سالبہ کا نتیجہ دینے والی ہیں ان میں سے اول قسم وہ ہے جو مرکب ہو موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ سے اور ثانی قسم وہ ہے جو مرکب ہو موجبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ سے اور ان دونوں قسموں کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کیا ہے اپنے قول و مع السالبة الکلیة کیساتھ یعنی تا کہ نتیجہ دیں دو موجبہ سالبہ کلیہ اور تیسری قسم وہ ہے جو مرکب ہو موجبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ سے جیسا کہ کہا ہے مصنفؒ نے او الکلیة مع الجزئیة یعنی موجبہ کلیہ سالبہ جزئیہ کیساتھ مل کر۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل ثالث کی ضروب منتجہ کو بیان کرنا ہے

تشریح:۔ شکل ثالث کے نتیجہ دینے والی شرائط کا جب لحاظ کیا جاتا ہے تو نتیجہ دینے والی ضربیں صرف چھ بچتی ہیں پہلی چار ضربیں صغری موجبہ کلیہ کیساتھ چاروں کبری (موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ) ملائے جائیں

﴿۵﴾ صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ

Marfat.com

﴿۶﴾ صغری موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ۔

شکل ثالث یہ جو چھ ضربیں منتجہ ہیں ان کا نتیجہ ہمیشہ جزئیہ نہیں آئے گا ہاں البتہ تین ضربوں کا نتیجہ موجبہ جزئیہ اور تین ضربوں کا سالبہ جزئیہ آتا ہے پہلے ان تین ضربوں کو بیان کیا جاتا ہے کہ جن کا نتیجہ موجبہ جزئیہ آتا ہے

(۱) پہلی ضرب:۔ صغری موجبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ جیسے بعض ج ب و کل ج آ (نتیجہ) بعض ب آ (یہ ضرب نقشے میں پہلے نمبر پر ہے)

(۲) دوسری ضرب:۔ صغری موجبہ کلیہ اور کبری بھی موجبہ کلیہ ہو جیسے کل ج ب و کل ج آ (نتیجہ) بعض ب آ

ان دوضربوں کی طرف ماتن نے اپنی عبارت لینتج الموجبتان (ای الصغری) مع الموجبة الکلیة (ای لکبری) میں اشارہ کیا (یہ ضرب نقشے میں پانچویں نمبر پر ہے)

(۳) تیسری ضرب:۔ دوسری ضرب کا عکس ہے کہ صغری موجبہ کلیہ اور کبری موجبہ جزئیہ ہو جیسے کل ج ب و بعض ج آ فبعض ب آ (یہ ضرب نقشے میں دوسرے نمبر پر ہے)

باقی تین ضربیں کہ جن میں نتیجہ سالبہ جزئیہ آتا ہے ان میں سے

(۴) چوتھی ضرب:۔ جو کہ مرکب ہو صغری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے اور نتیجہ سالبہ جزئیہ سے جیسے کل انسان حیوان و لا شئی من الانسان بفرس (نتیجہ) بعض الحیوان لیس بفرس (یہ ضرب نقشے میں تیسرے نمبر پر ہے)

(۵) پانچویں ضرب:۔ جو کہ مرکب ہو موجبہ جزئیہ صغری اور سالبہ کلیہ سے جیسے بعض الحیوان انسان لاشئی من الحیوان بحمار (نتیجہ) بعض الانسان لیس بحمار یہاں جانب مخالف کا اعتبار نہیں (یہ ضرب نقشے میں ساتویں نمبر پر ہے)

ان دونوں ضربوں کی طرف ماتنؒ نے اپنی عبارت مع السالبة الکلیة (ای لینتج الموجبتان السالبة الکلیة) میں اشارہ کیا ہے۔

(۶) چھٹی ضرب:۔ جو کہ مرکب ہو موجبہ کلیہ صغری اور سالبہ جزئیہ کبری سے جیسے کل انسان حیوان وبعض الانسان لیس بفرس (نتیجہ) بعض الحیوان لیس بفرس (یہ ضرب نقشے میں چوتھے نمبر پر ہے)

شکل ثالث کی تفصیل اگلے صفحے پر نقشہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

نقشہ شکل ثالث

نمبر	صغری	کبری	نتیجہ	مثال صغری	مثال کبری	مثال نتیجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	کل انسان ناطق	کل انسان حیوان	بعض الناطق حیوان
۲	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	کل انسان ناطق	بعض الانسان حیوان	بعض الناطق حیوان
۳	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	کل انسان ناطق	لاشئ من الانسان بحجر	بعض الناطق لیس بحجر
۴	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	کل انسان ناطق	بعض الانسان لیس بحیوان	بعض الناطق لیس بحیوان
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض الانسان حیوان	کل انسان ناطق	بعض الحیوان ناطق
۶	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۷	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض الانسان حیوان	لاشئ من الانسان بحجر	بعض الحیوان لیس بحجر
۸	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۰	سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۱	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۲	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۴	سالبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	×	×	×	×
۱۵	سالبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	×	×	×	×
۱۶	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	×	×	×	×

☆ شرائط شکل ثالث ☆

(۱) ایجاب صغری (۲) کلیۃ احد المقدمتین (۳) فعلیۃ صغری ضروب منتجہ (۶) اور ضروب عقیمہ (۱۰)

Marfat.com

قَوْلُهٗ بِالْخَلْفِ :يَعْنِی بَيَانُ اِنْتَاجِ هٰذِهِ الضُّرُوْبِ لِهٰذِهِ النَّتَائِجِ اَمَّا بِالْخَلْفِ وَهُوَهٰهُنَا اَنْ يُّؤْخَذَ نَقِيْضَ النَّتِيْجَةِ وَيُجْعَلُ لِكُلِّيَتِهٖ كُبْرٰى وَصُغْرٰى الْقِيَاسُ لِاِيْجَابِهٖ صُغْرٰى لِيُنْتِجَ مِنَ الشَّكْلِ الْاَوَّلِ مَايُنَافِي الْكُبْرٰى وَهٰذَا يَجْرِىْ فِي الضُّرُوْبِ كُلِّهَا وَاِمَّابِعَكْسِ الصُّغْرٰى لِيَرْجِعَ اِلَى الشَّكْلِ الْاَوَّلِ وَذٰلِكَ حَيْثُ يَكُوْنُ الْكُبْرٰى كُلِّيَّةً كَمَافِي الضَّرْبِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِيْ وَالرَّابِعِ وَالْخَامِسِ وَاِمَّا بِعَكْسِ الْكُبْرٰى لِيَصِيْرَشَكْلاً رَابِعًا ثُمَّ عَكْسُ التَّرْتِيْبِ لِيَرْتَدَّ شَكْلًا اَوَّلًا وَيُنْتِجُ نَتِيْجَةً ثُمَّ يُعْكَسُ هٰذِهِ النَّتِيْجَةُ فَاِنَّهٗ الْمَطْلُوْبُ وَذٰلِكَ حَيْثُ يَكُوْنُ الْكُبْرٰى مُوْجِبَةً لِيَصْلَحَ عَكْسُهٗ صُغْرَى الشَّكْلِ الْاَوَّلِ وَيَكُوْنُ الصُّغْرٰى كُلِّيَةً لِيَصْلَحَ كُبْرٰى لَهٗ كَمَافِي الضَّرْبِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ لَاغَيْرَ۔

ترجمہ: یعنی ان اقسام کے یہ نتائج دینے کا بیان یا تو دلیل خلفی کے ساتھ ہے (اور وہ دلیل خلفی) یہاں یہ ہے کہ لے لیا جائے نتیجے کی نقیض کو اور بنا دیا جائے اس کو کلی ہونے کی وجہ سے کبری اور قیاس کے صغری کو اس کے موجبہ ہونے کی وجہ سے صغری تا کہ وہ شکل اول سے نتیجہ دے ایسا جو منافی ہو کبری کیا اور یہ (دلیل) تمام اقسام میں جاری ہے اور یا صغری کے عکس کے ساتھ تا کہ وہ شکل اول کی طرف لوٹ جائے اور یہ اس وقت ہوگا جب کبری کلیہ ہو جیسا کہ پہلی دوسری چوتھی اور پانچویں قسم میں ہے اور یا کبری کے عکس کے ساتھ تا کہ وہ شکل رابع بن جائے پھر عکس کیا جائے گا ترتیب کا تا کہ شکل اول ہو کر لوٹ آئے اور کوئی نتیجہ دے پھر اس نتیجہ کا عکس کیا جائے گا پس بلاشبہ وہ مطلوب ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب کبری موجبہ ہو تا کہ اس کا عکس صلاحیت رکھے شکل اول کے صغری ہونے کی اور صغری کلیہ ہو تا کہ وہ صلاحیت رکھے شکل اول کے کبری ہونے کی جیسا کہ پہلی اور تیسری قسم میں ہوتا ہے نہ کہ اس کے غیر میں۔

غرض شارح: ۔اس قول کی غرض شکل ثالث کے نتیجہ کے منوانے کے دلائل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: ۔شکل ثالث کے نتیجہ منوانے کی منطقیوں کے پاس تین دلیلیں ہیں۔

(ا) پہلی دلیل: ۔ان میں سے پہلی دلیل خلفی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا نتیجہ شکل ثالث مان لو ورنہ اس کی نقیض کو مانو شکل ثالث میں نتیجہ چونکہ ہمیشہ جزئیہ ہوتا ہے مواس کی نقیض ہمیشہ ہمیشہ کلیہ آئے گی اس لئے اب اس نقیض کو ہم شکل اول کا کبری

Marfat.com

بنائیں گے اور شکل ثالث کے صغری کو بوجہ اس کے موجبہ ہونے کے شکل اول کا صغری بنائیں گے اب یہ شکل اول بن جائے گی اس سے وہ نتیجہ حاصل ہوگا جو شکل ثالث کے کبری کے مخالف ہوگا یہ خرابی مخالفت کی ہماری نقیض کو ماننے سے لازم آتی ہے ورنہ شکل ثالث کا کبری تو مفروض الصدق ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ نقیض کا ماننا درست نہیں بلکہ عکس صحیح ہے اور یہ دلیل خلفی شکل ثالث کی تمام ضربوں کی جاری ہوتی ہے۔

(۲) دوسری دلیل:۔ شکل ثالث کے صغری کا عکس کریں گے چونکہ شکل ثالث میں حد اوسط موضوع فی المقدمتین ہوتی ہے جب صغری کا عکس کریں گے تو وہ حد اوسط محمول فی اصغری ہوجائے گی اور یہ شکل اول خود بخود تیار ہوجائے گی اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ بعینہ شکل ثالث والا نتیجہ ہوگا اس سے یہ معوم ہوا کہ نتیجہ ہمارا صحیح ہے۔ اور دوسری دلیل وہاں چلتی ہے جہاں کبری کلیہ ہو کیونکہ اس کو شکل اول کا کبری بنانا پڑتا ہے اس لئے یہ دلیل ضرب اول، ثانی، رابع، خامس میں جاری ہوگی کیونکہ ان میں کبری کلیہ ہوتا ہے اور اس کا عکس بھی آتا ہے۔

(۳) تیسری دلیل:۔ شکل ثالث کے کبری کا عکس کریں گے تو اس وقت حد اوسط محمول فی الکبری ہوجائے گی اور صغری میں یہ پہلے سے موضوع ہے یہ شکل رابع بن جائے گی پھر اس میں عکس ترتیب کریں گے عکس شدہ کبری کو شکل اول کا صغری اور صغری کو کبری بنائیں گے تو اب یہ شکل اول بن اجائے گی اور اس سے ایک نتیجہ نکلے گا اس کا عکس جو ہوگا وہ شکل ثالث کے نتیجہ کے موافق ہوگا اس سے یہ معلوم ہوگا کہ ہمارا نتیجہ شکل ثالث کا صحیح تھا اور تیسری دلیل ان ضروب میں چلتی ہے جہاں کبری موجبہ میں ہوتا ہے کہ یہ شکل اول کا بوجہ موجبہ ہونے کے صغری بن سکے اور کبری کلیہ ہوتا ہے کہ شکل اول کا کا کبری بننے کی صلاحیت رکھے۔

قَوْلُهٗ وَفِي الرَّابِعِ : اَيْ يُشْتَرَطُ فِي اِنْتَاجِ الشَّكْلِ الرَّابِعِ بِحَسْبِ الْكَمِّ وَالْكَيْفِ اَحَدُ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا اِيْجَابُ الْمُقَدَّمَتَيْنِ مَعَ كُلِّيَةِ الصُّغْرٰى وَاِمَّا اخْتِلَافُ الْمُقَدَّمَتَيْنِ فِي الْكَيْفِ مَعَ كُلِّيَةِ اِحْدٰهُمَا وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ لَوْلَا اَحَدُهُمَا لَزِمَ اِمَّا اَنْ يَكُوْنَ الْمُقَدَّمَتَانِ سَالِبَتَيْنِ اَوْ مُوْجِبَتَيْنِ مَعَ كَوْنِ الصُّغْرٰى جُزْئِيَّةً اَوْ جُزْئِيَّتَيْنِ مُخْتَلِفَتَيْنِ فِي الْكَيْفِ وَعَلَى التَّقَادِيْرِ الثَّلَاثِ يَحْصُلُ الْاِخْتِلَافُ وَهُوَ دَلِيْلُ الْعُقْمِ اِمَّا عَلَى الْاَوَّلِ فَلِاَنَّ الْحَقَّ فِي قَوْلِنَا لَاشَيْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ وَلَاشَيْءَ مِنَ النَّاطِقِ بِحَجَرٍ هُوَ الْاِيْجَابُ

Marfat.com

وَلَوْقُلْنَا لَاشَیْءَ مِنَ الْفَرَسِ بِحَجَرٍ کَانَ الْحَقُّ السَّلْبَ وَاَمَّا عَلَی الثَّانِیْ فَلِاَنَّا اِذَا قُلْنَا بَعْضُ الْحَیْوَانِ اِنْسَانٌ وَکُلُّ نَاطِقٍ حَیْوَانٌ کَانَ الْحَقُّ الْاِیْجَابَ وَلَوْقُلْنَا کُلُّ فَرَسٍ حَیْوَانٌ کَانَ الْحَقُّ السَّلْبَ

وَاَمَّا عَلَی الثَّالِثِ فَلِاَنَّ الْحَقَّ فِیْ قَوْلِنَا بَعْضُ الْحَیْوَانِ اِنْسَانٌ وَبَعْضُ الْجِسْمِ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ هُوَ الْاِیْجَابُ وَلَوْقُلْنَا بَعْضُ الْحَجَرِ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ کَانَ الْحَقُّ السَّلْبَ ثُمَّ اِنَّ الْمُصَنِّفَ لَمْ یَتَعَرَّضْ اَیْضًا لِنَتَائِجِ لِاِخْتِلَاطَاتِ الْحَاصِلَةِ مِنَ الْمُوَجَّهَاتِ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْاَشْکَالِ الْاَرْبَعَةِ لِطُوْلِ الْکَلَامِ فِیْهَا وَتَفْصِیْلُهَا مَوْکُوْلٌ اِلٰی مُطَوَّلَاتِ هٰذَا الْفَنِّ۔

ترجمہ:۔ یعنی شرط لگائی جاتی ہے شکل رابع کے نتیجہ دینے میں باعتبار کم اور کیف کے دو چیزوں میں سے ایک کی یا تو موجبہ ہونا دونوں مقدموں کا ساتھ کلیہ کے صغری ہونے کے اور یا مختلف ہونا دونوں مقدموں کا کیف میں ساتھ ان میں سے ایک کے کلیہ ہونے کے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر ان (شرطوں) میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو لازم آئے گا یا تو دونوں مقدموں کا سالبہ یا موجبہ ہونا صغری کے جزئیہ ہونے کیساتھ یا (لازم آئے گا) دونوں کا جزئیہ ہونا جو کیف میں مختلف ہوں تینوں تقدیروں پر اختلاف حاصل ہوگا اور وہ (اختلاف) بانجھ ہونے کی دلیل ہے بہر حال پہلی تقدیر پر پس اس لئے کہ حق ہمارے قول لاشئی من الحجر بانسان الخ میں وہ موجبہ ہوتا ہے اور اگر ہم کہیں لا شیی من الفرس بحجر تو حق سالبہ ہوتا ہے بہر حال دوسری تقدیر پر پس اس لئے کہ جب ہم کہیں بعض الحیوان انسان و کل ناطق حیوان تو حق موجبہ ہوتا ہے اور اگر ہم کہیں کل فرس حیوان تو حق سالبہ ہوتا ہے۔

بہر حال تیسری تقدیر پر پس اس لئے کہ حق ہمارے قول بعض الحیوان انسان وبعض الجسم الخ میں وہ موجبہ ہوتا ہے اور اگر ہم کہیں بعض الحجر لیس بحیوان تو حق سالبہ ہوتا ہے پھر بیشک مصنفؒ نہیں در پے ہوئے قسم رابع کے باعتبار جہت کے شرائط کو بیان کرنے بوجہ اس شکل نے تھوڑا اعتبار کرنے کے طبیعت سے زیادہ دور ہونے کی وجہ سے اور نیز نہیں در پے ہوئے ان اختلافات کے نتائج کے جو موجہات سے حاصل ہونے والے ہیں اشکال اربعہ میں سے کسی شکل میں اس میں کلام کے لمبا ہونے کی وجہ سے اور اسکی تفصیل فن کی لمبی کتابوں کے سپرد ہے۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل رابع کی ضروب نتیجہ کو بیان کرنا ہے اور شکل رابع کی نتیجہ دینے والی شرائط کے دلائل کو

Marfat.com

بیان کرنا ہے۔

تشریح: شکل رابع میں نتیجہ دینے والی ضربیں آٹھ ہیں اور شکل رابع میں نتیجہ دینے کے لئے دو امر شرط ہیں جن کو مانعۃ الخلو کے طریقے پر ذکر کیا جاتا ہے

(۱) پہلا امر: تو یہ ہے کہ دونوں مقدمے موجبہ ہوں اور صغری کلیہ ہو۔

(۲) دوسرا امر: یا مقدمتین مختلف ہوں لیکن ان میں سے کوئی ایک کلیہ ہو ان دو امروں میں سے کوئی ایک امر پایا جائے گا یا دونوں پائے جائیں گے تو نتیجہ نکلے گا اگر یہ دونوں امر اٹھ جائیں تو پھر ان کے اٹھ جانے کی تین صورتیں نکلیں گی

(۱) مقدمتین سالبہ ہوں اور صغری موجبہ جزئیہ ہو

(۲) مقدمتین موجبہ ہوں اور صغری جزئیہ ہو

(۳) مقدمتین مختلف ہوں کیف میں لیکن جزئیہ ہوں۔

یہ تین صورتیں جو اٹھ جانے والی نکلی ہیں ان تینوں صورتوں میں نتیجہ صحیح نہیں نکلے گا بلکہ اختلاف لازم پایا جائے گا کہ کبھی تو نتیجہ موجبہ ہو کر سچا آئے گا اور کبھی سالبہ ہو کر سچا آئے گا اور یہ نتیجہ کا اختلاف شکل کے بانجھ (عقیم) ہونے کی دلیل ہے۔

(۱) پہلی صورت: نتیجہ کے اختلاف والی یہ ہے کہ دونوں مقدمتین سالبہ ہوں جیسے لاشئی من الحجر بانسان ولاشئی من الناطق بحجر اس وقت نتیجہ موجبہ بعض الانسان ناطق سچا آئے گا اور اگر کبری میں تھوڑی سی تبدیلی کردیں کہ لاشئی من الناطق بحجر کی جگہ لاشئی من الفرس بحجر کہہ دیں تو اس وقت نتیجہ سالبہ لاشئی من الانسان بفرس سچا آئے گا

(۲) دوسری صورت: اختلاف کی موجبہ سے اختلاف نتیجہ لازم آئے جیسے بعض الحیوان انسان و کل ناطق حیوان اس وقت نتیجہ موجبہ بعض الانسان حیوان سچا ہے دوسری جانب کی نفی نہیں اور اگر یہاں کبری میں تبدیلی کر کے کل فرس حیوان کہیں تو اس وقت نتیجہ سالبہ لاشئی من الانسان بفرس سچا آئے گا۔

(۳) تیسری صورت: اختلاف نتیجہ کی جب مقدمتین جزئیہ مختلف فی الکیف ہوں جیسے بعض الحیوان انسان وبعض الجسم لیس بحیوان اس وقت موجبہ بعض الانسان جسم سچا ہے دوسرے بعض کی نفی نہیں اور اگر کبری میں تبدیلی کر کے بعض الحجر لیس بحیوان کہہ دیں تو اب سالبہ بعض الانسان لیس بحجر سچا آئے گا۔

****

Marfat.com

شکل رابع کے لیے تفتازانیؒ صاحب نے اب دو امروں میں سے ایک امر کو اس لیے شرط لگایا تا کہ اختلاف نتیجہ لازم نہ آئے جیسا کہ تفسیر سے گزرا۔ علامہ تفتازانیؒ نے شکل رابع میں جہت کے اعتبار سے شرائط کو بیان نہیں کیا اس کی وجہ یزدی نے بیان کی ہے کہ اول تو اس لیے نہیں بیان کیا کہ اس نے اس کا اعتبار ہی نہیں کیا یا اس لیے نہیں بیان کیا کہ شکل نہایت مشکل اور عقل وفہم سے بہت دور ہے اس کی طرف کم احتیاطی ہوتی ہے بنسبت باقی تین شکلوں کے دراصل اسی شکل میں جہت کے اعتبار سے تقریباً پانچ شرطیں ہیں جن کا ذکر شرح مطالع میں ہے۔

اسی طرح تفتازانیؒ نے قضایا موجہات کے بعض کو بعض کیساتھ ملا کر قیاس تیار کر کے نتیجہ نکالنے کے شرائط کو بھی اس لیے بیان نہیں کیا کہ ان میں بہت زیادہ تفصیل تھی یہ چھوٹی سی کتاب اس کی گنجائش نہیں رکھتی تھی تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے فانظر هناك ۔

قَوْلُهٗ لِيَنْتِجَ : اَلضُّرُوْبُ الْمُنْتِجَةُ فِيْ هٰذَا الشَّكْلِ بِحَسْبِ اَحَدِ الشَّرْطَيْنِ السَّابِقَيْنِ ثَمَانِيَةٌ حَاصِلَةٌ مِنْ ضَمِّ الصُّغْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَةِ مَعَ الْكُبْرِيَاتِ الْاَرْبَعِ وَالصُّغْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَةِ مَعَ الْكُبْرٰى السَّالِبَةِ الْكُلِّيَةِ وَضَمِّ الصُّغْرَيَيْنِ السَّالِبَتَيْنِ الْكُلِّيَةِ وَالْجُزْئِيَّةِ مَعَ الْكُبْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَةِ وَضَمِّ كُلِّيَتِهَا اَيِ الصُّغْرٰى السَّالِبَةِ الْكُلِّيَةِ مَعَ الْكُبْرٰى الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَةِ فَالْاَوَّلَانِ مِنْ هٰذِهِ الضُّرُوْبِ وَهُمَا الْمُؤَلَّفُ مِنْ مُوْجِبَتَيْنِ كُلِّيَتَيْنِ وَالْمُؤَلَّفُ مِنْ مُوْجِبَةٍ كُلِّيَةٍ صُغْرٰى، وَمُوْجِبَةٍ جُزْئِيَةٍ كُبْرٰى يَنْتِجَانِ مُوْجِبَةً جُزْئِيَةً وَالْبَوَاقِيْ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَى السَّلْبِ تَنْتِجُ سَالِبَةً جُزْئِيَةً فِيْ جَمِيْعِهَا اِلَّا فِيْ ضَرْبٍ وَاحِدٍ وَهُوَ الْمُرَكَّبُ مِنْ صُغْرٰى سَالِبَةٍ كُلِّيَةٍ وَكُبْرٰى مُوْجِبَةٍ كُلِّيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْتِجُ سَالِبَةً كُلِّيَةً

وَفِيْ عِبَارَةِ الْمُصَنِّفِ تَسَامُحٌ حَيْثُ اَوْهَمَ اَنَّ مَا سِوَى الْاَوَّلَيْنِ مِنْ هٰذِهِ الضُّرُوْبِ يَنْتِجُ السَّلْبَ الْجُزْئِيَّ وَلَيْسَ كَذَالِكَ كَمَا عَرَفْتَ وَلَوْ قُدِّمَ لَفْظُ مُوْجِبَةٍ عَلٰى جُزْئِيَةٍ لَكَانَ اَوْلٰى وَالتَّفْصِيْلُ هٰهُنَا اَنَّ ضُرُوْبَ هٰذَا الشَّكْلِ ثَمَانِيَةٌ الْاَوَّلُ مِنْ مُوْجِبَتَيْنِ

Marfat.com

كُلِّيَتَيْنِ وَالثَّانِي مِنْ مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ صُغْرٰى وَمُوْجِبَةٍ جُزْئِيَةٍ كُبْرٰى يَنْتِجَانِ مُوْجِبَةً جُزْئِيَةً وَالثَّالِثُ مِنْ صُغْرٰى سَالِبَةٍ كُلِّيَّةٍ وَكُبْرٰى مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ لِيَنْتِجَ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَالرَّابِعُ عَكْسُ ذٰلِكَ وَالْخَامِسُ مِنْ صُغْرٰى مُوْجِبَةٍ جُزْئِيَةٍ وَكُبْرٰى سَالِبَةٍ كُلِّيَةٍ وَالسَّادِسُ مِنْ سَالِبَةٍ جُزْئِيَةٍ صُغْرٰى وَمُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ كُبْرٰى وَالسَّابِعُ مِنْ مُوْجِبَةٍ كُلِّيَّةٍ صُغْرٰى وَسَالِبَةٍ جُزْئِيَةٍ كُبْرٰى وَالثَّامِنُ مِنْ سَالِبَةٍ كُلِّيَّةٍ صُغْرٰى وَمُوْجِبَةٍ جُزْئِيَةٍ كُبْرٰى وَهٰذِهِ الضُّرُوْبُ الْخَمْسَةُ الْبَاقِيَةُ تَنْتِجُ سَالِبَةً جُزْئِيَةً فَاحْفَظْ هٰذَا التَّفْصِيْلَ فَإِنَّهٗ نَافِعٌ فِيْمَا سَيَجِيْءُ

ترجمہ:۔ جواقسام اس شکل میں سابقہ دوشرطیوں میں سے کسی ایک کے مطابق نتیجہ دینے والی ہیں وہ آٹھ ہیں جو حاصل ہونے والی ہیں صغری موجبہ کلیہ کو چاروں کبروں کے ساتھ ملانے سے اور صغری موجبہ جزئیہ کو کبری سالبہ کلیہ کے ساتھ ملانے سے اور دوصغری سالبہ کلیہ وجزئیہ کو کبری موجبہ کلیہ کے ساتھ ملانے سے اور صغری سالبہ کلیہ کو کبری موجبہ جزئیہ کے ساتھ ملانے سے پس ان آٹھ اقسام میں سے پہلے دو اور وہ دو ایسے ہیں جو دو موجبہ کلیہ سے مرکب ہیں اور موجبہ کلیہ صغری اور موجبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہیں نتیجہ دیتے ہیں موجبہ جزئیہ باقی جو سلب پر مشتمل ہیں ان کا نتیجہ سالبہ جزئیہ آتا ہے تمام اقسام میں مگر ایک قسم میں اور وہ قسم وہ ہے جو مرکب ہو صغری سالبہ کلیہ سے پس بلاشبہ اس کا نتیجہ سالبہ کلیہ آتا ہے

اور مصنف کی عبارت میں تسامح ہے کیونکہ مصنف نے وھم کیا ہے کہ ان اقسام میں سے پہلی دوقسموں کے علاوہ جو اقسام ہیں وہ نتیجہ دیتی ہیں سلب جزئی حالانکہ اس طرح نہیں جیسا کہ تو پہچان چکا ہے اور اگر مصنف لفظ موجبہ کو جزئیہ پر مقدم کر دیتا تو بہتر ہوتا اور تفصیل یہاں یہ ہے کہ اس شکل کی اقسام آٹھ ہیں پہلی قسم دو موجبہ کلیہ سے مرکب ہے اور دوسری قسم موجبہ کلیہ صغری اور موجبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہے ان دونوں کا نتیجہ موجبہ جزئیہ آتا ہے اور تیسری قسم صغری سالبہ کلیہ اور کبری موجبہ کلیہ سے مرکب ہوتی ہے اس کا نتیجہ سالبہ کلیہ آتا ہے اور چوتھی قسم اس کا عکس ہے اور پانچویں قسم صغری موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ سے مرکب ہوتی ہے اور چھٹی قسم سالبہ جزئیہ صغری اور موجبہ جزئیہ کلیہ سے مرکب ہوتی ہے اور ساتویں قسم موجبہ کلیہ صغری اور سالبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہوتی ہے اور آٹھویں قسم سالبہ کلیہ صغری اور موجبہ جزئیہ کبری سے مرکب ہوتی ہے اور یہ باقی پانچ قسموں کا نتیجہ سالبہ جزئیہ آتا ہے پس تو اس تفصیل کو حفظ کر لے پس بلاشبہ یہ تفصیل نافع ہے ان باتوں میں جو عنقریب آرہی ہیں۔

****

Marfat.com

اغراض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل رابع کی ضروب منتجہ کو بیان کرنا ہے نیز وفی عبارۃ المصنف تسامح الخ سے یزدی صاحب ماتن پر اعتراض کر رہے ہیں

تشریح:۔ شکل رابع میں عقلی احتمالات نتیجہ دینے کے سولہ نکلتے ہیں لیکن جب ہم شکل رابع کی دو شرطوں میں سے ایک کا لحاظ کرتے ہیں تو پھر منتج ضربیں آٹھ رہتی ہیں پہلی چار ضربیں کہ صغری موجبہ کلیہ ہو اور اس کے چار کبری (موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ) ملائیں تو یہ چار ضربیں تیار ہونگی۔

(۵) پانچویں ضرب صغری موجبہ جزئیہ ہو اور کبری سالبہ کلیہ ہو (یہ ضرب نقشے میں ساتویں نمبر پر ہے)

(۶) چھٹی ضرب صغری سالبہ کلیہ ہو اور کبری موجبہ کلیہ (یہ ضرب نقشے میں نویں نمبر پر ہے)

(۷) ساتویں ضرب صغری سالبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ (یہ ضرب نقشے میں تیرہویں نمبر پر ہے)

(۸) آٹھویں ضرب صغری کلیہ اور کبری موجبہ جزئیہ (یہ ضرب نقشے میں دسویں نمبر پر ہے)

اس شکل کے نتیجے دینے والی ضروب مع الامثلہ تفصیل کے ساتھ اگلے صفحہ پر دیے گئے نقشہ میں ملاحظہ کریں

Marfat.com

نقشہ شکلِ رابع

نمبر	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثالِ صغریٰ	مثالِ کبریٰ	مثالِ نتیجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	کل انسان حیوان	کل ناطق انسان	بعض الحیوان ناطق
۲	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	کل انسان حیوان	بعض الاسود انسان	بعض الحیوان اسود.
۳	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	کل انسان حیوان	لاشئ من الفرس بانسان	بعض الحیوان لیس بفرس
۴	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	کل انسان حیوان	بعض الاسود لیس بانسان	بعض الحیوان لیس باسود
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	x	x	x	x
۶	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	x	x	x	x
۷	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض الانسان اسود	لاشئ من الفرس بانسان	بعض الاسود لیس بفرس
۸	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	x	x	x	x
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر	کل ناطق انسان	لاشئ من الحجر بناطق
۱۰	سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	لاشئ من الانسان بحجر	بعض الاسود انسان	بعض الحجر لیس باسود
۱۱	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	x	x	x	x
۱۲	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	x	x	x	x
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض الحیوان لیس باسود	کل انسان حیوان	بعض الاسود لیس بانسان
۱۴	سالبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	x	x	x	x
۱۵	سالبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	x	x	x	x
۱۶	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	x	x	x	x

☆شرائط شکل رابع☆ ایجاب المقدمتین مع کلیۃ صغری یا اختلاف المقدمتین فی الکیف مع کلیۃ احد المقدمتین

یعنی اگر (۱) مقدمتین سالبہ ہوں (۲) مقدمتین موجبہ مگر صغری جزئیہ ہو (۳) دونوں جزئیہ ہوں تو نتیجہ نہیں نکلے گا۔

ضروب نتیجہ (۸) ضروب عقیمہ (۸)

Marfat.com

نقشہ اشکال اربعہ صور صحیحہ وغیر صحیحہ

نمبر	صغری	کبری	شکل اول	شکل ثانی	شکل ثالث	شکل رابع
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	ص۱	غ	ص۱	ص۱
۲	//	موجبہ جزئیہ	غ	غ	ص۲	ص۲
۳	//	سالبہ کلیہ	ص۲	ص۱	ص۳	ص۳
۴	//	سالبہ جزئیہ	غ	غ	ص۴	ص۴
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	ص۳	غ	ص۵	غ
۶	//	موجبہ جزئیہ	غ	غ	غ	غ
۷	//	سالبہ کلیہ	ص۴	ص۲	ص۶	ص۵
۸	//	سالبہ جزئیہ	غ	غ	غ	غ
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	غ	ص۳	غ	ص۶
۱۰	//	موجبہ جزئیہ	غ	غ	غ	ص۷
۱۱	//	سالبہ کلیہ	غ	غ	غ	غ
۱۲	//	سالبہ جزئیہ	غ	غ	غ	غ
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	غ	ص۴	غ	ص۸
۱۴	//	موجبہ جزئیہ	غ	غ	غ	غ
۱۵	//	سالبہ کلیہ	غ	غ	غ	غ
۱۶	//	سالبہ جزئیہ	غ	غ	غ	غ

خلاصہ:۔ شرائط شکل اول:۔ ﴿۱﴾ ایجاب صغری ﴿۲﴾ کلیۃ کبریٰ :: ضروب نتیجہ ۴ ضروب عقیمہ ۱۲

شرائط شکل ثانی:۔ ﴿۱﴾ اختلاف المقدمتین فی الکیف ﴿۲﴾ کلیۃ کبریٰ :: ضروب نتیجہ ۴ ضروب عقیمہ ۱۲

شرائط شکل ثالث:۔ ﴿۱﴾ ایجاب صغریٰ ﴿۲﴾ کلیۃ احد المقدمتین :: ضروب نتیجہ ۶ ضروب عقیمہ ۱۰

شرائط شکل رابع:۔ ایجاب المقدمتین مع کلیۃ صغریٰ یا اختلاف المقدمتین فی الکیف مع کلیۃ احد المقدمتین

ضروب نتیجہ ۸ ضروب عقیمہ ۸

Marfat.com

شکل رابع کی ان آٹھ ضروب منتجہ میں سے، پہلی دو ضربیں (صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ اور صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ) ان کا نتیجہ موجبہ کلیہ آئے گا ان دو ضربوں کے علاوہ باقی تمام ضربیں یعنی چھ ضربیں سوا چھٹی ضرب کے جو کہ مرکب ہو سالبہ کلیہ صغری اور موجبہ کلیہ کبری سے ان کا نتیجہ بوجہ ان پانچ ضروب کے سلب پر مشتمل ہونے کے سالبہ جزئیہ آئے گا ہاں چھٹی ضرب کا نتیجہ سالبہ کلیہ آئے گا۔

وفی عبارة المصنف تسامح:۔اس عبارت میں یزدی صاحب ماتن پر اعتراض کررہے ہیں

اعتراض:۔ماتن نے متن میں جزئیہ موجبہ ان لم یکن بسلب والا فسالبۃ کی عبارت میں جو جزئیہ موجبہ کا لفظ کہا ہے اس کا یہ کہنا درست نہیں بلکہ اس کو موجبہ جزئیہ کہنا چاہیے تھا کیونکہ جزئیہ کی صورت میں پیچھے سے جب لی نتج الموجبتان کو ملائیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ پہلی دو ضربوں کے علاوہ باقی تمام ضربوں میں اگر حرف سلب ہو تو نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا اور اگر حرف سلب نہ ہو تو موجبہ جزئیہ نکلے گا اور یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ پہلی دو ضربوں کے علاوہ باقی چھ ضربوں میں سے سب کا نتیجہ سالبہ جزئیہ نہیں آتا بلکہ چھٹی ضرب کا نتیجہ سالبہ کلیہ آتا ہے علامہ یزدی کہتے ہیں کہ اس کو موجبہ جزئیہ کی عبارت کہنے چاہیے تھی کیونکہ پھر مطلب یہ نکلتا کہ تمام ضربوں میں جب حرف سلب نہ ہو تو نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا اگر حرف سلب ہو تو نتیجہ سالبہ آئے گا اس میں پھر تعمیم تھی کہ سالبہ کلیہ آئے جیسے ضرب سادس میں یا سالبہ جزئیہ آئے جیسے بقیہ ضروب خمسہ میں۔

قَوْلُهُ بِالْخَلْفِ: وَهُوَفِي هٰذَاالشَّكْلِ اَنْ يُّؤْخَذَ نَقِيْضُ النَّتِيْجَةِ وَيُضَمُّ اِلٰى اِحْدَى الْمُقَدَّمَتَيْنِ لِيَنْتِجَ مَايَنْعَكِسُ اِلٰى مَايُنَافِي الْمُقَدَّمَةَ الْاُخْرٰى وَذٰلِكَ الْخَلْفُ يَجْرِيْ فِي الضَّرْبِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِيْ وَالثَّالِثِ وَالرَّابِعِ وَالْخَامِسِ دُوْنَ الْبَوَاقِيْ وَقَالَ الْمُصَنِّفُ فِيْ شَرْحِ الشَّمْسِيَةِ بِجَرْيَانِ الْخَلْفِ فِي السَّادِسِ وَهٰذَاسَهْوٌ۔

ترجمہ:۔اور وہ (دلیل) اس شکل میں یہ ہے کہ لیا جائے گا نقیض نتیجہ کو اور اس کو ملایا جائے گا دو مقدموں میں سے کسی ایک کی طرف تاکہ وہ ایسا نتیجہ دے جس کا عکس وہ چیز آئے جو دوسرے مقدمے کے منافی ہو اور یہ دلیل خلفی پہلی، دوسری تیسری چوتھی اور پانچویں ضرب میں جاری ہوتی ہے نہ کہ باقیوں میں اور مصنفؒ نے شرح شمسیہ میں دلیل خلفی کی چھٹی ضرب میں جاری ہونے کا قول کیا ہے اور وہ سہو ہے۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل رابع کے نتیجہ ثابت کرنے کے دلائل میں سے ایک دلیل یعنی دلیل خلفی کو بیان کرنا ہے۔

Marfat.com

تشریح:۔شکل رابع کے نتیجہ منوانے کے پانچ دلائل ہیں ان میں پہلی دلیل دلیل خلفی ہے اس قول میں اسی دلیل خلفی کو بیان کریں گے اور آگے بالترتیب ہر ایک قول میں ایک ایک دلیل کو بیان کریں گے پانچ قولوں میں پانچوں دلائل ذکر کریں گے۔دلیل خلفی کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے نتیجہ کو مان لو ورنہ اس کی نقیض کو مانو جب نقیض مان لیں گے تو نقیض کو اصل کیساتھ ملا کر نتیجہ نکالیں گے اور نتیجہ محال لازم آئے گا اور یہ محال نقیض ماننے سے لازم آیا جیسا کہ آپ تکرار کے ساتھ اس سے پہلے دیکھ چکے ہیں۔لیکن یہ دلیل خلفی ضروب نتیجہ میں سے صرف پہلی دوسری، تیسری چوتھی اور پانچویں ضرب میں جاری ہوتی ہے باقیوں میں جاری نہیں ہوتی شارح فرماتے ہیں کہ علامہ تفتازانیؒ نے اپنی کتاب شرح شمسیہ یہ دلیل خلفی چھٹی ضرب میں جاری ہونے کا قول کیا ہے لیکن وہ درست نہیں۔

قَوْلُهٗ اَوْ بِعَكْسِ التَّرْتِيْبِ: وَذٰلِكَ اِنَّمَا يَجْرِيْ حَيْثُ يَكُوْنُ الْكُبْرٰى مُوْجِبَةً وَالصُّغْرٰى كُلِّيَّةً وَالنَّتِيْجَةُ مَعَ ذٰلِكَ قَابِلَةٌ لِلْاِنْعِكَاسِ كَمَا فِي الْاَوَّلِ وَالثَّانِيْ وَالثَّالِثِ وَالثَّامِنِ اَيْضًا اِنِ انْعَكَسَتِ السَّالِبَةُ الْجُزْئِيَّةُ كَمَا اِذَا كَانَتْ اِحْدَى الْخَاصَّتَيْنِ دُوْنَ الْبَوَاقِيْ۔

ترجمہ:۔اور یہ (دلیل) سوا اس کے نہیں جاری ہوتی ہے جب کہ کبری موجبہ ہو اور صغری کلیہ ہو اور نتیجہ اس کے ساتھ عکس کو قبول کرنے والا ہو جیسا کہ پہلی دوسری، تیسری اور آٹھویں قسم میں بھی اگر اس کا عکس سالبہ جزئیہ آئے جیسا کہ جب وہ دو خاصہ میں سے ایک نہ کہ باقی۔

غرض شارح:۔اس قول کی غرض شکل رابع کے نتیجہ ثابت کرنے کے دلائل میں سے دوسری دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔شکل رابع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کی یہ دوسری دلیل ہے کہ شکل رابع کے مقدمات کی ترتیب کو بدل دیا جائے اس طرح یہ شکل اول بن جائے گی پھر نتیجہ نکالنے کے بعد نتیجہ کا عکس نکال لیا جائے لیکن یہ دلیل صرف ان ضروب میں جاری ہوگی جہاں یہ شکل اول بن جائے گی پھر نتیجہ نکالنے کے بعد نتیجہ کا عکس نکال لیا جائے لیکن یہ دلیل صرف ان ضروب میں جاری ہوگی جہاں کبری موجبہ ہو اور صغری کلیہ ہوتا کہ شکل اول بنانے کے بعد شکل کی شرائط یعنی ایجاب صغری اور کلیۃ کبری پائی جائیں اور پھر نتیجہ بھی ایسا ہو جو عکس کو قبول کرنے والا ہو سالبہ جزئیہ نہ ہو اگر سالبہ جزئیہ ہو تو پھر خاصتین میں سے ہو جیسا کہ پہلے گزرا ہے کیونکہ خاصتین کے علاوہ سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا اور یہ دلیل صرف پہلی، دوسری۔تیسری اور آٹھویں ضرب میں جاری

Marfat.com

ہوگی باقیوں میں نہیں۔

قَوْلُهُ اَوْبِعَكْسِ الْمُقَدَّمَتَيْنِ :فَيَرْجِعُ اِلَى الشَّكْلِ الْاَوَّلِ وَلَا يَجْرِىْ اِلَّاحَيْثُ يَكُوْنُ الصُّغْرٰى مُوْجِبَةً وَالْكُبْرٰى سَالِبَةً لِتَنْعَكِسَ اِلَى الْكُلِّيَّةِ كَمَافِى الرَّابِعِ وَالْخَامِسِ لَاغَيْرَ۔

ترجمہ:۔ پس یہ لوٹ جائے گی شکل اول کی طرف اور نہیں جاری ہوگی مگر جہاں صغری موجبہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہوتا کہ اس کا عکس کلیہ آئے جیسا کہ چوتھی اور پانچویں قسم میں ہے نہ کہ ان کے علاوہ میں۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل رابع کے نتیجہ ثابت کرنے کے دلائل میں سے تیسری دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ شکل رابع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کی یہ تیسری دلیل ہے۔وہ یہ ہے کہ شکل رابع کے دونوں مقدمتین کا الگ الگ عکس نکالا جائے جس سے وہ شکل اول بن جائے گی لیکن یہ دلیل صرف وہاں جاری ہوگی جہاں صغری موجبہ ہواور کبری سالبہ کلیہ ہو تاکہ شکل اول بن سکے اور کلیہ کبری والی شرط پائی جائے اور یہ بات صرف چوتھی اور پانچویں ضرب میں ہے باقیوں میں یہ دلیل جاری نہ ہوگی۔

قَوْلُهُ اَوْبِالرَّدِّ اِلَى الثَّانِىْ: وَلَايَجْرِىْ اِلَّاحَيْثُ يَكُوْنُ الْمُقَدَّمَتَانِ مُخْتَلِفَتَيْنِ فِى الْكَيْفِ وَالْكُبْرٰى كُلِّيَّةً وَالصُّغْرٰى قَابِلَةً لِلْاِنْعِكَاسِ كَمَا فِى الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ وَالْخَامِسِ وَالسَّادِسِ اَيْضًا اِنْ اِنْعَكَسَتِ السَّالِبَةُ الْجُزْئِيَّةُ لَاغَيْرَ۔

ترجمہ:۔ اور یہ (دلیل) نہیں جاری ہوتی سی جگہ مگر جہاں دونوں مقدمے کیف میں مختلف ہوں اور کبری لیہ ہواور صغری عکس کو قبول کرنے والا ہو جیسا کہ تیسری چوتھی، پانچویں اور چھٹی قسم میں بھی ہے اگر اس کا عکس سالبہ جزئیہ آئے نہ کہ اس کے علاوہ۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل رابع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کے دلائل میں سے چوتھی دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ شکل رابع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کی یہ چوتھی دلیل ہے۔وہ یہ ہے کہ شکل رابع کو شکل ثانی میں تبدیل کردیا جائے اس طرح کے شکل رابع کے صغری کا عکس نکالا جائے تو وہ شکل ثانی بن جائے گی لیکن یہ دلیل بھی صرف وہاں جاری ہوگی جہاں کبری کا عکس بھی آتا ہے اور شکل ثانی کی شرائط بھی پائی جائیں اس لئے یہ دلیل صرف وہاں جاری ہوگی جہاں دونوں مقدمے

Marfat.com

کیف میں مختلف ہوں اور کبری کلیہ ہو اور صغری عکس کو قبول کرنے والا ہو اور یہ بات صرف تیسری چوتھی پانچویں اور چھٹی ضرب میں پائی جاتی ہے باقیوں میں نہیں۔

قَوْلُهُ بِعَكْسِ الْكُبْرٰى: وَلَا يَجْرِىْ اِلَّا حَيْثُ يَكُوْنُ الصُّغْرٰى مُوْجِبَةً وَّالْكُبْرٰى قَابِلَةً لِّلْاِنْعِكَاسِ وَيَكُوْنُ الصُّغْرٰى اَوْعَكْسُ الْكُبْرٰى كُلِّيَةً وَهٰذَا الْاٰخِيْرُ لَازِمٌ لِّلْاَوَّلَيْنِ فِیْ هٰذَا الشَّكْلِ فَتَدَبَّرْ وَذٰلِكَ كَمَا فِى الْاَوَّلِ وَالثَّانِىْ وَالرَّابِعِ وَالْخَامِسِ وَالسَّابِعِ اَيْضًا اِنْ اِنْعَكَسَ السَّلْبُ الْجُزْئِىُّ دُوْنَ الْبَوَاقِىْ۔

ترجمہ:۔ اور یہ (دلیل) نہیں جاری ہوتی کسی جگہ مگر جہاں صغری موجبہ ہو اور کبری عکس کو قبول کرنے والا ہو اور صغری یا عکس کبری کلیہ ہو اور یہ آخری (شرط) اس شکل میں پہلی دو کو لازم ہے پس غور و فکر سے کام لے اور یہ جیسا کہ پہلی ،دوسری، چوتھی، پانچویں اور ساتویں قسم میں بھی ہے اگر اس کا عکس سالبہ جزئیہ ہو نہ کہ باقی۔

غرض شارح:۔ اس قول کی غرض شکل رابع کے نتیجہ ثابت کرنے کے دلائل میں سے پانچویں دلیل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:۔ شکل رابع کے نتیجہ کو ثابت کرنے کی یہ پانچویں دلیل ہے وہ یہ ہے کہ شکل رابع کے کبری کا عکس نکالا جائے اس سے شکل رابع شکل ثالث بن جائے گی لیکن یہ دلیل صرف وہاں جاری ہوگی جہاں شکل ثالث کی شرائط پائی جائیں گی یعنی جہاں صغری موجبہ ہو اور کبری عکس کو قبول کرنے والا ہو اور صغری یا عکس کبری کلیہ ہو اس لئے یہ دلیل صرف پہلی ،دوسری، چوتھی ،پانچویں اور ساتویں ضرب میں جاری ہوگی باقیوں میں نہیں۔

والله اعلم بالصواب وعلمه اتم واحکم

تمت بحمدالله الذی بنعمته تتم الصالحات

والحمد لله علی التمام والصلوة والسلام علی خیر الانام (صلی الله علیه وسلم)

Marfat.com

ہماری دیگر مطبوعات

إدارہ اشاعت اُلخیر

بیرون بوہڑ گیٹ مُلتان

061-4514929,0322-6748121